عمران سیریز
خاص نمبر
ہاٹ ورلڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ہاٹ ورلڈ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہودیوں کی مسلم دشمنی اب اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ ان کی ساری توانائیاں، ساری دولت اور ساری جدوجہد دنیا بھر میں موجود مسلمانوں کے خاتمے کی خواہش کا روپ دھار چکی ہے۔ ان کے تمام منصوبے اسی ازلی دشمنی کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ان کے سائنسدان دن رات اسی جدوجہد میں رہتے ہیں کہ کوئی ایسا فارمولا، کوئی ایسا ہتھیار تیار کیا جا سکے جس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کا یقینی خاتمہ کیا جا سکے اور پوری دنیا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودی سلطنت قائم کی جا سکے اور وہ اکثر ایسا فارمولا یا ہتھیار تیار کر لینے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں لیکن قدرت کا اپنا علیحدہ نظام ہے اور ہر فرعونے را موسیٰ کے مصداق جب بھی وہ ایسے کسی مشن میں کامیابی کے قریب پہنچتے ہیں تو مسلم دنیا سے تعلق رکھنے والے ایجنٹ ان کے ناپاک ارادوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس ناول میں بھی یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم ہاٹ ورلڈ سامنے آئی ہے جس کے سائنسدانوں نے ہاٹ ویپن کے نام سے ایک ایسے ہتھیار تیار کرنے کے لئے کام

شروع کیا جس کے فائر ہونے پر پوری دنیا کے اربوں کھربوں مسلمانوں کو پلک جھپکنے میں راکھ کا ڈھیر بنا کر پوری دنیا میں یہودی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم کرسکیں۔ اس ہتھیار کے فارمولے پر کام کے لئے انہوں نے خوفناک صحرا میں ایسی ناقابل تسخیر لیبارٹریاں قائم کیں جنہیں ان کے خیال کے مطابق تسخیر کر لینا ناممکن تھا۔ یہودیوں کا جتنا بڑا منصوبہ تھا اس کے توڑ کے لئے بھی قدرت کی طرف سے مسلم دنیا کے تین عظیم ایجنٹ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود بیک وقت حرکت میں آ گئے اور پھر ہاٹ ورلڈ کے ایجنٹوں اور تینوں سپر ایجنٹس کے درمیان انتہائی خوفناک، تیز رفتار اور اعصاب شکن کشمکش سامنے آئی جس کا ہر لمحہ بقا اور فنا کا لمحہ بن کر رہ گیا۔ نتیجہ کیا نکلا ہے اور کس طرح نکلا ہے۔ یہ سب آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور بذریعہ خطوط یا ای میلز آگاہ کرتے رہا کریں کیونکہ آپ کی تجاویز، مشوروں اور تنقید سے مجھے آپ کے لئے مزید بہتر لکھنے میں مدد ملتی ہے۔ ناول کے مطالعے سے پہلے چند خطوط، ای میلز یا فونک پیغام اور ان کے جواب بھی ضرور ملاحظہ کریں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

ڈی ایچ اے کالونی لاہور سے کرنل تنویر احمد صاحب نے فونک پیغام بھجوایا ہے کہ انہوں نے عمرہ کی ادائیگی کے وقت خانہ کعبہ میں

میرے لئے صحت اور درازیٔ عمر کی دعا کی ہے اور میرے مرحوم فرزند کے لئے بھی مغفرت کی دعا کی ہے۔

محترم کرنل تنویر احمد صاحب۔ آپ کے فونک پیغام نے مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے اس بے پناہ کرم پر اس کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اس قدر محبت کرنے والے قارئین سے نوازا ہے جو اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے مرحوم فرزند کو بھی یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے بے پناہ کرم کے سائے میں رکھے اور دنیا و آخرت میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے۔ آمین۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

راولپنڈی سے عبدالستار صاحب نے ای میل کے ذریعے رابطہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں طویل عرصے سے عمران سیریز پڑھ رہا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کرداروں کو آپ نے اپنے قلم سے جیتے جاگتے کرداروں میں ڈھال دیا ہے۔ اب وہ کسی طرح بھی فرضی یا تخلیقی کردار محسوس نہیں ہوتے۔ ان کی باتیں، ان کے محسوسات اور ان کے انداز سب جیتے جاگتے کرداروں جیسے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ناول پڑھتے ہوئے ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم کسی کی تخلیق کردہ کتاب پڑھ رہے ہیں بلکہ ہمیں واقعی یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے سامنے اور ہمارے اردگرد ہو رہا ہے۔ آپ کے قلم کو واقعی اللہ تعالیٰ نے ایسا تاثر

بخشا ہے کہ سب کچھ حقیقت بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے تاکہ ہم سب قارئین آپ کے قلم سے طویل عرصے تک فیض یاب ہوتے رہیں۔

محترم عبدالستار صاحب۔ ای میل سے رابطہ کرنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب آپ کی بے پایاں محبت کا نتیجہ ہے اور واقعی یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ امید ہے کہ آپ دوبارہ بھی رابطہ رکھیں گے۔

کراچی سے محمد یوسف جاوید لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں لیکن اب ہمیں احساس ہوتا ہے کہ علی عمران وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نرم دل اور نرم خو ہوتا جا رہا ہے۔ اب اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ملک دشمن مجرموں کو ہلاک کرنے کی بجائے معاف کر دے۔ حالانکہ یہ نرمی اور رحم دلی ملک دشمنوں کے ساتھ روا رکھنا اپنے اور اپنے ملک کے کروڑوں انسانوں پر ظلم روا رکھنے کے مترادف ہے۔ نرمی اور رحم دلی اچھی صفات ضرور ہیں لیکن ملک دشمنوں کے لئے نہیں۔ انہیں تو پوری سختی اور سفاکی سے کچل دینا چاہئے۔ امید ہے آپ اس پر ضرور توجہ دیں گے۔

محترم محمد یوسف جاوید صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو لکھا ہے وہ درست ہے۔ ملک دشمنوں سے نرمی اپنے آپ پر ظلم کے مترادف ہے لیکن عمران بھی ملک دشمنوں پر رحم نہیں کرتا البتہ وہ لوگ جو وقتی حالات کی وجہ سے پھنس جاتے ہیں

اور جن کا کوئی مضبوط تعلق ملک دشمنوں سے نہیں ہوتا۔ مثلاً کسی کوٹھی پر ریڈ کرنے کی صورت میں وہاں کے مالی، چوکیدار، باورچی وغیرہ جیسے افراد کو وہ بلا اشد ضرورت ہلاک کرنے سے گریز کرتا ہے۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

عبدالحکیم سے سید سجاد حسین نے بذریعہ ای میل رابطہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ آپ کے ناولوں کی تعداد اب اس قدر بڑھ چکی ہے کہ شاید آپ کو بھی یاد نہ ہو کہ آپ نے اب تک کتنے ناول لکھے ہیں اور ان میں کیا کیا لکھا ہے لیکن قارئین کو ناول بار بار پڑھنے کی وجہ سے سب کچھ یاد ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی یہ صلاحیت حیرت انگیز ہے کہ ایک ناول میں سامنے آنے والی سچوئیشن پھر کسی دوسرے ناول میں بالکل اسی انداز میں سامنے نہیں آتی۔ ہر بار نئی سچوئیشن نئے انداز میں سامنے آتی ہے۔ سوائے ان چند سچوئیشنز کے جو روٹین کے طور پر تقریباً ہر ناول میں موجود ہوتی ہیں۔ کیا آپ کو اپنے تمام ناولوں کی تمام سچوئیشنز یاد رہتی ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم سید سجاد حسین صاحب۔ ای میل کرنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے دلچسپ نکتہ اٹھایا ہے۔ ظاہر ہے کہ مجھے پہلے کا تحریر کردہ سب کچھ پوری تفصیل سے تو یاد رہ ہی نہیں سکتا۔ اس کے باوجود ہر بار نیا لکھنا دراصل اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تخلیقی صلاحیت

کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے۔ جب تک تخلیق کا چشمہ جاری رہے تب تک نئی سے نئی بات اور نئی سے نئی سچویشن سامنے آتی رہتی ہے۔ لکھی ہوئی بات یا سچویشن کو دوہرانا تو اس وقت ہوتا ہے جب تخلیق کا سرچشمہ بند ہو جائے اور یہ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ اس کا فیضان جاری ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رابطہ کرتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان شاپنگ کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کی واپسی کافی دیر سے ہو گی کیونکہ سلیمان کی شاپنگ کا ایک خاص انداز تھا۔ وہ پرانے دور کے بزرگوں کے انداز میں شاپنگ کرتا تھا کہ جب تک خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کو پسینہ نہ آجائے اس وقت تک قیمت کا بھاؤ تاؤ مناسب انداز میں حل نہیں ہوسکتا۔ پھر چونکہ وہ روزانہ شاپنگ کے لئے جاتا تھا اس لئے مارکیٹ میں اس کے دوستوں کا بھی خاصا بڑا حلقہ بن گیا تھا اور وہ شاپنگ کے ساتھ ساتھ ان دوستوں سے گپ شپ بھی لگا لیتا تھا لیکن سلیمان یہ بات بھی خوب جانتا تھا کہ دکاندار حضرات دوستی کے پردے میں بھی اپنا نفع کئی گنا بڑھا لیتے ہیں اور ویسے بھی ایک مشہور مثال ہے کہ دوست آئے چھچھڑے

فروخت ہوئے۔ مطلب ہے کہ چونکہ دوست گاہک دوستی کی وجہ سے شکایت نہیں کرسکتا تھا اس لئے اسے گوشت کی بجائے گوشت کی قیمت میں آسانی سے چھیچھڑے فروخت کیے جاسکتے ہیں اس لئے سلیمان دوستی اور خریداری کو ہمیشہ علیحدہ علیحدہ رکھا کرتا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران کا سارا دن اخبارات اور رسالوں کے مطالعہ میں ہی گزرتا تھا۔ سلیمان شاپنگ پر جانے سے پہلے چائے کا ایک فلاسک بنا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ گیا تھا اس لئے عمران کو فکر نہ تھی کہ سلیمان کب واپس آتا ہے۔ عمران اخبار کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک خبر پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ خبر چھوٹی سی تھی اور اخبار کے اندر والے صفحے پر سنگل کالم میں چھاپی گئی تھی۔
اس انداز میں خبر چھاپنے کا مطلب تھا کہ متعلقہ ایڈیٹر کی نظروں میں اس خبر کی کوئی خاص اہمیت نہ تھی ورنہ وہ یقیناً اسے نمایاں طور پر فرنٹ پیج یا بیک پیج پر شائع کرتا لیکن عمران اس خبر کی سرخی پڑھ کر ہی چونک پڑا تھا۔ یہ خبر ملک کٹاڈا کے حوالے سے شائع کی گئی تھی اور اس خبر کی سرخی کے مطابق کٹاڈا کے دارالحکومت میں اچانک ایک عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ کٹاڈا والے اس کے متعلق کوئی اندازہ لگاتے وہ کٹاڈا میں واقع اس کے سپر میزائل اڈے پر اتر گیا اور اس کے ساتھ ہی سپر میزائل اڈے کا پورا علاقہ گہرے سفید رنگ کے دھوئیں میں چھپ گیا۔ یہ دھواں

چند منٹ تک فضا میں قائم رہا پھر جب دھواں چھٹا تو یہ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور چشم زدن میں غائب ہوگیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کٹاڈا کے ماہرین یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ وہاں موجود سپر میزائل کا آپریشن روم مکمل طور پر تباہ ہوچکا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے تمام مشینری کو بموں سے اڑا دیا گیا ہو۔ تمام سپر میزائل بھی ناکارہ ہو چکے تھے۔ ماہرین اب تک نہ ہی اس کی کوئی وجہ جان سکے تھے اور نہ ہی اس عجیب ساخت کے ہیلی کاپٹر کے بارے میں انہیں کوئی اطلاع ملی ہے۔ خبر کے آخر میں درج تھا کہ اس سے پہلے ایسے ہی واقعات ایکریمیا کے ٹاپ سیڈ میزائل اور روسیاہ کے ونڈر میزائلوں کے ساتھ بھی ہو چکے ہیں اور آج تک ان کی وجوہات معلوم نہیں ہوسکیں۔ البتہ تینوں ملکوں کے ماہرین اس پر تحقیقات کر رہے ہیں۔
عمران نے کئی بار اس خبر کو پڑھا۔ اس خبر کو کٹاڈا کے ایک اخبار ٹریبون کے حوالے سے شائع کیا گیا تھا۔ عمران نے اخبار کو میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”یس۔ انکوائری پلیز“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کٹاڈا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارلحکومت کا رابطہ نمبر دیں“...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس

کرنے کے بعد ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے کیونکہ اقوام متحدہ کی ہدایت پر پوری دنیا میں انکوائری کا ایک ہی مخصوص نمبر رکھا گیا تھا اس لئے انکوائری کے نمبر پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

” انکوائری پلیز “...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ کناڈین تھا۔

” اخبار ٹربیون کا نمبر دیں “...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

” ٹربیون نیوز پیپر “...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

” میں ایشیا کے ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب سے بات کرائیں “...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” ہولڈ کریں “...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

” ہیلو۔ نیوز ایڈیٹر فریڈرک بول رہا ہوں “...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

” مسٹر فریڈرک۔ میں ایشیا کے ملک پاکیشیا سے بول رہا ہوں اور میرا نام پرنس عمران ہے “...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” لیس سر۔ فرمایئے “...... دوسری طرف سے مہذب لہجے میں کہا گیا۔

” آج پاکیشیا کے ایک اخبار میں آپ کے اخبار ٹربیون کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی ہے “...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خبر کی تفصیل بتا دی۔

” لیس سر۔ پھر آپ کیا چاہتے ہیں “...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

” میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ خبر مصدقہ ہے “...... عمران نے کہا۔

” لیس سر۔ یہ مصدقہ خبر ہے اور حکومت کناڈا نے اس خبر کے بعد باقاعدہ بیان بھی دیا ہے جو ٹربیون نے شائع کیا ہے اور تمام اخبارات نے بھی “...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

” اوکے۔ شکریہ “...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے ایک بار پھر اخبار اٹھا کر خبر کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

” لیس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں “...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

” سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ انتہائی تشویشناک خبر ملی ہے۔ پاکیشیا کا سب سے بڑا میزائل سیٹ اپ جسے کوڈ میں لانگ وڈ سیٹ اپ کہا جاتا ہے اس کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے “...... سر سلطان نے انتہائی غمگین سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ کیسے ہو گیا۔ویری بیڈ ۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ابھی ابھی صدر صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ انہیں لانگ وڈ سیٹ اپ سے خصوصی اطلاع دی گئی ہے کہ ان کے راڈار پر ایک عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر نظر آیا اور پھر یہ ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی سیٹ اپ کے مرکز میں اتر گیا اور اس کے ساتھ ہی پلک جھپکنے میں پورے سیٹ اپ پر گہرے سفید رنگ کا دھواں چھا گیا۔ پھر جب یہ دھواں غائب ہوا تو ہیلی کاپٹر بھی اڑ کر فضا میں غائب ہوگیا اور سیٹ اپ میں کام کرنے والے تمام افراد بے ہوش ہوگئے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ ہوش میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہوچکی ہے اور تمام لانگ وڈ سپیشل میزائل ناکارہ ہوچکے ہیں ۔ یہ اطلاع صدر صاحب کو دی گئی کیونکہ اس سیٹ اپ کے سربراہ براہ راست صدر صاحب ہیں ۔ صدر صاحب نے ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شہباز کو حکم دیا ہے کہ وہ سیٹ اپ پر جاکر وہاں تحقیقات کریں ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھے فون کر کے بتایا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اطلاع چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی دے دی جائے ۔ چنانچہ میں نے تمہارے فلیٹ پر فون کیا ہے تاکہ تم چیف کو اطلاع دے سکو"...... سر سلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ کارروائی پوری دنیا میں ہو رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" کیا مطلب ۔کیسی کارروائی "...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا تو عمران نے انہیں اخبار میں شائع ہونے والی خبر کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ ہم تو اس خبر کو اخبار میں نہیں آنے دے رہے تھے تاکہ کافرستان یا اسرائیل کو اس کا علم نہ ہوسکے لیکن یہ کیا ہو رہا ہے ۔ آخر یہ کس کی کارروائی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

" اس لانگ وڈ سیٹ اپ پر آنے جانے والوں کی باقاعدہ خفیہ فوٹوگرافی ہوتی ہے اس لئے لازماً اس ہیلی کاپٹر کی تصاویر بھی وہاں موجود ہوں گی ۔ آپ یہ تصاویر حاصل کر کے مجھے بھجوا دیں"۔ عمران نے کہا۔

" بتایا تو یہی گیا ہے کہ وہاں کی مشینری محفوظ نہیں رہی ۔ بہرحال میں معلوم کرتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

" میرا اندازہ ہے کہ صرف وہ مشینری تباہ کی گئی ہو گی جس کا تعلق میزائلوں سے ہو گا ۔ باقی مشینری محفوظ ہو گی"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کرتا ہوں ۔تم یہیں فلیٹ میں ہی رہو گے یا دانش منزل جاؤ گے"...... سر سلطان نے کہا۔

" میں دانش منزل جا رہا ہوں تاکہ وہاں سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرسکوں ۔آپ یہ تصاویر یہاں فلیٹ پر ہی بھجوا

دیں ۔ میں سلیمان کے نام پیغام چھوڑ جاؤں گا ۔ وہ تصویریں مجھے دانش منزل پہنچا دے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ اوکے ‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’ناٹران بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’ یس سر۔حکم سر‘‘...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’ پاکیشیا کے سپیشل میزائل سیٹ اپ کو ایک اجنبی ہیلی کاپٹر نے مکمل طور پر تباہ کردیا ہے ۔ اس سے پہلے ایسے ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کٹاڈا ، روسیاہ اور ایکریمیا میں بھی یہی کارروائی ہوئی ہے لیکن ان خبروں کو پریس میں نہیں آنے دیا گیا ۔تم معلوم کرو کہ کیا ایسی کوئی کارروائی کافرستان میں بھی ہوئی ہے یا نہیں‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’ یس سر۔ میں معلوم کرتا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر باہر آیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’ السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں‘‘۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

’’ اوہ ۔ اوہ ۔ مرشد آپ ۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ اللہ آپ کا بھلا کرے ۔ آپ نے مجھے دعائیں دی ہیں اور مرشد کی دعائیں تو ویسے بھی سپیشل میزائل کی طرح فوراً عرش پر پہنچ جاتی ہیں جبکہ ہم جیسے گنہگاروں کی دعائیں رکشے کی طرح پھٹ پھٹ کرتی اسی دنیا میں ہی رہ جاتی ہیں‘‘...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

’’ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا میں بھی سپیشل میزائلوں کے خلاف کارروائی کی جاچکی ہے‘‘...... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ ارے ۔ ارے ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔میں نے تو صرف دعاؤں کی سپیڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے حوالہ دیا تھا‘‘...... عمران نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک بھی پڑا تھا۔

’’ بہرحال اگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا تو اپنے اعلیٰ فوجی حکام کو اطلاع دے دو کہ ایسا کسی بھی لمحے ہوسکتا ہے‘‘...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

’’ آپ تفصیل تو بتائیں‘‘...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اسلامی سکیورٹی کونسل کو باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے کہ سرکردہ اسلامی ممالک میں جہاں میزائلوں کے سیٹ اپ کا نظام قائم کیا گیا ہے ایک اجنبی اور عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر اچانک فضا میں نمودار ہوتا ہے اور پھر وہ ہر قسم کی سکیورٹی کے باوجود مرکز پر لینڈ کر جاتا ہے اس کے بعد اس پورے مرکز میں گہرے سفید رنگ کا دھواں چھا جاتا ہے اور جب دھواں ختم ہوتا ہے تو ہیلی کاپٹر ہوا میں پرواز کر جاتا ہے لیکن اس دھوئیں کی وجہ سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جاتے ہیں اور تمام میزائل ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں اس وقت چھ اسلامی ممالک ایسے ہیں جہاں سپر میزائلوں کے سیٹ اپ ہیں جن میں پاکیشیا اور بلگارنیہ کے علاوہ ملائیشیا، انڈونیشیا، مصر اور آران شامل ہیں اور اب تک ان میں سے پانچ کے ساتھ یہ کارروائی ہو چکی ہے۔ مجھے ابھی اطلاع ملی تو میں نے سوچا کہ تمہیں آگاہ کیا جائے اور جب تم نے سپیشل میزائل کا حوالہ دیا تو میں یہی سمجھا کہ پاکیشیا میں بھی کارروائی ہو چکی ہے"...... کرنل فریدی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" آپ کا خیال درست ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے س[illegible] سلطان نے اطلاع دی ہے کہ آج ہی یہ کارروائی ہوئی ہے۔ لیکن آپ مسلم ممالک کی بات کر رہے ہیں جبکہ ابھی میں نے پاکیشیا میں چھپنے والے اخبار میں ایسی ہی کارروائی کی خبر جو کناڈا میں ہوئی ہے پڑھی ہے اور میں نے کناڈا کے اخبار ٹریبون کے نیوز ایڈیٹر سے ا[illegible]

کی تصدیق بھی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس خبر میں یہ بھی درج ہے کہ اس سے قبل ایکریمیا اور روسیاہ میں بھی یہ کارروائی ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

" وہاں بھی ہوئی ہوگی لیکن ان سپر پاورز کے بے شمار میزائل سیٹ اپ ہیں۔ ان میں سے اگر ایک تباہ ہو بھی گیا تو انہیں اس قدر فرق نہیں پڑسکتا جس قدر مسلم ممالک کو پڑے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" آپ نے اس بارے میں کیا کیا ہے۔ کوئی معلومات"۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ ابھی تک تو کچھ نہیں کیا سوائے تمہیں اطلاع دینے کے بہرحال اب اس سلسلے میں کوئی کارروائی کروں گا۔ پہلی بات تو یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر کس ملک کا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" چونکہ یہ کارروائی پاکیشیا میں بھی ہوئی ہے اس لئے میں بھی اس سلسلے میں کام شروع کرتا ہوں۔ میں آپ کو فون کرکے اطلاع دے دوں گا"...... عمران نے کہا۔

" اوکے۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس دوران سلیمان شاپنگ سے واپس آگیا تھا۔ چونکہ عمران فون پر گفتگو میں مصروف تھا اس لئے وہ خاموشی سے کچن میں چلا گیا تھا۔

'' سلیمان''...... عمران نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

'' جی صاحب''...... چند لمحوں بعد سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

'' میں دانش منزل جا رہا ہوں ۔ اگر سر سلطان کی طرف سے کوئی بنڈل آئے تو وہ تم نے دانش منزل پہنچانا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

'' جی صاحب''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اسرائیل کے صدر اور وزیر اعظم دونوں آفس میں ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان دونوں کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے ۔ ایسے جن میں مسرت اور غم کے ملے جلے تاثرات نظر آرہے تھے ۔صدر بار بار سامنے دیوار پر موجود کلاک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک سامنے موجود سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر اور پرائم منسٹر دونوں بے اختیار چونک پڑے ۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کرنل ہمفرے بول رہا ہوں سر۔ یہاں بہت خوفناک واردات ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد متوحش تھا۔

''کیا ہوا ہے''...... صدر نے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ اسرائیل کا سپر سانک بین الاقوامی میزائلوں کا سیٹ اپ تباہ کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے"...... صدر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اداکاری کررہے ہیں۔
" یس سر ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک گھنٹہ پہلے اچانک فضا میں ایک عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور پھر وہ سپر سانک میزائلوں کے مرکزی سیٹ اپ میں اتر گیا ۔ اس پر کسی حفاظتی نظام کا کوئی اثر نہیں ہوا اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر نیچے اترا پورے مرکز میں گہرے سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا ۔ جب دھواں چھٹا تو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوکر غائب ہوگیا ۔ وہاں موجود سب لوگ بے ہوش ہوگئے تھے اور جب انہیں ہوش آیا تو میزائل سیٹ اپ سے متعلقہ تمام مشینری تباہ ہو چکی تھی اور تمام میزائل بھی ناکارہ ہو چکے تھے ۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے جناب"...... کرنل ہمفرے نے اسی طرح متوحش لہجے میں کہا۔
" اوہ ۔ ویری بیڈ نیوز ۔ فوراً وہاں پہنچو اور مکمل تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ دو اور سنو ۔ اس خبر کو پریس میں آنے سے نہ روکا جائے"...... صدر نے کہا۔
" سر ۔ پریس میں یہ خبر آگئی تو پورے اسرائیل میں خوف و ہراس پھیل جائے گا"...... کرنل ہمفرے نے کہا۔

" خبر کو گول مول کر کے شائع کراؤ کہ مشینری تباہ ہوگئی ہے جسے جلد ہی درست کر لیا جائے گا ۔ البتہ اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں خبر میں ذکر ضرور ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی بھی آدمی اس بارے میں جانتا ہو تو وہ اسرائیلی حکام کو اس کی اطلاع دے سکے"...... صدر نے کہا۔
" یس سر ۔ ٹھیک ہے سر"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا تو صدر اسرائیل نے رسیور رکھ دیا۔
" آپ اس لئے یہ خبر پریس میں دینا چاہتے ہیں تاکہ ہم پر موجود اسلامی ممالک کا شک دور ہو سکے"...... وزیراعظم نے کہا۔
" ہاں ۔ اس لئے ہم نے اپنا یہ سیٹ اپ بھی تباہ کرایا ہے کیونکہ تمام مسلم ممالک کے سیٹ اپ تباہ کردیئے گئے ہیں اس لئے لامحالہ تمام مسلم ممالک کا شک اسرائیل پر ہی ہونا تھا ۔ اب جبکہ یہ خبر شائع ہوگی تو یہ شک ختم ہو جائے گا"...... صدر نے کہا۔
" لیکن جب ہاٹ ورلڈ کا ہم سے براہ راست کوئی تعلق ہی نہیں ہے تو پھر وہ مسلم ممالک ہمارے خلاف کیا کر سکتے ہیں"...... وزیر اعظم نے کہا ۔ وہ ذہنی طور پر اس ساری کارروائی کے خلاف تھے اور انہوں نے صدر کے اس پلان کی دبے الفاظ میں مخالفت بھی کی تھی لیکن صدر اپنے پلان پر مصر رہے تھے۔
" آپ نئے منتخب ہوئے ہیں اس لئے آپ کو ان مسلم ممالک

کے بارے میں علم نہیں ہے ۔ہاٹ ورلڈ گو علیحدہ تنظیم ہے ۔اس کا
ہیڈ کوارٹر اور اس کا سب کچھ علیحدہ ہے ۔ اسرائیل کا ان سے براہ
راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ہاٹ ورلڈ دراصل یہودیوں کا ہی
سیٹ اپ ہے ۔ البتہ اسے علیحدہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ اسرائیل
کو انتقام کا نشانہ نہ بنایا جاسکے ۔ مجھے سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا
اور اس کی سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے ہاٹ ورلڈ نے ابھی تک
پاکیشیا کے سیٹ اپ کو نشانہ نہیں بنایا ہے ۔ اب اگر وہ لوگ ہاٹ
ورلڈ کے خلاف کام بھی کریں گے تو بہرحال انہیں اسرائیل پر شک
نہیں پڑے گا“...... صدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن سر۔ جب ہاٹ ورلڈ نے تمام مسلم ممالک کو تباہ و برباد
کردیا تو پھر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف بھی کام
شروع کردیں اور ہمارا جیوش ورلڈ کا تمام خواب ادھورا رہ جائے
گا“...... وزیر اعظم نے کہا۔

”ایسا ممکن نہیں ہے ۔آپ بے فکر رہیں ۔ہاٹ ورلڈ اسرائیل کا
ہی سیٹ اپ ہے اور کوئی یہودی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ
اسرائیل کے مفادات کے خلاف کام کرے“...... صدر نے کہا اور
پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج
اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”آرتھر کنگ آف ہاٹ ورلڈ بول رہا ہوں سر۔آپ کو اسرائیلی

سیٹ اپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہو گی“...... دوسری طرف
سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہاں ۔مزید کیا پیش رفت ہے“...... صدر نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”جناب ۔آپ کے لئے خوشخبری موجود ہے میرے پاس ۔جس
وقت اسرائیلی سیٹ اپ کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ اس سے قبل
ہی کارروائی پاکیشیا کے سیٹ اپ کے خلاف بھی کر لی گئی ہے ۔ان
کے سپیشل میزائلوں کا پورا سیٹ اپ تباہ کر دیا گیا ہے“...... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

”ویری گڈ نیوز سر آرتھر ۔ اب آپ دوسرا مرحلہ کب شروع
کررہے ہیں“...... صدر نے کہا۔

”سر۔ ہمارے سائنس دان مسلسل دن رات کام کر رہے ہیں ۔
زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر ہاٹ ویپن تیار ہو جائے گا اور پھر
اس ویپن کے سامنے دنیا کا کوئی ملک نہ ٹھہر سکے گا اور پوری دنیا پر
جیوش ورلڈ کا جھنڈا لہرائے گا“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیکن سر آرتھر ۔ اگر مزید ایک ماہ اس کام میں لگنا تھا تو پھر
تمام مسلم ممالک کے میزائل سیٹ اپ ابھی تباہ کرنے کی کیا ضرورت
تھی ۔ پہلے تو آپ نے بتایا تھا کہ آپ فوراً ہاٹ ویپن کا استعمال کر
دیں گے“...... صدر نے قدرے برہم سے لہجے میں کہا۔

”جناب صدر ۔ ایسا کرنا اس لئے ضروری تھا کہ ہاٹ ویپن

صرف اس جگہ استعمال ہوسکتا ہے جہاں ڈارک وائٹ دھواں پھیلایا گیا ہو۔ اس دھوئیں میں ایک خصوصیت ہے کہ بظاہر چند منٹوں میں غائب ہوجاتا ہے لیکن یہ اسی ملک کی فضا میں پھیل جاتا ہے اور اسے اس طرح پھیلنے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے اور جب یہ دھواں پھیل جائے گا تو پھر سپر ہاٹ ویپن استعمال ہوگا تو اس کے اثرات پورے ملک پر پڑیں گے ورنہ اس کی رینج بے حد محدود رہتی ہے اور اس سے وہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا جو ہم اٹھانا چاہتے ہیں"...... سر آرتھر نے جواب دیا۔

" یہ دھواں کب تک اس ملک کی فضا میں رہتا ہے"...... صدر نے پوچھا۔

" ایک سال تک"...... سر آرتھر نے جواب دیا۔

" اوکے۔ پھر ٹھیک ہے لیکن اب آپ محتاط رہیں کیونکہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً آپ کو ٹریس کرنے کی کوشش کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ دوسرے ممالک کی سروسز بھی ایسا کریں"۔ صدر نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ ہم تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ہمیں صرف آپ پر سے شک ہٹانا تھا اس لئے ہم نے یہ کارروائی اسرائیل میں بھی کر دی ہے۔ یہ لوگ لاکھ سر پٹک لیں یہ ہمارا سراغ نہیں لگا سکتے اور اگر کسی طرح سراغ لگا بھی لیں تو زندہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہاٹ ورلڈ کا سیٹ اپ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے"...... سر

آرتھر نے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جب فائنل راؤنڈ شروع ہو تو آپ نے مجھے اطلاع دینی ہے"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔ لیکن ہم پہلے خود تمام مسلم ممالک پر قبضہ کریں گے اور پھر اس قبضے کو اسرائیل کو ٹرانسفر کردیں گے"...... سر آرتھر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اسرائیل کو کوئی اعتراض نہیں ہے"......صدر نے کہا تو دوسری طرف سے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کردیا گیا تو صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" اب آپ مطمئن ہیں"...... صدر نے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ لیکن جناب صدر۔ کیا آپ کو اس ہاٹ ورلڈ کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"...... وزیر اعظم نے کہا۔

" نہیں۔ اسے مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا ہے اور یہ لوگ گزشتہ آٹھ سالوں سے اس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں لیکن آج تک کسی کو اس کے نام تک کا علم نہیں ہے اور نہ ہی آئندہ ہو سکے گا"۔ صدر نے کہا۔

" اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں"...... وزیر اعظم نے اٹھتے ہوئے کہا تو صدر نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا اور پھر وزیر اعظم

کے کمرے سے باہر جانے کے بعد وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ یہ فون براہ راست تھا ۔ دوسری طرف چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"راڈش بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ فرام دس سائیڈ"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا۔

"پاکیشیا میں کارروائی کر دی گئی ہے ۔ کوئی رپورٹ"...... صدر نے کہا۔

"نہیں جناب ۔ ابھی تک تو کہیں سے کوئی رپورٹ نہیں ملی"۔ راڈش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ۔ اسلامی سکیورٹی کونسل کا ہیڈ آفس وماک میں ہے وہاں کا انچارج کرنل فریدی ہے ۔ پاکیشیا میں علی عمران ہے اور بلگارنیہ میں میجر پرمود ہے ۔ ہمیں ان تینوں میں سے عمران سے زیادہ دلچسپی ہے ۔ البتہ تم نے ان تینوں پر خصوصی توجہ دینی ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ ان کے بارے میں رپورٹس

آپ کو ملتی رہیں گی"...... راڈش نے جواب دیا تو صدر نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ ان کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ انہوں نے اسرائیل کا میزائل سیٹ اپ تباہ کرا کر اسرائیل پر ہونے والے شک کو دور کر دیا تھا ۔ اس لئے اب وہ پوری طرح مطمئن تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کچن میں چائے بنانے گیا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ کافرستان میں بھی یہ کارروائی ہو چکی ہے۔ کافرستا کے خصوصی میزائل سیٹ اپ کو ایک نامعلوم ہیلی کاپٹر کے پھیلا ہوئے دھوئیں سے تباہ کر دیا گیا ہے لیکن حکومت نے یہ خبر پر میں نہیں آنے دی"...... ناٹران نے کہا۔

"کب ہوئی ہے یہ کارروائی"...... عمران نے مخصوص لہجے پوچھا۔

"جناب۔ ایک ہفتہ پہلے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"پھر اس بارے میں کیا تحقیقات ہوئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ ملٹری انٹیلی جنس کا سپیشل ونگ اس بارے میں انکوائری کر رہا ہے لیکن وہ لوگ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے"......ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال خیال رکھنا۔ اگر وہ لوگ کوئی کلیو حاصل کریں تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو ٹرے میں دو پیالیاں رکھے کچن سے نکل کر واپس آیا اور اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی لے کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ ٹرے اس نے سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دی۔

"کیا رپورٹ تھی ناٹران کی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ صرف مسلم ممالک کو نشانہ نہیں بنایا جا رہا بلکہ دنیا کے ہر ملک کو نشانہ بنایا جا رہا ہے جس کے پاس خصوصی میزائلوں کا سیٹ اپ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے"...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کہیں یہ کام بلیک تھنڈر کا نہ ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔ وہ اس انداز میں کام نہیں کرتے ۔ اس انداز کے پیچھے کوئی خاص بات ہے ۔ بہرحال تم وہ سرخ جلد والی ڈائری مجھے دو تاکہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں“...... عمران نے کہا تو بلیک نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ضخیم ڈائری جس کی جلد سرخ تھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی ۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر چائے پینے کے ساتھ ساتھ وہ اس ڈائری کا مطالعہ کرنے میں مصروف ہو گیا کہ اچانک سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے اشارے پر بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو“...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں ۔ عمران یہاں موجود ہے“...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر“...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے ۔ تصاویر کی کاپیاں تیار ہو رہی ہیں جیسے ہی مجھے ملیں میں تمہارے فلیٹ پر بھجوا دوں گا ۔ ابھی بلگارنیہ سے کرنل ڈی کا فون آیا تھا ۔ وہ چیف سے بات کرنا چاہتا ہے ۔ تم اسے فون کر لو“...... سرسلطان نے کہا۔

"اوہ ۔ کرنل فریدی نے بتایا تھا کہ بلگارنیہ بھی یہی کارروائی ہو چکی ہے ۔ وہ اس لئے بات کرنا چاہتا ہوگا ۔ ٹھیک ہے میں کرلیتا ہوں بات“...... عمران نے کہا۔

"اچھا اللہ حافظ“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کرنل ڈی سپیکنگ“...... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں بلکہ عرض کر رہا ہوں“ ۔ عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو“...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

"ارے ۔ارے ۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں ۔ اگر چیف نے سن لیا تو میری زندگی کی شام ہو جائے گی اور مجھے شام کی نماز پڑھنے کی بھی فرصت نہ دی جائے گی اور اگر آپ نے میری ڈگریوں سے متاثر ہو کر بات کی ہے تو جناب ان ڈگریوں کی وجہ سے ہی میں آج تک سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں بن سکا کیونکہ چیف صاحب کا کہنا ہے کہ زیادہ پڑھے لکھے لوگ فیلڈ میں کام نہیں کر سکتے“ ۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"میں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ میں نے سر سلطان سے گزارش کی تھی کہ وہ مجھے چیف کا فون نمبر دے دیں لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ وہ چیف کو درخواست کر دیں گے اور چیف خود مجھ سے رابطہ کر لیں گے اور رابطہ کیا ہے تم نے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے چیف صاحب نے ازراہ ترحم لیکن اس ترحم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مجھے تنخواہ دیتے ہیں ۔ اس دور میں وہ دنیا کے سب سے بڑے کنجوس ہیں اس لئے ازراہ ترحم اعزازی طور پر اپنا نمائندہ خصوصی مقرر کر رکھا ہے اور سر سلطان بھی براہ راست چیف سے بات سوائے اشد ضرورت کے نہیں کرتے کیونکہ وہ خود اعلیٰ ترین افسروں میں شامل ہیں اور اعلیٰ ترین افسروں کو تحکمانہ لہجے میں بات کرنے کی عادت ہوجاتی ہے اس لئے ان سے مؤدبانہ انداز میں بات نہیں ہوسکتی ۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں فدویانہ اور خوشامدانہ انداز کی بات سننے کی بھی عادت ہو جاتی ہے اس لئے سر سلطان نہ چیف سے بات کرتے ہیں اور نہ چیف کی بات سنتے ہیں اور مجھ غریب کی ہی دونوں طرف سے شامت آتی رہتی ہے"...... عمران کی زبان مسلسل رواں تھی اور میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"تمہاری زبان کے سامنے یقیناً تیز قینچی بھی شرما جاتی ہو گی ۔ بہرحال میں نے چیف صاحب سے یہ بات کرنی تھی کہ بلگارنیہ کے

میزائل سیٹ اپ کے خلاف بھی کارروائی کی گئی ہے جو آج پاکیشیا کے میزائل سیٹ اپ کے خلاف کی گئی ہے اور ہماری زبردست کوششوں کے باوجود ابھی تک معمولی سا سراغ بھی نہیں مل سکا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے ۔ ہمیں زیادہ شک اسرائیل پر تھا لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے اسرائیل سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں بھی یہ کارروائی کی گئی ہے"...... کرنل ڈی نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"اوہ ۔ کیا یہ اطلاع حتمی ہے جناب"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ مجھے اسرائیل پر شک تھا اس لئے میں نے وہاں خصوصی سیٹ اپ قائم کیا تھا ۔ اطلاع حتمی ہے"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"جبکہ چیف کو یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ایسی ہی کارروائی کافرستان میں بھی کی گئی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی ایسی تنظیم ہے جو پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ اس سے تو ایسا ہی لگتا ہے ۔ لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ جس جس ملک میں یہ کارروائی ہوئی ہے وہاں کسی قسم کی کوئی پیش رفت سامنے نہیں آئی"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"کوئی کلیو ملے گا تو پیش رفت بھی ہو گی ۔ ابھی آپ بتا رہے ہیں کہ آپ کو بھی کوئی کلیو نہیں ملا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ میں نے اس لئے بھی کال کیا تھا کہ اگر آپ کو یا چیف کو اس سلسلے میں کوئی کلیو ملے تو آپ مجھے ضرور بتائیں ۔ ہم خود بھی اپنے ملک کے میزائل سسٹم کی تباہی کا انتقام لینے کے لئے بے چین ہیں"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"ضرور جناب ۔"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب اس سرخ ڈائری کو چیک کرنا ہی فضول ہے ۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ ساری کارروائی اسرائیل کی نہ ہو لیکن اب جبکہ اسرائیل خود اس کارروائی کا شکار ہو گیا ہے تو اب وہ شک کے دائرے سے باہر نکل گیا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد مخصوص سیٹی کی آواز گونجی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار چونک پڑے ۔ یہ آواز دانش منزل کے بیرونی پھاٹک کے ساتھ موجود باکس میں کوئی چیز ڈالتے ہوئے نکلتی تھی اور وہ چیز ایک خصوصی سسٹم کے تحت خود بخود آپریشن روم میں موجود اس میز کی سب سے نچلی دراز میں پہنچ جاتی تھی ۔ جب سیٹی کی آواز ختم ہوئی تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک پیکٹ نکال کر اس نے اسے عمران کی طرف بڑھا دیا ۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ اس پراسرار ہیلی کاپٹر کی تصاویر ہوں گی جو سر سلطان نے بھجوائی ہوں گی ۔اس نے پیکٹ کھولا تو اس میں واقعی تین تصویریں تھیں اور یہ تینوں تصویریں ایک

ہی ہیلی کاپٹر کی تھیں ۔ ایک تصویر میں ہیلی کاپٹر نیچے اتر رہا تھا اور دوسری تصویر میں وہ زمین پر کھڑا تھا اور اس میں سے سفید رنگ کے دھوئیں جیسے بادل نکل رہے تھے اور تیسری تصویر میں وہ اوپر کو اٹھ رہا تھا ۔ ہیلی کاپٹر کی ساخت بالکل نئی تھی ۔ اس کے سامنے اور عقب دونوں جگہوں پر ، پر تھے ۔ اس کا منہ کوبرے کی طرح کھلا ہوا تھا اور اس میں سے کوئی چیز باہر کو نکلی ہوئی تھی ۔ دوسری تصویر میں دھواں اسی منہ سے ہی نکل رہا تھا ۔ اس ہیلی کاپٹر کا رنگ چمکدار سفید تھا البتہ اس پر کسی قسم کا کوئی نشان یا کوئی الفاظ لکھے ہوئے نہیں تھے۔

"میں اسے اچھی طرح لیبارٹری میں چیک کرلوں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور ایک تصویر جس میں ہیلی کاپٹر سکرین پر موجود تھا اٹھائی اور لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک مشین میں اس تصویر کو ڈالا اور پھر اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ۔ دوسرے لمحے مشین پر موجود سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے اور پھر سکرین پر تصویر کا ایک ایک حصہ پھیل کر سامنے آتا رہا ۔ عمران بڑے غور سے سکرین کو دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر کی دم کا حصہ سامنے آیا تو عمران نے چونک کر ایک بٹن پریس کر دیا اور سکرین پر وہ دم والا حصہ ساکت ہو گیا ۔ عمران آگے کی طرف جھکا اور دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ دم کے نچلے حصے میں ابھرے ہوئے دو الفاظ دکھائی دے رہے تھے لیکن

یہ ایسے تھے جیسے یہ چادر میں ہی ابھرے ہوئے ہوں ۔ علیحدہ لکھے ہوئے یا چھپے ہوئے نہ تھے اس لئے وہ پڑھے نہ جا رہے تھے ۔ عمران نے مشین کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کیے تو دم کا نچلا حصہ سکرین پر پھیلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے وہ الفاظ پڑھ لئے ۔ یہ الفاظ تھے ہاٹ ورلڈ ۔

" ہاٹ ورلڈ ۔ یہ کیسا نام ہے "...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ وہ چند لمحے غور سے ان الفاظ کو دیکھتا رہا ۔ پھر اس نے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا اور پھر مشین کا خانہ کھول کر اس نے وہ تصویر باہر نکالی اور واپس آپریشن روم میں آ گیا ۔

" کیا ہوا عمران صاحب ۔ کچھ پتہ چلا "...... بلیک زیرو نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا ۔

" اس ہیلی کاپٹر کی دم کے نچلے حصے میں ابھرے ہوئے دو الفاظ موجود ہیں ۔ ہاٹ ورلڈ ۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے "...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" ہاٹ ورلڈ ۔ یہ کیا نام ہے "...... بلیک زیرو نے کہا ۔

" طویل عرصہ پہلے ہم نے ایک مشن مکمل کیا تھا اور اس تنظیم کا نام ہاٹ فیلڈ تھا ۔ اب یہ ہاٹ ورلڈ سامنے آئی ہے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی

کرنل فریدی کی آواز سنائی دی ۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا پیرو مرشد ۔ آپ کا مرید خاص بول رہا ہوں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ تم نے صبح کا بدلہ فوراً ہی چکا دیا ہے ۔ بہرحال کوئی خاص بات "...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" بلگارنیہ کے کرنل ڈی صاحب کا فون آیا تھا ۔ وہ ہاٹ ورلڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے انتہائی بے چین تھے "...... عمران نے کہا ۔

" ہاٹ ورلڈ ۔ کیا مطلب "...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تصویر حاصل کرنے اور پھر اس پر ہاٹ ورلڈ کے الفاظ پڑھنے کی پوری تفصیل بتا دی ۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو یہ کارروائی ہاٹ ورلڈ کی ہے "...... کرنل فریدی نے کہا ۔

" اس کا مطلب ہے کہ آپ اس بارے میں جانتے ہیں " ۔ عمران نے کہا ۔

" صرف سنا تھا کہ اسرائیلی یہودیوں کے تحت کوئی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے خلاف بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے لیکن چونکہ اس کی کوئی سرگرمی سامنے نہ آئی تھی اس لئے میں نے مزید معلومات حاصل نہ کی تھیں "...... کرنل فریدی نے کہا ۔

"لیکن اسرائیل میں بھی آج یہی کارروائی ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا ۔ کس نے بتایا ہے"...... کرنل فریدی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلگارنیہ کے کرنل ڈی نے"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل ڈی کے ساتھ ہونے والی بات چیت دوہرا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ کافرستان میں بھی یہ کارروائی کی گئی ہے۔

"اوہ ۔ پھر تو اسرائیل پر شبہ نہیں کیا جاسکتا ۔ لیکن ہاٹ ورلڈ والے کون ہوسکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اس سے زیادہ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ اس کارروائی سے وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ۔ صرف سیٹ اپ تباہ کردینے سے کیا ہوگا ۔ ہر ملک جلد ہی نیا سیٹ اپ قائم کر لے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ بہرحال تم نے یہ نام لے کر کم از کم کوئی کلیو تو دیا ہے۔ اب میں اس ذریعے سے رابطہ کرتا ہوں جس سے یہ ہاٹ ورلڈ کا نام پہلی بار میرے کانوں تک پہنچا تھا ۔ پھر آگے بات ہوگی"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"کب تک معلوم ہوجائے گا آپ کو"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہیں فون پر بتا دوں گا ۔ڈونٹ وری"...... کرنل فریدی

نے کہا۔

"اللہ آپ کا بھلا کرے ۔ آپ جیسے نیک اور ہمدرد پیرو مرشد اس موجودہ دور میں واقعی نایاب ہوچکے ہیں"...... عمران نے کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب مزید پیش رفت کیسے ہوگی عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب یہی صورت رہ گئی ہے کہ پچاس لاکھ ڈالرز کی خطیر رقم خرچ کی جائے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پچاس لاکھ ڈالرز آپ کسے دیں گے"...... بلیک زیرو نے حیران ہوکر کہا۔

"کارمن میں ایک آدمی ہے اولڈ جم ۔ اس نے بین الاقوامی سطح پر مخبری کا نیٹ ورک قائم کیا ہوا ہے ۔ وہ صرف ان تنظیموں کے بارے میں مخبری کرتا ہے جو بین الاقوامی سطح کی ہوں ۔ فیس البتہ وہ پچاس لاکھ ڈالرز سے کم نہیں لیتا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا وہ حتمی معلومات فراہم کرسکے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی اس میں خوبی ہے کہ وہ غلط بیانی نہیں کرے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کردیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ کارمن تھا۔

"اولڈ کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اولڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ اولڈ جم سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو۔ جم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں انکل اولڈ جم"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون علی عمران"...... دوسری طرف سے اسی طرح بلغم زدہ آواز میں کہا گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"...... عمران نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ تو یہ تم ہو میرے ناٹی بھتیجے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا جیسے غریب ملک سے کس نے مجھے یاد کیا ہے"۔ اس بار اولڈ جم کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ تم نے اتنا کما لیا ہو گا کہ اب تم نے اپنی بھاری بھرکم فیس ہی سرے سے ختم کر دی ہو گی بلکہ تم سے معلومات حاصل کرنے والے کو باقاعدہ اتنی رقم ادا کی جاتی ہو گی جتنی نوبل پرائز ملنے پر دی جاتی ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اولڈ جم بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم تو پرنس ہو بھتیجے۔ تمہارے لئے پچاس ساٹھ لاکھ ڈالرز کیا حیثیت رکھتے ہیں"...... اولڈ جم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرے لئے تو واقعی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ میں تو اس سے دس گنا بھی دے سکتا ہوں لیکن تمہارے بینک والوں نے نوٹ قبول نہیں کرنے یہ سوچ لو"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نے جعلی نوٹوں کا دھندہ شروع کر دیا ہے"...... اولڈ جم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جعلی نہیں بلکہ مبارک بادی نوٹ"...... عمران نے جواب دیا۔

"مبارک بادی نوٹ۔ یہ کیا ہوتے ہیں"...... اولڈ جم نے کہا۔

"سوچ لو۔ معلومات حاصل کرنے کی فیس ہو گی جس طرح تم وصول کرتے ہو"...... عمران نے کہا تو اس بار دوسری طرف سے

اولڈ جم کافی دیر تک مسلسل ہنستا رہا۔

"بہت خوب ۔تم واقعی ناٹی بھتیجے ہو ۔ اتنا تو شاید میں زندگی بھر نہیں ہنسا جتنا اتنی دیر میں تم نے ہنسایا ہے ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ تم جو مرضی آئے فیس وصول کرلینا پھر میری بھی مرضی ہوگی کہ میں جتنی چاہوں تم سے فیس وصول کروں"...... اولڈ جم نے کہا۔

"معلومات کی طرح فیس دینے کی مرضی بھی بدل لیتے ہو ۔ میری مرضی میں جتنی چاہوں تمہیں فیس دوں اور تمہاری مرضی کہ تم جتنی چاہو مجھے فیس دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم تو کاروبار میں یہودیوں سے بھی دو جوتے آگے ہو ۔ بہرحال بتاؤ کیا مسئلہ ہے"...... اولڈ جم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کون سا مسئلہ بتاؤں ۔ مبارک بادی نوٹوں والا یا اپنا"۔ عمران نے کہا۔

"ارے ہاں ۔ واقعی یہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا ۔ یہ مبارک بادی نوٹ کیا ہوتے ہیں ۔ میں نے یہ لفظ ہی پہلی بار سنا ہے"۔ اولڈ جم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ملک میں عیدین منائی جاتی ہیں ۔ شادی کی تقریبات میں بھی اور عیدوں پر بھی مارکیٹ سے ایسے کرنسی نوٹ مل جاتے ہیں جن پر عید کی یا شادی کی مبارک باد موٹی موٹی چھپی ہوتی ہے ۔ بچوں کو جب یہ نوٹ دیئے جاتے ہیں تو وہ بے حد خوش ہوتے ہیں

اور انہیں مبارک بادی نوٹ کہتے ہیں ۔ اب اگر تمہارے بینک افسران ان نوٹوں کو قبول کر لیں تو مجھے پورا کنٹینر بھیجنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اولڈ جم ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں ۔ ایسے نوٹ مجھے نہیں چاہئیں ۔ بہرحال مسئلہ بتاؤ ۔ شاید تمہاری بات سن کر فیس میں تمہیں رعایت کردوں"...... اولڈ جم نے کہا۔

"اچھا ۔ ماشاء اللہ ۔کم از کم تمہارے منہ سے لفظ رعایت تو میں نے اپنی زندگی میں ہی سن لیا ہے ۔ واہ ۔ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اولڈ جم ایک بار پھر کافی دیر تک ہنستا رہا۔

"اب میرے پاس مزید ہنسنے کی طاقت نہیں رہی ۔ اس لئے بتاؤ کیا مسئلہ ہے"...... اولڈ جم نے کہا۔

"ایک نام ہے میرے پاس ہاٹ ورلڈ ۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ نام اس عجیب ساخت کے ہیلی کاپٹر پر سے پڑھا گیا ہے جو دنیا کے تقریباً ہر میزائل بردار ملک میں میزائل سیٹ اپ پر اتر کر وہاں کی مشینری تباہ کر چکا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ نام تم نے کیسے پڑھ لیا"...... دوسری طرف سے اولڈ جم کے لہجے میں بے حد حیرت تھی اور عمران نے اسے تفصیل بتا دی کہ کس طرح اس نے تصویروں کو انلارج کر کے یہ الفاظ پڑھے ہیں ۔

'' اس پوری دنیا میں شاید تم پہلے آدمی ہو جس نے یہ نام پڑھ لیا ہے لیکن بھتیجے ۔ آئی ایم سوری ۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ اس بارے میں مجھ سے باقاعدہ حلف لیا گیا ہے اور اگر میں حلف نہ دیتا تو اب تک میری لاش کو بھی گٹر کے کیڑے کھا چکے ہوتے''...... اولڈ جم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

'' اگر تمہارا حلف انسانیت کی تباہی سے مشروط ہے تو پھر تم خود سوچ لو کہ تمہاری زندگی اور دنیا کے اربوں کھربوں انسانوں کی زندگیوں میں سے کسے تم ترجیح دینا چاہتے ہو اور حلف تو تم نے یہی دیا ہو گا کہ تم تفصیل نہیں بتاؤ گے ۔ تم تفصیل نہ بتاؤ بلکہ اشارتاً بتا دو''...... عمران نے کہا۔

'' سوری بھتیجے ۔ میں نے ایک لفظ بھی نہ بتانے کا حلف دیا ہے۔ تم اپنا فون نمبر مجھے بتا دو ۔ میں تو اپنے حلف کا پابند ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں جنہوں نے حلف نہ دیا ہو''...... اولڈ جم نے جواب دیا تو عمران نے اسے اپنا سپیشل فون نمبر بتا دیا۔

'' او کے ۔ آئی ایم سوری بھتیجے''...... اولڈ جم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

'' یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' اس کا مطلب ہے کہ معلومات اونچی سطح کی ہیں اور اس کا فون بھی ٹیپ ہو رہا ہو گا ۔ اب وہ کسی محفوظ فون سے کسی اور کے

ذریعے معلومات مہیا کرے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' مجھے تو نہیں لگتا کہ وہ ایسا کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' اگر وہ ایسا نہ کرنا چاہتا تو سرے سے اس سے واقف ہونے سے انکار کر دیتا اور حلف کی بات ہی نہ کرتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

'' تو کیا وہ پھر بھی فیس وصول کرے گا''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

'' یہ سارا کھیل فیس وصول کرنے کے لئے کھیلا جا رہا ہے ۔ ورنہ وہ صاف انکار بھی کر سکتا تھا لیکن اس طرح وہ بھاری فیس سے محروم ہو جاتا''...... عمران نے کہا اور پھر دس منٹ بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

'' یس''...... عمران نے کہا۔

'' یہاں علی عمران صاحب ہوں گے''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

'' میں علی عمران ہی بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

'' علی عمران صاحب ۔ آپ اپنا پورا نام دوہرائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

'' علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن)''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' اولڈ جم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس نمبر پر آپ کا

ہرا نام سننے کے بعد آپ کی بات ان سے کراؤں۔ ہولڈ کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو بھتیجے"...... چند لمحوں بعد اولڈ جم کی آواز سنائی دی۔

"انکل اولڈ جم ۔ یہ کیا بات ہوئی ۔ کیا تم نے حلف اس فون کے بارے میں اٹھایا تھا"......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے حلف اٹھایا تھا کہ میں کسی کے پوچھنے پر اس بارے میں کوئی بات نہیں بتاؤں گا اور اس وقت تم پوچھ رہے تھے اس لئے حلف کی خلاف ورزی ہوسکتی تھی لیکن اب تم پوچھ ہی نہیں رہے بلکہ میں خود ہی بتا رہا ہوں اس لئے اب حلف کی خلاف ورزی نہیں ہو گی لیکن میری فیس کا کیا ہو گا"......اولڈ جم نے کہا۔

"جب میں پوچھ ہی نہیں رہا تو پھر فیس کیسی"......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اولڈ جم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب ۔ تم سے واقعی باتوں میں نہیں جیتا جاسکتا ۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔ تم جو چاہو بھجوا دینا ۔ آخر تم میرے بھتیجے ہو ۔ بوڑھے انکل کا خیال تو رکھو گے ۔ تم نے انسانیت اور اربوں کھربوں انسانوں کی زندگیوں کی بات کر کے میرے ضمیر کو جھنجھوڑ دیا ہے"۔ اولڈ جم بات کرتے کرتے انتہائی سنجیدہ ہو گیا۔

"تم فکر مت کرو انکل ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے ۔ تو پھر سنو ۔ پوری دنیا کے مالدار ترین یہودیوں نے

مل کر ایک تنظیم بنائی ہے جس کا نام ہاٹ ورلڈ رکھا گیا ہے ۔ اس تنظیم کے تحت ایک بہت بڑی لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس میں دنیا بھر کے یہودی سائنس دانوں کو رکھا گیا ہے ۔ اس تنظیم کا مقصد پوری دنیا کے مسلم ممالک کی مکمل تباہی اور وہاں یہودی سلطنت کا قیام ہے جو ان یہودیوں کا صدیوں سے خواب چلا آرہا ہے ۔ ان سائنس دانوں نے ایک ایسا دھواں ایجاد کیا ہے جو اگر کسی بھی ملک کی فضا میں پھیلا دیا جائے تو اس دھوئیں کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ اس دھوئیں سے نکلنے والی توانائی میزائلوں سے وابستہ ہر قسم کی مشینری کو مکمل طور پر تباہ کردیتی ہے اور میزائلوں کو ناکارہ بنا دیتی ہے اور اس دھوئیں کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ یہ دھواں بظاہر انسان کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے لیکن طویل عرصے تک فضا میں پھیل کر قائم رہتا ہے ۔ اس کے بعد جس ملک کی فضا میں یہ دھواں موجود ہو گا وہاں یہودی اپنا نیا ہتھیار جسے انہوں نے ہاٹ ویپن کا نام دیا ہے فائر کریں گے تو فضا میں موجود اس دھوئیں کی وجہ سے اس پورے ملک میں اس قدر خوفناک حدت پیدا ہو گی کہ انسان ، جانور ، بلڈنگز اور اسلحہ وغیرہ سب چند لمحوں میں ہی جل کر راکھ ہو جائے گا اور اس کے بعد یہودی اس ملک پر اپنا قبضہ کر کے اسے یہودی سلطنت میں شامل کر لیں گے ۔ اس طرح یہ پوری دنیا کے تمام مسلم ممالک کا خاتمہ کر دیں گے"...... اولڈ جم نے کہا۔

"لیکن مجھے تو رپورٹ ملی ہے کہ اسرائیل میں بھی یہ دھواں

پھیلایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ نہ صرف اسرائیل بلکہ دنیا کے ہر اس ملک میں جہاں میزائلوں کا سیٹ اپ ہے یہ دھواں پھیلایا گیا ہے لیکن یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے اس طرح یہودیوں پر شک نہیں پڑے گا ۔ دوسری بات یہ کہ ہاٹ ویپن فائر ہونے پر ہی یہ دھواں کام دے گا ورنہ معمولی سا میزائل سیٹ اپ تباہ ہونے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے اور اس دھوئیں کی یہ خاصیت فضا میں ایک سال تک قائم رہے گی۔ اس کے بعد خود بخود ختم ہو جائے گی اور اس دھوئیں کے بغیر ہاٹ ویپن استعمال ہی نہیں ہو سکتا"......اولڈ جم نے کہا۔

" تمہیں اس قدر تفصیلی معلومات کیسے مل گئی ہیں"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا نیٹ ورک کس طرح کام کرتا ہے پھر تم کیوں یہ باتیں پوچھتے ہو ۔ پوری دنیا میں اڑنے والی مکھی بھی میرے نیٹ ورک سے نہیں بچ سکتی"...... اولڈ جم نے کہا۔

" یہ ہاٹ ویپن کہاں تیار ہو رہا ہے اور اس کی کیا پوزیشن ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس بارے میں باوجود کوشش کے مجھے معلومات نہیں مل سکیں۔ البتہ یہ ہیلی کاپٹر جہاں سے اڑتا ہے وہ جگہ مجھے معلوم ہو گئی ہے اس لئے مجھ سے حلف بھی لیا گیا ہے اور مجھے سے حلف اس لئے لیا گیا ہے کہ ان کی بہت سی کمزوریوں کا مجھے علم ہے اور میں نے ایک

تنظیموں سے بچنے کے لئے ایسا سیٹ اپ کر رکھا ہے کہ اگر مجھے طبعی موت نہیں آتی بلکہ مجھے ہلاک کیا جاتا ہے تو پھر ان تمام بین الاقوامی تنظیموں کی کمزوریاں مع ثبوت کے سامنے خود بخود آجائیں گی اس لئے یہ سب مجھے ہلاک کرنے سے ڈرتے ہیں ورنہ یہ بین الاقوامی تنظیمیں اس قدر سفاک ہوتی ہیں کہ مجھے دوسرا سانس بھی نہ لینے دیں"...... اولڈ جم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ ہیلی کاپٹر کہاں سے اڑتا ہے ۔ یہ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

" وسطی ایکریمیا کی ایک چھوٹی غیر آباد ریاست ہے جس کا نام ٹنسی ہے ۔ اس ریاست ٹنسی کا دارالحکومت ناشول ہے ۔ یہ ہیلی کاپٹر ناشول پر اچانک نظر آتا ہے اور پھر وہ فضا کی بلندیوں پر اڑتا ہوا خلیج میکسیکو میں پہنچ جاتا ہے ۔خلیج میکسیکو میں موجود کسی بھی بڑے بحری جہاز پر وہ اترتا ہے اور اس کے بعد وہ ہیلی کاپٹر جہاں بھی اس نے کام کرنا ہوتا ہے اس ملک کے قریبی سمندر میں اس بحری جہاز سے اچانک اڑتا ہے اور کام کر کے واپس اس جہاز میں غائب ہو جاتا ہے اور اس کے بعد وہ دوبارہ میکسیکو میں نظر آتا ہے اور پھر ناشول میں غائب ہو جاتا ہے ۔بس اتنا مجھے معلوم ہے"...... اولڈ جم نے کہا۔

" یہی بہت کافی ہے لیکن کیا وہ ہاٹ ویپن بھی اس ناشول میں ہی تیار کیا جا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ یہاں صرف یہ دھواں تیار ہوتا ہے ۔ اصل ہاٹ ویپن

نجانے کہاں بنایا جا رہا ہے۔ البتہ ایک ٹپ دے سکتا ہوں۔ ہاٹ ورلڈ کا چیف سر آرتھر ہے۔ یہ بھی مجھے اس لئے معلوم ہے کہ ایک بار ایک پراسرار ٹرانسمیٹر کال میرے نیٹ ورک میں کیچ ہو گئی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ ہاٹ ورلڈ کا چیف جو اپنے آپ کو کنگ آف ہاٹ ورلڈ کہلواتا ہے سر آرتھر ہے اور اس کال کا منبع جب ٹریس کرایا گیا تو پتہ چلا کہ یہ کال جزیرہ سان جوسے سے کی گئی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ جزیرہ سان جوسے صدیوں سے ویران چلا آ رہا ہے۔ وہاں پینے کا پانی بھی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی درخت ہے۔ صرف جھاڑیاں ہیں اور بس"...... اولڈ جم نے کہا۔

"کیا اس کال کی ٹیپ تمہارے پاس محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے"...... اولڈ جم نے کہا۔

"تو میں ایک ایڈریس بتا دیتا ہوں تم اس ایڈریس پر سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے اس کی کاپی بھجوا دو اور اب اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر اور تفصیل بھی بتا دو تا کہ میں تمہاری فیس جو میری استطاعت میں ہو بھجوا دوں"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی رانا ہاؤس کا ایڈریس بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں"...... اولڈ جم نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ناراک کے ایک بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے اولڈ جم۔ تم نے واقعی اپنا حلف بھی قائم رکھا ہے

اور کروڑوں انسانوں کو موت کے پنجے سے نکالنے کی کوشش بھی کر دی ہے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ ہے اصل سازش۔ کمال ہے اس اولڈ جم کا بھی کہ اسے اس قدر تفصیلی معلومات حاصل ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یورپ اور ایکریمیا میں اب معلومات کی خرید و فروخت باقاعدہ ایک انڈسٹری بن چکی ہے۔ بہرحال تم ایسا کرو کہ ناراک میں اپنے فارن ایجنٹ کو کہہ دو کہ وہ پچاس لاکھ ڈالرز اولڈ جم کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دے کیونکہ اس سے دوگنا رقم میں گزشتہ ٹور میں اس کے اکاؤنٹ میں جمع کرا آیا تھا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... دوسری طرف سے جوزف نے اس بار مستعد لہجے میں کہا۔

"سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے ایک ٹیپ رانا ہاؤس کے ایڈریس پر پہنچے گی۔ جیسے یہ ٹیپ پہنچے تم نے مجھے یا چیف کو اطلاع

دینی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ نجانے اس ہاٹ ویپن کی تیاری میں مزید کتنا عرصہ انہیں چاہیے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہوں نے سب سے آخر میں پاکیشیا پر یہ دھواں پھیلایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آخری وار کرنے کے قریب پہنچ چکے ہیں ورنہ وہ یہ رسک نہ لیتے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویسے اب اس دھوئیں کے پیچھے تو بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ یہاں پھیل چکا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تو ہم نے ہاٹ ویپن کو ختم کرنا ہے ورنہ پاکیشیا تو کیا پوری دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کو بھی یہ لوگ جلا کر راکھ کر دیں گے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن کیا آپ سان جو سے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹیپ آجائے۔ میں اسے سن لوں کیونکہ سر آرتھر عام سا نام ہے لیکن چونکہ یہ دنیا کی اس خطرناک تنظیم کا سربراہ ہے۔ وہ عام آدمی نہیں ہوسکتا۔ اس کا لازماً کوئی بیک گراؤنڈ ہوگا۔ اگر اس کی درست نشاندہی ہو جائے تو پھر کام آگے بڑھایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ اس طرح جم کر کرسی پر بیٹھ گئے ہیں۔ کیا کسی نے کرسی پر گوند لگایا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے آفس میں داخل ہوتے ہی کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا جو صبح سے شام تک مسلسل آفس میں بیٹھا فون سن رہا تھا اور کر رہا تھا۔

''کرسی چیز ہی ایسی ہے کہ اسے چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ کرسی کہیں بھاگی تو نہیں جا رہی۔ وہ آپ کی ملیکا صاحبہ مجھ سے کئی بار پوچھ چکی ہیں کہ کرنل فریدی صاحب کب آفس سے فارغ ہوں گے''...... کیپٹن حمید نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ارے۔ اوہ۔ واقعی آج اس کی سالگرہ ہے۔ مجھے تو یاد ہی نہیں رہا''...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

" شکر ہے آپ کو یاد تو آ گیا ورنہ میرا خیال تھا کہ وہ آپ کے انتظار میں پچیسوں کی بجائے سویں سالگرہ منا کر ہی فارغ ہو گی"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

" میں تو آج فارغ نہیں ہوں ۔ تم وہاں چلے جاؤ اور میری نمائندگی بھی کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" میں آپ کی نمائندگی کیسے کر سکتا ہوں ۔ دل کے معاملات میں نمائندگی نہیں چلتی جناب"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" دل کے معاملات کہاں سے داخل ہو گئے ہیں اس میں"...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ معاملات ہوتے ہی ایسے ہیں ۔ خود بخود داخل ہو جاتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

" ملیکا بول رہی ہوں ۔ آج کیا آپ کا آفس سے اٹھنے کا ارادہ نہیں ہے جبکہ امی اور میں یہاں سالگرہ پر آپ کا شدت سے انتظار کر رہی ہیں"...... دوسری طرف سے ملیکا کی بڑی لاڈ بھری آواز سنائی دی ۔

" آئی ایم سوری ملیکا ۔ میرے پاس ایسے فنکشنز کے لئے وقت

نہیں ہوتا اور ویسے بھی میں اس وقت انتہائی اہم معاملات میں مصروف ہوں ۔ اللہ حافظ"...... کرنل فریدی نے سخت لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

" ارے ۔ ارے ۔ آپ کے پاس جذبات نہیں ہیں تو کم از کم دوسروں کے جذبات کا تو خیال رکھا کریں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" تم وہاں جانا چاہو تو چلے جاؤ ۔ میں بے حد مصروف ہوں ۔ پوری مسلم ورلڈ پر خوفناک تباہی کے بادل چھا رہے ہیں اور میں سالگرہ مناتا پھروں"...... کرنل فریدی نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ مسلم ورلڈ پر تباہی کے بادل ۔ کیا مطلب"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا تو کرنل فریدی نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالی اور اسے کیپٹن حمید کے آگے کر دیا۔

" اسے پڑھو ۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے فائل اٹھائی اور اسے کھول لیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے فائل بند کی تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات تھے۔

" اب بتاؤ ۔ کیا ان حالات میں فنکشن اٹینڈ کیا جا سکتا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" آئی ایم سوری ۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا لیکن اس فائل میں پاکیشیا کا نام شامل نہیں ہے ۔ وہ نہ صرف مسلم ملک ہے بلکہ لیڈنگ مسلم ملک ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"کل وہاں بھی یہ کارروائی ہو چکی ہے اور کل ہی اسرائیل میں یہ کارروائی ہوئی ہے اور بقول عمران کے کافرستان میں بھی یہ کارروائی کی جا چکی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر مسلم ممالک والی بات تو نہ رہی ۔ پھر تو یہ خطرہ پوری دنیا پر منڈلا رہا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے ۔ مسلم ورلڈ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے تاکہ وہ مطمئن رہے کہ سپر پاورز خود ہی ان کا مداوا کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن یہ کون سی تنظیم ہے ۔ کہاں ہے اور اس کا اصل مقصد کیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اسی لئے تو میں صبح سے کرسی سے نہیں اٹھا ۔ میں نے دنیا بھر میں ان لوگوں کے ذمے اس بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کا کام لگایا ہوا ہے جو اس ٹائپ کی معلومات فروخت کرتے ہیں ۔ یقیناً کوئی نہ کوئی اس کا سراغ لگا لے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں پھر ملیکا کے فنکشن میں جا رہا ہوں ۔ اسے میں خود ہی سمجھا دوں گا"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کیپٹن حمید خاموشی سے اٹھ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

"عمران کی بھی کال نہیں آئی ۔ وہ بھی لازماً اس سلسلے میں کام کر رہا ہو گا"...... کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رالف بول رہا ہوں کرنل صاحب"...... دوسری طرف سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

"اوہ آپ ۔ کیا ہوا ۔ کیا کوئی کلیو ملا"...... کرنل فریدی نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"باوجود شدید کوشش کے کوئی ٹھوس بات معلوم نہیں ہو سکی البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ناراک کے سب سے بڑے گینگسٹر روڈف کا جو کنگ روڈف کہلاتا ہے ، کسی ایسی تنظیم سے تعلق ہے جسے ایچ ڈبلیو کہا جاتا ہے ۔ لیکن یہ ایچ ڈبلیو تنظیم قطعی خفیہ ہے ۔ آج تک اس کی کوئی سرگرمی سامنے نہیں آسکی ۔ اب یہ معلوم نہیں ہے کہ یہی ایچ ڈبلیو آپ کی مطلوبہ ہاٹ ورلڈ ہے یا کوئی اور ہے"...... رالف نے اسی طرح ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیسے اطلاع ملی ہے اس بارے میں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میرے نیٹ ورک کے دو خاص آدمی روڈف کے گینگ میں شامل ہیں اور اس کے باڈی گارڈز بھی ہیں ۔ انہوں نے میری کال پر مجھے یہ بات بتائی ہے"...... رالف نے جواب دیا۔

اس گینگ کا کیا نام ہے اور اس کی سرگرمیاں کیا ہیں"...... کرنل

فریدی نے پوچھا۔

" وہی جو ایسے گینگ کرتے ہیں ۔ دنیا کا ہر جرم جس سے بھاری رقم ملے ۔ منشیات ، اسلحے کی اسمگلنگ ، پیشہ ور قاتل ، بدمعاشی اور غنڈہ گردی ۔ ویسے اس گینگ کو روڈف گینگ بھی کہتے ہیں اور یہ ناراک میں خاصا دہشت ناک اور خطرناک گینگ سمجھا جاتا ہے "۔ رالف نے جواب دیا۔

" اس کا اڈا کون سا ہے "...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" ناراک کا سب سے بدنام کلب جسے بلیک کلب کہا جاتا ہے ۔ اصل نام نجانے کیا ہے اس کا "...... رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ شکریہ ۔ تمہیں تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا "...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سٹارک کلب "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ ایکریمی تھا۔

" وماک سے کرنل فریدی بول رہا ہوں ۔ راجر سے بات کراؤ "...... کرنل فریدی نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔ ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو ۔ راجر بول رہا ہوں کرنل صاحب ۔ حکم کیجئے "...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" راجر ۔ بلیک کلب کے روڈف کو جانتے ہو "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" یس سر ۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا اسے اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ کی جاسکتی ہے "۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" اوہ ۔ نہیں کرنل صاحب ۔ ایسا تو ناممکن ہے ۔ روڈف گروپ تو ناراک کا سب سے خطرناک گروپ ہے ۔ اگر انہیں معمولی سی بھنک پڑ گئی تو میں کیا ، میرا کلب اور میرے خاندان سمیت سب کچھ ختم ہو جائے گا "...... راجر نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" وہاں کوئی گروپ جو یہ کام کر سکے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" نہیں کرنل صاحب ۔ ایسا کوئی گروپ نہیں ہے جو اتنی جرأت کر سکے ۔ وہاں کا سب سے خطرناک گروپ بھی یہی ہے ۔ باقی گروپ تو اس کی سرپرستی میں کام کرتے ہیں "...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ناراک میں بلیک ایریا میں لیڈی روزیٹا بھی یہی تو کام کرتی ہے ۔ کیا وہ یہ کام کر لے گی "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ویسے تو وہ انتہائی خطرناک گروپ کی چیف ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بھی اس کی جرأت نہیں کرے گی "...... راجر نے کہا۔

" اوکے ۔ اب اس گفتگو کو بھول جاؤ "...... کرنل فریدی نے کہا

اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔
"فورڈ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی مردانہ
آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔
"وماک سے کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ لیڈی روزیٹا سے میری
بات کراؤ"...... کرنل فریدی نے تیز اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اب بار قدرے
نرم لہجے میں کہا گیا۔
"ہیلو کرنل فریدی۔ میں روزیٹا بول رہی ہوں۔ آپ نے
بڑے عرصے بعد فون کیا ہے"۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔ لہجہ بے حد نرم اور قدرے شگفتہ تھا لیکن کرنل فریدی جانتا تھا
کہ اس لہجے میں بات کرنے والی روزیٹا کس قدر سفاک اور ظالم
گینگسٹر ہے لیکن چونکہ اس کا ایسے گینگسٹروں سے کوئی تعلق نہیں تھا
اس لئے اس کا کبھی ان سے ٹکراؤ نہ ہوا تھا۔ روزیٹا اس کی ممنون
احسان تھی کیونکہ ایک بار اتفاقاً کرنل فریدی ناراک کی ایک ویران
سڑک سے گزر رہا تھا کہ اس نے سڑک کی سائیڈ میں جھاڑیوں میں
روزیٹا کو زخموں سے چور پڑے پایا۔ اسے گولیاں ماری گئی تھیں۔
کرنل فریدی کار روک کر نیچے اترا اور جب اسے چیک کیا تو وہ زندہ
تھی لیکن اس کی حالت بے حد خستہ تھی۔ کرنل فریدی نے ازراہ ترحم
اسے اٹھایا اور ہسپتال پہنچا دیا اور پھر وہ اس وقت تک وہاں رکا رہا

جب تک روزیٹا کی زندگی آپریشن کے بعد خطرے سے باہر نہ آ گئی۔
دوسرے روز کرنل فریدی صرف یہ معلوم کرنے کے لئے وہاں گیا کہ
اس عورت کی طبیعت بہتر ہے یا نہیں اور پھر وہاں جا کر اسے معلوم
ہوا کہ اس نرم و نازک سیاہ فام عورت جسے دراصل ناراک کے بلیک
ایریئے کی پرنسز کہا جاتا ہے اور اس کا نام روزیٹا ہے اس کے کلب
کے لوگ وہاں موجود تھے۔ چنانچہ وہ سب کرنل فریدی کے گرد جمع
ہو گئے اور انہوں نے کرنل فریدی کا شکریہ ادا کیا۔ روزیٹا کو ہوش
آ چکا تھا۔ چنانچہ کرنل فریدی اس سے ملا۔ اس کے بعد نجانے اس
روزیٹا نے کس طرح کرنل فریدی کے بارے میں معلومات حاصل
کیں کہ وہ خود ناراک آ کر کرنل فریدی سے ملی اور اس کا شکریہ ادا
کیا۔
"روزیٹا۔ بلیک کلب کے روڈف کو جانتی ہو تم"...... کرنل
فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔
"اسے میں نہیں جانوں گی تو اور کون جانے گا۔ کیا مسئلہ
ہے"...... روزیٹا نے چونک کر کہا۔
"کیا تم اسے اغوا کر کے پوچھ گچھ کر سکتی ہو۔ کھل کر بات
کرنا۔ اس کا تمہیں منہ مانگا معاوضہ بھی ملے گا"...... کرنل فریدی
نے کہا۔
"کیا پوچھنا ہے اس سے"...... روزیٹا نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

'' صرف اتنا کہ اس کا ہاٹ ورلڈ نامی تنظیم سے کیا تعلق ہے اور اگر تعلق ہے تو اس ہاٹ ورلڈ کے بارے میں کیا تفصیلات ہیں ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کا تعلق ایچ ڈبلیو نامی خفیہ تنظیم سے ہے جبکہ مجھے ہاٹ ورلڈ کے بارے میں معلومات چاہئیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' آپ کیوں ہاٹ ورلڈ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... روزیٹا کا لہجہ اب بے حد سپاٹ سا ہو گیا تھا۔

'' یہ تنظیم مسلم ممالک کے خلاف کام کر رہی ہے اور میں نے اس کا خاتمہ کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' تو پھر سن لیں کہ ایچ ڈبلیو کا مطلب ہاٹ ورلڈ ہی ہے اور روڈف ناراک میں ہاٹ ورلڈ کا چیف ہے اور اسی وجہ سے وہ اس وقت ناراک کا سب سے بڑا گینگسٹر بنا ہوا ہے ۔ ایسا گینگسٹر کہ اس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کوئی کر ہی نہیں سکتا''...... روزیٹا نے کہا۔

'' تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' اس ہاٹ ورلڈ کے سلسلے میں پہلے مجھ سے بات ہوئی تھی لیکن پھر اس روڈف کو منتخب کر لیا گیا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ہاٹ ورلڈ والے سیاہ فام پر اعتماد نہیں کر سکتے''...... روزیٹا نے جواب دیا۔

'' پھر تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہاٹ ورلڈ کا چیف کون ہے اور اس

کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' نہیں کرنل صاحب ۔ مجھے کیا روڈف کو بھی اس بارے میں معلوم نہیں ہو سکتا ۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ نام لینے والا ہلاک کر دیا جاتا ہے ۔ یہ نام زبان پر لانا بھی خوفناک جرم سمجھا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ صرف ایک نام اس سلسلے میں سامنے آیا ہے اور وہ ہے سر آرتھر کا جسے کنگ آف ہاٹ ورلڈ کہا جاتا ہے اور بس لیکن یہ سر آرتھر کون ہے ، کہاں رہتا ہے اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے''...... روزیٹا نے جواب دیا۔

'' لیکن اس روڈف سے تو اس کا رابطہ رہتا ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' صرف یکطرفہ رابطہ ہوتا ہے اور وہ بھی فون پر''...... روزیٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' اوکے ۔ بہت شکریہ''...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں اب سر آرتھر کا نام کھٹک رہا تھا ۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس بارے میں وہ کس سے معلومات حاصل کرے کہ اچانک ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

'' یس ۔ کرنل فریدی بول رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' ارے ۔ آپ ابھی تک آفس میں موجود ہیں ۔ میں نے تو اس لئے آفس کا نمبر پریس کر دیا تھا کہ میری انگلیاں خود بخود اس نمبر کو

پریس کر دیتی ہیں ۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ''......دوسری طرف
سے عمران کی مخصوص شگفتہ آواز سنائی دی۔

'' لگتا ہے کہ تم نے ہاٹ ورلڈ کا کوئی اہم سراغ لگا لیا ہے''۔
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

'' ارے ۔ آپ روشن ضمیر مرشد ہیں ۔ اب میں کیا کہہ سکتا
ہوں''......عمران نے کہا۔

'' سر آرتھر کے بارے میں بتانا چاہتے ہو گے تم''......کرنل
فریدی نے کہا۔

'' لوٹیا ہی ڈوب گئی ۔ میں نے سوچا تھا کہ کرنل صاحب پر اپنی
کارکردگی کا خوب رعب جھاڑوں گا لیکن اب کیا کیا جائے ۔ مرشد
بہرحال مرشد ہی ہوتا ہے ۔ بے چارہ مرید کس قطار وشمار میں آسکتا
ہے''......عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی بے
اختیار مسکرا دیا۔اس نے تو ویسے ہی سر آرتھر کا نام لے دیا تھا۔

'' مجھے بھی ابھی تمہارے فون آنے سے چند لمحے پہلے اطلاع ملی
ہے کہ ناراک میں ہاٹ ورلڈ جسے وہاں ایچ ڈبلیو کہا جاتا ہے کا
انچارج بلیک کلب کا چیف روڈف ہے جو وہاں کا بہت بڑا گینگسٹر
ہے ۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ میں بجائے وہاں جا کر اس سے
معلومات حاصل کروں اس سے بہتر ہے کہ وہاں کے کسی اور گروپ
کو اس کام پر مامور کر دوں ۔ وہاں بلیک ایریئے کی ایک لیڈی
روزیٹا ہے ۔ وہ بھی ناراک کی معروف گینگسٹر ہے ۔ اس سے معلوم

ہوا ہے کہ روڈف واقعی ہاٹ ورلڈ کا ناراک میں انچارج ہے اور اس
کا چیف کوئی سر آرتھر ہے جس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں
ہے''......کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

'' کمال ہے ۔ آپ نے تو صرف فون کال کے ذریعے ہی سر
آرتھر کو ٹریس کر لیا جبکہ مجھے لاکھوں ڈالرز خرچ کرنے پڑے ہیں ۔
بہرحال یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سر آرتھر واقعی کنگ آف ہاف ورلڈ ہے
اور وہ بحرالکاہل میں سان جوسے نامی جزیرے سے کال کرتا ہے
لیکن سان جوسے ویران جزیرہ ہے ۔ میں نے سر آرتھر کی کال کی
ٹیپ منگوائی اور اس کی آواز کو سنا تو میں نے اسے پہچان لیا کہ یہ سر
آرتھر اسرائیل میں طویل عرصے تک قومی سلامتی کا مشیر رہا ہے ۔
ایک بار اسرائیل میں ایک مشن کے دوران میں نے اسے اغوا کرا کر
اس سے معلومات حاصل کی تھیں ۔ پھر اچانک وہاں ریڈ ہو گیا اور ہم
اسے زندہ چھوڑ کر وہاں سے نکل آئے تھے لیکن اس کا مخصوص لہجہ
آج بھی میرے حافظے میں محفوظ تھا ۔ میں نے اس لئے آپ کو فون
کیا ہے کہ سان جوسے جزیرے کے بارے میں شاید آپ کو مزید
معلومات ہوں''......عمران نے کہا۔

'' نہیں ۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں''......کرنل فریدی
نے کہا۔

'' کرنل صاحب ۔ اس ہاٹ ورلڈ کا اصل مقصد بھی سامنے آگیا
ہے ۔ یہ لوگ ہیلی کاپٹر کی مدد سے اپنا ایجاد کردہ دھواں مسلم ممالک

پر پھیلا رہے ہیں جس سے بظاہر میزائل مشینری تباہ ہو جاتی ہے جبکہ یہ دھواں اس ملک کی فضا میں ایک سال تک موجود رہتا ہے اور ہاٹ ورلڈ والے ایک ویپن تیار کر رہے ہیں جس کا نام ہاٹ ویپن ہے ۔ جس جس ملک کی فضا میں یہ دھواں موجود ہوگا وہاں یہ ہاٹ ویپن جب فائر ہوگا تو اس دھوئیں کی وجہ سے پلک جھپکنے میں اس ملک کے انسان ، جانور ، بلڈنگز اور اسلحہ راکھ کا ڈھیر بن جائے گا ۔ اس سے تمام مسلم ممالک کا خاتمہ کر کے یہودی سلطنت قائم کر دی جائے گی ۔ اب اصل مسئلہ سر آرتھر نہیں ہے بلکہ اس لیبارٹری کا سراغ لگانا ہے جہاں یہ ہاٹ ویپن تیار ہو رہا ہے اور وہ بھی فوراً کیونکہ پاکیشیا پر دھواں فائر کرنے کا مطلب ہے کہ وہ اصل مشن جلد از جلد مکمل کرنا چاہتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کسی بھی لمحے چیدہ مسلم ممالک پر ہاٹ ویپن فائر کر سکتے ہیں“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر موجود سنجیدگی کی تہہ مزید گہری ہوتی چلی گئی ۔

” ویری بیڈ ۔ یہ تو انتہائی خطرناک پوزیشن ہے ۔ ہمارے پاس تو وقت بے حد کم ہے“...... کرنل فریدی نے کہا ۔

” کرنل صاحب ۔ وہ پراسرار ہیلی کاپٹر جس سے دھواں پھیلایا جاتا ہے وہ ہیلی کاپٹر ایکریمیا کی چھوٹی ویران اور غریب ترین ریاست ٹمسی کے دارالحکومت ناشول سے اڑتا ہے اور خلیج میکسیکو میں کسی بحری جہاز پر اتر جاتا ہے اور پھر جس ملک کے خلاف اس نے

آپریشن کرنا ہوتا ہے اس ملک کے قریب سمندر میں موجود جہاز سے اڑتا ہے اور آپریشن مکمل کر کے دوبارہ بحری جہاز پر اتر کر غائب ہو جاتا ہے ۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ پراسرار دھواں اور ہیلی کاپٹر جس پر کسی قسم کا سائنسی حفاظتی نظام اثر نہیں کرتا اس کا تعلق یقیناً اس لیبارٹری سے ہوگا جہاں یہ ہاٹ ویپن تیار کیا جا رہا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم غلط سائیڈ پر کام کرتے رہے تو یہ لوگ کسی بھی وقت مسلم ممالک پر ہاٹ ویپن فائر کر سکتے ہیں“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” تمہاری بات درست ہے ۔ تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ تم سان جوسے کو چیک کرو جبکہ میں ٹمسی ریاست کو چیک کرتا ہوں“...... کرنل فریدی نے کہا۔

” میرے ذہن میں ایک اور تجویز ہے اگر آپ اس سے اتفاق کریں تو“...... عمران نے کہا۔

” وہ کیا“...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

” اسرائیل کے صدر کو یقیناً اس بارے میں تمام تفصیلات اور معلومات حاصل ہوں گی ۔ اگر آپ کا وہاں کوئی سیٹ اپ ہو تو اس سے فوری معلومات مل سکتی ہیں ۔ اس طرح درست ٹارگٹ پر کام ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

” نہیں ۔ ایسا کوئی سیٹ اپ نہیں ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس معاملے میں خاصا وقت ضائع ہو سکتا ہے جبکہ وقت واقعی ہمارے

پاس بالکل نہیں ہے اس لئے جیسے میں نے کہا ہے ویسے کرو"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوکے ۔ٹھیک ہے ۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

بلگارنیہ کا کرنل ڈی اپنے آفس میں موجود تھا۔اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات واضح تھے کیونکہ بلگارنیہ کے سپر میزائل سیٹ اپ کو بھی پراسرار ہیلی کاپٹر اور گہرے سفید دھوئیں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا تھا اور باوجود کوشش کے ابھی تک وہ اس پراسرار ہیلی کاپٹر کا سراغ نہ لگا سکے تھے اور نہ ہی اس دھوئیں کے بارے میں جان سکے تھے ۔ کرنل ڈی نے پوری دنیا میں موجود اپنے رابطوں کے ذریعے اس معاملے میں آگاہی کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی تھی بلکہ جب سے اسے اطلاع ملی تھی کہ اسرائیل کے سپر میزائلوں کے سیٹ اپ کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے تو اس کا ذہن خاصا بدل گیا تھا جبکہ اس سے پہلے اس کا حتمی خیال تھا کہ یہ سب کچھ اسرائیلی حکومت کی طرف سے یا اس کی شہ پر ہو رہا ہے لیکن اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو اسرائیل کا اپنا کروڑوں ڈالرز کا اہم

سپر میزائل سیٹ اپ تو تباہ نہ کیا جاتا۔ اسے جو اطلاعات ملی تھیں اس کے مطابق اس سپر پاورز سمیت دنیا میں ہر اس ملک کا سیٹ اپ ختم کیا گیا تھا جس نے میزائل سیٹ اپ قائم کیا تھا حتیٰ کہ کافرستان اور افریقی ممالک بھی اس میں شامل تھے۔ اسے یہ اطلاع بھی مل چکی تھی کہ دنیا میں ان تمام ممالک نے جن کے میزائل سیٹ اپ تباہ ہوئے تھے دوبارہ سیٹ اپ قائم کرنے پر کام شروع کر دیا ہے اور اکثر باوسائل ملکوں نے تو چند روز میں ہی نیا سیٹ اپ قائم کر لیا ہے جبکہ دوسرے ملک بہرحال اپنے وسائل کے مطابق اس کام میں مصروف تھے۔ بلگارنیہ بھی ڈیفنس میزائلوں کا نیا سیٹ اپ قائم کر رہا تھا لیکن یہ بات کرنل ڈی سمیت کسی کی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر اس پراسرار تباہی کا اصل مقصد کیا ہے اور یہ سب کچھ کون کر رہا ہے۔ اس نے سر سلطان کے ذریعے چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی بات علی عمران سے ہوئی اور علی عمران نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی اس سلسلے میں کوئی حتمی معلومات ملیں تو وہ انہیں بھی اطلاع دے گا لیکن کئی روز گزر جانے کے باوجود ابھی تک اس طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اپنے میزائل سیٹ اپ کی تباہی کے خلاف کام کر رہی ہو گی اور اس کا اپنا ارادہ تھا کہ وہ ہر صورت اس تنظیم یا حکومت کے خلاف کام کرے جس نے یہ کارروائی کی ہے لیکن چونکہ کوئی ٹارگٹ نظر نہ

آ رہا تھا اس لئے وہ بے بس بیٹھا ہوا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... کرنل ڈی نے چونک کر کہا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد عمران کی شگفتہ آواز سنائی دی اور شاید یہ عمران کے لہجے کا اثر تھا کہ کرنل ڈی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر موجود بوجھ یکلخت غائب ہو گیا ہو۔

"کرنل ڈی بول رہا ہوں۔ آپ کی آواز نے میری پریشانی دور کر دی ہے"...... کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس آواز شناسی کا بے حد شکریہ۔ آپ واقعی آوازوں کے صحیح قدر دان ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنی آواز کے دس بارہ ٹیپ تیار کر کے بھجوا دوں تاکہ آپ آئندہ سرے سے پریشان ہی نہ ہونے پائیں"...... دوسری طرف سے شگفتہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل ڈی جیسا انتہائی سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ نے یقیناً اس پراسرار ہیلی کاپٹر اور دھوئیں کے بارے میں کوئی حتمی معلومات حاصل کر لی ہوں گی"...... کرنل ڈی نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ آپ سے چونکہ وعدہ کیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں آپ پاکیشیائیوں کو وعدہ خلاف نہ سمجھنا شروع کر دیں اس لئے میں نے کال کی ہے ۔ یہ ساری کارروائی ایک خفیہ تنظیم ہاٹ ورلڈ کی طرف سے کی جا رہی ہے جس کا چیف سر آرتھر کہلاتا ہے ۔ سر آرتھر اپنے آپ کو کنگ آف ہاٹ ورلڈ بھی کہلواتا ہے اور کئی سال پہلے سر آرتھر اسرائیل کی قومی سلامتی کا مشیر بھی رہا ہے ۔ یہ پراسرار ہیلی کاپٹر ایکریمیا کی ایک چھوٹی ویران اور غریب ترین ریاست ٹنسی کے دارالحکومت ناشول سے اڑتا ہے اور خلیج میکسیکو میں موجود کسی بحری جہاز پر اتر جاتا ہے اور پھر جس ملک میں یہ کارروائی کی جاتی ہے یہ بحری جہاز اس ہیلی کاپٹر کو اس ملک کے قریب سمندر میں لے جاتا ہے اور یہ ہیلی کاپٹر وہاں سے اڑ کر اس ملک میں کارروائی کر کے دوبارہ اس بحری جہاز میں غائب ہو جاتا ہے جبکہ سر آرتھر کی ایک ٹرانسمیٹر کال کا منبع چیک کیا گیا ہے ۔ یہ منبع بحر الکاہل میں ایک جزیرے سان جوسے بنتا ہے لیکن سان جوسے جزیرہ صدیوں سے ویران ہے کیونکہ نہ وہاں پینے کا پانی ہے اور نہ ہی وہاں درخت وغیرہ ہیں ۔ البتہ جھاڑیاں ہیں اور اس دھوئیں کے بارے میں مزید جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ دھواں صرف میزائل سیٹ اپ کی مشینری کو تباہ اور میزائلوں کو ناکارہ ہی نہیں کرتا بلکہ یہ دھواں اس ملک کی فضا میں ایک سال تک قائم رہتا ہے ۔ ہاٹ ورلڈ کے سائنس دان ایک اور خوفناک ہتھیار تیار کر رہے ہیں جس کا نام

انہوں نے ہاٹ ویپن رکھا ہوا ہے ۔ یہ ہاٹ ویپن اس ملک میں جیسے ہی فائر کیا جائے گا جہاں وہ پراسرار دھواں فضا میں موجود ہو گا تو پلک جھپکنے میں اس پورے ملک کے انسان ، جانور ، بلڈنگز اور اسلحہ سب کچھ راکھ کا ڈھیر بن جائے گا اور جہاں یہ ہاٹ ویپن استعمال نہیں کیا جائے گا وہاں یہ دھواں ایک سال بعد بے اثر ہو جائے گا ۔ یہ انتخاب کہ یہ ہاٹ ویپن کہاں استعمال کیا جانا ہے اس ہاٹ ورلڈ والوں کا کام ہے "...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور جیسے جیسے عمران تفصیل بتاتا جا رہا تھا کرنل ڈی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے جا رہے تھے ۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ عمران نے پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اس قدر تفصیلی معلومات کیسے حاصل کر لیں جبکہ کرنل ڈی اور دیگر اعلیٰ حکام اب تک معمولی سی معلومات بھی حاصل نہ کر سکے تھے ۔

" کمال ہے ۔ آپ نے تو اس طرح تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں جیسے کوئی کتاب آپ کے ہاتھ لگ گئی ہو ۔ ویل ڈن مسٹر علی عمران ۔ ویل ڈن "...... کرنل ڈی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا ۔

" شکریہ ۔ میں نے پہلے ہی آپ کی قدر شناسی کی تعریف کی ہے ۔ اگر آپ چاہیں تو میں دوبارہ بھی ایسا کرسکتا ہوں لیکن یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے ۔ ان کے رابطے پوری دنیا میں موجود ہیں اور یہ تمام معلومات انہوں نے

حاصل کی ہیں ۔ اب جو اصل صورت حال ہے اور جس کے لۓ
چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یہ ساری تفصیل بتا کر بار
کروں وہ میں عرض کر دیتا ہوں ۔ جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے
ہے کہ ہاٹ ورلڈ کا چیف سر آرتھر ہے جو اسرائیل کی قومی سلامتی
مشیر بھی رہا ہے اس لئے یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ یہ ہاٹ ورل
یہودیوں کی کوئی تنظیم ہے جو اسرائیل کے تحت قائم کی گئی ہے ا
اسرائیل پر جو حملہ کیا گیا ہے وہ صرف اسرائیل کو شک و شبہ
بالاتر رکھنے کے لئے کیا گیا ہے ۔ اس خیال کے تحت کسی بھی لم
تمام مسلم ممالک میں ہاٹ ویپن استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس طر
اربوں مسلمانوں کی شہادت کے بعد تمام مسلم ممالک کو یہود
سلطنت میں شامل کر لیا جائے گا اور باقی دنیا کو یہ دھمکی دی جا
گی کہ ان میں سے کسی نے بھی یہودی سلطنت کے خلاف کو
کارروائی کی تو انہیں بھی راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا ۔ اس آئیڈی
کے تحت مسلمانوں کے پاس بالکل وقت نہیں ہے ۔ ہاٹ ویپن جہا
تیار ہو رہا ہے وہاں فوری حملہ کر کے اسے تباہ کرنا ضروری ہے لیک
ابھی حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ ہاٹ ویپن کہاں تیار ہو
ہے ۔ یہ ٹنسی ریاست کے دارالحکومت ناشول میں بھی ہو سکتا ہے ا
سان جوسے جزیرے میں بھی یا کسی اور جگہ بھی ۔ اس لئے اسلا
سکیورٹی کونسل کے کرنل فریدی نے یہ طے کیا ہے کہ وہ فوری طو
ناشول میں کارروائی کریں گے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سا

جوسے جزیرے میں کارروائی کرے ۔ اس سلسلے میں اگر آپ کچھ کرنا
چاہیں تو آپ خود ٹارگٹ کا انتخاب کر لیں“...... دوسری طرف سے
عمران نے کہا۔

” کیا یہ حتمی بات ہے کہ سر آرتھر ہاٹ ورلڈ کا سربراہ ہے“ ۔
کرنل ڈی نے کہا۔

” جی ہاں“...... عمران نے جواب دیا۔

” اول تو جہاں یہ سر آرتھر ہو گا وہاں یہ ہاٹ ویپن تیار ہو رہا ہو
گا اور بفرض محال ایسا نہیں ہے تو اس سے بہرحال معلوم ہو جائے گا
کہ ہاٹ ویپن کہاں تیار ہو رہا ہے اور سر آرتھر کا سراغ لگایا جا سکتا
ہے آپ اپنا کوئی خاص نمبر مجھے دے دیں ۔ میں سراغ لگا کر آپ کو
اطلاع کر دوں گا“...... کرنل ڈی نے کہا۔

” کب تک ایسا ہو سکے گا“...... عمران نے کہا۔

” زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر“...... کرنل ڈی نے
جواب دیا۔

” تو آپ میرے فلیٹ کا نمبر نوٹ کر لیں ۔ میں آج شام تک
یہاں موجود رہوں گا ۔ رات کو پاکیشیائی ٹیم کے ساتھ میں سان
جوسے چلا جاؤں گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اپنا فون نمبر بتا دیا۔

” ٹھیک ہے ۔ میں شام سے پہلے آپ کو اس بارے میں تفصیل
بتا دوں گا“...... کرنل ڈی نے کہا۔

"اگر آپ ایسا کر لیں تو یہ پوری اسلامی دنیا پر آپ کا احسا
ہو گا اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہ
گیا تو کرنل ڈی نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موج
ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنا
دی۔

"ایکریمیا کی ریاست ہیٹا جوسی میں کرنل رچرڈ سے میری بار
کراؤ"...... کرنل ڈی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل رچرڈ اس کا ن
صرف کلاس فیلو تھا بلکہ خاصا گہرا دوست بھی تھا۔ ان کی ملاقاتی
اکثر ہوتی رہتی تھیں۔ کرنل رچرڈ ایکریمیا کی ریاست ہیٹا جوسی می
ایک بہت معروف ریستوران کا مالک تھا اور اس کے ساتھ سات
ڈبوں میں بند کھانے تیار کرنے والی ایک بے حد معروف فرم کا ب
مالک تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے خفیہ طور پر جرائم کے خلا
کام کرنے کے لئے ایک تنظیم بنائی ہوئی تھی جس کا نام ریڈ فلاور ت
اور یہ تنظیم ان جرائم کے خلاف کام کرتی تھی جو بڑے پیمانے پ
لوگوں کو نقصان پہنچا سکتے تھے لیکن یہ کام وہ انتہائی خفیہ انداز می
کرتی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر یہ بات اوپن ہو گئی تو ایکری
کے بڑے بڑے سینڈیکیٹ اور گینگسٹر اس کے ریستوران اور اس ک
فرم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ معاشی طور پر تباہ و بر
ہو کر رہ جائے گا۔ کرنل رچرڈ سے کرنل ڈی کی ملاقات ایک ماہ پ

ایکریمیا کے دارالحکومت میں ہوئی تھی جہاں کرنل ڈی ایک سرکاری
کام کے سلسلے میں گیا ہوا تھا اور وہاں باتوں باتوں میں کرنل رچرڈ
نے اسے بتایا تھا کہ اسرائیل میں قومی سلامتی کے سابق مشیر سر آرتھر
سے اس کی ملاقات ہوئی تھی اور سر آرتھر نے اسے بتایا تھا کہ وہ
پوری دنیا کو جرائم سے پاک کرنے کے لئے ایک بہت بڑی تنظیم
بنانے کے بارے میں سوچ بچار کر رہا ہے اور اس سلسلے میں اس نے
ایک ہیڈ کوارٹر قائم کر رکھا ہے جس پر کرنل رچرڈ نے اسے ہر قسم کے
تعاون کا یقین دلایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب علی عمران نے اسے سر
آرتھر کا حوالہ دیا کہ سر آرتھر اسرائیل میں قومی سلامتی کا مشیر رہا ہے تو
اس کے ذہن میں فوراً کرنل رچرڈ آ گیا۔ کرنل رچرڈ کی عادت تھی
کہ وہ لوگوں سے تعلقات قائم رکھتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ
کرنل رچرڈ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ سر آرتھر نے کہاں ہیڈ کوارٹر بنایا
ہوا ہے۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو کرنل ڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈی نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرنل رچرڈ سے بات کیجئے سر"...... دوسری طرف سے پی
اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو کرنل رچرڈ۔ میں کرنل ڈی بول رہا ہوں"...... کرنل ڈی
نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا مخصوص نام کرنل ڈی
دوہرایا تھا کیونکہ کرنل رچرڈ بھی اسے اس کے اصل نام کی بجائے

اس نام سے ہی پکارتا تھا۔

" تمہیں کیسے فرصت مل گئی مجھ سے بات کرنے کی"...... دوسری طرف سے کرنل رچرڈ کی بے تکلفانہ آواز سنائی دی۔

" تم نے مجھے پچھلی ملاقات میں سر آرتھر کے بارے میں بتایا تھا جو جرائم کے خلاف کام کرنے والی کوئی بین الاقوامی تنظیم بنانا چاہتے تھے ۔ کیا یاد آگیا ہے یا نہیں"...... کرنل ڈی نے فوراً ہی اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ۔ کوئی خاص بات"...... کرنل رچرڈ نے چونک کر کہا۔

" میں خود بھی چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت سے ہٹ کر کام کروں ۔ کیا تمہارے پاس سر آرتھر کا فون نمبر ہے یا اس کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس وغیرہ"...... کرنل ڈی نے کہا۔

" ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو میری بات نہیں ہوئی تھی البتہ اس نے مجھے ایک فون نمبر دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ جہاں بھی ہوگا میری بات اس نمبر کے ذریعے اس سے ہو جائے گی"...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

" کیا نمبر ہے"...... کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

" کہاں کا ہے یہ نمبر"...... کرنل ڈی نے پوچھا۔

" یہ تو معلوم نہیں ۔ ایکریمیا کی کسی ریاست کا ہوگا"...... کرنل

رچرڈ نے کہا۔

" تم نے اس نمبر پر اس سے کبھی بات کی ہے"...... کرنل ڈی نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ابھی تک تو ضرورت محسوس نہیں ہوئی"...... کرنل رچرڈ نے جواب دیا۔

" تو پھر میں تمہارا حوالہ دے کر سر آرتھر سے بات کروں ۔ کیا وہ فون اٹینڈ کر لے گا"...... کرنل ڈی نے کہا۔

" ضرور کرے گا"...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

" اوکے ۔ بے حد شکریہ ۔ میں اس سے بات کے بعد تم سے تفصیلی بات کروں گا ۔ گڈ بائی"...... کرنل ڈی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے پڑے ہوئے رائٹنگ پیڈ پر نمبر درج کیا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

" یس ۔ رضوان بول رہا ہوں جناب ۔ آپریشن روم سے" ۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" رضوان ۔ ایک فون نمبر نوٹ کرو ۔ یہ نمبر کسی سر آرتھر کا ہے ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نمبر پوری دنیا میں کہاں نصب ہے کیا تم یہ معلوم کر لو گے"...... کرنل ڈی نے کہا۔

" یس سر ۔ آپ نمبر بتائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈی نے نمبر بتا دیا۔

"یہ ایکریمین سیٹلائٹ کا نمبر ہے جناب ۔ اس کی ٹریسنگ میں کچھ وقت لگے گا ۔ بہرحال یہ نمبر ٹریس ہو جائے گا"...... رضوان نے کہا۔

"کتنا وقت لگے گا"...... کرنل ڈی کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"جی ایک گھنٹہ لگ جائے گا"...... رضوان نے کہا۔

"او کے ۔ رزلٹ حتمی ہونا چاہیے ۔ یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے اور ہاں ۔ یہ بھی سن لو کہ صرف کوئی علاقہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جس قدر تفصیل سے معلومات مل سکیں تم نے بتانی ہوں گی"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈی نے رسیور رکھ دیا ۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ سر آرتھر کا اصل ٹھکانہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس علی عمران کو وہ بتا سکتا ہے کہ وہ کسی سے کم نہیں ہے ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"رضوان بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے آپریشن روم انچارج رضوان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"سر ۔ یہ نمبر ایکریمین سیٹلائٹ کا نہیں ہے بلکہ اسرائیلی سیٹلائٹ کا ہے اور میں نے بے حد محنت سے اسے بہرحال ٹریس کر

لیا ہے ۔ یہ نمبر بظاہر شمالی ایکریمیا کے قریب خلیج میکسیکو اور بحرالکاہل میں واقع ایک جزیرے سان جوسے پر نصب ہے لیکن جب میں نے اس نمبر پر کال کی تو دوسری طرف سے گھنٹی تو بجی لیکن اس کے ساتھ اس پر مخصوص آواز سنائی دی جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ اس کا نمبر لنک آگے کسی اور جگہ سے ہے اور اس جزیرے پر ڈاجنگ مشین موجود ہے کیونکہ وہ مخصوص آواز ڈاجنگ مشین کی تھی ۔ چنانچہ میں نے کال آف کر دی اور پھر میں نے مخصوص مشینری کے ذریعے محنت کر کے اس ڈاجنگ مشینری کا ٹارگٹ معلوم کر لیا ۔ ڈاجنگ مشینری یہ نمبر سان جوسے سے ایکریمیا کی ریاست جارجیا کے مشہور شہر جیکسن میں ٹرانسفر کرتی ہے ۔ وہاں یہ نمبر نصب ہے ۔ میں نے جیکسن کے تفصیلی نقشے سے اس کی اصل لوکیشن ٹریس کر لی ہے ۔ جیکسن کا ایک کلب جس کا نام کروز کلب ہے وہاں یہ نمبر نصب ہے"......رضوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا معلومات حتمی ہیں"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"یس سر ۔ سو فیصد حتمی ہیں"...... رضوان نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ شو رضوان ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے ۔ ویل ڈن" ۔ کرنل ڈی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر"...... رضوان کی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی کیونکہ کرنل ڈی کی طرف سے تحسین اس کے لئے واقعی بڑا اعزاز تھا ۔

کرنل ڈی کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ رضوان نے محنت کر کے اسے اس قابل کر دیا تھا کہ وہ اب پاکیشیا کو بتا سکتا تھا کہ وہ بھی کسی طرح ان سے کم نہیں ہے۔ البتہ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ہاٹ ویپن واقعی ٹنسی ریاست میں تیار ہو رہا ہے یا جارجیا میں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جارجیا اور ٹنسی ریاست دونوں ایک دوسرے سے ملحقہ ہیں۔ بہرحال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب میجر پرمود کو جارجیا بھیجے گا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عمران کی مخصوص شگفتہ سی آواز سنائی دی جسے سن کر بے اختیار کرنل ڈی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی تھی۔

"کرنل ڈی فرام بلگارنیہ"...... کرنل ڈی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ۔ اب آپ سے تو مذاق کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ آپ بھی چیف ہیں ورنہ ہمارے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے بستوں میں ایک جیومیٹریکل باکس ہوتا ہے جس میں ایک ڈی اور پرکار ہوتی ہے جس سے جغرافیے کے سوال حل کیے جاتے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"مسٹر علی عمران۔ سر آرتھر کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ ان کا ایک نمبر مجھے مل گیا اور ہمارے آپریشن روم کے انچارج نے انتہائی محنت سے اس بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ نمبر اسرائیلی سیٹلائٹ کا ہے اور بظاہر یہ نمبر سان جوسے جزیرے پر نصب ہے لیکن اصل میں یہ نمبر ایکریمیا کی ریاست جارجیا کے معروف شہر جیکسن میں ایک کلب جسے کروز کلب کہا جاتا ہے میں نصب ہے"۔ کرنل ڈی نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا آپ وہ نمبر بتائیں گے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈی نے اسے نمبر بتا دیا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے کہ یہ نمبر سر آرتھر کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات حتمی ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میجر پرمود کو جارجیا بھیجا جائے کیونکہ جارجیا اور ٹنسی ریاست دونوں ملحقہ ریاستیں ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہاٹ ویپن جارجیا میں تیار ہو رہا ہو یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سر آرتھر نے ہاٹ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر جارجیا میں بنایا ہوا ہو اور ہاٹ ویپن کی لیبارٹری ٹنسی ریاست کے دارالحکومت ناشول میں ہو"...... کرنل ڈی نے کہا۔

"ضرور بھیجیں جناب۔ مسئلہ اسلامی دنیا کی بقاء کا ہے۔ جو بھی اس میں کامیاب ہو گا وہ بہرحال اسلام کی ہی خدمت کرے گا"۔

عمران نے جواب دیا۔

" او کے ۔ اللہ حافظ"...... کرنل ڈی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" میجر پرمود بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔

" میرے آفس میں آ جاؤ ۔ تمہارے لئے ایک انتہائی اہم مشن میرے پاس ہے"...... کرنل ڈی نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"...... دوسری طرف سے میجر پرمود کی مستعد آواز سنائی دی تو کرنل ڈی نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو میز کے پیچھے خاموش بلکہ کسی حد تک ساکت بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا ۔ عمران ٹیم لے کر سان جوسے جانے کا پروگرام بنا چکا تھا لیکن پھر عمران نے یہ پروگرام فوری طور پر ملتوی کر دیا اور خود وہ فلیٹ سے دانش منزل آ گیا اور گزشتہ دو گھنٹوں سے وہ لیبارٹری میں تھا جبکہ اس نے لیبارٹری جانے سے پہلے بلیک زیرو کو بتا دیا تھا کہ بلگارنیہ کے کرنل ڈی نے اسے فون کر کے بتا دیا ہے کہ سان جوسے میں ڈاجنگ مشینری نصب ہے جبکہ سر آرتھر کا فون نمبر جو کرنل ڈی کے مطابق حتمی تھا وہ ایکریمیا کی ریاست جارجیا کے شہر جیکسن کے ایک کلب میں نصب تھا ۔ اس لحاظ سے سان جوسے جانا صرف وقت ضائع کرنے کے مترادف تھا جبکہ عمران لیبارٹری میں کرنل ڈی سے حاصل شدہ نمبر کو اب خود چیک کرنے میں مصروف تھا ۔ بلیک

زیرو سمجھتا تھا کہ اگر فوری طور پر اس ہاٹ ویپن کو تباہ نہ کیا گیا تو کسی بھی لمحے یہودی اس ویپن سے پورے پاکیشیا کو جلا کر راکھ کر سکتے ہیں۔یہی وجہ تھی کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا بلیک زیرو کے نزدیک خطرہ قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو خاموش اور ساکت بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ آخر اصل ٹارگٹ کی نشاندہی کیسے ہو گی۔ اسی لمحے اسے عمران کے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا معلوم ہوا ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

" کرنل ڈی نے درست لائن پر کام کیا ہے۔ یہ فون نمبر واقعی سر آرتھر کا ہے اور جارجیا ریاست کے شہر جیکسن کے کروز کلب میں نصب ہے۔ میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے اور کرنل ڈی نے یہ بتا کر مجھے اور ٹیم کو سان جوسے میں خراب ہونے سے بچا لیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اصل مسئلہ تو اس لیبارٹری کا ہے جہاں وہ ہاٹ ویپن تیار ہو رہا ہے۔اس کی نشاندہی کیسے ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" دیکھو۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے

شروع کر دیئے۔ وہ مسلسل اور کافی دیر تک نمبر پریس کرتا رہا۔ پھر دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ اسرائیل بول رہا ہوں۔ سر آرتھر سے پریذیڈنٹ صاحب خود بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" یس۔ سر آرتھر بول رہا ہوں"...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سر آرتھر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں"...... عمران نے ملٹری سکرٹری کے لہجے میں کہا۔

" ہیلو"...... عمران نے اس بار اسرائیلی پریذیڈنٹ کے لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے فوراً ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

" یہ کیا ہوا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی کہ وہاں وائس چیکر کمپیوٹر موجود ہے اور اس میں ملٹری سکرٹری کی آواز فیڈ نہ تھی اس لئے رابطہ کرا دیا گیا لیکن اسرائیلی

صدر کی آواز کمپیوٹر میں فیڈ تھی اس لئے جیسے ہی میں نے ان کے لہجے میں بات کی کمپیوٹر نے کال اوکے کرنے کی بجائے کاٹ دی''۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

'' پھر اب آپ کیا کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

'' وہ سرخ جلد والی ڈائری دو۔ اب کسی اور کا سہارا ڈھونڈنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز سے سرخ جلد والی ضخیم اور بھاری ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کافی دیر تک ورق پلٹتا رہا پھر اس نے ڈائری کو بند کر کے رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تیز میوزک کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دینے لگی۔

'' روبرٹ کلب''...... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

'' بگ جونز سے بات کراؤ۔ میں ایشیا کے ملک پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے بھی سرد اور تیز لہجے میں کہا۔

'' ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ پھر میوزک کا شور یکلخت بند ہو گیا۔

'' ہیلو۔ بگ جونز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ٹھہرا ہوا سا تھا۔

'' پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بول

رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

'' اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے بات ہو رہی ہے مسٹر علی عمران''...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

'' تم ولنگٹن چھوڑ کر ایسی غریب ریاست میں آ گئے ہو کہ جہاں فون کرتے ہوئے توہین محسوس ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بگ جونز بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

'' آپ جارجیا کو غریب ریاست کہہ رہے ہیں۔ یہ واقعی کسی زمانے میں غریب ریاست تھی لیکن اب تو یہ ایکریمیا کی امیر ترین ریاست ہے یہاں تو اب سونے کی کانیں دریافت ہو چکی ہیں''۔ بگ جونز نے ہنستے ہوئے کہا۔

'' اچھا۔ پھر تو ایک آدھ کان تمہارے حصے میں بھی آ گئی ہو گی''...... عمران نے کہا تو بگ جونز ایک بار پھر ہنس پڑا۔

'' یہاں دولت لوگوں کی جیبوں سے باہر امنڈتی رہتی ہے اس لئے مجھ جیسے لوگ دوسرے لوگوں کی جیبیں خالی کرنے کے لئے کلب اور ڈانس گھر قائم کر لیتے ہیں''...... بگ جونز نے جواب دیا۔

'' جیکسن شہر کبھی گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

'' ہاں۔ کیوں۔ ریاست کا بہت بڑا شہر ہے۔ اکثر وہاں آتا جاتا رہتا ہوں''...... بگ جونز نے چونک کر کہا۔

'' سنا کہ جیکسن میں ایک بہت بڑی لیبارٹری قائم کی گئی ہے''۔

عمران نے کہا۔

" لیبارٹری اور جیکسن میں ۔ اوہ نہیں عمران صاحب ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے ۔ وہاں سے قریب تر پہاڑی علاقہ ہے جہاں سونے کی بے شمار کانیں دریافت ہوئی ہیں اس لئے اس پورے علاقے میں فوج کا قبضہ ہے ۔ صرف جیکسن شہر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اور شہر میں کسی لیبارٹری کے قیام کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... بگ جونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جیکسن شہر میں کوئی کروز کلب ہے ۔ کیا تمہیں معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ وہاں کا بڑا مشہور کلب ہے ۔ اس کا مالک فرینک میرا بہترین دوست ہے ۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ۔ آپ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کی بجائے کھل کر بات کریں ۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں ......" بگ جونز نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

" دیکھو بگ جونز ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہودی نہیں ہو اور نہ صرف یہودی نہیں ہو بلکہ یہودیوں کے لئے تمہارے دل میں کوئی نرم گوشہ بھی نہیں ہے جبکہ یہودیوں نے ایک تنظیم ہاٹ ورلڈ بنا کر پوری دنیا کے مسلم ممالک کو جلا کر راکھ کر دینے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور اس ہاٹ ورلڈ کا سربراہ سر آرتھر ہے جو پہلے اسرائیل میں قومی سلامتی کا مشیر ہوا کرتا تھا اور اس کا مخصوص فون نمبر جیکسن

کے کروز کلب میں نصب ہے جبکہ اس کی ڈاجنگ مشینری جزیرہ سان جوسے میں ہے ۔ بہرحال جارجیا سے ملحقہ چھوٹی ریاست ٹنسی کے دارالحکومت ناشول میں ایک خفیہ لیبارٹری موجود ہے جہاں سے ایک سفید رنگ اور عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر عام طور پر اڑتا ہوا دیکھا گیا ہے ۔ اب ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ اصل لیبارٹری کہاں ہے کیونکہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے ۔ یہودی کسی بھی لمحے اپنا مخصوص ہتھیار استعمال کر کے مسلم ممالک کو جلا کر راکھ کر سکتے ہیں ۔ اسی طرح اربوں انسان جل کر راکھ ہو جائیں گے اب تم بتاؤ کہ تم اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو ۔ اگر تم حتمی معلومات کا معاوضہ لینا چاہو تو ہم وہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" جارجیا میں کوئی لیبارٹری نہیں ہے اور یہ بات حتمی ہے ۔ ٹنسی کا مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میرا وہاں آنا جانا ہی نہیں ہے ۔ البتہ جارجیا اور ٹنسی سے ملحقہ ایک اور ریاست ہے کرولینا ۔ یہ ایکریمیا کی سب سے مشہور ریاست ہے ۔ اس کا وہ حصہ جو ٹنسی سے ملحقہ ہے وہاں وسیع و عریض صحرا ہے ۔ اس صحرا میں کئی جگہوں پر ایکریمین فوج کے اڈے ہیں اور بتایا جاتا ہے کہ وہاں یہودیوں کی کوئی بڑی خفیہ لیبارٹری ہے ۔ اس کے صحیح محل وقوع کا علم نہیں ہے۔ البتہ اس سے ملحقہ ایک بہت بڑا شہر ہے کارگو ۔ اس شہر میں کثرت سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں ۔ یہاں کے جوئے خانے اور کلب

پورے ایکریمیا میں مشہور ہیں ۔یہاں ایک کلب ہے جس کا نام کروز کلب ہے ۔ اس کلب کا مالک سر آرتھر ہے اور وہ اسرائیلی یہودی ہے''...... بگ جونز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

'' لیبارٹری کے بارے میں کہاں سے معلوم کیا جاسکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

'' کارگو شہر سے معلوم ہوسکتا ہے ۔ میں واضح طور پر کچھ نہیں بتا سکتا''...... بگ جونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' کارگو میں کوئی ٹپ جو وہاں ہمارے لئے اسلحہ ، رہائش گاہ اور کاریں وغیرہ مہیا کر سکے''...... عمران نے کہا۔

'' ہاں ۔ وہاں ایک ریڈ لائٹ کلب ہے ۔ انتہائی بدنام کلب ہے لیکن اس کا مالک رابرٹ بات کا پکا ہے اور وہ میرا دوست ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا اور تمہارا نام بتا دوں گا ۔تم اسے میرا حوالہ دے کر کام لے سکتے ہو''...... بگ جونز نے کہا۔

'' اوکے ۔ بے حد شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

'' اس کا مطلب ہے کہ اصل ٹارگٹ وہی صحرا ہے کرولینا، جارجیا اور ٹنسی کا سرحدی علاقہ''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

'' جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

'' ایکسٹو''......عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

'' یس سر''...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

'' سان جوسے کا مشن کینسل کر دیا گیا ہے لیکن اب ٹیم نے ایکریمیا جانا ہے ۔تم ٹیم کو تیاری کا حکم دے دو ۔ عمران تمہارا لیڈر ہوگا ۔ وہ تم سے خود ہی رابطہ کرے گا اور تمہیں بریف بھی کر دے گا آج رات ہی ٹیم روانہ ہو جائے گی''......عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

'' یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے رسیور رکھ دیا۔

انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے وسیع و عریض آفس میں ایک لمبے قد اور چوڑے دیو ہیکل جسم کا مالک ادھیڑ عمر ایک اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سنگل لائن نیوی بلیو سوٹ تھا۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی مناسبت سے بڑا اور چوڑا تھا اور اس کے چہرے پر رعب و دبدبہ فطری طور پر نمایاں تھا۔ وہ مہاگنی کی بنی ہوئی ایک وسیع و عریض میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر مختلف رنگوں کے فونز موجود تھے اور ایک طرف جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔ اس آدمی کے سامنے ایک فائل موجود تھی اور وہ سگار پینے کے ساتھ ساتھ اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس آدمی نے کہا۔

"کنگ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے ایک منمناتی

ہوئی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا۔

"ہیلو"...... ایک بھاری لیکن کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ جیرالڈ بول رہا ہوں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہوا ہے کہ دنیا کی تین خطرناک ترین ایجنسیاں ہمارے خلاف حرکت میں آچکی ہیں"...... دوسری طرف سے وہی بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ کوڑے مارنے والوں جیسا تھا۔

"نو سر۔ میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں لائی گئی"۔ ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔

"انہوں نے کہیں سے میرا فون نمبر حاصل کر لیا اور پھر انہوں نے مجھے اسرائیل کے صدر کی آواز میں کال کیا۔ میرے سیکرٹری نے صدر کے ملٹری سیکرٹری کا نام سن کر مجھ سے رابطہ کر دیا لیکن چونکہ صدر اسرائیل کی آواز وائس چیکنگ کمپیوٹر میں فیڈ تھی اس لئے جیسے ہی نقلی آواز سنائی دی کمپیوٹر نے کال آف کر دی جس پر میں بے حد حیران ہوا اور میں نے ازخود اسرائیلی صدر سے بات کی تو انہوں نے میری رپورٹ سننے کے بعد بتایا کہ یہ صلاحیت پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے سب سے خطرناک ایجنٹ عمران کے پاس ہے کہ وہ دوسروں کی آواز اور لہجے کی اس طرح نقل کرتا ہے کہ سوائے وائس چیکنگ کمپیوٹر کے کوئی آدمی اسے پہچان ہی نہیں سکتا اور انہوں نے

مجھے بتایا کہ انہیں پہلے سے ہی خدشہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ، اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرنل فریدی اور بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود ہمارے خلاف کسی بھی وقت حرکت میں آسکتے ہیں اس لئے انہوں نے ایک ایجنسی کے ذمے ان کی نگرانی کا کام لگا دیا تھا ۔ اس ایجنسی نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ عمران اپنے چند ساتھیوں سمیت ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ولنگٹن پہنچ چکا ہے جبکہ کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت ناراک پہنچ چکا ہے اور بلگارنیہ کا میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت فلاڈلفیا میں موجود ہے ۔ اس ایجنسی نے ان کے بارے میں تفصیلات بھی مہیا کر دی ہیں اس لئے صدر صاحب نے فوری طور پر اے لائن پر تفصیلات منگوالی ہیں اور اب ہم نے ان تینوں کے خلاف پوری قوت سے حرکت میں آنا ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس سر۔ لیکن یہ لوگ اگر ہماری رینج میں آئیں گے تو ہم حرکت میں آئیں گے ورنہ یہ بے شک پورے ایکریمیا میں گھومتے رہیں انہیں کسی صورت بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ ہم کہاں ہیں اور نہ ہی یہ ہمیں ٹریس کر سکتے ہیں“...... ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ انہیں کچھ نہ کہا جائے اور یہ ہمارے سر پر آ بیٹھیں ۔ جن لوگوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میرا اور صدر اسرائیل کا کیا تعلق ہے اور جنہوں نے میرا فون نمبر ٹریس کر لیا ہے

تو تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ویسے ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہوں گے ۔ ان کا سان جویسے جزیرے پر جانے کی بجائے ایکریمیا میں آنا بتا رہا ہے کہ انہیں ہمارے بارے میں کوئی نہ کوئی درست کلیو کسی نہ کسی انداز میں مل گیا ہے“...... سر آرتھر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے چیف ۔ لیکن انہیں بہرحال الہام تو نہیں ہو گا اور ہمارے بارے میں تو انہیں پوری دنیا سے کہیں سے بھی علم نہیں ہوسکتا ۔ آپ کا چونکہ اسرائیل کے صدر صاحب سے رابطہ ہے اس لئے بظاہر تو انہوں نے اسرائیل سے ہی اس کا سراغ لگایا ہو گا لیکن یہ زیادہ سے زیادہ آپ تک پہنچ سکتے ہیں ۔ ہم تک بہرحال یہ نہیں سکتے اور ہاٹ ویپن کی تیاری اب دنوں کی بات رہ گئی ہے اور ہم نے اگر ان کا مقابلہ کیا تو لامحالہ یہ لوگ ہم تک پہنچ جائیں گے ۔ اس طرح ہماری ہی وجہ سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کہاں موجود ہیں ۔ آپ اپنا تحفظ کر لیں اور مطمئن ہو جائیں لیکن اگر آپ ان کا خاتمہ چاہتے ہیں تو پھر میری درخواست ہے کہ آپ ان کے خلاف بلیک ماسٹرز ایجنسی کو حرکت میں لے آئیں ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ بلیک ماسٹرز ایجنسی میں ایکریمیا ، یورپ اور اسرائیل کے انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں اور یہ ایجنسی تجربے کے لحاظ سے بھی اور انتہائی جدید ترین مشینری کے استعمال سے بھی ان سے زیادہ آگے ہیں ۔ جن تینوں ایجنسیوں کے آپ

نے نام لئے ہیں یہ تینوں ایشیائی ایجنسیاں ہیں ۔ ان لوگوں کے
پاس صرف عقل ہوتی اور کچھ نہیں ہوتا ۔ یہ لوگ جدید ترین مشینری
کے سامنے ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکیں ۔ اس طرح ان کا فوری خاتمہ ہو
جائے گا"۔ ادھیڑ عمر جیرالڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تم نے درست سوچا ہے جیرالڈ اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس
طرح انتہائی ٹھنڈے دماغ سے سوچ لیتے ہو ۔ ٹھیک ہے ۔ تم اپنا
کام جاری رکھو ۔ البتہ اپنی رینج پر ریڈ الرٹ رہو ۔ میں بلیک ماسٹر
ایجنسی کے چیف بگ جونز کو احکامات دے دیتا ہوں ۔ تمہاری بات
درست ہے ۔ وہ لوگ لمحوں میں ان کا خاتمہ کرنے کی صلاحیت رکھتے
ہیں اور اگر نہ بھی کر سکے تب بھی یہ انہیں بہر حال الجھا لیں گے جبکہ
اس دوران ہمارا عظیم مشن مکمل ہو جائے گا"...... اس بار سر آرتھر نے
تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" شکریہ سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اول تو یہ لوگ ہم تک پہنچ ہی
نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی گئے تو ہماری رینج میں داخل ہوتے ہی جل
کر راکھ کر دیئے جائیں گے ۔ ہم ہر وقت ریڈ الرٹ رہتے ہیں"۔
جیرالڈ نے کہا۔

" اوکے ۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے
میں کہا گیا تو جیرالڈ نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔ پھر اس
نے ہاتھ بڑھایا اور انٹر کام کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے کئی نمبر
پریس کر دیئے۔

" یس باس"...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" رابرٹ ۔ ہمارے خلاف تین ایشیائی ایجنسیاں حرکت میں
ہیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق پاکیشیا سے ہے ، دوسری کا تعلق
بلگارنیہ سے اور تیسری کا تعلق اسلامی سکیورٹی کونسل سے ہے ۔ ابھی
تک یہ ایجنسیاں ہماری تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہیں ۔ گو ان کا
یہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی بندوبست ہو جائے گا لیکن اب تم نے
اپنی رینج کو وسیع کر کے فل ریڈ الرٹ کر دینا ہے اور اگر ان میں
سے کوئی بھی ایجنسی ہماری رینج میں داخل ہو تو ان کا فوری خاتمہ
ضروری ہے"...... جیرالڈ نے کہا۔

" باس ۔ میرا خیال ہے کہ ہم ٹنسی ، جارجیا اور کرولینا تینوں
ریاستوں میں موجود ایجنسی کاسٹرین کو ان کے خلاف ہائر کر لیں تو
زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ لوگ اگر ہماری رینج میں پہنچیں بھی سہی تو ان
تینوں ریاستوں میں سے کسی ایک سے ہی پہنچیں گے اور یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ یہ تینوں علیحدہ علیحدہ تینوں ریاستوں سے رینج میں داخل
ہوں اور اگر ہم نے اپنی رینج میں انہیں ہلاک کیا تو یہ بات کنفرم ہو
جائے گی کہ رسپاڈو صحرا میں ہمارا سیٹ اپ ہے اور یہ سرکاری
ایجنسیاں ہیں ۔ ایک گروپ کے ہلاک ہوتے ہی لامحالہ ان کے
دوسرے گروپ بغیر وقت ضائع کئے یہاں پہنچ جائیں گے جبکہ
کاسٹرین کے ہاتھوں مارے جانے سے ہم شناخت نہ ہو سکیں
گے"......رابرٹ نے کہا۔

"گڈ ۔ تمہاری بات درست ہے اور کاسٹرین صرف بدمعاشوں
کا ٹولہ نہیں ہے بلکہ یہ لوگ تربیت یافتہ بھی ہیں ۔ ٹھیک ہے ۔ میں
کوئین سے بات کرتا ہوں"...... جیرالڈ نے کہا۔

"یس باس ۔ باقی آپ یہاں کے بارے میں بے فکر رہیں ۔
یہاں مکھی بھی پر نہیں مار سکتی"...... رابرٹ نے کہا تو جیرالڈ نے
اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر ایک اور فون کا رسیور اٹھا لیا ۔ یہ
ڈائریکٹ فون تھا ۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر
دیئے۔

"کاسٹرین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"جیرالڈ بول رہا ہوں ۔ کوئین سے بات کراؤ"...... جیرالڈ نے
سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں
کہا گیا۔

"کوئین بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے
ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"جیرالڈ بول رہا ہوں"...... جیرالڈ نے کہا۔

"اوہ خیریت ۔ آج تم نے خود فون کیا ہے"...... دوسری طرف
سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔ جیرالڈ اور کوئین کے درمیان ویسے
تو خاصے گہرے اور دوستانہ تعلقات تھے اور چونکہ دونوں جارجیا میں

رہتے تھے اس لئے دونوں کی اکثر شامیں اکٹھے ہی گزرتی تھیں ۔
کوئین نے کاسٹرین کلب کے نام سے تینوں ریاستوں میں کلب بنا
رکھے تھے جو ہر قسم کے جرائم کا گڑھ تھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ
کوئین چونکہ ایک معروف ترین ایکریمین سیکرٹ ایجنٹ مارتھر کی بیوہ
بھی تھی اور خود بھی مارتھر کے ساتھ کام کر چکی تھی اس لئے اس نے
اپنے شوہر کی وفات کے بعد سرکاری ایجنسی تو چھوڑ دی تھی لیکن اس
نے جرائم پیشہ افراد کی ایک خصوصی تنظیم قائم کر لی جو ہر قسم کے
اونچے جرائم میں ملوث رہتی تھی۔ اس خصوصی تنظیم کے سب لوگ مکمل
طور پر تربیت یافتہ تھے اور کوئین ان سے انتہائی اعلیٰ سطح کے کام لیتی
تھی جس کا وہ انتہائی بھاری معاوضہ وصول کرتی تھی ۔ اس کے
گروپ کا نام کوئین گروپ تھا اور کوئین خود اس گروپ کی سربراہ
تھی۔وہ خود بھی انتہائی چاق و چوبند اور سمارٹ جسم کی مالک تھی اور
اس نے باقاعدہ مارشل آرٹ اور اس جیسے دوسرے فنون میں بھی
تربیت حاصل کی ہوئی تھی ۔

"آج تمہارے لئے ایک کام نظر آیا ہے ۔ معاوضہ تمہاری مرضی
کا اور کام میری مرضی کا"...... جیرالڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا کام۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... کوئین نے چونک کر اور
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق ہاٹ ورلڈ سے ہے اور ہاٹ
ورلڈ کے خلاف اس وقت تین معروف ایشیائی ایجنسیاں بیک وقت

کام کر رہی ہیں ۔ ان میں سے ایک پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے جس کا سربراہ کوئی عمران نامی مسخرہ ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ بے حد مشہور ایجنٹ ہے ۔ دوسرا بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کرتا ہے اور تیسرا اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرنل فریدی ہے جسے ہارڈ سٹون بھی کہا جاتا ہے ۔ گو مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں یہاں پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے لیکن اگر یہ پہنچ جائیں تو یہ تینوں ریاستوں میں سے کسی میں بھی پہنچ سکتے ہیں اور ہاٹ ورلڈ ان کے سامنے نہیں آنا چاہتی اس لئے میں نے سوچا کہ یہاں تمہارا کوئین گروپ ان کا صحیح مدمقابل ثابت ہو گا“...... جیرالڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے ان کے نام بتا کر اچھا کیا ہے ۔ میں ان تینوں سے انتقام لینے کی خواہش مند تھی کیونکہ مارتھر نے کئی بار ان سے شکست کھائی ہے اور ان شکستوں کی وجہ بھی وہ مسخرہ عمران بنا تھا اس لئے تم بے فکر رہو ۔ ان تینوں کی قبریں میرے ہاتھوں ہی بنیں گی“۔ کوئین نے کہا ۔ اس کا اصل نام کوئین مارتھر تھا۔

”گڈ شو کوئین ۔ بولو کتنا معاوضہ دوں تمہیں“...... جیرالڈ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جتنا تم چاہو دے دینا ۔ پچاس لاکھ ڈالرز سے لے کر دو کروڑ ڈالرز تک“...... کوئین نے کہا۔

”میں دو کروڑ ڈالرز سے بھی زیادہ دوں گا لیکن اگر یہ یہاں پہنچیں تو ان کا خاتمہ فوری ہونا چاہیے“...... جیرالڈ نے کہا۔

”ہو جائے گا لیکن ان کے یہاں پہنچنے کی اطلاع کون دے گا“...... کوئین نے کہا۔

”انہیں ٹریس کرنا بھی تمہارا کام ہو گا کیونکہ بہرحال یہ میک اپ میں ہوں گے ۔ تم تینوں ریاستوں میں جدید ترین مشینری استعمال کرو“...... جیرالڈ نے کہا۔

”تم مشینری کی فکر چھوڑو ۔ میں ان کے لئے سیٹلائٹ بھی استعمال کر سکتی ہوں ۔ سیٹلائٹ سے ان کے میک اپ کسی صورت نہ چھپ سکیں گے لیکن پھر معاوضہ پانچ کروڑ ڈالرز ہو جائے گا“۔ کوئین نے کہا۔

”ٹھیک ہے ۔ مجھے منظور ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر یہ یہاں نہ بھی پہنچ سکے اور پہلے ہی ہلاک کر دیئے گئے یا ان میں سے کوئی ایک یا دو گروپ بھی یہاں پہنچ گئے تو پھر بھی معاوضہ تمہیں ملے گا“......جیرالڈ نے کہا۔

”گڈ شو ۔ تم بے فکر ہو جاؤ ۔ میں آج سے ہی کام شروع کر دیتی ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہوں“...... کوئین نے کہا تو جیرالڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

کرنل فریدی، کیپٹن حمید، ملیکا اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ براہ راست ریاست ٹنسی جانے کی بجائے ناراک میں رک گیا تھا۔ کرنل فریدی کے ساتھ اس کا اے سیکشن تھا جس کا انچارج عاطف تھا۔ عاطف سمیت سیکشن میں چھ افراد شامل تھے۔ یہ سیکشن ان سے پہلے ناراک پہنچا تھا اور وہاں انہوں نے دو علیحدہ علیحدہ رہائش گاہیں حاصل کر لی تھیں جن میں سے ایک میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا موجود تھے۔ ملیکا اب اسلامی سیکورٹی کونسل میں باقاعدہ شامل ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود کرنل فریدی نے کوشش کی تھی کہ اس مشن میں اسے ساتھ نہ لے آئے لیکن ملیکا بضد رہی کہ اس اہم مشن میں وہ ضرور شامل ہو گی تو کرنل فریدی نے اس شرط پر حامی بھر لی تھی کہ ملیکا صرف مشن پر توجہ دے گی اور کسی قسم کی جذباتی حرکت نہیں کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ ناراک پہنچنے تک بھی ملیکا خاموش رہی تھی جبکہ کیپٹن حمید اپنی عادت سے مجبور ہو کر سارے

راستے اس پر طنزیہ فقرے کستا رہا لیکن ملیکا نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ اس وقت بھی اس رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا تینوں موجود تھے۔

"آپ تو یہاں آ کر جم گئے ہیں جبکہ بقول آپ کے اصل مشن ٹنسی میں ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"سیکشن نے اطلاع دی ہے کہ ایئر پورٹ سے یہاں تک ہماری باقاعدہ نگرانی کی جاتی رہی ہے اور نگرانی عام انداز میں نہیں کی گئی بلکہ انتہائی جدید ترین مشینری روکاس سے کی گئی ہے۔ یہ تو اتفاق تھا کہ عاطف نے روکاس کو چیک کر لیا جس پر میں نے عاطف کو حکم دیا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ اس نگرانی کا انچارج کون ہے تاکہ اس گروپ سے پیچھا چھڑا کر ہم اطمینان سے آگے بڑھ سکیں"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ ہم یہاں رکیں گے تو معاملات خراب بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ نے خود بتایا ہے کہ وہ ہاٹ ویپن کسی بھی وقت مسلم ممالک پر فائر ہو سکتا ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے اور مجھے خود بھی احساس ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ہم وہاں پہنچنے سے پہلے ہی فضا میں طیارے سمیت اڑا دیئے جائیں۔ ہمیں ہر صورت میں اپنا عقب محفوظ کرنا ہو گا"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن یہ کام عاطف اور اس کا گروپ بھی کر سکتا ہے"۔ کیپٹن

حمید نے کہا۔

" دیکھو۔ پہلے عاطف کی طرف سے کوئی رپورٹ مل جائے پھر دیکھیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس ۔ ہارڈ سٹون"...... کرنل فریدی نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" اے بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے عاطف نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" سر ۔ نگرانی کرنے والوں کا تعلق یہاں کے انتہائی بدنام کلب ڈارک لائٹ کلب سے ہے ۔ ڈارک کلب کے بارے میں ہم نے معلومات حاصل کیں تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا انچارج ایک آدمی سمتھ ہے ۔ اس سمتھ کے نائب کو ہم نے بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ وہ ہمیں یہ بتائے کہ نگرانی کس کے حکم پر کی جا رہی ہے تو اس نائب نے بتایا کہ یہ نگرانی اسرائیل کے صدر کے حکم پر ایک بڑی پارٹی کر رہی ہے اور اس پارٹی کو ہمارے یہاں ناراک میں آنے کا علم تھا"...... عاطف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر کیا رپورٹ دی گئی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" جناب ۔ اس نائب نے ہمیں بتایا ہے کہ سمتھ نے رپورٹ اس بڑی پارٹی کو دے دی ہے کہ ہم کہاں موجود ہیں اور کتنے افراد ہیں ۔ پھر کچھ دیر بعد اس پارٹی نے سمتھ سے رابطہ کیا اور اس نے اسے حکم دیا کہ اب ہمارے مقابلے کے لئے بلیک ماسٹرز ایجنسی کو ہائر کر لیا گیا ہے اس لئے ہمارے بارے میں تمام معلومات ناراک میں بلیک ماسٹرز ایجنسی کے انچارج کریگ کو پہنچا دے ۔ اب ہمارے خلاف تمام کارروائی کریگ اور اس کا گروپ کرے گا اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا ہے کہ بلیک ماسٹرز نام کی تنظیم پورے ایکریمیا میں انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹوں پر مبنی ہے اور حکومت ایکریمیا بھی اکثر معاملات میں ان کی خدمات حاصل کرتی رہتی ہے۔ ناراک میں اس تنظیم کا انچارج کریگ ہے جو فاکس کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے"...... عاطف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر تم نے مزید کیا کیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ابھی ابھی یہ اطلاعات ملی ہیں ۔ آپ حکم دیں تو ہم خود اس کریگ اور اس کے گروپ کے خلاف کام کریں"...... عاطف نے کہا۔

" تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" وکٹوریہ روڈ کے ایک پبلک بوتھ سے کال کر رہا ہوں"۔ عاطف نے جواب دیا۔

" میں نے تمہیں ڈبل سیٹ کا کہا تھا ۔ کیا تم نے ایسا کیا"۔

کرنل فریدی نے پوچھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو تم اپنے سیکشن سمیت دوسرے سیٹ پر چلے جاؤ کیونکہ بلیک ماسٹرز کے بارے میں، میں نے بھی سن رکھا ہے کہ وہ انتہائی تیزی سے کام کرتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر۔ ڈبل سیٹ اے اے تھری ایس وی سی پر ہے"۔ عاطف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں اب خود کال کروں گا"...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تینوں ایکریمین میک اپ میں تھے۔

"ہمیں فوراً نئے میک اپ کر کے یہ کوٹھی چھوڑنی ہے۔ یہاں کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن آپ کا پروگرام کیا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"تم دوسرے سیٹ پر پہنچ کر وہاں سے کار لے کر فاکس کلب پہنچو گے جبکہ میں اور ملیکا یہاں سے ٹیکسی کے ذریعے فاکس کلب پہنچیں گے اور تم نے کار سمیت ہمارا باہر انتظار کرنا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کار ملیکا لے آئے گی۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"جیسے میں نے کہا ہے ویسے کرو۔ ایسے کلبوں میں اگر کوئی خاتون ساتھ ہو تو پھر اہمیت دی جاتی ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو ملیکا کے چہرے پر یکلخت روشنی سی پھیل گئی۔ کرنل فریدی نے اپنا، ملیکا اور کیپٹن حمید کا پہلا میک اپ صاف کر کے نیا میک اپ کر دیا اور پھر کیپٹن حمید کو اس نے متبادل سیٹ کے بارے میں بتا دیا جو عاطف نے اسے کوڈ میں بتایا تھا۔ کیپٹن حمید کے جانے کے بعد کرنل فریدی اور ملیکا دونوں کوٹھی کے عقبی دروازے سے باہر آ گئے۔ کیپٹن حمید بھی عقبی طرف سے ہی باہر گیا تھا کیونکہ کرنل فریدی کو خطرہ تھا کہ کہیں سامنے کی طرف سے کوٹھی کی نگرانی نہ ہو رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ایک ٹیکسی مل گئی اور کرنل فریدی نے اسے فاکس کلب جانے کا کہہ دیا۔

"یس سر۔ بیٹھیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اور ملیکا دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"فاکس کلب کا ماحول کس ٹائپ کا ہے۔ ہم وہاں پہلی بار ایک دوست سے ملنے جا رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ یہ ناراک کا سب سے اچھا کلب ہے۔ انتہائی شریفانہ ماحول ہے وہاں کا۔ صرف امراء وہاں جاتے ہیں جناب"۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے جس پر فاکس کلب کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے ٹیکسی سے اتر کر ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ بھاری ٹپ بھی دی اور پھر ملیکا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہال میں موجود تھے۔ ہال خاصا وسیع تھا اور اس کی سجاوٹ بے پناہ شاندار اور شریفانہ تھی اور وہاں موجود مرد و عورتوں کا تعلق بھی واقعی امیر گھرانوں سے ہی لگتا تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے تین سروس دینے میں مصروف تھیں جبکہ ایک سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔

" جنرل مینجر کریگ سے کہو کہ سر ٹانسن اپنی سیکرٹری کے ساتھ یہاں موجود ہیں"...... کرنل فریدی نے قریب جا کر بڑے مہذب اور ٹھہرے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... لڑکی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر کرنل فریدی کی شخصیت اور اس کے لہجے کی وجہ سے انتہائی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

" کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں سر۔ کاؤنٹر پر سر ٹانسن اپنی سیکرٹری کے ساتھ موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں"۔

کاؤنٹر گرل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر موجود ایک باوردی آدمی کو اشارے سے بلایا۔

" سر کو باس کے آفس تک چھوڑ آؤ۔ باس ان کے منتظر ہیں"۔ لڑکی نے کہا۔

" آیئے سر"...... باوردی ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تھینک یو مس"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا اور باوردی آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے جہاں ایک بند دروازہ تھا۔ اس باوردی آدمی نے دروازے کو دبا کر کھولا اور پھر مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔

" تھینک یو مسٹر"...... کرنل فریدی نے اس آدمی کا بھی شکریہ ادا کیا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ ملیکا بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئی۔ یہ خاصا بڑا آفس تھا جسے انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بہترین تراش خراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ کرنل فریدی اور اس کے پیچھے اندر داخل ہوتی ہوئی ملیکا کو دیکھ کر اٹھا اور تیزی سے میز کی سائیڈ سے ہو کر باہر آ گیا۔

" میں سر ٹانسن کو اپنے آفس میں خوش آمدید کہتا ہوں"۔ کریگ

نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
" تھینک یو مسٹر کریگ ۔آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی
آپ کے کلب کی میں نے ولنگٹن میں بے حد تعریف سنی تھی اس
میں پہلی بار یہاں آیا ہوں ۔ ویسے آپ کے کلب کا ہال اور اس
سجاوٹ ہمیں بے حد پسند آئی ہے"...... کرنل فریدی نے مصا
کرتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا جبکہ ملیکا ایک طر
خاموش کھڑی تھی۔
" تشریف رکھیں ۔آپ کی تشریف آوری میرے لئے بڑا اع
ہے"...... کریگ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ملیکا سے ہا
ملاتا ملیکا تیزی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی تو کریگ سر ہلاتا ہوا
اور واپس میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔
" آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... کریگ نے رسیور
طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
" کچھ نہیں مسٹر کریگ ۔ ہم مخصوص اوقات میں ہی کھاتے
ہیں"...... کرنل فریدی نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا۔
"اوہ اچھا ۔ آپ جیسے حکم دیں"...... کریگ نے مسکرا
ہوئے کہا۔
" مسٹر کریگ ۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہاں بلیک ما
کے انچارج ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو کریگ بے اختیار ا
پڑا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت عجیب سے تاثرات ابھر آئے

جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کرنل فریدی کے بارے میں کیا
سوچے۔
" آپ دراصل کون ہیں اور کیوں یہ پوچھ رہے ہیں"۔ کریگ
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میرا نام کرنل فریدی ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو
کریگ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کا چہرہ حیرت کے تاثرات
سے مسخ ہو گیا تھا۔
" مسٹر کریگ ۔آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں ۔ مجھے معلوم ہے
کہ بلیک ماسٹرز انتہائی تربیت یافتہ افراد پر مبنی تنظیم ہے لیکن بلیک
ماسٹرز کا چیف بگ جونز میرے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا
ہے اور یقیناً اس نے تمہیں بھی اس بارے میں کچھ نہ کچھ بتایا ہو گا۔
میں اس لئے یہاں آیا ہوں کہ اگر تم چاہو تو تمہیں ایک محفوظ راستہ
مل سکتا ہے ۔ میں نے یہاں ناراک میں نہیں رکنا بلکہ میں نے
آگے ریاست اوبیو جانا ہے ۔اگر تم ہمارے بارے میں اپنے ہیڈ
آفس کو یہ رپورٹ دے دو کہ تمہاری چیکنگ پر ہم وہ کوٹھیاں چھوڑ
چکے ہیں جن کی تمہیں نشاندہی کی گئی تھی اور واقعی ایسا ہی ہے اور
جب تم نے ہمیں چیک کیا تو ہم یہاں سے اوبیو کے لئے روانہ ہو
چکے تھے تو تم اور تمہارے گروپ پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور تم
ٹکراؤ سے بچ جاؤ گے ورنہ دوسری صورت میں تمہیں معلوم ہے کہ
باقی گروپ کے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا تم دوسرا سانس بھی نہ لے

سکو گے"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" آپ واقعی اوبیو جا رہے ہیں"...... کریگ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنا کہ کرنل فریدی جھوٹ نہیں بولا کرتا"...... کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے آپ کی آفر منظور ہے۔ میں نے آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا ہے اور جب آپ کا یہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہی نہیں تو پھر میں خواہ مخواہ کیوں اس چکر میں الجھوں۔ البتہ یہ بتا دوں کہ یہاں سے جانے کے بعد آپ کے ساتھ جو بھی ہو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا"...... کریگ نے جواب دیا۔

" مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ بے شک اوبیو میں میرے پہنچنے کی خبر بھی دے دینا۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا"...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی ملیکا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کریگ بھی۔

" اوکے۔ گڈ بائی۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری تمہاری ملاقات دوبارہ کسی اچھے ماحول میں ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب سے نکل کر ایک طرف موجود پارکنگ میں رکی ہوئی کار کی طرف بڑھ گئے جس کے ساتھ ایکریمین میک اپ میں کیپٹن حمید کھڑا سامنے سے گزرنے والی ہر خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو اس

طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو دیکھا ہو۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی شرارت کا تاثر موجود تھا۔

" نظر بازی اچھی نہیں ہوتی۔ انسان کو نظریں جھکا کر رکھنی چاہئیں"...... کرنل فریدی نے قریب جا کر کہا تو کیپٹن حمید اچھل پڑا جیسے کسی نے اسے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا ہو اور ملیکا اس کے انداز پر بے اختیار ہنس پڑی۔

" کیا ہوا۔ آپ نے بہت دیر لگا دی اس لئے مجھے وقت گزارنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنا پڑا"...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چلو واپس رہائش گاہ پر"...... کرنل فریدی نے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ ملیکا کو اس نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

" میں آپ کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھوں گی"...... ملیکا نے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں عقبی سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ اس وقت ڈرائیور اجنبی تھا اس لئے مجبوری تھی۔ اب تم کیپٹن حمید کے ساتھ بیٹھ سکتی ہو"۔ کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

" یہ آپ کی رشتے کی بہن ہیں۔ اگر آپ کے ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھ جائیں گی تو کیا ہو جائے گا"...... کیپٹن حمید نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ مجھے معلوم ہے لیکن یہ آگے بیٹھے گی ورنہ میں کار سے اتر جاؤں گا"...... کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" آئیں ۔ بیٹھیں مس ملیکا ۔ مجبوری ہے ۔ ہارڈ سٹون تو ہارڈ سٹون ہی ہوتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو ملیکا ہونٹ چباتے ہوئے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

" میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں کہ آپ کے ساتھ مشن میں شریک رہوں لیکن ہمیشہ مجھے اپنے فیصلے پر پچھتانا پڑتا ہے"...... ملیکا نے ہونٹ چباتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

" میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ مشن کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس وقت جبکہ کروڑوں مسلمانوں اور انسانوں کی زندگیوں اور موت کا مسئلہ کسی پنڈولیم کی طرح فضا میں جھول رہا ہے اور تم پر جذباتیت سوار ہے"...... کرنل فریدی کا لہجہ پہلے سے بھی سخت ہو گیا تھا۔

" آپ کر کے کیا آئے ہیں"...... کیپٹن حمید نے شاید ملیکا کا بری طرح بگڑا ہوا چہرہ دیکھ کر موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

" کریگ سمجھ دار آدمی ہے اس لئے اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمارے اوبیو جانے میں رکاوٹ نہیں ڈالے گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" اوبیو ۔ مگر آپ کو تنسی جا رہے تھے"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

" اوبیو اور تنسی ملحقہ ریاستیں ہیں ۔ اگر میں اس کے سامنے براہ راست تنسی کا نام لے دیتا تو وہاں ہمارے خلاف بڑی سخت قسم کی پکٹنگ ہو چکی ہوتی ۔ اب اوبیو میں اتنی سخت پکٹنگ نہیں ہو گی اور ہم خاموشی سے اوبیو سے تنسی میں داخل ہو جائیں گے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" وہ عمران تو سان جو سے گیا ہے ۔ وہاں کیا ہو گا ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تنسی کے صحرا میں ریت پھانکتے رہیں اور وہ مشن ہی مکمل کر لے ویسے بھی مجھے اس کی باتوں پر ایک فیصد بھی یقین نہیں ہوتا جبکہ آپ اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتے ہیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

" وہ جھوٹ نہیں بولتا ایک بات اور دوسری بات یہ کہ اس کی معلومات کے ذرائع بے حد وسیع ہیں ۔ وہ ایسی ایسی معلومات فون پر حاصل کر لیتا ہے کہ آدمی کو سرے سے یقین ہی نہیں آتا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن ایسی معلومات مہیا کرنے والے تو لاکھوں ڈالرز معاوضہ لیتے ہیں جبکہ عمران تو ہر وقت اپنی غربت کا رونا روتا رہتا ہے"۔ کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" تمہیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے ۔ جتنا تم ایک سال میں خرچ کرتے ہو اتنا وہ ایک روز میں خیراتی اداروں کو عطیات میں دے دیتا ہے ۔اس کا باورچی سلیمان یہ کام کرتا

ہے''......کرنل فریدی نے کہا۔

''اتنی دولت وہ کہاں سے کماتا ہے''...... اس بار ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دولت اس کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کا ایک بڑا فنانسر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے جو بے چارہ روتا پیٹتا رہتا ہے اور مجبوراً عمران کو بھاری رقومات بھی دیتا رہتا ہے۔ اس کی اماں بی صاحب جائیداد ہیں اور اس کے ڈیڈی بھی بڑے زمیندار ہیں اور وہ اس قدر اصول پسند واقع ہوئے ہیں کہ عمران کی اماں بی کی اراضی سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ ان کے اکاؤنٹ میں ہی جمع کرا دی جاتی ہے اور سر عبدالرحمٰن نے کبھی بھول کر بھی نہیں پوچھا کہ عمران کی اماں بی نے اس قدر رقومات کہاں کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب بھی اسے موقع ملتا ہے وہ اپنے ڈیڈی کی جیب پر بھی ہاتھ صاف کر لیتا ہے اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ عمران جب بھی ٹیم لے کر یورپ، ایکریمیا اور گریٹ لینڈ جاتا ہے تو مشن کے اختتام پر وہ مشینی جوئے خانوں میں جا کر اس قدر دولت حاصل کر لیتا ہے کہ جوئے خانوں والے بے چارے سالوں تک اپنے زخم چاٹتے رہتے ہیں لیکن عمران یہ رقم اس ملک میں سیکرٹ سروس کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتا ہے جہاں سے یہ رقومات معلومات کے عوض دے دی جاتی ہیں''......کرنل فریدی جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا اور کیپٹن حمید نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

لیکن ملیکا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

''اس قدر دولت وہ خود خرچ کیوں نہیں کرتا۔ ایک پرانے، چھوٹے اور عام سے فلیٹ میں رہتا ہے۔ ایک سپورٹس کار اس کے پاس ہے اور بس۔ اور وہ روتا رہتا ہے ہر وقت مفلسی کا رونا''۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ اس کا اور اس کے باورچی سلیمان کا مخصوص لائف سٹائل ہے اور وہ دونوں اس میں مگن ہیں۔ تمہیں کیا اعتراض ہے''......کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کیا وہ آپ سے بھی بڑا سیکرٹ ایجنٹ ہے''...... ملیکا نے یکلخت مڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ وہ واقعی مجھ سے کئی گنا اچھا ایجنٹ ہے''......کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرنل فریدی کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی۔

''کتنا فاصلہ رہ گیا ہے رہائش گاہ کا''......کرنل فریدی نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

''دس منٹ کی ڈرائیونگ رہتی ہے''......کیپٹن حمید نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں

اوور''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''کرنل فریدی اٹنڈنگ یو۔ میں اس وقت کار میں ہوں تم دس منٹ بعد مجھے دوبارہ کال کرنا۔ اوور''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کیا مس ملیکا آپ کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں۔ اوور''۔ دوسری طرف سے عمران کی شرارت بھری آواز سنائی دی۔

''نانسنس۔ اوور اینڈ آل''...... کرنل فریدی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ میں آپ کے ساتھ مشن پر ہوں''۔ ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے لامحالہ وماک کال کی ہو گی اور وہاں سے اطلاع دے دی گئی ہو گی کہ میں کیپٹن حمید اور تمہارے ساتھ مشن پر گیا ہوا ہوں جس پر اس نے ٹرانسمیٹر پر کال کی ہے''...... کرنل فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ملیکا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''مس ملیکا۔ اس طرح اگر آپ نے ٹھنڈی سانسیں لینا شروع کر دیں تو پھر یہ پورا علاقہ بحر منجمد شمالی بن جائے گا جہاں ہر طرف برف ہی برف ہو گی''...... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا تو ملیکا اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کوٹھی میں داخل ہو چکے تھے۔ کار گیراج میں روک کر وہ سب سٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز دوبارہ سنائی

دی تو کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں اور پیرو مرشد کی خدمت میں نیازمندانہ سلام پیش کرتا ہوں اور جناب کیپٹن حمید کی خدمت اقدس میں آداب عرض کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ مس ملیکا سے طول کی بجائے عرض کرنے پر مجبور ہوں گے اور مس ملیکا کی خدمت میں سلام شوق۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مس ملیکا کو اپنے نیک مقصد میں کامیاب کرے۔ سب کہیں آمین ثم آمین۔ اوور''۔ عمران کی زبان جب رواں ہو گئی تو ظاہر ہے اسے کون روک سکتا تھا۔

''کیا اس بکواس کے لئے تم نے کال کی ہے۔ اوور''...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ پیرو مرشد۔ آپ اپنے انتہائی ناخلف۔ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے خلف الرشید شاگرد پر غصہ کھا رہے ہیں۔ میں تو آپ کا نیاز مند، ہمدرد بلکہ درد مند ہوں۔ مجھ پر تو خاص مہربانی کی نظر رکھا کریں۔ ویسے آپ نے ناراک آ کر اچھا کیا ہے کیونکہ ناراک میں آپ سے کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ مجھے جو مزید معلومات ملی ہیں ان کے مطابق سان جوسے جزیرے میں صرف کال ڈاجنگ مشینری نصب ہے۔ اصل لیبارٹری ریاست ٹنسی، ریاست کرولینا اور ریاست جارجیا کے سرحدی علاقے میں ہے اور

میجر پرمود جارجیا روانہ ہو چکا ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ کرولینا
ریاست سے اس علاقے میں داخل ہوں۔ ویسے اس وقت میں لنگر
میں ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے سے ہی اندازہ تھا۔ یہ لوگ اتنی آسانی
سے اپنا ٹھکانہ سامنے نہیں لاسکتے۔ ویسے ان لوگوں کو ہمارے بارے
میں اطلاع مل چکی ہے اور انہوں نے ہمیں وہاں جانے سے روکنے
کے لئے بلیک ماسٹرز ایجنسی کو ہائر کیا ہے جس کا جال پورے ایکریمیا
میں پھیلا ہوا ہے۔ میں نے یہاں ناراک میں اس کے انچارج
کریگ سے ملاقات کی ہے اور کریگ نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا
کہ اس نے مجھ سے وعدہ کر لیا کہ وہ میرے خلاف یہاں کوئی
رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔ میں نے اسے اوہیو جانے کا کہا ہے جبکہ میں
سوچ رہا تھا کہ کرولینا ریاست سے ٹنسی ریاست میں داخل ہوا
جائے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا۔

" میجر پرمود سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ
جارجیا میں اس کے خلاف وہاں کی ایک مقامی تنظیم کام کر رہی ہے
لیکن وہ جلد ہی انہیں ڈاج دے کر اس علاقے میں داخل ہو جائے
گا لیکن اس نے بتایا ہے کہ یہ سارا علاقہ صحرا پر مبنی ہے جہاں میلوں
کے فاصلے پر بھی کوئی آبادی یا پانی کا چشمہ نہیں ہے اور یہ
بتایا گیا ہے کہ یہاں لیبارٹری کے اندر سے فضا میں اڑنے والے

بھی ایئر کرافٹ کو آسانی سے میزائل کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اس
لئے وہ صحرائی جیپوں کے ذریعے اندر جانے کا فیصلہ کر رہا ہے۔
اوور"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جیسے اس کی مرضی ہو ویسے کرے۔ ہم بھی وہاں
کی صورت حال دیکھ کر آگے بڑھیں گے۔ اوور"...... کرنل فریدی
نے کہا۔

" میرے بارے میں پیرو مرشد کا کیا حکم ہے۔ اوور"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سنو عمران۔ اس وقت مسلمانوں کی بقاء کی جنگ جاری ہے
اس لئے جو مناسب سمجھو کرو۔ ہمیں ہر صورت میں اس ہاٹ ویپن
لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ ہر صورت میں اور فوراً چاہے اس میں
ہماری جانیں کیوں نہ چلی جائیں۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" اس ہماری میں مس ملیکا کی جان بھی شامل ہے یا نہیں۔
اوور"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ اللہ حافظ۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل فریدی نے کہا
اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور
پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور
اس پر عاطف کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ہارڈ سٹون کالنگ۔ اوور"...... کرنل فریدی نے
بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اے اسٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد عاطف کی آواز سنائی دی۔

"عاطف۔ اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ائیر پورٹ پہنچ جاؤ۔ ہ بھی وہیں آرہے ہیں۔ ہم نے طیارہ چارٹرڈ کرا کر اوبیو جانا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن سب ایک ہی طیارے میں جائیں گے اوور"...... عاطف سے پوچھا۔

"ہاں۔ اوور"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر۔ ایک گھنٹے کے اندر سب انتظامات ہو جائیں گے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے اوور اینڈ آ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھا اور سامنے پڑے ہو فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر کے اس سے او کے سرحدی شہر ٹسا کا رابطہ نمبر معلوم کر کے اس نے دوبارہ نمبر پر کرنے شروع کر دیئے۔

"روزین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز دی۔

"رابرٹ کس نمبر پر ملے گا۔ میں ہارڈ سٹون بول رہا ہوں کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر دیا گیا۔ کرنل فریدی نے شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبایا اور پھر آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہارڈ سٹون"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوبیو میں بلیک ماسٹرز تنظیم کے بارے میں تمہیں کیا معلومات ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر۔ یہاں اوبیو میں بلیک ماسٹرز کا خاصا وسیع جال ہے۔ اس کا انچارج رچمنڈ ہے۔ یہاں کے بدنام اور مشہور ڈوگس کلب کا مالک"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ اس وقت ناراک میں ہوں اور یہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اوبیو پہنچ رہا ہوں لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہاں بلیک ماسٹرز کو ہمارے بارے میں اطلاع مل چکی ہے اور وہ ہمیں ہر صورت میں ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فضا میں ہی ہمارے طیارے کو اڑانے کی کوشش کی جائے۔ جبکہ ہم نے اوبیو سے کرولینا اور ٹنسی کے سرحدی صحرا جسے کنگ ڈیزرٹ کہا جاتا ہے میں پہنچنا ہے اور میں راستے میں کسی بھی گروپ سے نہیں الجھنا چاہتا۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور اس کنگ ڈیزرٹ میں بھی ہماری رہنمائی کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' یہ تو بہت آسان بات ہے جناب ۔ آپ چارٹرڈ طیارے کا رخ اوبیو دارالحکومت داخل ہونے سے پہلے موڑ دیں اور اسے پائلے ایئر پورٹ پر اترنے کا کہہ دیں ۔ وہ آسانی سے اس پر راضی ہو جائیں گے پائلے ایئر پورٹ پر میں موجود ہوں گا ۔ وہاں کے ایک پرائیویٹ ایئر پورٹ سے ہم ایک چھوٹے طیارے پر سوار ہو کر کنگ ڈیزرٹ کی سرحد پر واقع شہر رومیا پہنچ جائیں گے ۔ اس طرح بلیک ماسٹرز آپ کا دارالحکومت میں ہی انتظار کرتے رہ جائیں گے ۔ رومیا سے آپ کو کنگ ڈیزرٹ کے بارے میں تفصیلی نقشہ جات اور رہنمائی مل جائے گی ۔ اس کے بعد جیسا آپ چاہیں گے ویسے ہو جائے گا''...... رابرٹ نے جواب دیا۔

'' اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ ہم رومیا پہنچ جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

'' آپ براہ راست اس صحرا میں جانا چاہتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

'' ہاں ۔ کیونکہ اگر ہم درمیان میں الجھ گئے تو میجر پرمود اور عمران دونوں آگے نکل جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' لیکن وہاں ڈیزرٹ میں اس لیبارٹری کی نشاندہی کیسے ہو گی''...... ملیکا نے کہا۔

'' وہ بھی ہو جائے گی ۔ پہلے وہاں پہنچیں تو سہی''...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میجر پرمود کیپٹن توفیق کے ساتھ ریاست کرولینا کے ایک شہر بانسوما کے ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا ۔ ان کا سیکشن جس میں چھ افراد تھے اور جن کا انچارج کیپٹن طارق تھا علیحدہ ہوٹل میں رہائش پذیر تھے ۔ میجر پرمود بلگارنیہ سے ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن پہنچا اور پھر وہاں ٹھہرنے کی بجائے وہ دوسری فلائٹ سے ہی کانڈا پہنچ کر وہاں کے ایک بڑے شہر بورزڈرتھ پہنچے اور بورزڈرتھ سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے وہ سیدھے ریاست کرولینا پہنچ گئے ۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو گھنٹے گزرے تھے ۔ بورز ڈرتھ سے روانگی سے پہلے میجر پرمود کے حکم پر کیپٹن توفیق نے ایک ٹورنگ ایجنسی کے ذریعے کرولینا کے اس ہوٹل میں دو کمرے بک کرا لئے تھے جبکہ کیپٹن طارق کو کہا گیا تھا کہ وہ اپنے طور پر اپنے سیکشن کے ساتھ کرولینا ریاست پہنچے اور پھر وہاں سے معلومات حاصل کرے

کہ ریاست ٹنسی میں لیبارٹری کہاں ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران نے کرنل ڈی کو جو تفصیل فون پر بتائی تھی اس کے مطابق لیبارٹری ریاست ٹنسی کے دارالحکومت ناشول کے قریب تھی۔ پہلے تو میجر پرمود نے بورزڈرتھ سے براہ راست ناشول پہنچنے کا سوچا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جہاں یہودیوں کی اتنی اہم لیبارٹری موجود ہو وہاں ان کے مخبروں کا بھی جال پھیلا ہوا ہوتا ہے اس لئے وہاں سے معلومات حاصل کرنا بھی نہ صرف مشکل ہو گا بلکہ معلومات کے حصول سے پہلے ہی وہ نظروں میں آسکتے ہیں اس لئے میجر پرمود براہ راست ٹنسی جانے کی بجائے کرولینا پہنچ گیا تھا۔ کرولینا چونکہ ریاست ٹنسی سے ملحقہ ریاست تھی اس لئے اسے یقین تھا کہ یہاں سے کیپٹن طارق اور اس کے ساتھی آسانی سے معلومات حاصل کر لیں گے اور اس وقت وہ کمرے میں بیٹھا کافی پینے کے ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ جس قدر جلد معلومات مل سکیں اتنا ہی اچھا ہے تاکہ وہ مشن کی تکمیل کے لئے حرکت میں آسکیں۔ اب تک انہوں نے صرف سفر ہی کیا تھا۔ مشن کے سلسلے میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا تھا۔

" باس۔ یہودیوں کی اس اہم ترین لیبارٹری کی تباہی کے لئے ہمارے پاس خصوصی اسلحہ تو موجود نہیں ہے" اچانک کافی پیتے ہوئے کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود چونک پڑا۔

" ایسی لیبارٹریاں اسلحے سے نہیں انسانی جذبوں سے تباہ ہوتی

ہیں۔ جب ایسی لیبارٹریاں بنائی جاتی ہیں تو انہیں اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ چاہے ان پر ہائیڈروجن بم ہی کیوں نہ فائر کر دیئے جائیں یہ تباہ نہ ہو سکیں اس لئے اسلحے کی فکر چھوڑو اور یہ دعا کرو کہ جلد از جلد اس کا درست سراغ مل جائے"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی درمیان میں پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر پرمود نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... میجر پرمود نے کہا۔

" آپ کی کال ہے"...... دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چینج آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ہیلو"...... میجر پرمود نے کہا۔

" کیپٹن ٹی بول رہا ہوں۔ لابی میں آجائیں"...... دوسری طرف سے مختصر لفظوں میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میجر پرمود کے چہرے پر چونکنے کے تاثرات ابھرے اور اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا ہوا"...... کیپٹن توفیق نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن طارق نیچے لابی میں ہمارا انتظار کر رہا ہے"...... میجر پرمود نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن توفیق بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں لابی میں پہنچ گئے تو ایک طرف کونے میں موجود کیپٹن طارق نے ہاتھ اٹھا کر ان

دونوں کومخصوص اشارہ کیا تو وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس
کی طرف بڑھ گئے ۔ کیپٹن طارق ایکریمین میک اپ میں تھا ۔ ان
دونوں کے قریب پہنچنے پر کیپٹن طارق جو لمبے قد اور چھریرے جسم کا
مالک تھا ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

'' بیٹھو ۔ کچھ زیادہ ہی پراسرار بن رہے ہو''...... میجر پرمود نے
خود بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

'' ہم اس وقت ایک مقامی گروپ جسے کوئین گروپ کہا جاتا ہے
کے ٹارگٹ پر ہیں جناب اور کسی بھی لمحے ہم پر حملہ ہو سکتا ہے''۔
کیپٹن طارق نے آہستہ سے کہا تو میجر پرمود اور کیپٹن توفیق بے
اختیار چونک پڑے۔

'' کیا کہہ رہے ہو۔ ہمیں یہاں آئے ابھی دیر ہی کتنی ہوئی ہے
اور ہم نے تو ابھی تک کسی سرگرمی میں بھی حصہ نہیں لیا۔ جب سے
آئے ہیں کمرے میں بند ہیں''...... میجر پرمود نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

'' باس ۔ میں نے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل
کرنے کے لئے ایک پارٹی کا سراغ لگایا ہے جو بڑے پیمانے پر
سپلائی کا کام کرتی ہے ۔اس پارٹی کا تعلق یہاں کے ایک معروف
کلب سے ہے اور اسے باربروسا کلب کہا جاتا ہے ۔ اس کا مالک
اور جنرل مینجر ہارڈی ہے اور ہارڈی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ
ہارڈی کو یہاں انسائیکلوپیڈیا کا نام دیا گیا ہے لیکن ہارڈی بہت

اونچے پیمانے پر کام کرتا ہے اور وہ کسی اجنبی سے نہیں ملتا ۔ چنانچہ
میں نے معلومات حاصل کرنے کے لئے باربروسا کلب کے ایک
سپروائزر سے بات کی تو سپروائزر نے مجھے ایک گھنٹے بعد ایک علیحدہ
جگہ ملنے کے لئے کہا اور ابتدائی طور پر اس نے معلومات کے لئے
ایک لاکھ ڈالرز کا مطالبہ کیا تو میں نے حامی بھر لی ۔ ایک گھنٹے بعد
جب ایک سپیشل روم میں اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے کہا
کہ وہ مجھ سے مزید کوئی بات نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی معلومات مہیا
کرسکتا ہے ۔ اس نے میری دی ہوئی نصف رقم بھی واپس کر دی ۔
وہ بے حد خوفزدہ نظر آرہا تھا ۔ میں نے جب اسے کریدا تو اس نے
مجھے جو کچھ بتایا اس پر میں حیران رہ گیا ۔ اس نے بتایا کہ ہارڈی
ایک بڑے گروپ جسے کوئین گروپ کہا جاتا ہے کا یہاں کرولینا میں
انچارج ہے اور کوئین گروپ نے ہارڈی کو حکم دیا ہوا ہے کہ تین
ایشیائی گروپس جن میں ایک کا تعلق وماک سے ہے ، دوسرے کا
تعلق پاکیشیا سے اور تیسرے گروپ کا تعلق بلگارنیہ سے ہے کسی بھی
وقت کرولینا پہنچ سکتے ہیں ۔ تینوں بھی پہنچ سکتے ہیں ، دو بھی پہنچ سکتے
ہیں اور ایک بھی ، کوئین گروپ نے سیٹلائٹ کے ذریعے کسی جدید
ترین آلے کی مدد سے کرولینا میں چیکنگ کر رکھی ہے ۔ اس آلے کی
مدد سے یہ آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون ایشیائی ہے اور کون
نہیں ۔ یہاں چونکہ ایشیائی لوگوں کی بجائے زیادہ تر جاپانی سیاح
آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے یہاں آنے والے تمام ایشیائیوں کی

اس آلے کے ذریعے تصویریں بنائی جاتی ہیں اور ایک ماہر ان تصویروں کی مدد سے ان کی قومیت چیک کرتا رہتا ہے ۔ اس سپروائزر نے مجھے بتایا کہ آج پہلی بار اس نے آٹھ تصویریں علیحدہ کی ہیں اور کہا ہے کہ ان کا تعلق باچان سے نہیں ہے لیکن وہ یہ طے نہیں کر سکا کہ ان آٹھ کا تعلق کس ملک سے ہے اس لئے اس نے مکمل قد و قامت کی تصویریں حاصل کرنے کے لئے کہا جو اب تک پہنچا دی گئی ہیں اور پھر اس ماہر نے بتایا ہے کہ یہ لوگ مشکوک ہیں اور ان کا تعلق پاکیشیا سے بھی ہو سکتا ہے، بلگارنیہ سے بھی اور وماک سے بھی ۔ چنانچہ ہارڈی نے یہ تمام تصویریں کوئین کو جارجیا بھجوائی ہیں تاکہ وہ انہیں لیس کر دے تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ ان میں سے ایک تصویر میری ہے اور وہ سپروائزر تصویریں دیکھ چکا ہے اس لئے وہ خوفزدہ ہو گیا کہ اگر ہارڈی کو یہ اطلاع پہنچ گئی کہ میں نے ان لوگوں سے ملاقات کی ہے تو پھر یہ سپروائزر اپنے خاندان سمیت ختم ہو جائے گا اس لئے وہ مجھ سے ملنے ضرور آیا تاکہ میری رقم واپس کر دے اور مجھے یہ بھی بتا دے کہ آئندہ میں اس سے کوئی تعلق نہ رکھوں ۔ اس نے مجھے وہ تصویر بھی دکھائی ہے ۔ اس کے بعد میں سیدھا یہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے بات ہو سکے ۔ کمرے کا نمبر ان تک پہنچ چکا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ یہاں لابی میں اطلاع دے کر مزید ہدایات حاصل کر سکوں“...... کیپٹن طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیا سوچا ہے“...... میجر پرمود نے کہا۔

”میرا تو ارادہ ہے کہ میں اپنے گروپ سمیت سیدھا ہارڈی پر چڑھ دوڑوں“...... کیپٹن طارق نے کہا۔

”تم نے اچھا سوچا ہے ۔ لیکن یہ تمہارا کام نہیں ہے ۔ یہ کام میں اور کیپٹن توفیق کریں گے کیونکہ اب یہ بات حتمی طور پر طے ہو گئی ہے کہ اس ہارڈی کا تعلق اس لیبارٹری سے کسی نہ کسی انداز میں ہے اور اگر نہیں بھی ہے تو پھر وہ اس بارے میں کوئی ٹپ بہر حال دے سکتا ہے ۔ البتہ اب فوری طور پر ایک کام کرنا ہو گا کہ ہمیں فل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کرنا ہو گا کیونکہ سیٹلائٹ سے جو ریز میک اپ چیک کرتی ہیں انہیں صرف اسی صورت میں ڈاج دیا جا سکتا ہے کہ اصل چہرے کی بجائے فل میک اپ پر ماسک میک اپ کر لیا جائے ۔ لہذا فوراً اپنا اور اپنے ساتھیوں کا بھی ماسک میک اپ کرو اور ہوٹل چھوڑ کر کسی پرائیویٹ رہائش گاہ پر شفٹ ہو جاؤ ۔ میں تم سے خود ہی سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لوں گا“...... میجر پرمود نے کہا۔

”یس سر“...... کیپٹن طارق نے کہا اور اٹھ کر سلام کر کے آگے بڑھ گیا ۔ اس کے ہوٹل سے باہر جانے کے بعد میجر پرمود کیپٹن توفیق کے ساتھ واپس اپنے کمرے میں آیا اور اس نے اپنا اور کیپٹن توفیق کا ماسک میک اپ کیا ۔ اس کے بعد اس نے کمرے سے اپنا ضروری سامان اٹھایا اور پھر وہ دونوں خاموشی سے ہوٹل سے باہر

آ گئے کیونکہ اب انہوں نے دوبارہ اس کمرے میں نہیں آنا تھا۔ ہوٹل سے باہر آ کر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں پہلے یہاں کی ایک مارکیٹ میں پہنچے جہاں اسلحہ کھلے عام مل سکتا تھا۔ وہاں انہوں نے مخصوص پسٹل خریدے اور ساتھ ہی بے ہوش کرنے والی گیس کا پسٹل بھی میجر پرمود نے خرید کر جیب میں ڈالا اور پھر ایک خالی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔

"باربروسا کلب چلو"...... میجر پرمود نے ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد ڈرائیور سے کہا۔

"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ایک دو منزلہ عمارت کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ اس عمارت پر جہازی سائز کا باربروسا کلب کا بورڈ موجود تھا لیکن اندر آنے جانے والوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ بدمعاشوں، غنڈوں اور جرائم پیشہ افراد کا کلب ہے۔ کیپٹن توفیق نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی تو وہ دونوں اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ میجر پرمود کو چونکہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کلب کس ٹائپ کے لوگوں کا ہے اس لئے اس نے اپنا اور کیپٹن توفیق کا ماسک میک اپ کرتے ہوئے خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھا تھا کہ حلیوں سے وہ بھی جرائم پیشہ ہی دکھائی دیں۔ ویسے ان کے مخصوص قد و قامت پہلے ہی اس بات کی نشاندہی کرتے تھے اس لئے وہ دونوں اطمینان سے

آگے بڑھتے رہے۔ ہال میں بے پناہ رش تھا۔ شراب کی بو اور منشیات کے دھوئیں سے پورا ہال بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں چار آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور دونوں پیر پھیلائے اس انداز میں کھڑا تھا جیسے کوئی فاتح اپنی مفتوحہ مملکت کی سرحد پر کھڑا اپنی مفتوحہ مملکت کو دیکھ رہا ہو۔ اس کے سر پر لچھے دار سنہری بال تھے۔ مونچھیں اور داڑھی بھی سنہری رنگ کی تھیں اور اس نے سیاہ رنگ کی جیکٹ اور سیاہ رنگ کی پتلون پہنی ہوئی تھی۔ جیکٹ پر جگہ جگہ فحش قسم کے اسٹیکرز لگے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں تیز شیطانی چمک تھی اور چہرے پر زخموں کے کئی ٹیڑھے میڑھے نشانات بھی نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ اپنے انداز، ڈیل ڈول اور چہرے سے کوئی نامی گرامی غنڈہ اور فائٹر نظر آ رہا تھا۔ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق چند لمحے ہال کا جائزہ لیتے رہے۔ اس کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف مڑ گئے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... میجر پرمود نے کاؤنٹر کے قریب جا کر ایکریمین لہجے میں کہا۔ اس کا انداز جارحانہ تھا۔ اس آدمی نے غور سے میجر پرمود کا جائزہ لیا اور پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے دونوں ہاتھ سینے سے ہٹا لئے۔

"نئے نظر آ رہے ہو"...... اس نے باچھیں پھیلاتے ہوئے دونوں ہاتھ کاؤنٹر پر رکھ کر آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق لنگٹن سے ہے۔ ماکرو برادرز کا نام تو تم نے سنا ہو گا۔ ہم دونوں ہی ماکرو برادرز ہیں اور اگر تم نہیں جانتے تو پھر تم بدقسمت ہو۔ تمہارا باس ہارڈی یقیناً جانتا ہو گا۔ اسے بولو کہ ماکرو برادرز اس وقت کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ پھر دیکھنا کہ وہ کس طرح دوڑتا ہوا یہاں استقبال کے لئے آتا ہے"...... میجر پرمود نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"یہاں تم جیسے نجانے کتنے ماکرو برادرز جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ چیف کسی اجنبی سے نہیں ملتا"...... اس آدمی نے اس بار تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"میرا نام ونسکی ہے ماسٹر ونسکی اور تم ابھی تک اس لئے زندہ نظر آ رہے ہو کہ تم نئے ہو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ تیسری بار میں نہیں کہوں گا اور تمہاری لاشیں باہر جائیں گی"...... ماسٹر ونسکی نے کہا تو میجر پرمود ہال کی طرف مڑ گیا۔

"سنو دوستو۔ سب سنو"...... میجر پرمود نے اونچی آواز میں کہا تو ہال میں ابھرنے والا شور یکلخت تھم گیا اور وہاں بیٹھے ہوئے سب لوگ مڑ کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگے۔

"سنو دوستو۔ یہ چڑیا کا بچہ ماسٹر ونسکی ماکرو برادرز کو کہہ رہا ہے کہ دفع ہو جاؤ۔ سنو۔ یہ اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ ہے"

میجر پرمود نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور میجر پرمود کے اس انداز پر حیرت سے بت بنا کھڑا ماسٹر ونسکی یکلخت چیختا ہوا اور ہوا میں تیرتا ہوا سامنے موجود ایک میز پر دھماکے سے گرا اور پھر الٹ کر نیچے جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماسٹر ونسکی کے چوڑے سینے پر گولیوں کی بوچھاڑ پڑی اور وہ جھٹکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"ہا۔ ہا۔ دیکھا اس پدی کا انجام۔ اور سنو۔ تم میں سے اگر کسی اور کو بھی ماکرو برادرز کے ساتھ مذاق کرنے کا شوق ہو تو وہ پہلے اس پدی کا انجام دیکھ لے۔ ہم نے ہارڈی سے ملاقات کرنی ہے۔ صرف ہارڈی سے اور جو کوئی اس ملاقات میں رکاوٹ ڈالے گا اس کا انجام اس پدی جیسا ہی ہو گا"...... میجر پرمود نے اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا اور گو ہال میں چھٹے ہوئے غنڈے، بدمعاش اور جرائم پیشہ افراد موجود تھے لیکن ماسٹر ونسکی کی شاید یہاں بہت اہمیت تھی اور پھر میجر پرمود نے جو ڈرامائی انداز اختیار کیا تھا اس کی وجہ سے وہ سب حیرت سے بت بنے بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے۔

"تم بولو۔ کہاں ہے ہارڈی"...... میجر پرمود نے کاؤنٹر پر موجود دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سپر باس نیچے تہہ خانے میں ہے۔ نیچے"...... اس آدمی نے

کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو میرے ساتھ"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مم۔مم۔تم"...... اس آدمی نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چا
لیکن دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چ
ہوا الٹ کر نیچے جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق نے بھی یکلخت ف
کھول دیا اور وہ مسلح آدمی جو یکلخت اٹھ کر کھڑے ہونے لگے ت
چیختے ہوئے نیچے جا گرے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو"...... کیپٹن توفیق
غراتے ہوئے کہا۔

"تم چلو"...... میجر پرمود نے کاؤنٹر پر موجود تیسرے آدمی س
کہا وہ اس طرح اثبات میں سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر سے باہر آ گیا ج
میجر پرمود کا حکم اس کے لئے ہارڈی کا حکم ہو اور تھوڑی دیر بعد
ایک راہداری سے گزر کر ایک لفٹ کے ذریعے نیچے ایک بڑے
میں پہنچ گئے جہاں جوا ہو رہا تھا اور یہاں آٹھ کے قریب مسلح
موجود تھے۔

"سٹاگر تم ساتھ ہو"...... ایک مسلح آدمی نے تیزی سے بڑ
اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو میجر پرمود اور کیپٹن توفیق کی رہ
کر رہا تھا۔

"ہٹو ایک طرف۔ ہم نے ہارڈی سے ملنا ہے"...... میجر
نے کہا تو وہ آدمی یکلخت اچھل کر سیدھا ہوا اور اس کے چہر

غصے کا الاؤ سا جل اٹھا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم بوٹاگو سے اس لہجے میں بات
کرو"...... اس آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی
مشین گن اتارتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل
ہوتا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ بوٹاگو چیختا
ہوا پشت کے بل نیچے جا گرا اور پھر تو جیسے ہال میں قیامت سی برپا
ہو گئی۔ کیپٹن توفیق اور میجر پرمود دونوں کے مشین پسٹلز مسلسل فائر
کر رہے تھے اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہاں موجود مسلح
افراد لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے جبکہ جوا کھیلنے والے افراد خوف
کے مارے میزوں کے نیچے جا چھپے تھے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے آواز نکالی تو"...... میجر پرمود نے چیختے
ہوئے کہا۔

"تم چلو۔ کہاں ہے ہارڈی"...... میجر پرمود نے مڑ کر اس
سٹاگر سے کہا جس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"ادھر۔ ادھر"...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
ایک راہداری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے آخر میں
ایک بند دروازہ نظر آ رہا تھا اور دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب
جل رہا تھا لیکن راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"چلو آگے"...... میجر پرمود نے کہا تو وہ آدمی بجلی کی سی تیزی
سے آگے بڑھنے لگا۔

'' بب ۔ بب ۔ باس کسی سے نہیں ملتے اس لئے وہ دروازہ
نہیں کھولیں گے ۔ ان کے باہر جانے کا راستہ خفیہ ہے ۔ وہ ا
راستے سے آتے جاتے ہیں ۔ کبھی کسی کو خصوصی طور پر بلانا ہو تو
دروازہ کھولتے ہیں بس''...... سٹاگر نے آگے بڑھتے ہوئے رک ر
کہا۔

'' تم یہیں رکو گے ۔ ان سب کو بھگا دو ۔ جو نہ مانے اسے گ
مار دینا''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر
دیا۔

'' اس ہارڈی کو اطلاع مل گئی ہو گی''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' تم فکر مت کرو اور اس سٹاگر کو ساتھ لے لو ۔ یہ سارے خ
راستے جانتا ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا ۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہو
مشین پسٹل کی نال دروازے کے لاک پر رکھی اور پھر اسے دبا
اس نے ٹریگر دبا دیا ۔ اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا لیکن ا
ہاتھ مضبوطی سے وہیں جما رہا اور لاک کے ٹکڑے اڑنے کی مخ
آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلتے
سرخ رنگ کا بلب یکلخت جھماکے سے بجھ گیا تو میجر پرمود نے
ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا ۔ میجر پرمود اچھ
اندر داخل ہوا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا ک
کے انداز میں سجا ہوا وسیع و عریض کمرہ خالی تھا ۔ باتھ رو

لائٹ بھی بند تھی ۔ میجر پرمود تیزی سے باتھ روم کے دروازے کے
ساتھ موجود ایک اور دروازے کی طرف بڑھا لیکن جیسے ہی وہ اس
دروازے تک پہنچا۔وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے ساتھ
پشت لگا کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اس کے کانوں میں دوسری طرف سے
قدموں کی ہلکی سی آوازیں پڑی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی
گہرائی سے اوپر کی طرف آ رہا ہو ۔ پھر قدموں کی آواز واضح ہو گئی۔
اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری پھیلے ہوئے
جسم کا آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ۔ اس نے گہرے نیلے رنگ کا
سوٹ پہنا ہوا تھا ۔ اس کا چہرہ چوڑا تھا اور سر کے بال اس کے
کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا میجر
پرمود نے یکلخت اپنی ٹانگ آگے کر دی اور وہ آدمی جو خاصی تیزی
سے چل رہا تھا کہ اچانک رکاوٹ کی وجہ سے اچھل کر منہ کے بل
فرش پر گرا ہی تھا کہ میجر پرمود کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آئی اور نیچے گر کر چیخ کر اٹھتا ہوا وہ آدمی پلٹ کر پہلو کے بل
نیچے گرا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتا میجر پرمود کی ٹانگیں کسی
مشین کی سی تیزی سے مسلسل اس کی کنپٹی پر پڑیں اور اس کا جسم
یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا ۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو میجر پرمود سمجھ گیا کہ اس ہارڈی کی آمد اب ہو رہی ہے اور
یقیناً اس کے آدمیوں کو اس کے اوقات کا علم ہو گا اس لئے انہوں
نے فون کیا ہو گا ۔ اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میجر پرمود نے بھاری آواز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"سپر باس۔ میں ہال سے رونالڈو بول رہا ہوں۔ یہاں دو آدمی آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ولنگٹن سے آئے ہیں اور ان کا نام ماکرو برادرز ہے"...... دوسری طرف سے کسی نے پوری روئیداد سناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ یہ لوگ سٹاگر کو ساتھ لے کر نیچے سپر ہال میں گئے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔ سنو۔ تم نے کچھ نہیں کرنا۔ سب او کے ہے"۔ میجر پرمود نے اسی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ گو اس نے ہارڈی کی آواز اور لہجہ نہ سنا تھا لیکن اسے تجربہ تھا کہ ہارڈی ٹائپ کے بدمعاش اپنے ماتحتوں سے کس انداز میں بات کرتے ہیں اور پھر ہنگامی حالات میں کوئی بھی لہجے پر غور نہیں کر سکتا اس لئے وہ اب مطمئن تھا کہ حالات نارمل ہو جائیں گے۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ہارڈی کی تلاشی لی۔ اس کی جیبوں سے صرف کرنسی نوٹ اور ایک مشین پسٹل نکلا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ میجر پرمود نے اسے گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر اس کی بیلٹ کھول کر اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے اور پھر اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ ہارڈی چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ

سکا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ میرے آفس میں تم۔ یہ۔ کیا مطلب"...... ہارڈی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام میجر پرمود ہے اور میرا تعلق بلگارنیہ سے ہے۔ سمجھے۔ تم کوئین گروپ کے انچارج ہو اور تم نے یہاں سیٹلائٹ کے ذریعے میک اپ چیکنگ ریز فائر کرا کر ہمارے بارے میں معلومات حاصل کیں اور ہماری تصویریں لے کر تم نے جارجیا کوئین کو بھجوائیں تاکہ وہ اگر کنفرم کر دے تو تم ہمیں ہلاک کر سکو۔ اس لئے میں خود تمہارے پاس آگیا ہوں اور یہ سن لو کہ اوپر حالات درست ہیں۔ کسی کو علم نہیں ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں۔ البتہ باہر کا ہال خالی ہو چکا ہے اور تمام مسلح افراد ہلاک ہو چکے ہیں"...... میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ۔ سب غلط ہے۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ میرا کوئی تعلق کسی کوئین گروپ سے نہیں ہے"...... ہارڈی نے رک رک کر کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا کہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس نے اس طرح دائیں بائیں سر پٹخنا شروع کر دیا جیسے اس کی روح کو کسی کانٹے دار جھاڑی میں گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کی نال انتہائی بے دردی سے اس کی ایک آنکھ

میں گھسیڑ دی تھی۔

" اب اگر جھوٹ بولا تو دوسری آنکھ بھی ختم کر دوں گا"...... میجر پرمود نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

" مم ۔مم ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ میں تمہارے خلاف کچھ نہیں کروں گا ۔ میرا وعدہ ۔ میں حلف دیتا ہوں"...... ہارڈی نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر کے دیکھ لو ۔ مجھے تمہارے کچھ کرنے یا نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے ۔ البتہ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ ہاٹ ورلڈ کی لیبارٹری ٹنسی میں کہاں ہے تو میں تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے بولتے ہی مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو یا سچ"۔ میجر پرمود نے اس کی دوسری آنکھ کے اوپر مشین پسٹل کی نال رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" وہ ۔ وہ ۔ مجھے معلوم تو ہے لیکن کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... ہارڈی نے رک رک کر کہا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بتا دو ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اور پھر تمہیں مار کر مجھے کیا ملنا ہے ۔ میں نے یہاں تو کوئی مشن مکمل نہیں کرنا ۔ بولو ۔ آخری چانس ہے تمہارے پاس ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے"...... میجر پرمود کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

" وہ ۔ وہ لیبارٹری کنگ ڈیزرٹ میں ہے اور بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"...... ہارڈی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیسے معلوم ہے ۔ جلدی بتاؤ"...... میجر پرمود نے کہا۔

" سرحدی شہر مٹاگو میں کریسنٹ کلب ہے ۔ وہ اس لیبارٹری کو شراب سپلائی کرتا ہے ۔ اس کلب کا مالک جیمز ہے ۔ وہ ہر پندرہ روز بعد ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر آتا ہے اور شراب کی ایک ہزار پیٹیوں کی سپلائی لے جاتا ہے"...... ہارڈی نے بتایا۔

"تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" مجھے جیمز نے بتایا تھا"...... ہارڈی نے کہا۔

" جیمز کا فون نمبر کیا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا تو ہارڈی نے نمبر بتا دیا اور میجر پرمود نے اس کی آنکھ سے پسٹل اٹھا لیا تھا اس لئے کہ اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ آسانی سے بات کر رہا تھا۔

" سنو ۔ اگر تم اس جیمز سے یہ کنفرم کرا دو کہ وہ سپلائی لیبارٹری کو کنگ ڈیزرٹ میں بھجواتا ہے تو میں تمہیں چھوڑ کر خاموشی سے چلا جاؤں گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" میں کرتا ہوں بات ۔ میرے ہاتھ آزاد کر دو"...... ہارڈی نے رضامند ہوتے ہوئے کہا لیکن میجر پرمود نے تیزی سے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ہارڈی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کیا اور رسیور ہارڈی کے کان سے لگا دیا۔

"کریسنٹ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہارڈی بول رہا ہوں جارجیا سے ۔ جیمز سے بات کراؤ"۔ ہارڈی نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ۔ جیمز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہارڈی بول رہا ہوں جیمز ۔ کیا ابھی تک تم لیبارٹری کو سپلائی کر رہے ہو یا نہیں"...... ہارڈی نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ کر رہا ہوں ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ہے"...... جیمز نے چونک کر پوچھا۔

"ایک پارٹی میرے پاس آئی تھی ۔ وہ تمہاری بجائے خود سپلا کرنا چاہتی تھی ۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ تم سپلائی نہیں کر ر جس پر میں نے انہیں دو تین روز کے لئے ٹال دیا تا کہ تم سے پو لوں"...... ہارڈی نے کہا۔

"کون سی پارٹی ۔ میں تو باقاعدہ سپلائی کر رہا ہوں"...... نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہے ایک پارٹی ۔ تم اپنا کام جاری رکھو ۔ میں انہیں انکار دوں گا"...... ہارڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر

مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو میجر پرمود نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا اس سپلائی کا ٹھیکہ تم نے لے رکھا تھا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں ۔ کوئین نے یہ ٹھیکہ مجھے دیا تھا ۔ میں نے آگے رچرڈ کو ریفر کر دیا ۔ وہ اس میں سے معقول حصہ مجھے دیتا ہے"...... ہارڈی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو میجر پرمود نے یکلخت ٹریگر دبا دیا اور گولیاں ہارڈی کے سینے میں اترتی چلی گئیں ۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود مڑا اور دوڑتا ہوا باہر آیا لیکن اب فائرنگ بند ہو گئی تھی ۔

"کیا ہوا تھا"...... ایک سائیڈ پر موجود کیپٹن توفیق سے میجر پرمود نے پوچھا۔

"چار آدمیوں نے شرارت کرنے کی کوشش کی تھی"...... کیپٹن توفیق نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو میجر پرمود نے دیکھا کہ وہاں جوا کھیلنے والے سب عقبی دیوار کے ساتھ فرش پر بیٹھے ہوئے تھے ۔

"تم نے انہیں بھگایا نہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اگر بھگا دیتا تو یہ بڑے ہال میں جا کر صورت حال بتا دیتے اور پھر ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا جاتا"...... کیپٹن توفیق نے

کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو یہاں قتل عام کرنا پڑے گا"...... میجر پرمود

کہا۔

"آپ کے پاس گیس پسٹل ہے ۔ یہاں گیس فائر کر کے
نکل جاتے ہیں"...... کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود اچھل پڑا
اسے واقعی گیس پسٹل کا یاد ہی نہ رہا تھا ۔ اس نے جلدی سے
سے گیس پسٹل نکالا اور پھر یکے بعد دیگرے چار کیپسول فائر کر
ان دونوں نے سانس روکے اور دوڑتے ہوئے عقبی راستے کی
چلے گئے ۔ ہال میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے تھے اور
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عقبی راستے سے نکل کر گلی میں پہنچے تو انہ
نے کھلی فضا میں سانس لینا شروع کر دیا۔

"کچھ معلوم ہوا باس"...... کیپٹن توفیق نے پوچھا۔

"ہاں ۔ اب ہمیں فوری طور پر سرحدی شہر مٹاگو پہنچنا
لیبارٹری ٹنسی ریاست کے کنگ ڈیزرٹ میں ہے"...... میجر
نے کہا۔

"کنگ ڈیزرٹ ۔ کیا وہ بہت وسیع و عریض ہے"......
توفیق نے پوچھا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ولنگٹن سے جارجیا جانے
والی لوکل فلائٹ میں سوار تھا ۔ جارجیا کے بین الاقوامی ایئر پورٹ پر
پہنچنے میں اب صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا ۔ عمران اور اس کے
ساتھی ایکریمین میک اپ میں تھے ۔ عمران کے ساتھ جولیا ، کیپٹن
شکیل ، تنویر اور صفدر تھے اور جہاز میں عمران ،صفدر کے ساتھ بیٹھا
ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر جولیا اور تنویر اور ان سے عقبی سیٹ پر کیپٹن
شکیل موجود تھا ۔ عمران نے انہیں مشن کے بارے میں سب کچھ بتا
دیا تھا اور یہ سن کر ان سب کے چہروں پر پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی
تھی ۔ ان کے دل یہ سوچ سوچ کر ہی کانپ رہے تھے کہ یہودی
کسی بھی وقت ہاٹ ویپن پاکیشیا میں فائر کر کے سولہ کروڑ جیتے
جاگتے انسانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں ۔ چونکہ ان میں کسی کو بھی
یہ معلوم نہیں تھا کہ ہاٹ ویپن کی تیاری میں باقی کتنا وقت ہے اس

لئے وہ سب بے حد سنجیدہ ہو رہے تھے ۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے ۔ گو انہوں نے عمران سے جب یہ جاننے پر اصرار کیا کہ لیبارٹری دراصل کہاں ہے تو عمران نے انہیں بتایا کہ ہاٹ ورلڈ نے ڈاجنگ مشینری تو سان جوسے جزیرے میں لگائی ہوئی ہے لیکن کرنل فریدی سے اس کی جو بات ہوئی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریاست ٹمسی کے صحرا جسے کنگ ڈیزرٹ کہا جاتا ہے اس میں یہ لیبارٹری ہے ۔ وہ پراسرار دھواں جو ہیلی کاپٹر کے ذریعے فضا میں پھیلایا جاتا ہے وہ بھی اس جگہ تیار کیا جا رہا ہے اس لئے لامحالہ ان کا اصل ٹارگٹ بھی اس صحرا میں ہو گا ۔ انہیں معلوم تھا کہ جارجیا ٹمسی کی ملحقہ سرحدی ریاست ہے لیکن انہیں یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ صحرا میں موجود یہودیوں کی یہ لیبارٹری بغیر کسی مخصوص اسلحے اور خصوصی ساز و سامان کے کیسے تباہ ہو سکے گی ۔ کیا عمران نے جارجیا میں کوئی سیٹ اپ کر رکھا ہے یا نہیں ۔ اس بات کا جواب عمران سرے سے دے ہی نہیں رہا تھا اور وہ اپنی عادت کے مطابق آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب ۔ کیا آپ کے آنکھیں بند کر لینے سے حالات بدل جائیں گے"...... صفدر نے آخر تنگ آ کر بڑے طنزیہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ عمران صرف سونے کی ایکٹنگ کرتا رہتا ہے لیکن سوتا نہیں ہے۔

"حالات کی بجائے مجھے جنس بدلنے کا انتظار ہے"...... عمران

نے اسی طرح آنکھیں بند کئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جنس بدلنے کا ۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"کس کا مطلب پوچھنا چاہتے ہو ۔ جنس کا یا بدلنے کا"۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ میری جگہ پر یہاں جولیا آ جائے"۔ صفدر نے کہا۔

"بشرطیکہ تنویر کا بہار کے پھول کی طرح کھلا ہوا چہرہ خزاں کے پھول کی طرح کملا نہ جائے ۔ آخر وہ میرا رقیب روسیاہ ۔ اوہ سوری۔ رقیب روسفید بلکہ رقیب روگلاب ہے ۔ اس کا خیال رکھنا بھی تو میرا فرض ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب ۔ کیا کنگ ڈیزرٹ میں ہم لومڑیوں کا شکار کھیلنے جا رہے ہیں"...... صفدر نے ایک اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ نام زبان پر مت لاؤ ورنہ یہ جہاز فضا میں بھی کریش ہو سکتا ہے جو اربوں کھربوں زندہ اور جیتے جاگتے انسانوں کو راکھ بنانے پر تلے ہوئے ہیں ۔ وہ اس جہاز میں موجود مٹھی بھر انسانوں کی کیا پرواہ کریں گے"...... عمران نے یکلخت آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا ان کا کوئی آدمی یہاں بھی موجود ہے"۔

صفدر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ ہمارے خلاف رپورٹنگ تو ان تک پہنچ چ ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ جارجیا ائیر پورٹ پر ہمارا استقبال باقا آتش بازی سے کیا جائے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر کا چ یکلخت سخت ہو گیا۔

"لیکن آپ نے تو اب تک اس سلسلے میں کوئی اشارہ تک نہ کیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے عقب میں خاتون موجود ہے اور خاتون کی موجو میں اشارے بدتہذیبی اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت سمجھی جا ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو صفدر ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"بہرحال ہم وہاں پہنچنے والے ہیں اور ہمیں واقعی اس سلسلے غور کرنا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"سارے راستے آنکھیں بند کر کے میں اس بات پر غور کرتا ہوں کہ سلیمانی ٹوپی آخر کہاں غائب ہو گئی ہے"...... عمران جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا ذہن چاہے تو ایک لاکھ ٹوپیاں بنا لے"...... صفدر کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ایک لاکھ افراد اکٹھے اس دنیا سے غائب ہو جائیں۔ بہرحال ہمیں گڈز وے سے باہر جانا ہو گا اور اس انتظام ہو چکا ہے۔ جارجیا میں تمہارے چیف کا ایجنٹ پہنچ چکا

اور وہی ہمیں گڈز وے سے نکال کر لے جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر کا ستا ہوا چہرہ نرم پڑ گیا اور پھر واقعی ایسے ہی ہوا۔ ائیر پورٹ پر اترنے کے بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر آ کر ان سے ملا۔ اس کا نام راڈل تھا اور وہ انہیں گڈز وے سے نکال کر ایک بڑی ویگن میں بٹھا کر لے گیا اور اس وقت وہ کسی کالونی کی کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ راڈل انہیں یہاں پہنچا کر فوراً ہی واپس چلا گیا تھا۔ عمران سے اس کی بات ہوئی تھی اور عمران نے اس کی بات کے جواب میں اس انداز میں سر ہلایا تھا جیسے اس کی بات کو سمجھ گیا ہو۔ کوٹھی میں موجود ملازم ہنری نے انہیں ہاٹ کافی بنا کر دی اور وہ سب سٹنگ روم میں بیٹھے کافی سپ کر رہے تھے۔

"تنویر۔ کیا تم مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہو"...... اچانک عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ مشن پر کام کرنے ہی تو ہم آئے ہیں"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں تمہارے مخصوص انداز کے مشن کی بات کر رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر چونک پڑا۔ وہ کیا سب ہی عمران کی بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"کیا کرنا ہے"...... تنویر نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہی جسے تم ڈائریکٹ ایکشن کہتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں بولو ۔ جلدی بتاؤ ۔ کچھ تو حرکت کرنے کا موقع ملے گا"...... تنویر نے بے چین ہو کر کہا تو عمران سمیت سب ہنس پڑے۔

"یہاں ہمارے خلاف ایک گروپ کو ہائر کیا گیا ہے اور اس گروپ کا نام کوئین گروپ ہے ۔ اس گروپ کی انچارج ایک لڑکی کوئین ہے جو یہاں کوئین کلب کی مالکہ بھی ہے اور منیجر بھی ۔ اس گروپ کی شاخیں ایکریمیا کی تقریباً تمام ریاستوں میں پھیلی ہوئی ہیں ۔ راڈل نے بتایا ہے کہ پہلے ہمارے خلاف بلیک ماسٹرز کو ہائر کیا گیا تھا لیکن چونکہ ہم فوری ولنگٹن سے روانہ ہو گئے تھے اس لئے وہ ہمیں ٹریس کرتے رہ گئے ۔ البتہ انہوں نے یہ ٹریس کر لیا ہے کہ ہم اس طیارے سے جارجیا پہنچ رہے ہیں جس پر ہمارے خاتمے کا مشن کوئین گروپ کو دیا گیا ہے ۔ یہاں ایئر پورٹ پر کوئین گروپ موجود تھا لیکن چونکہ انہیں ہمارے بارے میں واضح علم نہ تھا اس لئے ہم گڈز وے سے باہر آ گئے اس لئے لامحالہ ان کی چیکنگ ناکام رہی ہو گی ۔ راڈل اب ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں اس کوئین گروپ کے خلاف کام

کروں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں ۔ ہم نے آگے جانا ہے ۔ یہاں رکنا نہیں ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ہمارا عقب غیر محفوظ رہ جائے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن تم خود یہ کام کیوں نہیں کرتے ۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... خاموش بیٹھی جولیا نے اچانک کہا۔ جولیا جب سے اس مشن پر آئی تھی اکثر خاموش رہی تھی۔

"ہاں ۔ خاص وجہ ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کوئین واقعی ملکہ حسن ہے ۔ میرا مطلب ہے حسن کی کوئین اور تم جانتی ہو کہ میرے اندر جمالیاتی حس بے حد تیز ہے ۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں کسی خوبصورت کو بدصورتی میں تبدیل کر دوں"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو ۔ اصل بات بتاؤ ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے سامنے کوہ قاف کی پری بھی آ جائے تب بھی تم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اصل بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے سرحدی شہر زونا پہنچنا ہے۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مشن مکمل کر لیں اور میں صرف تالیاں بجاتا رہ جاؤں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب بغیر کسی اسلحے کے آپ کیسے یہ مشن مکمل کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ کام راڈل کرے گا لیکن اسلحے کی خریداری سے پہلے میں وہاں کی اصل صورت حال دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے وقت چاہیے ۔ میں نے راڈل کے ذریعے کنگ ڈیزرٹ کا تفصیلی نقشہ منگوایا ہے اور میں نے اسے یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ وہ زو
شہر میں کوئی ایسی پارٹی تلاش کرے جو اس لیبارٹری کے بارے میں حتمی معلومات مہیا کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"میں تنویر کے ساتھ رہوں گی"...... جولیا نے کہا۔

"میں بھی تنویر کے ساتھ رہوں گا"...... صفدر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ عمران صاحب اکیلے وہاں جائیں"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ کیپٹن شکیل کے اس انداز میں بات کرنے کا مطلب واضح تھا کہ وہ بھی کوئین گروپ کے خلاف ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہے۔

"اب تو یہی بہتر ہے عمران صاحب کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ میں نے واقعی مستقبل کی منصوبہ بندی کر لی ہے ۔

خود سوچو صفدر یار جنگ بہادر ۔ عمر بڑی تیزی سے گزرتی جا رہی ہے اور میں نے ابھی تک کوئی منصوبہ بندی نہیں کی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیسی منصوبہ بندی"...... جولیا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں ۔ اگر میں نے مستقبل کی کوئی منصوبہ بندی نہ کی تو میرے ڈیڈی کی نسل آگے کیسے چلے گی ۔ وہ تو یہیں ختم ہو کر رہ جائے گی اس لئے شادی ، بچے یہ سب مستقبل کی منصوبہ بندی ہی تو ہوتی ہے"...... عمران نے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے تمہیں صحرا میں جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ یہ کام یہاں بھی تو ہو سکتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صحرا میں لیلیٰ ملتی ہے اور شہر بغیر لیلیٰ کے صحرا میں تبدیل ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"راڈل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راڈل کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے خلاف پورے جارجیا میں انتہائی سخت چیکنگ کرائی
گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ سیٹلائٹ
کے ذریعے کسی جدید ترین مشینری کو استعمال کیا جا رہا ہے اس سے
نہ صرف میک اپ چیک ہو جاتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ
کون ایشیائی ہے اور کون ایکریمین یا یورپی۔ یہ چیکنگ چونکہ محدود
رینج میں ہوسکتی ہے اس لئے شہر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے چیکنگ
کی جا رہی ہے اور کسی بھی وقت برنگر کالونی کا نمبر آسکتا ہے"۔
راڈل نے جواب دیا۔
"اس ملکہ عالیہ کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے
پوچھا۔
"ملکہ عالیہ اپنے شاہی محل میں موجود ہے اور ہر طرف سے
رپورٹس موصول کر رہی ہے اور شاہی محل میں چڑیا بھی پر نہیں مار
سکتی"...... راڈل نے جواب دیا۔
"کیا یہ اطلاع حتمی ہے کہ ملکہ عالیہ شاہی محل میں موجود
ہیں"...... عمران نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"نقشہ حاصل کر لیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔
"ابھی نہیں ملا لیکن مل جائے گا۔ میں نے ایک آدمی کے ذمے
لگا دیا ہے اور اسے بھاری رقم بھی دے دی گئی اور اس آدمی کا تعلق
بھی جغرافیائی سروے ڈیپارٹمنٹ سے ہے"...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔
"اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے نقشہ حاصل کر کے بھجوا دو
باقی باتیں بھول جاؤ۔ ملکہ عالیہ کے نیاز ہم خود حاصل کر لیں
گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور
رکھ دیا۔
"صفدر۔ تمہارے پاس ماسک میک اپ باکس ہے۔ اسے نکالو
اور ایک ماسک مجھے دو اور باقی ماسک تم سب فوری طور پر اپنے
چہروں پر چڑھا لو ورنہ کسی بھی لمحے یہاں چیکنگ ہو سکتی ہے"۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا پہلے میک اپ صاف کرنے ہوں گے"...... صفدر نے
جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ ان کے اوپر ماسک میک اپ کرنا ہوگا۔ پھر یہ خصوصی
ریز کام نہ کر سکیں گی۔ صرف میک اپ یا صرف ماسک میک اپ
ہوا تو یہ چیک ہو سکتا ہے۔ البتہ فل میک اپ اور اس پر موجود
ماسک کی وجہ سے چیکنگ نہیں ہو سکتی"...... عمران نے کہا تو صفدر
نے جیب سے ماسک میک اپ باکس نکال کر اسے کھولا اور عمران
کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے ایک ماسک نکالا اور پھر اسے سر اور
چہرے پر چڑھا کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتھپانا شروع
کر دیا جبکہ باقی ساتھیوں نے بھی ماسک میک اپ کرنا شروع کر دیا

جبکہ جولیا نے سب سے نیچے موجود لیڈیز ماسک نکالا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ماسک میک اپ کر کے ایک بار پھر اسی کمرے میں اکٹھے ہو گئے ۔

"سنو ۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں جا کر اس لیبارٹری کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کروں اور تم لوگ یہاں کوئین اور اس کے آدمیوں سے نمٹ لو لیکن راڈل کے اس فون کے بعد کہ ہمارے خلاف پورے جارجیا میں چیکنگ ہو رہی ہے اور سیٹلائٹ کے ذریعے انتہائی جدید ریز سے چیکنگ کی جا رہی ہے اب اس پورے سیٹ اپ کو ختم کر کے ہی آگے بڑھنا ہو گا ورنہ ہم دو چکیوں کے درمیان پس کر رہ جائیں گے لیکن اس مشن کو ہم نے جس قدر تیزی سے ممکن ہو پورا کرنا ہے کیونکہ ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ہمیں بتاؤ کہ کیا کرنا ہے ۔ ہم تمہاری توقع سے بھی زیادہ جلدی اسے مکمل کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کوئین اور اس کے سیٹ اپ کو ختم کرنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کہاں ہے یہ کوئین ۔ تفصیل بتاؤ"...... تنویر نے اور زیادہ گرمجوشی سے کہا۔

"ابھی راڈل نے بتایا تو ہے کہ کوئین کلب میں کوئین موجود ہے لیکن وہاں کے انتظامات ایسے ہیں کہ چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی"

عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ نہ مار سکتی ہو گی لیکن گولیاں وہاں اپنا راستہ خود بنا لیں گی"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو ۔ اتنی بھی جلدی نہیں ہے جتنی تم نے سمجھ لی ہے ۔ ہم نے اب اس کوئین سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کیونکہ کوئین کو ہمارے خلاف باقاعدہ ہائر کیا گیا ہے اور وہ اس ریاست اور اس کے ساتھ ساتھ کئی ملحقہ ریاستوں کی ملکہ بنی ہوئی ہے اس لئے ایسا ممکن ہی نہیں کہ اس لیبارٹری کے بارے میں اسے علم نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم نے پھر پوچھ گچھ کر چرخہ چلا دیا ہے ۔ پہلے مرنے دو ان کو پھر پوچھ گچھ بھی کر لینا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مرنے کے بعد میں نے ان سے پوچھ گچھ نہیں کرنی بلکہ فرشتے کریں گے اس لئے مجھے کوئین زندہ چاہیے ۔ اب بولو ۔ اگر تم اسے وہاں سے اغوا کر کے یہاں لا سکتے ہو اور وہ بھی اس طرح کہ اس کے آدمیوں کو علم نہ ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے خود وہاں جانا ہو گا اور اگر میں وہاں گیا تو پھر وہاں تنویر ایکشن کی بجائے عمران ایکشن ۔ اوہ سوری ۔ عمران پلے شروع ہو جائے گا ۔ اس لئے اب بتاؤ کیا کہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"مجھے منظور ہے ۔ میں اس کوئین کو وہاں سے اٹھا کر لے آؤں گا"...... تنویر نے کہا۔

”عمران صاحب ۔ یہ بے حد رسکی مسئلہ ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کوئین سے وہیں پوچھ گچھ کر لی جائے“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں ۔ وہاں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی ۔ ہمیں ہر صورت اسے وہاں سے نکالنا ہے ۔ اگر ہمارے پاس اتنا وقت ہوتا تو ہم کوئی بھی طریقہ اختیار کر سکتے تھے لیکن چونکہ واقعی وقت بالکل نہیں ہے اس لئے ایک ہی صورت ہے کہ اسے یہاں لایا جائے“...... عمران نے کہا۔

”تم کیوں ساتھ نہیں جانا چاہتے ۔ یہ بتاؤ“...... جولیا نے یکلخت میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

”پھر تنویر کو مایوسی ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”بالکل ہو گی ۔ تم نے کام ہی نہیں کرنے دینا ۔ تمہاری رحم دلی اور تمہاری سست رفتار کارروائی دونوں مجھے واقعی ناپسند ہیں ۔ جو لوگ اربوں مسلمانوں پر قیامت توڑنے میں مصروف ہوں اور ان پر رحم کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے“...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے ۔ جو تمہارے ساتھ جانا چاہے جائے لیکن میں کوئین کو زندہ سلامت یہاں دیکھنا چاہتا ہوں ۔ البتہ یہ بتا دوں کہ میں اس دوران ایک پارٹی سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں تاکہ لیبارٹری کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکیں“...... عمران

نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ اکیلے جائیں گے“...... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جولیا میرے ساتھ چلے تاکہ میں شریف آدمی نظر آؤں“...... عمران نے کہا۔

”نہیں ۔ میں تنویر کے ساتھ جاؤں گی ۔ تم صفدر یا کیپٹن شکیل کو ساتھ لے جاؤ“...... جولیا نے کہا۔

”پھر تمہیں تنویر کے انڈر کام کرنا ہو گا ۔ سوچ لو“...... عمران نے کہا۔

”تنویر ہمارا ساتھی ہے ۔ کوئی غیر نہیں ہے“...... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوکے ۔ کیپٹن شکیل میرے ساتھ جائے گا ۔ اسلحہ تم مارکیٹ سے لے لو لیکن خیال رکھنا کہ اپنے پیچھے لوگ نہ لگا کر یہاں آنا“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں اس طرح سمجھا رہے ہو جیسے ہم بچے ہوں“...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ایکریمیا کی ریاست البانا میں واقع سانتو کلب پوری ریاست
میں بدنام تھا۔ اس کلب کا مالک کروز تھا جسے ریڈ کروز کہا جاتا تھ
کیونکہ ریڈ کروز سر کے بالوں سے لے کر داڑھی مونچھیں حتیٰ کہ پلکیں
تک گہرے سرخ رنگ کی تھیں۔ آنکھوں میں بھی کثرت شراب نوش
کی وجہ سے ہمیشہ سرخی تیرتی نظر آتی تھی اس لئے اسے ریڈ کروز ک
جاتا تھا۔ ریڈ کروز پوری ریاست البانا میں جرائم کا کنگ سمجھا جا
تھا اور واقعی اس کے آدمیوں نے اس پوری ریاست کے تمام ج
خانوں، کلبوں اور ایسے ہی دوسرے اڈوں پر آکٹوپس کی طرح قبض
کیا ہوا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ البانا ریاست میں ریڈ کروز کی مرضی ک
بغیر صدر ایکریمیا بھی دوسرا سانس نہیں لے سکتا تھا۔ ریڈ کروز ا
وقت اپنے شاندار آفس میں بیٹھا شراب نوشی میں مصروف تھا۔ ا
فون کی گھنٹی سے شدید نفرت تھی اس لئے اس کے آفس میں ک

فون نہ تھا۔ البتہ اس کے آفس کے باہر ایک آدمی ہر وقت تعینات
رہتا تھا جو اس کے احکامات دوسروں تک پہنچایا کرتا تھا اور جواب
لے آتا تھا۔ اس طرح اس کے منہ سے جو لفظ نکلتا تھا اس پر فوری
عمل کر دیا جاتا تھا۔ دروازے پر دستک کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو
ریڈ کروز نے گردن گھما کر دروازے کی طرف دیکھا۔

”یس۔ کم ان فرینک“...... ریڈ کروز نے گرجدار آواز میں کہا۔
فرینک وہ آدمی تھا جو اس کے آفس کے باہر ہر وقت موجود رہتا تھا۔
دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد کا لیکن چھریرے جسم کا
آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس
فون تھا۔ ریڈ کروز فون کو دیکھ کر چونک پڑا۔

”کس کی کال ہے۔ کیوں لے آئے ہو اسے یہاں“...... ریڈ
کروز نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوئین کی کال ہے سر۔ وہ آپ سے براہ راست بات کرنا
چاہتی ہیں“...... آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فون
پیس اس کی طرف بڑھا دیا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ“...... ریڈ کروز نے کہا تو فرینک
خاموشی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔
کوئین واحد عورت تھی جس سے ریڈ کروز ملتا تھا کیونکہ ریڈ کروز پہلے
ایک عام سا گینگسٹر تھا لیکن پھر کوئین نے اس کی سرپرستی کرنا شروع
کر دی جس کے نتیجے میں آج وہ البانا کا کنگ کہلاتا تھا۔ ویسے

کوئین کے آدمی یہاں تقریباً دس ریاستوں میں موجود تھے اور ریڈ کروز کو بھی علم تھا کہ کوئین اگر چاہے تو اسے اس جگہ سے اٹھا کر نیچے پٹخ سکتی ہے اس لئے کوئین کا نام سن کر وہ خاموش ہو گیا تھا ورنہ شاید وہ کال سننے سے ہی انکار کر دیتا۔ فرینک کے کمرے سے باہر جاتے ہی اس نے فون آن کر دیا۔

" ہیلو۔ کروز بول رہا ہوں"...... ریڈ کروز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کوئین بول رہی ہوں کروز"...... دوسری طرف سے کوئین کی نرم اور شیریں آواز سنائی دی۔

"حکم میڈم"...... ریڈ کروز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ ایشیا کے سیکرٹ ایجنٹوں کے تین گروپس یہاں کا رخ کر رہے ہیں جنہیں ہم نے ختم کرنا ہے۔ پہلے یہ اطلاع نہ تھی کہ کوئی گروپ البانا کا رخ کر سکتا ہے جبکہ ایک گروپ جسے کرنل فریدی گروپ کہا جاتا ہے کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ ادبیو جا رہا ہے۔ اوبیو میں اسے چیک کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن پھر اچانک اس نے اوبیو کی بجائے البانا کا رخ کر لیا ہے جس وقت مجھے اطلاع ملی۔ اس وقت کرنل فریدی کا گروپ البانا پہنچ چکا تھا۔ البانا میں ایسا کوئی گروپ نہیں ہے جو ان لوگوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے مجبوراً مجھے فوری طور پر تم سے کام لینا پڑ رہا ہے"...... کوئین نے کہا۔

" میڈم کوئین۔ یہ لوگ چاہے کوئی بھی ہوں ریڈ کروز کے سامنے ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتے"...... ریڈ کروز نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا کیونکہ کوئین نے جس انداز میں اس کی توہین کی تھی اس پر اسے واقعی غصہ آ گیا تھا۔

" یہ لوگ عام بدمعاش اور غنڈے نہیں ہیں کروز۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ اور منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور کرنل فریدی کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ سیکرٹ ایجنٹ اسے آئیڈیل کی سی حیثیت دیتے ہیں۔ بہرحال اب چونکہ ان کے مقابلے میں کوئی نہیں ہے اس لئے اب یہ کام تم نے کرنا ہے۔ تم نے انہیں ٹریس بھی کرنا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے"...... کوئین نے کہا۔

" کیسے ٹریس ہوں گے یہ"...... ریڈ کروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کرنل فریدی کا قدو قامت میں تمہیں بتا دیتی ہوں۔ تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ البانا میں انہیں ٹریس کریں۔ کسی نہ کسی ہوٹل میں وہ مل جائیں گے۔ جہاں تک اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق کرنل فریدی کے ساتھ اس کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید اور ایک لڑکی ملیکا ہے۔ یہ تین کا گروپ اکٹھا ہے۔ باقی لوگ علیحدہ ہوں گے۔ تمہارا اصل ٹارگٹ کرنل فریدی ہے۔ اگر اسے تم ہلاک کر دو تو باقی گروپ آسانی سے ختم ہو سکتا ہے"...... کوئین نے کہا۔

" البانا میں سینکڑوں ہوٹل اور کلب ہوں گے میڈم۔ ایک آدمی

کوصرف قدوقامت کی بنیاد پر تلاش کرنا تو ناممکن ہے۔ اس کام میں تو سالوں لگ سکتے ہیں''...... ریڈ کروز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں کوئی اور طریقہ معلوم کرتی ہوں۔ پھر تمہیں فون کروں گی۔ ابھی زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے بعد''...... کوئین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریڈ کروز نے فون آف کر دیا۔

''فرینک''...... ریڈ کروز نے اونچی آواز میں کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور فرینک اندر آ گیا۔

''یس باس''...... فرینک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ فون اٹھاؤ اور باہر کھڑے ہو جاؤ۔ جب کوئین کی دوبارہ کال آئے تو پھر لے آنا''...... ریڈ کروز نے کہا کیونکہ اسے فون کی گھنٹی سے واقعی شدید نفرت تھی چاہے وہ کتنی ہی مترنم کیوں نہ ہو۔

''یس باس''...... فرینک نے کہا اور فون اٹھا کر وہ مڑا اور باہر چلا گیا۔

''اسے کیسے تلاش کیا جائے''...... ریڈ کروز نے شراب کا جام اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا لیکن سوچنے کے باوجود کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ آخر اس نے سر جھٹک دیا کیونکہ آخر فیصلہ اس نے یہی کیا تھا کہ کوئین خود ہی انہیں ٹریس کر لے گی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی

کیونکہ فرینک ہمیشہ دستک دے کر ہی آتا تھا۔

''کم ان''...... کروز نے کہا تو دروازہ کھلا اور فرینک مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی کارڈلیس فون پیس تھا۔

''باس۔ کوئین کی کال ہے''...... فرینک نے قریب آ کر کہا۔

''اوکے۔ تم باہر جاؤ''...... ریڈ کروز نے فون پیس لیتے ہوئے کہا تو فرینک سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا تو ریڈ کروز نے فون آن کر دیا۔

''یس۔ کروز بول رہا ہوں میڈم''...... کروز نے کہا۔

''کروز۔ کرنل فریدی کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت اوبرائے ہوٹل کی لابی میں موجود ہے۔ تم فوراً وہاں اپنے خاص آدمی بھیج دو۔ وہاں لابی کے باہر ہوٹل اوبرائے کا سپروائزر رچمنڈ موجود ہو گا۔ اس کی یونیفارم پر نام رچمنڈ اور سپروائزر کا بیج ہو گا۔ وہ کرنل فریدی کی نشاندہی کرے گا۔ تمہارے آدمیوں نے بغیر کوئی وقفہ دیئے ان پر ہر طرف سے فائر کھول دینا ہے''...... کوئین نے کہا۔

''یہ کام تو سپروائزر بھی کر سکتا ہے میڈم۔ گولی ہی چلانی ہے''...... کروز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کوئین بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں نے پہلے بتایا ہے کہ وہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔

بظاہر وہ عام انداز میں بیٹھے ہوں گے لیکن ان کی نظریں چاروں طرف ہوں گی ۔ زیادہ آدمیوں کی اچانک اور فوری فائرنگ سے تو وہ ہلاک ہوسکتے ہیں ۔ ایک دو آدمیوں کی فائرنگ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی“...... کوئین نے کہا۔

” ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میرے آدمی ان کاموں میں ان سے کم تربیت یافتہ نہیں ہیں“...... کروز نے کہا۔

” اوکے ۔ کام ہوتے ہی مجھے کال کر دینا “...... کوئین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو کروز نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

” فرینک “...... کروز نے اونچی آواز میں کہا۔

” یس باس “...... دوسرے لمحے فرینک نے کسی جن کی طرح اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

” فون اٹھاؤ اور فوراً رچرڈ کو بھیجو میرے پاس ۔ میں نے کیا کہ ہے ۔ فوراً “...... کروز نے تیز لہجے میں کہا۔

” یس باس “...... فرینک نے جواب دیا اور فون پیس اٹھا کر و بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

” ہونہہ ۔ دو تین آدمیوں کو مارنا کون سا مشکل کام ہے ۔ میڈ بھی اب بوڑھی ہوتی جارہی ہے ۔ ہونہہ “...... کروز نے منہ بنا ہوئے کہا اور شراب کا خالی جام بھرنا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تیزی سے اند

داخل ہوا۔

” یس باس ۔ حکم باس “...... آنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

یہ رچرڈ تھا۔

” بیٹھو “...... کروز نے کہا تو رچرڈ سائیڈ کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

” اوبرائے ہوٹل کی لابی میں اس وقت دو مرد اور ایک عورت موجود ہیں ۔ ان تینوں کا تعلق ایشیا سے ہے اور یہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں لیکن کوئین نے ان کے فوری قتل کا حکم دیا ہے ۔ وہاں ہوٹل کے مین گیٹ پر اوبرائے ہوٹل کا سپروائزر جس کا نام رچمنڈ ہے موجود ہو گا ۔ وہ ان لوگوں کی نشاندہی کرے گا ۔ پھر چاہے اس لابی میں موجود تمام افراد کو ہی ہلاک کیوں نہ کرنا پڑے میں ان تینوں کی یقینی اور فوری ہلاکت چاہتا ہوں ۔ سن لیا تم نے ۔ یقینی اور فوری ہلاکت ۔ جاؤ اور سٹارز کو وہاں بھیج دو اور انہیں بتا دینا کہ میں نے یقینی اور فوری ہلاکت کے الفاظ کہے ہیں ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سٹارز یقینی اور فوری ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے ۔ جاؤ اور وقت ضائع مت کرو ۔ جاؤ دفع ہو جاؤ “...... کروز نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رچرڈ اٹھا اور دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

” ہونہہ ۔ تین آدمی بھی ہلاک نہیں کر سکتے “...... کروز نے شراب کا جام اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر جام اس نے منہ سے لگا لیا۔

تیز سرخ رنگ اور جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے کوئین کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ۔ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر اکیلا بیٹھا ہوا تھا ۔ ان سب نے فل میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کیا ہوا تھا اور چونکہ عمران نے انہیں بتایا تھا کہ ایسا کرنے کی صورت میں سیٹلائٹ کے ذریعے جو خصوصی ریز میک اپ کو چیک کرتی ہیں وہ ناکام ہو جاتی ہیں اس لئے وہ سب اس طرف سے پوری طرح مطمئن تھے ۔ عمران کی بات پر انہیں سو فیصد یقین تھا ۔ وہ اس کالونی کی کوٹھی سے جہاں وہ رہائش پذیر تھے نکل کر پہلے ایک مارکیٹ میں گئے تھے جہاں سے اسلحہ خریدا جا سکتا تھا ۔ کار انہیں کوٹھی سے ہی مل گئی تھی ۔ وہاں دو کاریں تھیں ایک سرخ رنگ کی اور دوسری سفید رنگ کی ۔ تنویر نے سرخ رنگ کی کار لے جانے کے لئے منتخب کی تھی ۔ اسلحہ

خریدنے کے بعد وہ سب کوئین کلب کی طرف جا رہے تھے ۔تنویر کے چہرے پر جوش کی سرخی نمایاں تھی کیونکہ اس وقت وہ اس ٹیم کا لیڈر تھا ۔ اس ٹیم کا جس میں جولیا بھی شامل تھی ۔

" تمہارا کیا پروگرام ہے تنویر "...... صفدر نے عقبی سیٹ سے پوچھا ۔

" پروگرام کیا ہونا ہے ۔ اس کوئین کو اغوا کر کے لے جانا ہے "...... تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا ۔

" تو کیا کوئین اپنے کلب کے باہر گیٹ پر تمہارے انتظار میں کھڑی ہو گی "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" صفدر ۔ مجھ پر طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ سمجھے ۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں "...... تنویر نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا ۔

" صفدر سے اس لہجے میں بات مت کرو تنویر ۔ صفدر ہمارا سینئر ساتھی ہے اور اس کا احترام تو عمران بھی کرتا ہے "...... جولیا نے صفدر کی حمایت کرتے ہوئے کہا ۔

" آئی ایم سوری صفدر ۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا "...... تنویر نے صفدر کے بولنے سے پہلے ہی کھلے عام معذرت کرتے ہوئے کہا ۔

" میں نے برا نہیں منایا ۔ تم پر عمران نے بڑی بھاری ذمہ داری ڈال دی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس میں کامیاب رہو "۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"انشاء اللہ میں کامیاب رہوں گا"...... تنویر نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی پلان تو تم نے بہرحال بنایا ہی ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"پلان کیا بنانا ہے۔ اس کوئین تک پہنچنا ہے۔ بس پہنچ جائیں گے"...... تنویر نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں باقاعدہ پلان بنا چاہیے"...... جولیا نے کہا۔

"تم دونوں کار میں ہی رہنا۔ میں اکیلا جا کر اس کوئین کو گرد سے پکڑ کر لے آؤں گا لیکن مجھ سے ایسی باتیں مت کیا کرو"۔ اس بار تنویر، جولیا پر ہی الٹ پڑا۔

"تم لیڈر کیا بنے ہو آسمان پر چڑھ گئے ہو۔ تم سے بات ک ہی عذاب بن گیا ہے"...... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری۔ لیکن مجھ سے بحث مت کرو۔ بس کام ہے ہو جائے گا"...... تنویر نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ صفدر مسکرا دیا۔

"میرا مطلب تھا کہ ہم عقبی طرف سے اندر داخل ہوں اور ا سلسلے میں پہلے معلومات حاصل کر لیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا۔ بس ہم اندر داخل ہ گے اور جو نظر آئے گا اسے گولیوں سے اڑاتے ہوئے آگے بڑ چلے جائیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن اگر کوئین عقبی راستے سے فرار ہو گئی تو پھر"...... جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تم نے اچھی بات کی ہے۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ ٹھیک ہے۔ میں اکیلا اندر جاؤں گا تم دونوں عقبی طرف کو سنبھال لینا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی جبکہ صفدر عقبی سمت کو چیک کرلے گا"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن ایک بات یاد رکھنا میرے معاملات میں مداخلت نہ کرنا۔ ایسے موقع پر مجھے مداخلت پسند نہیں آیا کرتی"...... تنویر نے جولیا کو صاف لہجے میں بتاتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ کار لے کر عقبی سائیڈ پر رہیں گی۔ میں تنویر کے ساتھ جاؤں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ تنویر کس انداز میں آپریشن کرتا ہے۔ اس کا ساتھ دینا پڑتا ہے ورنہ معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے مزید طویل سفر کے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئے جہاں کوئین کلب تھا۔ یہ سڑک دارالحکومت کی سب سے معروف شاہراہ تھی اور وہاں کاروں کا ایک دریا بہہ رہا تھا۔ اس سڑک پر بے شمار نائٹ کلب اور جوا خانے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں اسے کلب روڈ بھی کہا جاتا تھا۔ سڑک آگے جا کر دونوں سائیڈوں پر مڑ جاتی تھی اور اس کے درمیان میں

کوئین کلب تھا جو ایک منزلہ عمارت تھی لیکن خاصے وسیع رقبے پر
پھیلی ہوئی تھی۔ تنویر نے کار بائیں ہاتھ پر سامنے والی سڑک پر موڑ
دی اور پھر اس نے کوئین کلب کے عقب میں واقع ایک چوڑی گلی
کے سامنے موجود پارکنگ میں لے جا کر کار روک دی کیونکہ یہاں
پارکنگ کے علاوہ کار روکنا سخت جرم تھا اور کار کو اگر بغیر کسی ایمرجنسی
کے سائیڈ پر روک دیا جاتا تو پولیس والے فوراً سر پر پہنچ جاتے تھے
اور یہاں لوگ عام پولیس سے زیادہ ٹریفک پولیس سے ڈرتے تھے
کیونکہ ٹریفک معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں کیا جاتا تھا۔ پارکنگ
اوپن تھی۔ وہاں کوئی آدمی بطور نگران موجود نہ تھا۔ ویسے یہاں کار
تقریباً ہر آدمی کے پاس تھی اس لئے یہاں کاریں چوری کرنے کا
رواج نہ تھا اور اگر کبھی اکا دکا کوئی کار چوری بھی کر لی جاتی تو وہ بھی
کسی نہ کسی پارکنگ میں کھڑی مل جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں
کاریں چوری ہونے کا کوئی خوف نہ پایا جاتا تھا۔

”ہمیں کچھ وقت لگے مس جولیا۔ اس لئے آپ بیشک یہاں
کسی ریستوران میں بیٹھ جائیں“...... صفدر نے کہا۔

”میں ایسے ریستوران میں بیٹھوں گی جہاں سے یہ پارکنگ نظر
آتی رہے“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو صفدر
اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور نیچے اتر کر انہوں نے
کار کی ڈگی کھولی اور اس میں موجود ایک بڑے سے تھیلے سے انہوں
نے خصوصی ساخت کے مشین پسٹل نکالے۔ یہ دراصل مشین گنیں

تھیں لیکن انہیں خصوصی طور پر مشین پسٹل کے انداز میں بنا لیا گیا تھا
لیکن ان کی کارکردگی مشین گن جیسی تھی۔ البتہ اس میں ایک بٹن
موجود تھا جسے پریس نہ کیا جائے تو مشین پسٹل ہی رہتا تھا۔ اس
میں سے ایک ایک کر کے گولی نکلتی تھی لیکن اگر یہ بٹن پریس کر دیا
جائے تو اس میں سے مشین گن کی طرح برسٹ فائرنگ شروع ہو
جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ رینج بھی مشین گن کی طرح بڑھ جاتی
تھی۔ ان مشین پسٹلز کے ساتھ ساتھ انہوں نے خاصے طاقتور بم
بھی خریدے تھے جنہیں انہوں نے کوٹ کی جیبوں میں ڈال لیا جبکہ
جولیا نے صرف مشین پسٹل لے کر اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا
تھا۔ ڈگی بند کر کے تنویر اور صفدر پارکنگ سے نکل کر چوک کی طرف
بڑھ گئے تاکہ گھوم کر وہ کوئین کے کلب کے مین گیٹ کی طرف
جا سکیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو
رہے تھے۔ وہاں سب جرائم پیشہ افراد ہی نظر آ رہے تھے۔ ان
سب کے چہروں پر خشونت اور کمینگی جیسے ثبت ہوئی نظر آ رہی تھی۔
ان میں عورتیں بھی تھیں جو اپنے انداز میں اس قدر بے باک تھیں
کہ شاید طوائفیں بھی اس قدر بے باک نہ ہو سکتی تھیں۔ مین گیٹ
شیشے کا تھا جو کھلا ہوا تھا۔ البتہ باہر مشین گنوں سے مسلح دو دربان
موجود تھے لیکن وہ آنے جانے والوں کے صرف چہرے دیکھ رہے
تھے۔ وہ کسی معاملے میں مداخلت نہ کر رہے تھے۔ تنویر اور صفدر
ہال میں داخل ہوئے تو ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور وہاں اس قدر شور

دھواں اور منشیات کی بو تھی کہ سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک طرف وسیع کاؤنٹر تھا جس پر چار افراد موجود تھے اور وہ چاروں ہی سروس دینے میں مصروف تھے۔ بائیں طرف ایک راہداری تھی جس کے سامنے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی موجود تھے۔ ہال کے چاروں کونوں میں مشین گنوں سے مسلح افراد دیواروں سے پشت لگائے کھڑے تھے۔

"آپ ادھر دوسرے ہال میں چلے جائیں۔ یہاں تو کوئی سیٹ نہیں ہے"...... ایک ویٹر نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ اس ہال کی طرف بڑھ گئے۔ وہ دراصل پہلے یہاں کا ماحول اور پورا منظر چیک کر لینا چاہتے تھے تاکہ جب کارروائی شروع ہو تو وہ کسی ان دیکھی سائیڈ سے مار نہ کھا جائیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کوئین کلب تھا تو ایک منزلہ لیکن وہ بے حد وسیع و عریض ایریئے پر بنا ہوا تھا۔ وہاں چار بڑے ہال تھے جن میں سے دو ہالوں میں صرف جوا ہو رہا تھا جبکہ دو ہالوں میں بیٹھے مرد اور عورتوں میں غیر اخلاقی حرکتیں جاری تھیں۔

"ہم نے بہت بڑا جوا کھیلنا ہے۔ ہم ولنگٹن سے آئے ہیں۔ کیا تہہ خانے میں اس کا کوئی انتظام ہے"...... صفدر نے ایک ویٹر کو روک کر پوچھا۔

"تہہ خانے میں کوئین کا آفس ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے یہیں اوپر ہی ہوتا ہے۔ نیچے تو مکھی بھی نہیں جا سکتی"...... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"سنو۔ ایک منٹ"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بڑا سا نوٹ اس کی مٹھی میں دے دیا۔

"کوئین کا ایک ساتھی ہے جیری۔ ہم نے اس سے ملنا ہے۔ کوئی طریقہ"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات بھول جاؤ۔ تم نیچے نہیں جا سکتے۔ اوپر وہ آئے گا نہیں۔ ویسے میں اسے نہیں جانتا"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"کیا نیچے جانے کا راستہ اس پہلے ہال کے کونے میں موجود راہداری میں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن راہداری سے براہ راست وہاں نہیں جایا جا سکتا۔ رہداری میں مارٹن کا آفس ہے۔ مینجر مارٹن کا اور اگر وہ چاہے تو اپنے آفس سے نیچے جانے کا راستہ کھول سکتا ہے لیکن آج تک اس نے راستہ کھولا نہیں"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"مارٹن سے تو ملا جا سکتا ہے"...... صفدر نے ایک اور نوٹ اس کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ مارٹن تمہیں بلوا لے ورنہ نہیں"...... ویٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"آؤ چلیں۔ وہاں سے آپریشن شروع کریں"...... تنویر نے

بے چین لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہم راہداری میں پھنس جائیں گے اور یہاں چار ہالوں کی تباہی کا کام شروع ہوا تو گھنٹے لگ جائیں گے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا کہ اچانک ایک لڑکی اٹھلاتی ہوئی ان کے قریب آئی۔

"آؤ۔ میں تم دونوں کو کمپنی دیتی ہوں"...... اس لڑکی نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"دفع ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔ تم یہاں رکو مارشل"...... صفدر نے یکلخت لڑکی کا بازو پکڑ کر تنویر سے کہا اور لڑکی کو گھسیٹتا ہوا آگے لے گیا۔ تنویر نے اس کے اس انداز پر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں صفدر رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ارے واہ۔ تم تو بڑے فیاض آدمی ہو۔ اب تو میں تمہاری کنیز بھی بن سکتی ہوں"...... لڑکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ اتنی مالیت کا ایک اور نوٹ بھی تمہیں مل سکتا ہے۔ ہم نے مارٹن سے ملنا ہے لیکن ہم اس کے لئے اجنبی ہیں۔ کوئی طریقہ بتاؤ"...... صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر اسے دکھاتے

ہوئے کہا۔

"ارے۔ تم باہر سے آئے ہو شاید۔ سنو۔ راہداری کے باہر کھڑے مسلح افراد کو ایک ایک نوٹ دو اور آگے بڑھ جاؤ۔ مارٹن کے دفتر کے باہر موجود افراد کو بھی دو نوٹ دو اور مارٹن کے آفس میں چلے جاؤ۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ یہاں تو صرف کرنسی نوٹ دیکھے جاتے ہیں"...... لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر کے ہاتھ میں موجود دوسرا نوٹ جھپٹ لیا۔

"اوکے۔ جاؤ"...... صفدر نے کہا اور واپس مڑ کر اس طرف آگیا جہاں تنویر موجود تھا۔

"آؤ میرے ساتھ"...... صفدر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"کیا ہوا۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... تنویر نے قریب آتے ہوئے کہا تو صفدر نے اسے ساری بات بتا دی۔

"کیا ضرورت تھی رقم دینے کی۔ گولیوں سے اڑا دیتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"گولیاں چلتے ہی یہاں ہنگامہ شروع ہو جائے گا اور ہم اس چکر میں پھنس جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"تم نے پھر وہی کارروائی ڈالنا شروع کر دی ہے۔ اس سے بہتر تھا کہ جولیا ساتھ آجاتی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا تمہارے ساتھ ہوتی تو گیٹ سے ہی ہنگامہ شروع ہو جاتا اور جب تک تم چاروں ہالوں میں موجود سینکڑوں افراد کو ہلاک

کرتے وہ کوئین کسی دوسرے محل میں شفٹ ہو چکی ہوتی اور پھر یہ
لوگ قبر تک تمہارا پیچھا نہ چھوڑتے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا اور اب بار تنویر نے صرف ہونٹ بھینچنے پر ہی اکتفا کیا اور
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس راہداری کے قریب پہنچ گئے ۔ صفدر نے
جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر ایک مسلح
آدمی کے ہاتھ میں دے دیا۔

'' منیجر مارٹن سے ملنا ہے''...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی جیب
سے بڑی مالیت کا ایک اور نوٹ نکال کر دوسرے آدمی کے ہاتھ میں
دے دیا۔

'' مل لو ۔ مل لینے میں کیا حرج ہے''...... ان دونوں مسلح
آدمیوں نے مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور صفدر اور تنویر
آگے بڑھ گئے ۔ راہداری کے آخر میں ایک بند دروازے کے
سامنے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے تھے ۔ صفدر اور تنویر
دونوں آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی صفدر نے ان دونوں
دربانوں کو ایک ایک نوٹ دیا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹ
گئے ۔ صفدر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور صفدر
اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے تنویر تھا ۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے
آخر میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ایک گینڈا نما آدمی بیٹھا
ہوا تھا ۔ وہ فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا ۔ صفدر اور
تنویر کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے کوئی بات کر کے رسیور رکھ

دیا۔

'' کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے ہو''...... اس آدمی نے غور سے
ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

'' دروازہ اندر سے لاک کر دو''...... تنویر نے صفدر کا نام لئے
بغیر اس سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا
گیا۔

'' کیا ۔ کیا مطلب ۔ کون ہو تم ۔ کیوں دروازہ لاک کر رہے
ہو''...... اس گینڈے نما آدمی نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے
کہا ۔ اس کے چہرے پر حیرانی کے ساتھ ساتھ تجسس کے تاثرات
بھی ابھر آئے تھے ۔

'' تمہارا نام مارٹن ہے''...... تنویر نے میز کے قریب پہنچتے ہوئے
کہا۔

'' ہاں ۔ مگر تم کون ہو اور کیوں آئے ہو''...... مارٹن نے میز کی
کھلی دراز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جس میں ایک مشین
پسٹل موجود تھا مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا اور
پھر کرسی اس کے گرنے اور وزن کی وجہ سے پہلے عقبی طرف کو جھکی
اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے وہ آگے ہوئی تو مارٹن کا اوپر والا جسم
ایک جھٹکے سے میز پر گرا ہی تھا کہ تنویر کا بازو ایک بار پھر حرکت میں
آیا اور مارٹن کے سر کی عقبی طرف تنویر کی کھڑی ہتھیلی پڑی اور اس
کے ساتھ ہی مارٹن کا اٹھتا ہوا جسم یکلخت دوبارہ میز پر گرا اور اس

کے ساتھ ہی اس کا پھڑکتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ حالانکہ اس کا جسم گینڈے کی طرح پلا ہوا تھا اور جسم دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کے جسم میں طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے لیکن چونکہ تنویر نے کھڑی ہتھیلی کا وار اس کے حرام مغز پر کیا تھا اس لئے وہ ایک لمحے میں ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس دوران صفدر بھی اس کے قریب پہنچ گیا۔

"اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالتے ہیں پھر اس سے پوچھ گچھ کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"لعنت بھیجو پوچھ گچھ پر۔ یہاں سے راستہ جاتا ہے تو ہم خود راستہ ٹریس کر لیں گے"...... تنویر نے کہا اور عقبی طرف موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں بیڈ اور کرسیاں موجود تھیں۔ ایک طرف ریک تھا جس میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں۔ اچانک تنویر کی نظریں خاصی بڑی دیوار کے ایک کونے پر موجود سوئچ بورڈ پر پڑیں جس پر دو بڑے بڑے ہینڈل لگے ہوئے تھے۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا کہ ایک ہینڈل کے نیچے اوپن اور دوسرے کے نیچے کلوز کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

"یہ کیا ہے"...... صفدر نے بھی آگے بڑھتے ہوئے کہا تو تنویر نے اس ہینڈل میں ہاتھ ڈال کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچ لیا جس کے نیچے اوپن کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سرسراہٹ

کے ساتھ ہی ایک دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔

"اس مارٹن کو گولی مار دو اور آؤ"...... تنویر نے مڑ کر صفدر سے کہا اور خود وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ دوسری طرف سیڑھیاں گھومتی ہوئی نیچے ایک چھوٹے سے کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھیں جس کا دروازہ بند تھا لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ تنویر بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا اس کمرے میں پہنچا اور اس نے دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر گھمایا تو دروازہ اندر کی طرف کھلا۔ دوسری طرف اسے ایک چھوٹا سا ہال نظر آیا جس میں ایک میز کے گرد دس لمبے تڑنگے آدمی بیٹھے شراب پینے اور کارڈ کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے قدموں میں پڑی ہوئی تھیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی ان سب کی نظریں اس طرف کو مڑیں۔ اسی لمحے تنویر اچھل کر دروازے سے ہال میں پہنچ گیا۔

"تم۔ تم۔ کون ہو"...... ان سب نے بے اختیار اٹھتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ہال گونج اٹھا اور دس کے دس آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے ان میں سے ایک نے نیچے فرش پر گری ہوئی مشین گن اٹھانے کی کوشش کی لیکن تنویر نے اس وقت تک فائرنگ جاری رکھی جب تک وہ سب ساکت نہ ہو گئے۔ اس دوران صفدر بھی نیچے پہنچ گیا تھا اور وہ تیزی سے ہال کے ایک کونے میں موجود دروازے کی

طرف بڑھ گیا جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ
اس کمرے میں کوئین موجود ہو گی اور یہ دس اس کے محافظ تھے۔
"صفدر۔ تم عقبی راستہ بند کر دو۔ میں اسے بے ہوش کر
ہوں"...... تنویر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔
"راستہ اس کمرے سے ہی ہو گا۔ باہر سے نہیں ہے"...... صفد
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کی نال درواز
کے لاک پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی تا
کے پرزے اڑ گئے۔ تنویر نے لات ماری اور دروازہ ایک دھما
سے کھلا تو تنویر اچھل کر اندر داخل ہوا لیکن دوسرے لمحے صفدر
بجلی کی سی تیزی سے اسے عقب سے زور سے دھکا دیا تو تنویر اچھ
کر آگے دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز
کے ساتھ ہی چھت سے عین دروازے کے سامنے گولیوں کی بوچھ
سی پڑی تھی اور صفدر اس طرح تنویر کو دھکا دے کر آگے نہ بڑھتا
تنویر لازماً ہٹ ہو جاتا۔ صفدر نے دراصل دروازے کے عین ا
آٹو میٹک گنوں کی مخصوص آواز سن لی تھی۔ پہلی بوچھاڑ ختم ہوتے
صفدر نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے دوسری بوچھاڑ ہوئی لیکن
بال بال بچ گیا تھا جبکہ تنویر اس دوران دوڑتا ہوا اس بڑے آفس
کمرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
خالی تھا اور پھر جیسے ہی تنویر اس دروازے کے قریب پہنچا درواز
اور ایک نوجوان لڑکی جس کے جسم پر پورا لباس تھا باہر آئی

دوسرے لمحے وہ چیختی ہوئی فضا میں اچھل کر سائیڈ پر پڑی ہوئی بڑی
سی آفس ٹیبل پر گری اور پھر پلٹ کر نیچے گری ہی تھی اور تنویر تیزی
سے آگے بڑھا ہی تھا کہ دوسرے لمحے اچھل کر کھلے ہوئے دروازے
کے اندر پشت کے بل جا گرا۔ لڑکی نے ناقابل یقین پھرتی سے
اچھل کر اس کے سینے پر زوردار ٹکر ماری تھی لیکن تنویر کے نیچے گرتے
ہی وہ لڑکی چیختی ہوئی فضا میں اٹھی اور پھر ایک دھماکے سے دوبارہ
میز پر گری اور پھر پلٹ کر نیچے فرش پر آ گری۔ صفدر نے اسے
عقب سے گردن سے پکڑ کر مخصوص انداز میں ہوا میں اچھال دیا تھا
پھر لڑکی جیسے ہی نیچے گری صفدر اس پر جھک گیا۔ اس نے ایک ہاتھ
اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو
لڑکی کا تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا اور
صفدر سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر بھی جو اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا
تیزی سے مڑا اور اس کمرے میں داخل ہو گیا۔
"آؤ صفدر۔ اسے اٹھا لاؤ۔ میں نے عقبی راستہ تلاش کر لیا
ہے"...... تنویر کی آواز سنائی دی تو صفدر نے جھک کر اس لڑکی کو اٹھا
کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔
کمرے کے ایک کونے میں دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف
ایک راہداری تھی جو اوپر کی طرف اٹھتی دکھائی دے رہی تھیں اور پھر
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عقبی گلی میں پہنچ چکے تھے جو خالی تھی۔
"تم جاؤ اور کار یہاں لے آؤ۔ جلدی کرو"...... صفدر نے کہا تو

تنویر اثبات میں سر ہلاتا ہوا دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ صفد
ہاتھ میں مشین گن پکڑے ہوئے بڑے محتاط انداز میں وہیں کھ
رہا۔ کچھ دیر بعد سرخ رنگ کی کار بیک ہو کر تیزی سے ا
دروازے کی طرف آتی دکھائی دی ۔ دروازے کے قریب آ کر
جیسے ہی رکی صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عقبی دروازہ کھو
کر اس بے ہوش لڑکی کو سیٹوں کی درمیانی جگہ پر ڈال دیا ۔ ج
کار میں موجود نہ تھی۔

" چلو "...... صفدر نے عقبی سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کر
ہوئے کہا تو تنویر نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی ۔ اس لمحے
کے سامنے سڑک پر جولیا نظر آئی تو تنویر نے کار قریب لے جا
روک دی ۔ جولیا نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ
بیٹھ گئی تو تنویر نے ایک جھٹک سے کار موڑی اور پھر آگے بڑھاتا
گیا۔ چوک سے کار موڑ کر وہ کوئین کلب کے سامنے سے گزر
حالات ویسے ہی نارمل تھے ۔ لوگ کلب میں آ جا رہے تھے۔

" تم اگر ساتھ نہ ہوتے تو یہاں پولیس کے علاوہ اور کوئی گا
نظر نہ آتی "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار
پڑا۔

" اور ہم اس لڑکی تک کسی صورت نہ پہنچ سکتے "...... صفدر
تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر جولیا کے پوچھنے پر صفد
ساری کارروائی تفصیل سے بتا دی۔

" اس کا خیال رکھنا یہ ہوش میں نہ آ جائے ۔ خاصی تیز لڑکی
ہے "...... تنویر نے کہا۔

" بے فکر رہو ۔ گردن میں موجود مخصوص بل کے بعد کئی گھنٹے
تک یہ خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتی "...... صفدر نے کہا تو تنویر نے
اثبات میں سر ہلا دیا ۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات تھے
کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اس انتہائی کٹھن مشن میں سرخرو ہو گیا تھا۔

البانا کے ایک ہوٹل میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا کے ساتھ موجود تھا۔ وہ تینوں اس وقت لابی میں موجود تھے کیونکہ یہاں کا موسم ایسا تھا کہ کمروں میں انتہائی حبس تھا جبکہ لابی میں موسم خاصا پرسکون تھا کیونکہ یہاں تمام ہوٹلوں کو حکومت کی طرف سے حکم تھا کہ وہ دن کے وقت ہوٹلوں کے کمروں میں ایئرکنڈیشنز نہیں چلا سکتے تھے۔ صرف لابیوں میں ایئر کنڈیشن چلائے جاتے تھے کیونکہ البانا میں بجلی کی خاصی کمی تھی۔ حکومت یہاں بجلی گھر قائم کر رہی تھی لیکن ان کی تیاری میں ابھی کافی عرصہ چاہیے تھا۔ موسم چونکہ خاصا گرم اور حبس زدہ تھا اس لئے بند کمروں میں ان دنوں بیٹھنا خاصا مشکل ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کمروں میں بند ہونے کی بجائے تمام لوگ دن کا وقت ہوٹل کی لابیوں میں بیٹھ کر ہی گزارتے تھے۔ البتہ رات کو چونکہ ایئرکنڈیشنڈ چل جاتے تھے اس لئے لوگ کمروں

میں صرف سونے کے لئے جاتے تھے۔ کرنل فریدی کو یہاں آئے ہوئے ابھی دو تین گھنٹے ہوئے تھے اور تب سے وہ لابی میں ہی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عاطف اور اس کا سیکشن علیحدہ کسی اور ہوٹل میں تھا اور کرنل فریدی نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ یہاں کسی ایسے آدمی کو تلاش کرے جو انہیں اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات مہیا کر سکے۔ وہ تینوں یہاں بیٹھے عام سی باتیں کر رہے تھے کہ ملیکا اٹھی اور ہال کی طرف بڑھ گئی۔ وہ واش روم جانا چاہتی تھی جو ہال کے آخری کونے میں بنے ہوئے تھے۔ وہ ہال کو کراس کرتی ہوئی واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب واش روم سے لابی میں آنے لگی تو اچانک وہ ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ اس کے کانوں میں ایشیائی لڑکی کے الفاظ پڑے تھے۔ یہ الفاظ مین گیٹ سے ذرا آگے کھڑے دو آدمیوں میں سے ایک نے کہے تھے ان دونوں کا رخ لابی کی طرف تھا جبکہ ان میں سے ایک ہوٹل کا سپروائزر تھا جبکہ دوسرا ایک لمبے قد کا آدمی تھا جس نے سوٹ پہن رکھا تھا اور سپروائزر کے منہ سے اس نے ایشیائی لڑکی کے الفاظ سنے تھے۔ اس نے بے اختیار اپنا چہرہ سائیڈ پر اس انداز میں کر لیا جیسے وہ مین گیٹ کے شیشے سے باہر دیکھ رہی ہو۔

”یہیں کہیں ہو گی۔ آجائے گی۔ تم باہر جاؤ۔ جیسے ہی وہ آئی میں تمہیں اطلاع کر دوں گا“...... اس سپروائزر نے کہا تو وہ سوٹ والا سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ وہ سپروائزر

لابی کی طرف بڑھ گیا ۔ ملیکا اس کے پیچھے تھی ۔ لابی میں جانے کے لئے اس راہداری سے گزر کر جانا پڑتا تھا اور ملیکا نے اس راہداری کے قریب پہنچتے ہی ایک فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے یکلخت سپروائزر کو دھکا دیا اور سپروائزر اچانک دھکا کھا کر راہداری میں دوڑتا چلا گیا ۔ اس کے پیچھے ملیکا تھی ۔ سپروائزر جیسے ہی رک کر مڑا ملیکا اس کے سر پر پہنچ گئی اور دوسرے لمحے اس نے ایک ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیا جبکہ دوسرا ہاتھ اس نے اس کی کمر ڈال دیا ۔ اب راہداری کے سامنے سے گزرنے والے یہ نہ سکتے تھے کہ ملیکا کیا کر رہی ہے ۔ وہ یہی سمجھتے کہ یہاں وہی ہو رہا ہے جو یہاں عام ہوتا ہے ۔

" بولو کون تھا وہ آدمی جس سے تم ایشیائی لڑکی کی بات کر رہے تھے ۔ بولو" ...... ملیکا نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی انگلیوں نے اس کی آنکھوں کے پپوٹوں پر اس طرح دباؤ ڈالا کہ پلک جھپکنے میں اس سپروائزر کی دونوں آنکھیں ضائع ہو سکتی تھیں شاید یہی وجہ تھی کہ سپروائزر معمولی سی حرکت کرنے کی بھی کوشش کر رہا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا اگر اس نے حرکت کی تو اس دونوں آنکھیں ختم ہو جائیں گی۔

" وہ ۔ وہ کروز کے آدمی تھے ۔ سٹار برادرز ۔ وہ کرنل فریدی تم دونوں کو ہلاک کرنے آئے تھے ۔ میں نے کرنل صاحب نشاندہی کرنی تھی ۔ میں باہر ان کے انتظار میں تھا ۔ وہ آئے

اچانک غائب ہو گئی ۔ وہ تم تینوں پر اکٹھا فائر کرنا چاہتے تھے"۔ اس سپروائزر نے رک رک کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" تم اندھے ہونا چاہتے ہو یا نہیں ۔ بولو" ...... ملیکا نے اس کی پلکوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

" مم ۔ مجھے اندھا مت کرو ۔ تم جیسے کہو گی میں ویسے ہی کروں گا" ...... سپروائزر نے رک رک کر کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے ۔ چلو میرے ساتھ" ...... ملیکا نے یکلخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو سپروائزر نے بے اختیار دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے اور انہیں مسلنا شروع کر دیا۔

" سنو ۔ تم نے اب باہر نہیں جانا ۔ اگر تم باہر گئے تو پھر تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکے گا" ...... ملیکا نے کہا اور اس کے ساتھ وہ تیزی سے مڑی اور دوڑتی ہوئی بجائے لابی میں جانے کے ہال کی طرف بڑھ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں اس آدمی پر پڑ گئیں جس سے سپروائزر بات کر رہا تھا ۔ وہ آدمی ہونٹ بھینچے ہال میں اس انداز میں کھڑا تھا جیسے وہ ہال کا جائزہ لے رہا ہو اور پھر اس کی نظریں لابی میں جم جاتی تھیں جہاں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید موجود تھے ۔ پوری لابی لوگوں سے بھری ہوئی تھی اور لوگ اخبارات اور رسائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ مشروبات پینے میں مصروف تھے ۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی ۔ ملیکا سمجھ گئی کہ وہ سپروائزر

کے ساتھ ساتھ اسے تلاش کر رہا تھا۔ اس نے جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس آدمی کی پشت پر پہنچ گئی۔

"خاموشی سے لابی میں چلو ورنہ"...... ملیکا نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کی نال اس آدمی کے پہلو سے لگا دی۔ وہ آدمی بے اختیار اچھلا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کا بازو بھی واقعی بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اگر ملیکا اپنی تربیت کی وجہ سے اچانک اچھل کر پیچھے نہ ہٹ گئی ہوتی تو یقیناً زور دار تھپڑ کھا کر اڑتی ہوئی کہیں دور جا گرتی لیکن اچانک اس کے پیچھے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ آدمی یکلخت گھوم گیا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ ہوٹل میں یکلخت بھگدڑ سی مچ گئی۔ ملیکا نے فائر کھولتے ہی بجلی کی سی تیزی سے مین گیٹ کھولا اور باہر نکل گئی۔ اس نے اس گرتے ہوئے آدمی میں ایک نشانی چیک کر لی تھی۔ اس کی گردن میں سرخ رنگ کی پٹی تھی جس پر چمکتا ہوا ستارہ بنا ہوا تھا اور سپروائزر نے بھی سٹارز کا لفظ استعمال کیا تھا اس لئے وہ سمجھ گئی کہ سب حملہ آوروں کے گلے میں پٹی ہو گی اور چونکہ باہر موجود لوگوں کو علم نہ تھا کہ فائرنگ ملیکا نے کی ہے اس لئے وہ آسانی سے انہیں مار گرائے گی۔ پھر جیسے ہی وہ باہر نکلی اچانک سائیڈ سے پانچ لمبے تڑنگے آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اندر کی طرف آتے

دکھائی دیئے۔ یقیناً فائرنگ کی آوازیں انہوں نے سن لی ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ ان کے ساتھی نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں پر اکیلے ہی فائر کھول دیا ہے۔ ملیکا نے ایک ستون کی اوٹ لے لی اور دوسرے لمحے فضا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی مسلسل آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی اور وہ پانچوں دوڑتے ہوئے افراد اچھل اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرے اور نیچے گر کر انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ملیکا نے انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی اور جب تک وہ پانچوں ساکت نہیں ہو گئے ملیکا نے ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی تھی۔ ہر طرف بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور لوگ جو اندر سے باہر آنا چاہتے تھے وہ باہر ہونے والی فائرنگ کی وجہ سے اندر ہی دبک گئے تھے۔ جب وہ پانچوں ختم ہو گئے تو ملیکا نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے غوطہ مارا اور اس ستون کی اوٹ سے نکل کر دوسرے ستون کے پیچھے سے ہوئی ہوئی پیچھے پلٹی اور پھر ایک سائیڈ پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمارت یہاں سے موڑ کاٹ رہی تھی اس لئے اسے باہر سے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ آگے جا کر ایک دیوار تھی لیکن یہ دیوار زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے ملیکا نے دوڑتے ہوئے یکلخت جمپ لگایا اور پلک جھپکنے میں اس کے ہاتھ دیوار کے منڈیر پر پڑے اور دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں قلابازی کھا کر دیوار کی دوسری طرف پہنچ گیا۔ وہ چند قدم الٹے پاؤں دوڑتی ہوئی پیچھے ہٹی اور پھر مڑ کر سائیڈ

گلی میں دوڑتی ہوئی ہوٹل کی عقبی سمت میں پہنچ ۔ یہاں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم موجود تھے ۔ ملیکا ان ڈرموں کی اوٹ میں ہوگئی ۔ اس نے تیزی سے اپنے چہرے سے ماسک اتارا اور اسے ایک ڈرم میں اچھال کر اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک اور ماسک نکالا اور اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر دونوں ہاتھوں سے تیزی سے تھپتھپانا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد جب اسے تسلی ہوگئی کہ ماسک پوری طرح ایڈجسٹ ہوگیا ہے اور اس کا چہرہ اور سر کے بالوں کا رنگ اور ڈیزائن پہلے سے یکسر بدل گیا ہے تو وہ کوڑے کے ڈرم کی اوٹ سے نکل کر آگے بڑھی ۔ دوسری طرف سڑک تھی جس پر ٹریفک رواں دواں تھی اور فٹ پاتھ پر بھی لوگ چل رہے تھے ۔ ملیکا فٹ پاتھ پر چلتی ہوئی ہوٹل کی عقبی طرف سے ہوتی ہوئی اس کی دوسری طرف کو بڑھتی چلی گئی ۔ اسے بخوبی احساس تھا کہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں اس کے لئے پریشان ہوں گے لیکن وہ مطمئن تھی کہ اس نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کو ایک یقینی خطرے سے بچا لیا ہے ۔ اب یہ اتفاق تھا کہ وہ اچانک اٹھ کر واش روم چلی گئی تھی اور واپسی پر اس کے کانوں میں ایشیائی لڑکی کے الفاظ پڑ گئے اور وہ چوکنا ہوگئی ورنہ اچانک ہونے والی فائرنگ سے ان تینوں کا بچنا خاصا محال ہوسکتا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی سائیڈ میں موجود فائر سیڑھیوں سے ہوتی ہوئی فائر ڈور کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گئی ۔ وہاں کمرے خالی تھے ۔ وہ اطمینان سے چلتی ہوئی لفٹ

کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر جب وہ لفٹ کے ذریعے نیچے اتر کر ہال میں پہنچی تو وہاں ہر طرف افراتفری کا عالم تھا ۔ پولیس بھی وہاں موجود تھی اور وہ لوگوں سے بیانات لے رہی تھی ۔ ہال کے اندر موجود لاش ابھی تک ویسے ہی پڑی ہوئی تھی اور پولیس کے ماہرین اس کی فوٹو گرافی کرنے میں مصروف تھے ۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی لابی کی طرف بڑھ گئی ۔ وہاں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں نہیں تھے ۔ انہیں موجود نہ پا کر وہ مڑی اور دوبارہ ہال میں جانے لگی کہ اچانک ایک سائیڈ سے کرنل فریدی اسے اپنی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا ۔

" واپس کمرے میں جاؤ ہم وہیں آ رہے ہیں "...... کرنل فریدی نے آہستہ سے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا ۔ ایک لمحے کے لئے تو ملیکا ٹھٹھک گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ یکسر نئے میک اپ میں ہے اور اس میک اپ میں کرنل فریدی نے اسے کیسے پہچان لیا لیکن دوسرے لمحے اس نے کاندھے جھٹکے اور لفٹ کی طرف بڑھ گئی ۔ اسے خیال آیا تھا کہ اسے پہچاننے والا کرنل فریدی ہے جس کی ہزار آنکھیں ہیں ۔ تھوڑی دیر بعد ملیکا کمرے میں داخل ہو رہی تھی ۔ اس نے کمرے میں کرسی پر بیٹھ کر بے اختیار لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل فریدی اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید بھی اندر آ گیا ۔

" دروازہ لاک کر دو "...... کرنل فریدی نے مڑ کر کیپٹن حمید سے

کہا اور خود وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ملیکا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ملیکا۔ میں ایسی ہی کارگردگی چاہتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا تو ملیکا کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے یہ سب کیا ہے"...... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہیں اس آدمی کے قریب دیکھ لیا تھا جس نے گھوم کر تمہارے چہرے پر تھپٹر مارنا چاہا تھا لیکن پھر تمہاری گولیوں کا شکار ہو گیا اور ہم نے تمہیں باہر جاتے بھی دیکھ لیا تھا اور باہر جب فائرنگ ختم ہوئی تو ہم باہر گئے۔ باہر بھی اندر والے آدمی کے ساتھی ہلاک ہوئے تھے کیونکہ ان سب کی گردنوں میں سرخ پٹیاں موجود تھیں جن پر چمکدار ستارے بنے ہوئے تھے۔ پھر ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ تم سائیڈ سے چھوٹی دیوار پھاند کر عقبی گلی میں گئی ہو۔ مجھے معلوم تھا کہ تم فائر سیڑھیاں اور فائر ڈور کا استعمال کر کے دوبارہ اندر آؤ گی۔ البتہ یہ خیال نہ تھا کہ تم عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماسک بھی تبدیل کر لو گی"...... کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ سب واقعی تم نے کیا ہے"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... ملیکا نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... کیپٹن حمید

نے بھی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ"...... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تفصیل سے بتاؤ کہ کیا ہوا تھا کیونکہ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ کسی بھی لمحے ہم پر دوسرا حملہ ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ملیکا نے واش روم سے واپس آنے اور پھر راہداری میں اس سپروائزر کو گھیرے سے لے کر اس آدمی اور پھر باہر موجود آدمیوں کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اس سپروائزر نے ہمیں کیسے پہچان لیا"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس نے کسی بڑے گروپ یا کلب کا نام لیا تھا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ یہ کروز کے آدمی سٹارز ہیں"۔ ملیکا نے جواب دیا۔

"مجھے بھی یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ یہاں کے سب سے بڑے گینگسٹر کروز کے آدمی ہیں۔ اب ہمیں اس کروز پر فوری حملہ کرنا ہوگا تاکہ اس سے معلوم ہو سکے کہ اس نے ہمیں کیسے شناخت کیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اس سپروائزر سے معلوم کیا جا سکتا ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اگر وہ یہاں موجود ہو۔ تم نے چہرہ بدل لیا ہے کیپٹن حمید تم بھی ماسک میک اپ کر لو اور میں بھی کر لیتا ہوں اور

پھر ملیکا کے ساتھ جا کر اس سپروائزر کو چیک کرو‘‘...... کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’ میں اپنے کمرے میں ہوں ۔تم وہیں آ جانا‘‘...... کرنل فریدی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مٹاگو خاصا بڑا شہر تھا اور یہ شہر ایکریمین ریاست جارجیا اور ریاست ٹنسی کی سرحد پر واقع تھا ۔ مٹاگو کے بعد ٹنسی ریاست کی حدود کے اندر ایک چھوٹا سا ٹاؤن تھا جسے زارڈ ٹاؤن کہا جاتا تھا ۔ یہ ٹاؤن گو مٹاگو کی طرح بڑا شہر تو نہ تھا لیکن یہ شہر صحرائی ہونے کے حوالے سے بے حد معروف تھا ۔ اس شہر کے بعد ریاست ٹنسی میں واقع طویل و عریض اور انتہائی خطرناک صحرا تھا جس کنگ ڈیزرٹ کہا جاتا تھا ۔ اس میں صحرائی لومڑیاں اس قدر کثرت سے موجود تھیں کہ کہا جاتا تھا کہ صحرائی لومڑیوں کی اتنی تعداد شاید کسی دوسرے صحرا میں نہ ہو ۔ صحرائی لومڑیوں کا شکار انتہائی مشکل سمجھا جاتا تھا اور بے حد ماہر لوگ ہی اس شکار میں کامیابی حاصل کر سکتے تھے ورنہ ان کی لاشیں ہی صحرا میں پڑی رہ جاتی تھیں ۔ یہی وجہ تھی کہ حکومت ٹنسی جس کی حدود میں یہ صحرا تھا باقاعدہ شکار کے لئے لائسنس جاری کرتی تھی اور یہ لائسنس صرف ان لوگوں کو دیئے جاتے تھے

جن کے پاس ماہر شکاریوں کی ٹیم ہونے کے ساتھ ساتھ صحرا میں
استعمال ہونے والی جیپوں اور ہیلی کاپٹر کا معقول انتظام بھی موجود ہو
اس کے باوجود شکار کی جانے والی لومڑیوں کی ایک مخصوص تعداد بھی
فکسڈ تھی ۔اس سے زیادہ ایک لومڑی کو بھی شکار نہ کیا جا سکتا تھا۔
شکار کا باقاعدہ سیزن تھا اور اس سیزن کے علاوہ اور بغیر لائسنس شکا
کی انتہائی سخت سزا دی جاتی تھی ۔ اس پورے صحرا میں جگہ جگ
شکاریوں کو چیک کرنے اور انہیں مانیٹر کرنے کے لئے چوکیاں بنی
ہوئی تھیں جن کے ساتھ بہت اونچے مینار موجود تھے ۔ ان میناروں
کے اوپر ایسی مشینری موجود تھی جو دور دور تک ریت کے ٹیلوں
چیک کر سکتی تھی اور ان کی مانیٹرنگ چوکی کے اندر موجود مخصوص
مشینری سے کی جاتی تھی اور یہ چیکنگ مسلسل جاری رہتی تھی ۔ یہی
وجہ تھی کہ کوئی بھی شکاری ٹیم جیسے ہی صحرا میں کسی بھی طرف سے
داخل ہوتی فوراً چیک کر لی جاتی اور اگر شکار کا سیزن ہوتا تو اس پر
مسلسل نگاہ رکھی جاتی تھی کہ لائسنس میں درج تعداد سے زیادہ
لومڑیاں تو شکار نہیں کر رہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ شکار کے معروف
طریقوں سے ہٹ کر بھی شکار کرنا جرم تھا ۔ ایسا اس لئے کیا گیا تھا
کہ پہلے شکاری اپنے ساتھ وسیع رینج میں بے ہوش کر دینے والی
گیس لے آتے تھے جسے فائر کر دیتے جس سے بے شمار لومڑیاں جو
ریت کے اندر موجود ہوتی تھیں یا باہر موجود ہوتیں وہ بے ہوش ہو
جاتیں تو شکاری انہیں پکڑ کر ہلاک کر دیتے ۔ اس لئے معروف

طریقوں سے ہٹ کر شکار کرنے کو سخت جرم قرار دے دیا گیا تھا ۔
زارڈ ٹاؤن میں محکمہ شکاریاں کا باقاعدہ آفس تھا جس کا انچارج کرنل
رچرڈ تھا ۔ کرنل رچرڈ کا تعلق صحرائی لومڑیوں کے ایک معروف
شکاری خاندان سے تھا اس لئے کرنل رچرڈ کو جو ایکریمین فوج کے
کمانڈو سیکشن میں تھا ڈیپوٹیشن پر یہاں بھیجا گیا تھا ۔ کرنل رچرڈ لمبے
قد، چھریرے مگر ورزشی جسم کا مالک تھا ۔ وہ بے حد چست و چالاک
اور ذہین آدمی تھا ۔ اس کی آمد و رفت مٹاگو میں بھی رہتی تھی ۔ چونکہ
ان دنوں کا شکار کا سیزن نہ تھا اس لئے وہ اپنے دفتر میں بیٹھنے کی
بجائے ادھر ادھر گھومتا رہتا تھا ۔ مٹاگو میں کریسنٹ کلب اس کی آمد و
رفت کا خاص مرکز تھا کیونکہ کریسنٹ کلب کا مالک اور جنرل منیجر
اس کا بے حد بے تکلف اور گہرا دوست تھا ۔ کرنل رچرڈ کو معلوم تھا
کہ کنگ ڈیزرٹ میں حکومت ایکریمیا کی دو خفیہ لیبارٹریاں بھی ہیں
جہاں شراب اور دیگر خوراک کی سپلائی جیمز کے ذمے تھی ۔ یہ سپلائی
ہیلی کاپٹروں کے ذریعے صحرا کے ایک خاص حصے جسے ایسٹرن سائیڈ
کہا جاتا تھا میں واقع ایک چھوٹے سے نخلستان میں کی جاتی تھی ۔
وہاں زیر زمین سٹور بنے ہوئے تھے جہاں سپلائی پہنچا کر ہیلی کاپٹر
واپس آ جاتے تھے اور پھر آئندہ ماہ اسی طرح سپلائی پہنچا دیتے تھے
یہ طریقہ کافی طویل عرصے سے جاری تھا ۔ چونکہ صحرا کا اصل انچارج
کرنل رچرڈ تھا اس لئے وہ اس سپلائی میں سے اپنا حصہ وصول کر لیا
کرتا تھا ۔ ویسے بھی اس کے تعلقات جیمز سے خاصے بے تکلفانہ اور

گھرے تھے اس لئے وہ اکثر جیمز سے براہ راست فرمائش کر کے بھی بھاری رقومات وصول کر کے ولنگٹن میں اپنے خاندان کو بھجوا دیا کرتا تھا اس وقت بھی کرنل رچرڈ کی جیپ کریسنٹ کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی ۔ کرنل رچرڈ کی بیوی نے ولنگٹن میں ایک مکان پسند کیا تھا اور وہ اسے خریدنا چاہتی تھی جبکہ یہ بے حد مہنگا تھا اور اس کے لئے بھاری رقم کی ضرورت تھی ۔ چنانچہ اس نے سوچ سوچ کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ جیمز سے یہ رقم وصول کرے اور اگر جیمز ہچکچاہٹ سے کام لے گا تو وہ اسے اس کی سپلائی رکوانے کی دھمکی دے کر اپنا کام کر لے گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جیمز اس سپلائی سے ہر ماہ لاکھوں ڈالر کما لیتا تھا ۔ کلب پہنچ کر وہ سیدھا جیمز کے آفس پہنچ گیا ۔ جب وہ جیمز کے آفس میں داخل ہوا تو جیمز کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور تفکر کے تاثرات دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ جیمز ہر حال میں خوش رہنے والا آدمی تھا۔

" ارے ۔ کیا ہوا ۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں"...... کرنل رچرڈ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جیمز مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بے دلی سے ہنس رہا ہے۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے کرنل ۔ بیٹھو"...... جیمز نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر کرنل رچرڈ میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا جیمز نے عقبی ریک سے شراب کی ایک بوتل اٹھائی اور اسے کرنل

رچرڈ کے سامنے رکھ دیا۔

" کیا ہوا ۔ تم شراب نہیں پیو گے ۔ مجھے بتاؤ کیا مسئلہ ہے"...... کرنل رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کیونکہ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ جیمز نے اس کے ساتھ شراب نہ پی ہو۔

" ابھی تمہارے آنے سے پہلے مجھے جارجیا سے ہارڈی کی کال آئی ہے ۔ بس اس کال نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے"...... جیمز نے کہا۔

" کیا ہوا ہے ۔ کیا بات ہوئی ہے ۔ ہارڈی تو تمہارا دوست ہے"...... کرنل رچرڈ نے شراب کی بوتل کھول کر گلاس میں شراب ڈالتے ہوئے کہا۔

" اس کے پاس کوئی پارٹی پہنچی ہے اور وہ لیبارٹریوں میں شراب کی سپلائی کرنے کا ٹھیکہ لینا چاہتی ہے لیکن ہارڈی نے اسے ٹال دیا۔ وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ آیا میں نے سپلائی ختم کر دی ہے ۔ میں نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے تو اس نے بتایا کہ وہی پارٹی بتا رہی تھی کہ میں نے ٹھیکہ ختم کر دیا ہے ۔ بہرحال ہارڈی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس پارٹی کو انکار کر دے گا لیکن مجھے فکر لگ گئی ہے کہ ایسی کون سی پارٹی ہو سکتی ہے جو یہاں سے میری بجائے شراب لیبارٹریوں کو سپلائی کرے گی"...... جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ واقعی تشویشناک بات ہے ۔ تمہیں اس سپلائی سے خاصی معقول آمدنی ہے"...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

'' ہاں ۔ اسی لئے تو مجھے فکر ہو رہی ہے ۔ ہارڈی کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کسی بھی وقت سپلائی تبدیل کر دے ۔ وہ لالچی آدمی ہے ۔ اگر اس پارٹی نے اسے کوئی بڑا لالچ دے دیا تو مسئلہ بن جائے گا''۔ جیمز نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

'' ہارڈی سے میری بات کراؤ ۔ وہ میری بات نہیں ٹالتا ۔ میں اس سے کرتا ہوں بات''...... کرنل رچرڈ نے کہا تو جیمز خوش ہو گیا کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ کرنل رچرڈ اور ہارڈی میں بہت گہرے تعلقات ہیں اور کرنل رچرڈ نے ہی ہارڈی کے ذریعے اسے لیبارٹریوں کو سپلائی کا کام لے کر دیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ کرنل رچرڈ نے اگر اس کی سفارش کر دی تو پھر ہارڈی سپلائی تبدیل نہیں کرے گا ۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا ۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

'' باربروسا کلب''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

'' مٹاگو سے جیمز بول رہا ہوں ۔ چیف ہارڈی سے بات کراؤ''...... جیمز نے کہا۔

'' ہارڈی کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ آپ براؤن سے بات کر لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

'' کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ ہارڈی کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔

کیسے ہوا ۔ کس نے کیا''...... جیمز نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

'' براؤن آپ کو تفصیل بتائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ جیمز کے ساتھ ساتھ کرنل رچرڈ کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

'' براؤن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔

'' جیمز بول رہا ہوں مٹاگو کے کریسنٹ کلب سے ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو میری چیف ہارڈی سے بات ہوئی ہے ۔ اب کیا ہوا ہے''...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

'' میں کلب میں موجود نہیں تھا ۔ میری واپسی تھوڑی دیر پہلے ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں ولنگٹن سے دو آدمی آئے تھے جو اپنے آپ کو ماکرو برادرز بتاتے تھے ۔ انہوں نے یہاں کاؤنٹر پر موجود ماٹرونسکی کو گولی سے اڑا دیا ۔ ہال میں فائرنگ کر کے سب مسلح افراد کا خاتمہ کر دیا اور پھر وہ زبردستی نیچے ہال میں چلے گئے ۔ چیف سے بات ہوئی تو چیف نے کہا کہ وہ انہیں سنبھال لے گا جس پر یہاں سب خاموش ہو گئے ۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب میں نے چیف سے بات کرنے کی کوشش کی تو کال اٹنڈ نہ ہوئی ۔ میں چند لوگوں کے ساتھ نیچے گیا تو ہال میں تمام مسلح افراد ہلاک ہو چکے تھے اور جوا کھیلنے والے بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ چیف کے آفس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور چیف کرسی پر بیلٹ سے بندھے ہوئے تھے اور انہیں

گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا''...... براؤن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

'' صرف دو آدمیوں نے یہ سب کچھ کر دیا۔ یہ کیسے ممکن ہے''۔ جیمز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' جناب۔ میں ان کا طریقہ واردات دیکھ کر سمجھ گیا ہوں کہ یہ لوگ بلگارنیہ کا وہ گروہ ہے جیسے جارجیا میں ٹریس کرنے اور ہلاک کرنے کا کام میڈم کوئین نے دیا تھا۔ ان کی تصویریں بھی ہمیں مہیا کی گئی تھیں لیکن اس سے پہلے کہ ہم انہیں ٹریس کرتے وہ چیف کو ہلاک کر کے نکل گئے''...... براؤن نے کہا۔

'' کیا مطلب۔ بلگارنیہ کا گروپ۔ کیا کہہ رہے ہو''...... جیمز نے کہا۔

'' میں نے باس کے آفس میں ان سے ہونے والی تمام بات چیت کی ٹیپ سنی ہے۔ انہوں نے باس کو مجبور کر کے آپ سے فون پر بات کرائی۔ وہ کنگ ڈیزرٹ میں خفیہ لیبارٹریوں کے خاتمے کے لئے یہاں پہنچے تھے اور وہ باس سے اس بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہے اور اب ان کے پاس آپ کی ٹیپ ہے۔ آپ محتاط رہیں۔ اب یہ گروپ لازماً آپ کے پاس پہنچے گا کیونکہ آپ ان لیبارٹریوں کو شراب کی سپلائی کرتے ہیں''...... براؤن نے کہا۔

'' اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ ہیں کون''...... جیمز نے اچھلتے ہوئے کہا۔

'' میڈم کوئین نے بتایا تھا کہ ان لیبارٹریوں کے خاتمہ کے لئے ایشیا کے انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں کے تین گروپ بیک وقت کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک گروپ بلگارنیہ کا ہے جس کا انچارج میجر پرمود ہے اور یہ ڈی ایجنٹ ہے۔ باس ہارڈی کے خلاف ساری کارروائی اس گروپ نے کی ہے''...... براؤن نے کہا۔

'' ان کا حلیہ وغیرہ کیا ہے''...... جیمز نے کہا۔

'' مجھے معلوم نہیں۔ باس کو معلوم تھا لیکن باس تو ہلاک ہو چکے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیمز نے میکانکی انداز میں رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

'' یہ کیا ہوا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا''...... جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو کرنل رچرڈ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر فون گھسیٹ کر اپنے سامنے رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

'' گولڈن اسکوائر''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

'' کرنل رچرڈ بول رہا ہوں مٹاگو سے۔ کرنل تھامسن سے بات کراؤ۔ جلدی''...... کرنل رچرڈ نے کہا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے جیمز بھی خاموش بیٹھا ہوا یہ گفتگو سن رہا تھا۔

'' یس۔ کرنل تھامسن بول رہا ہوں۔ آج کیسے یاد آ گئی میری

کرنل رچرڈ‘‘...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

’’ کرنل تھامسن ۔ تم ایشیائی ڈیسک پر کام کرتے رہے ہو ۔ یہ بتاؤ کہ بلگارنیہ کا کوئی ڈی ایجنٹ میجر پرمود بھی ہے‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ ہاں ۔ وہ انتہائی خطرناک ڈی ایجنٹ ہے ۔ کیوں ۔ کیا ہوا ہے‘‘...... کرنل تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ کنگ ڈیزرٹ میں ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹریاں ہیں اور یہ گروپ ان لیبارٹریوں کو تباہ کرنے کے مشن پر کام کر رہا ہے ۔ وہ مٹاگو کا رخ کر رہے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ میں نے سوچا کہ تم سے تفصیل حاصل کر لوں‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ کیا انہیں تمہارے بارے میں علم ہے اور کیا انہیں معلوم ہے کہ تم ان کے بارے میں جانتے ہو‘‘...... کرنل تھامسن نے کہا۔

’’ نہیں‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ مجھے تفصیل بتاؤ ۔ پھر کوئی مشورہ دے سکتا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل رچرڈ نے ساری تفصیل بتا دی۔

’’ گڈ شو ۔ پھر تو تمہارے پاس بہترین موقع ہے ۔ تم ایکریمیا کے ہیرو بن جاؤ گے ۔ جیمز کو چارے کے طور پر استعمال کرو اور ان سب کا یقینی طور پر خاتمہ کر دو‘‘...... کرنل تھامسن نے کہا۔

’’ اس گروپ کا لیڈر کون ہو گا اور اس میجر پرمود کا حلیہ کیا ہے‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ یہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں کرنل رچرڈ ۔ یہ مسلسل میک اپ بدلتے رہتے ہیں اور اکثر ان کے گروپ کی تعداد چھ سے دس تک ہوتی ہے ۔ انتہائی تیز طرار لوگ ہیں ۔ مٹاگو ایک چھوٹا سا شہر ہے اور پھر یہ لازماً جیمز پر چڑھ دوڑیں گے ۔ تم ان کے خلاف جال بن لو پھر انہیں کوئی وقفہ دیئے بغیر ہلاک کر دو ۔ تب تو یہ کام ہو سکتا ہے اور اگر انہیں معمولی سا وقفہ بھی مل گیا تو پھر مشکل ہو جائے گی‘‘...... کرنل تھامسن نے کہا۔

’’ ٹھیک ہے ۔ میں سمجھ گیا ۔ تم بے فکر رہو ۔ اب وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہ جا سکیں گے ۔ تھینک یو‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’ تم نے سن لیا ہے جیمز کہ کس قدر خطرناک لوگ تمہاری طرف آ رہے ہیں‘‘...... کرنل رچرڈ نے کہا۔

’’ ہاں ۔ میں نے سن لیا ہے لیکن یہ مٹاگو ہے چھوٹا سا شہر ۔ یہاں ہر طرف میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں ۔ وہ لوگ جیسے ہی یہاں پہنچے میں ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گا‘‘...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ یہ تربیت یافتہ ہیں ۔ عام غنڈے اور بدمعاش نہیں ہیں اس لئے میں خود ہی ان کے خلاف ساری منصوبہ بندی کروں گا‘‘ ۔ کرنل

رچرڈ نے کہا۔

"نہیں کرنل۔ یہ میرا شکار ہیں۔ تم بے فکر رہو۔ یہ بچ کر نہیں جاسکیں گے"...... جیمز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے دراصل لاؤڈر کی وجہ سے کرنل تھامسن کا فقرہ سن لیا تھا کہ کرنل رچرڈ اس جیمز کو چارہ بنا کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا شکار کرے۔ اب کرنل تھامسن کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں لاؤڈر کا بٹن پریسڈ ہے اس لئے اس کی بات کرنل رچرڈ کے ساتھ ساتھ جیمز بھی سن رہا ہے لیکن ظاہر ہے کرنل رچرڈ کیا کرسکتا تھا۔

"تم نے شاید کرنل تھامسن کی بات کا برا منایا ہے"...... کرنل رچرڈ نے آخرکار اصل بات کردی۔

"نہیں کرنل رچرڈ۔ اسے کیا معلوم کہ جیمز کون ہے اور کیا حیثیت رکھتا ہے لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ مٹاگو میں جیمز کے حکم کے بغیر مکھی بھی نہیں اڑ سکتی۔ ان آٹھ دس افراد کی کیا حیثیت ہے۔ تم بے فکر رہو۔ کام ہو جائے گا"...... جیمز نے اس بار سرد لہجے میں کہا تو کرنل رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ یہاں مٹاگو میں اس کی ذاتی طور پر کوئی حیثیت نہ تھی اس لئے وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

"اوکے۔ پھر تم جانو اور میجر پرمود۔ میں واپس زارڈ ٹاؤن جا رہا ہوں"...... کرنل رچرڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو جیمز بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

عمران رہائشی کوٹھی کے نیچے تہہ خانے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جولیا موجود تھی جبکہ کوئین سامنے کرسی پر رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی اور وہ بے ہوش تھی۔ تنویر، صفدر اور جولیا جب کوئین کو اس کے کلب سے اغوا کر کے لائے تھے تو عمران اور کیپٹن شکیل کوٹھی میں ہی موجود تھے۔ عمران اس دوران کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ایک آدمی سے ملنے چلا گیا تھا لیکن جس آدمی سے عمران ملنے گیا تھا اس کا ایک سال پہلے انتقال ہو چکا تھا اس لئے عمران واپس آگیا تھا اور جب تنویر، صفدر اور جولیا واقعی کوئین کو اٹھا کر لے آئے تو عمران حیران رہ گیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ آسانی سے ہاتھ نہ آئے گی۔ البتہ اس کی لاش ضرور یہاں لائی جاسکتی ہے لیکن یہ لوگ جس طرح اسے بے ہوش کر کے اس کے سب سے مضبوط گڑھ سے اٹھا لانے میں

کامیاب ہوئے تھے اس سے عمران نے انہیں دل کھول کر داد دی تھی صفدر نے اسے کلب پہنچنے سے لے کر یہاں تک واپس آنے تک کی ساری روئیداد بتا دی تھی اور عمران جانتا تھا کہ جیسے ہی کوئین کی گمشدگی کی اطلاع ملی پورے شہر میں قیامت برپا ہو جائے گی کیونکہ کوئین گروپ صرف جارجیا میں ہی نہیں بلکہ اردگرد کی تمام ریاستوں میں انتہائی بااثر گروپ تھا اور کوئین صرف نام کی ہی نہ تھی بلکہ اس سارے گروپ کی واقعی کوئین تھی ۔ چنانچہ عمران نے جولیا کو اپنے ساتھ رکھ لیا جبکہ باقی ساتھیوں کو باہر نگرانی کرنے اور ہائی الرٹ رہنے کا کہہ دیا تھا ۔ خاص طور پر اس سرخ رنگ کی کار کو اس نے گیراج میں بند کرنے کا کہہ دیا تھا حالانکہ صفدر نے جو کچھ اسے بتایا تھا کہ اس میں کار سامنے نہیں آئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ سمجھتا تھا کہ اس کار کی مشکوک نقل و حرکت کی اطلاع ان تک پہنچ سکتی تھی اور کار کی وجہ سے ان کی یہ کوٹھی بھی لوکیٹ ہو سکتی تھی ۔ خود وہ کوئین سمیت اس لئے تہہ خانے میں آ گیا تھا تاکہ اگر کسی جدید ایجاد کی مدد سے کوٹھی کو چیک بھی کیا جائے تو وہ سامنے نہ آ سکیں۔

" اسے ہوش میں لے آؤ جولیا "...... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے کوئین کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب کوئین کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گئی ۔ چند لمحوں بعد کوئین نے

کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔ پہلے چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی اور وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی لیکن پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھی ہونے کی وجہ سے اس کا جسم حرکت بھی نہ کر سکا تھا ۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا کو دیکھا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

" یہ کیا ہے ۔ میں کہاں ہوں اور تم کون ہو "...... اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا نام کوئین ہے اور تم کوئین گروپ کی انچارج ہو۔ یہ درست ہے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ مگر تم کون ہو اور میں کہاں ہوں "...... کوئین نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرا نام علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میری ساتھی ہے مس جولیانا فٹز واٹر ۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ۔ تم نے تمام ملحقہ ریاستوں میں ہماری ہلاکت کے لئے گروپ تعینات کر رکھے ہیں اور یہاں بھی تمہارا گروپ ہمیں تلاش کر رہا ہے اور اس کے لئے تم نے انتہائی جدید ترین میک اپ چیک کرنے والی ریز سیٹلائٹ کے ذریعے استعمال کی تھیں ۔ اس حد تک کہ ایشیائی اور ایکریمیوں کی علیحدہ علیحدہ شناخت ہو سکے لیکن

میرے ساتھی تمہیں تمہارے کلب سے اٹھا کر یہاں لے آئے ہیں اور تمہارے کلب والوں کو معلوم ہی نہیں ہے کہ تم کہاں ہو اور تمہیں کون لے گیا ہے''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے''۔ کوئین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے صفدر سے ملی ہوئی معلومات کو مناسب انداز میں تفصیل سے بتا دیا۔

'' ویری سٹرینج۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... کوئین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

'' اب تمہاری حیرت دور ہوگئی ہے اس لئے اب تم میرے سوالوں کے جواب دو اور یہ سن لو کہ سچ بول کر تم اپنی جان بچا سکتی ہو کیونکہ مجھے تم جیسی چھوٹی مچھلیوں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی لیکن اگر تم نے جھوٹ بولنے یا جواب دینے سے انکار کیا تو پھر میں تمہیں جولیا کے سپرد کر کے خود باہر چلا جاؤں گا اور اس کے بعد تم سب کچھ بتا دو گی لیکن تمہارا حشر عبرتناک ہو چکا ہو گا۔ جولیا اس معاملے میں عالمی شہرت کی مالک ہے''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو کوئین بے اختیار ہنس پڑی۔

'' تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ کوئین کو۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی۔ کان کھول کر سن لو۔ تمہارے ساتھی جو چاہے مجھ پر تشدد کر گزرے لیکن میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی''...... کوئین نے بڑے پراعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

'' تم نے ابھی سوال تو سنا ہی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تم اس سوال کا جواب دینے پر رضامند ہو جاؤ''...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

'' کیا سوال ہے۔ بولو''...... کوئین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

'' کیا تم شادی شدہ ہو''...... عمران نے کہا تو کوئین بے اختیار چونک پڑی اور کوئین تو کیا جولیا بھی بے اختیار چونک پڑی۔

'' نہیں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کوئین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' تو پھر تمہیں کوئین کی بجائے پرنسز ہونا چاہیے تھا۔ کوئین تو کنگ کی بیگم کو کہتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار کوئین بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

'' میں بغیر کنگ کے کوئین ہوں''...... کوئین نے کہا۔

'' یہ لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے یکلخت پوچھا۔

'' کنگ ڈیزرٹ میں''...... کوئین نے بے ساختہ انداز میں جواب دیا لیکن فقرہ مکمل کرتے ہی وہ چونک پڑی۔

'' کیسی لیبارٹری۔ میں تو کسی لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں جانتی''...... کوئین نے کہا۔

'' شکریہ۔ بس یہی پوچھنا تھا اور تم نے درست جواب دے دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں سب جانتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ چھپائی جائے"...... کوئین نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اگر سب جانتے ہیں تو پھر تم بھی جانتی ہو گی کہ اس کا محل وقوع کیا ہے۔ وہاں جانے کا راستہ کہاں سے جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں کچھ نہیں جانتی"...... کوئین نے کہا۔

"کیا خیال ہے جولیانا۔ اس پر نسخہ آزمایا جائے"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی نسخہ آزمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دو منٹ میں سچ اگلوا لوں گی۔ بس تم باہر چلے جاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ کوئین ہے اور کوئین کے ساتھ شایان شان سلوک ہونا چاہیے۔ ہزار پا کیسا رہے گا۔ یہاں آسانی سے مل بھی جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ واقعی سخت جان لگتی ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں" عمران نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا نام تو سوئس ہے۔ کیا تم اس عمران کی عورت ہو"۔ کوئین نے عمران کے جانے کے بعد جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں عمران کی باس ہوں اور بس"...... جولیا نے پھنکار

ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک ہی بات ہے"...... کوئین نے معنی خیز انداز میں کہا لیکن جولیا ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی رہی کیونکہ اسے بھی اندازہ تھا کہ صفدر اور تنویر نے واقعی جان پر کھیل کر اس عورت کو اس کے کلب سے اغوا کیا ہے۔ اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ غصے میں آ کر اس کا خاتمہ کر دے۔ چند لمحوں بعد عمران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک دھاگہ تھا جس کے نچلے سرے پر گٹر کا ایک مکروہ کیڑا بندھا ہوا تڑپ رہا تھا۔ جولیا نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر جھٹکے سے گردن دوسری طرف موڑ دی۔

"ارے کیا ہوا۔ یہ گٹر کا کنگ ہے اور اپنی کوئین سے ملنے کے لئے بے تاب ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کیڑے کو اونچا اٹھائے کوئین کے قریب پہنچ گیا۔ کوئین کے چہرے پر اس مکروہ کیڑے کو دیکھ کر زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے اور اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"آؤ جولیا۔ اس کے جبڑے بھینچ کر منہ کھولو تاکہ میں اس کنگ کو اس کے حلق میں اتار دوں۔ جسم کی بیرونی سطح پر تو عام کیڑے رینگتے ہوں گے لیکن یہ کنگ کیڑا ہے اس لئے اسے حق ہے کہ یہ کوئین کے جسم کے اندرونی اعضا کی سیر کرے"...... عمران نے کہا۔

"تم خود ہی یہ سب کچھ کرو گے۔ مجھے مت کہو"...... جولیا نے منہ دوسری طرف کئے ہوئے جواب دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ اسے ہٹاؤ۔ یہاں سے ہٹاؤ"۔ کوئین نے یکلخت بری طرح چیختے ہوئے کہا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر کراہت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کوئین صاحبہ۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہارے بیرونی جسم پر تشدد کر کے اسے داغدار کر دیں اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے اس کا جبڑا بھینچ دیا۔

"ر۔ رک جاؤ۔ مم۔ میں بتاتی ہوں"...... کوئین نے رک رک کر کہا تو عمران نے اس کے جبڑوں سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"سنو کوئین۔ میرے پاس کھیل تماشے کا قطعی وقت نہیں ہے۔ اس وقت پوری دنیا کے اربوں مسلمانوں پر موت کا خطرہ کسی تلوار کی طرح لٹک رہا ہے۔ یہودی کسی بھی لمحے اربوں انسانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں اس لئے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اگر تم سب کچھ بتا دو گی تو ٹھیک ہے ورنہ واقعی یہ کیڑا میں تمہارے حلق میں ڈال کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ ہم کسی اور کو پکڑ کر یہ معلومات حاصل کر لیں گے لیکن تمہارا جو حشر ہو گا اس کا تصور تم خود کر سکتی ہو"...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کوئین آنکھیں بند کئے ہوئے کانپنے لگ گئی۔

"ہٹاؤ اسے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ جو سچ ہے وہ بتا دوں گی"...... کوئین نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ

"میں نے اسے ہٹا لیا ہے۔ اب بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کوئین نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک طویل سانس لیا۔

"میں بتا دیتی ہوں۔ یہ تصور ہی انتہائی خطرناک ہے کہ اس قدر مکروہ کیڑا زندہ میرے حلق کے اندر رینگے"...... کوئین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے کہا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں اتنا جانتی ہوں کہ ایک نہیں بلکہ دو لیبارٹریاں کنگ ڈیزرٹ میں ہیں اور وہاں موجود نخلستان سے کوئی راستہ ان لیبارٹریوں کو جاتا ہے"...... کوئین نے کہا۔

"تفصیل سے بات کرو۔ کیسے جانتی ہو۔ کہاں ہے یہ نخلستان"...... عمران نے کہا۔

"میں آج تک وہاں نہیں گئی۔ مجھے یہ تمام معلومات صرف اس لئے ہیں کہ کنگ ڈیزرٹ سے ملحقہ تمام ریاستوں میں میرا سیٹ اپ ہے۔ مٹاگو شہر کا جیمز وہاں سپلائی بھجواتا ہے اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے یہ سپلائی نخلستان میں واقع انڈر گراؤنڈ سٹور میں پہنچا دی جاتی ہے جہاں سے وہ اٹھا لی جاتی ہے اور بس۔ باقی وہاں لومڑیوں کے شکار کو مانیٹر کرنے کے لئے بہت سی چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان چوکیوں کا انچارج کرنل رچرڈ ہے جو

مٹاگو سے کچھ فاصلے پر واقع ایک چھوٹے سے ٹاؤن جسے زارڈ ٹاؤن کہا جاتا ہے میں رہتا ہے۔ وہ شکاریوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ ویسے ان دنوں وہاں آف سیزن ہے اس لئے وہاں کوئی شکاری نہیں جاتا ہے"...... کوئین نے کہا اور پھر عمران نے سوالات کر کے اس سے ساری تفصیلات جو وہ چاہتا تھا معلوم کر لیں۔

"جولیا۔ اب تم جانو اور یہ کوئین۔ میں جا رہا ہوں"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئین کوئی بات کرتی جولیا نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کوئین کے حلق سے چیخ نکل گی اور اس کا جسم چند لمحے کے رسیوں میں بندھا تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں جبکہ عمران اس دوران تہہ خانے سے باہر جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سب سٹنگ روم میں موجود تھے۔

"ہم نے اب فوری طور پر کنگ ڈیزرٹ پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود کیا کر رہے ہوں گے۔ آپ ان سے تو رابطہ کریں"...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے اپنا شکار کھیلنا ہے صفدر۔ انہیں چھوڑو۔ وہ جو چاہے کرتے رہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی معلوم تو ہو"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ لوگ بھی کنگ ڈیزرٹ ہی پہنچیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کنگ ڈیزرٹ میں جانے سے پہلے ہمیں کسی سرحدی ٹاؤن میں رکنا ہو گا تاکہ ڈیزرٹ کے بارے میں تفصیل معلوم کی جا سکے کیونکہ کوئین نے بتایا ہے کہ وہاں صحرائی لومڑیوں کے شکار کو مانیٹر کرنے کے لئے باقاعدہ چوکیاں بنی ہوئی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے کھول کر سامنے میز پر بچھا دیا۔

"میں یہ نقشہ اسی لئے لے آیا تھا"...... عمران نے کہا اور اس پر جھک گیا۔

"یہ ہے کنگ ڈیزرٹ"...... عمران نے کافی بڑی جگہ کے گرد بال پوائنٹ سے دائرہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس کے چاروں طرف مختلف جگہوں پر چھوٹے چھوٹے دائرے لگا دیئے۔

"یہ کیا ہے"...... صفدر نے ایک جگہ پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ اس کے گرد ٹاؤنز ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نخلستان کو چیک کریں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دوبارہ اس نقشے پر جھک گیا اور پھر اس نے ایک چھوٹی سی جگہ کے گرد دائرہ لگا دیا۔

"یہ ہے اس پورے صحرا کا اکلوتا نخلستان۔ اس کا نام نقشے میں مارجیٹ لکھا ہوا ہے اور اس سے قریب ترین گاؤں ہے مارس"۔

عمران نے کہا۔

"تو ہمیں اس مارس ٹاؤن پہنچنا چاہیے تاکہ وہاں سے اس نخلستان اور پھر ان لیبارٹریوں تک رسائی حاصل کی جاسکے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ راڈل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راڈل کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ جناب۔ آپ کو اطلاع تو مل گئی ہو گی"۔ راڈل نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ نہ صرف اطلاع مل چکی ہے بلکہ اطلاع ہمارے پاس موجود ہے۔ اس اطلاع کو تم نے ٹھکانے لگانا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے"۔ راڈل نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ بوکھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب او کے ہے۔ تم ریاست ٹنسی میں کنگ ڈیزرٹ کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام مارس ہے۔ وہاں کے لئے کوئی ایسی ٹپ ٹریس کرو جو ہمیں وہاں صحرا میں چلنے والی مخصوص جیپیں اور ضروری اسلحہ مہیا کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے بعد آپ کو فون کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کے ساتھ ساتھ مارس جانے کے لئے کسی چارٹرڈ طیارے کا بھی بندوبست کردو"...... عمران نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا جناب"...... دوسری طرف سے اس بار پر اعتماد لہجے میں کہا گیا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ جیپوں کی بجائے ہمیں وہاں ہیلی کاپٹروں پر جانا چاہیے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہاں جا کر چیک کرنا ہو گا۔ وہاں اگر شکار کی مانیٹرنگ کی جاتی ہے تو پھر لامحالہ وہاں ہیلی کاپٹر فوراً چیک ہو جائے گا۔ ہم شکاری بن کر جیپوں میں آگے بڑھ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ہا۔

"راڈل بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے راڈل کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا ہوا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ لاؤس پرائیوٹ ائیر پورٹ پر چارٹرڈ طیارہ ریاست ٹنسی کے دارلحکومت ناشول جانے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ آپ کار سمیت وہاں پہنچ جائیں اور کار وہیں چھوڑ دیں"...... دوسری طرف سے

کہا گیا۔

" اس ٹپ کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

" مارس ٹاؤن کے لئے تو کوئی ٹپ نہیں ہے کیونکہ وہ چھوٹا سا ٹاؤن ہے ۔ البتہ ناشول میں روز میری کلب کی مالک روز میری کو آپ میرا حوالہ دے کر بات کریں گے تو وہ آپ سے ہر قسم کا تعاون کرے گی اور بے فکر رہیں ۔ وہ انتہائی بااعتماد ٹپ ہے"۔ راڈل نے کہا۔

" اوکے۔ اب اس اطلاع کو ہم یہاں چھوڑے جا رہے ہیں۔اسے تم نے سنبھالنا ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ چلیں ۔ جتنی جلدی یہاں سے ہماری روانگی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے"...... عمران نے کہا تو باقی ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

دو جیپیں خاصی تیز رفتاری سے مٹاگو کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں ۔ آگے والی جیپ کے ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن توفیق جبکہ سائیڈ سیٹ پر میجر پرمود بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹوں پر کیپٹن طارق اور اس کے سیکشن کے دو آدمی موجود تھے جبکہ دوسری جیپ میں صرف کیپٹن طارق کے سیکشن کے افراد موجود تھے۔

" باس ۔ مٹاگو چھوٹا سا قصبہ ہے ۔ وہاں داخل ہوتے ہی ہمیں اجنبی سمجھ کر چیک کیا جاسکتا ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن طارق نے میجر پرمود سے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہارڈی کی موت کی خبر وہاں پہنچ گئی ہو گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

" ظاہر ہے باس ۔ ایسی خبریں تو پر لگا کر اڑ جاتی ہیں"۔ کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

" تو پھر کیا ہوا۔ ہم نے بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہے"...... میجر

پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیے"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم محتاط نہیں ہیں"...... میجر پرمود نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا"...... کیپٹن طارق نے میجر پرمود کی ناراضگی محسوس کرتے ہوئے فوراً معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو کیپٹن طارق۔ ہم انتہائی اہم مشن پر ہیں اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ اور ٹیمیں بھی اس مشن پر کام کر رہی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس لیبارٹری کی تباہی کا کریڈٹ بلگارنیہ کو ملے اس لئے اگر ہم احتیاط کے چکر میں پڑے رہے تو ہم خاصے پیچھے رہ جائیں گے۔ جیمز بدمعاش اور غنڈہ ہے کوئی تربیت یافتہ ایجنٹ نہیں ہے اور غنڈے اور بدمعاش جس انداز میں کام کرتے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہے اس لئے بے فکر رہو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"کیپٹن توفیق۔ تم نے ایک کام کرنا ہے"...... کچھ دیر بعد اچانک میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا باس"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ان لوگوں نے یقیناً ہمارے گروپ سے مقابلے کے انتظامات کر رکھے ہوں گے اس لئے اگر ہمارا پورا گروپ وہاں پہنچا تو

ان سے مقابلے میں الجھ جائیں گے جبکہ مٹاگو ہماری منزل نہیں ہے ہم نے صرف اس جیمز سے معلومات حاصل کرنی ہیں اور بس۔ اس لئے مٹاگو کی حدود شروع ہونے سے پہلے میں اور کیپٹن طارق جیپ سے اتر جائیں گے۔ ہم دونوں جیمز پر کام کریں گے جبکہ تم دونوں جیپیں لے کر چکر کاٹ کر مٹاگو کی دوسری طرف پہنچ جاؤ گے۔ ہم تم سے وہیں آملیں گے۔ ہم دونوں کو وہ گروپ نہیں سمجھ سکتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم دونوں مٹاگو کے رہنے والے افراد کا میک اپ کر لیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ۔ میں سمجھ گیا باس۔ کیپٹن طارق کی بجائے مجھے ساتھ رکھ لیں"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے اور میرے قدوقامت کے بارے میں وہاں تفصیلات پہنچ چکی ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے قدوقامت کی بنا پر ہمیں پہچان جائیں جبکہ کیپٹن طارق کا قدوقامت تم سے یکسر مختلف ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو اس بار کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد انہیں دور سے مٹاگو قصبے کے آثار نظر آنے لگے تو میجر پرمود کے کہنے پر کیپٹن توفیق نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی۔

"تم نے گھوم کر اور چکر کاٹ کر عقبی طرف پہنچنا ہے۔ ہم بھی وہاں پہنچ جائیں گے"...... ایک جگہ جیپ رکوا کر میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ کیپٹن طارق سمیت جیپ سے نیچے اتر گیا۔ اب ایک

کالونی کے آثار انہیں قریب ہی دکھائی دے رہے تھے ۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے پیدل ہی آگے بڑھتے چلے گئے جبکہ کیپٹن توفیق نے جیپ کا رخ موڑا اور دائیں ہاتھ پر آگے بڑھتا چلا گیا ۔ دوسری جیپ بھی اس کے پیچھے تھی ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے ۔

" کیپٹن طارق ۔ اس کوٹھی کے ساتھ درخت ہے ۔ تم اس درخت کے ذریعے اندر کود جاؤ اور عقبی دروازہ کھول دو "...... میجر پرمود نے کہا ۔

" یس باس "...... کیپٹن طارق نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر درخت پر چڑھتا چلا گیا ۔ کچھ دیر بعد عقبی دروازہ کھلا اور میجر پرمود اندر داخل ہوا ۔ اس وقت سہ پہر تھی ۔ وہ عقبی پائیں باغ سے سائیڈ گلی میں پہنچے اور محتاط انداز میں چلتے ہوئے کوٹھی کے سامنے والے حصے میں آئے تو انہوں نے ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار گیراج میں کھڑی دیکھی ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ برآمدے میں ایک میز کے گرد تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دو نوجوان تھے ۔ وہ چائے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے ۔ میجر پرمود نے ان دونوں نوجوانوں کو غور سے دیکھا ۔ وہ واقعی ان دونوں کے قدوقامت کے تھے ۔ اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور اس کا رخ برآمدے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا ۔ کھٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی دو

کیپسول پسٹل سے نکل کر برآمدے میں گر کر پھٹے اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں لڑکھڑاتے ہوئے کرسیوں سمیت نیچے فرش پر جا گرے ۔ میجر پرمود اور کیپٹن طارق دونوں نے سانس روک رکھے تھے ۔

" ان کو اٹھا کر اندر لے جانا ہے "...... تھوڑی دیر بعد میجر پرمود نے سانس لیتے ہوئے کہا تو کیپٹن طارق نے اثبات میں سر ہلا دیا تھوڑی دیر بعد وہ ان تینوں کو اٹھا کر اندرونی کمرے میں لے گئے ۔ پھر کیپٹن طارق نے ایک سٹور سے رسی تلاش کی اور ان دونوں نوجوان آدمیوں کو اس نے کرسیوں پر رسی سے باندھ دیا جبکہ وہ بوڑھا ویسے ہی بے ہوش پڑا تھا ۔

" ان کے حلق میں پانی ڈالو ۔ جلدی کرو "...... میجر پرمود نے کہا اور پھر اس کی ہدایات پر عمل کر دیا گیا تو چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں نوجوان یکے بعد دیگرے ہوش میں آ گئے ۔

" کیا نام ہے تمہارا "...... میجر پرمود نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے قدوقامت کا تھا ۔

" م ۔ م ۔ میرا نام وکٹر ہے ۔ مگر تم کون ہو ۔ ہم کیوں بندھے ہوئے ہیں ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ڈیڈی ۔ ڈیڈی کو کیا ہوا "...... ان دونوں نے یکلخت چیختے ہوئے کہا ۔

" سنو ۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب درست دو گے تو تم دونوں بھی ہلاکت سے بچ جاؤ گے اور تمہارے ڈیڈی بھی ۔ ورنہ " میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا تو وہ دونوں بے اختیار کانپنے لگے ۔

"ہمیں مت مارو۔ ڈیڈی کو بھی مت مارو۔ تم نے جو پوچھنا ہے پوچھ لو"...... وکٹر نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... میجر پرمود نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام لارسن ہے۔ ہم دونوں بھائی ہیں اور ہمارے ڈیڈی کا نام تھامسن ہے۔ ڈیڈی یہاں ہسپتال میں ڈاکٹر ہیں۔ جبکہ ہم دونوں بھائی کسینو میں ملازم ہیں"...... لارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس کسینو میں۔ کیا جیمز کے کسینو میں"...... میجر پرمود نے پوچھا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"ہاں۔ لیکن وہ جیمز کی ملکیت ضرور ہے لیکن جیمز تو کریسنٹ کلب میں ہوتا ہے"...... اس بار وکٹر نے جواب دیا۔

"کیا جیمز تمہیں جانتا ہے"...... اس بار وکٹر نے جواب دیا۔

"جیمز تو بہت بڑا آدمی ہے۔ وہ تو کسی سے نہیں ملتا لیکن اس کے آدمی ہمیں جانتے ہیں۔ کریسنٹ کلب کا مینجر رابرٹ ہمیں اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کی بیوی ڈیڈی کی مریضہ ہے"...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیمز کریسنٹ کلب میں کہاں بیٹھتا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"وہ نیچے تہہ خانے میں بیٹھتا ہے۔ وہاں اس کا آفس ہے لیکن

وہ کسی اجنبی سے نہیں ملتا"...... وکٹر نے جواب دیا۔

"اگر اسے تمہارے ڈیڈی کی ٹپ دی جائے تو کیا وہ ملے گا"۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"ڈیڈی۔ ہاں وہ ڈیڈی کا مریض رہا ہے۔ وہ ڈیڈی کی بے حد قدر کرتا ہے"...... وکٹر نے جواب دیا اور پھر میجر پرمود نے ان سے باقی ساری تفصیل معلوم کی اور ان کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ دونوں اسی بندھی ہوئی حالت میں ہلاک ہو گئے جبکہ ان کا باپ بے ہوشی کے عالم میں ہی سینے پر گولیاں کھا کر ختم ہو گیا۔

"انہیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا تھا ورنہ جیمز کو اطلاع دے دیتے"...... میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کیپٹن طارق سے مخاطب ہو گیا۔

"کیپٹن طارق۔ میک اپ باکس نکالو۔ اب میں نے وکٹر کا اور تم نے لارسن کا میک اپ کرنا ہے اب ہم دونوں ڈاکٹر تھامسن کے بیٹے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ کوٹھی میں موجود کار میں سوار ہو کر کریسنٹ کلب کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ کلب وہاں سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے انہیں تقریباً پورا شہر کراس کر کے وہاں پہنچنا تھا لیکن میجر پرمود اس دوران چیک کر چکا تھا کہ پورے شہر میں مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں ہر آنے جانے والے

کو چیک کر رہے تھے ۔ لیکن وکٹر اور لارسن کو چونکہ وہ سب اچھی طرح جانتے تھے اس لئے ان سے سارے راستے ہی لوگ سلام دعا کرتے رہے ۔ کریسنٹ کلب دو منزلہ عمارت تھی جس کی ایک سائیڈ پر خاصی بڑی پارکنگ تھی ۔ میجر پرمود نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے ۔ دربانوں سے سلام دعا کے بعد وہ ہال میں داخل ہوئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔

" اوہ آپ ۔ کیا کوئی خاص بات ہے "...... کاؤنٹر پر کھڑے ایک آدمی نے ان سے مخاطب ہو کہا۔

" چیف باس کو ڈیڈی کا خصوصی پیغام پہنچانا ہے ۔ فون پر اجازت لے لو ملاقات کی "...... میجر پرمود نے کہا۔

" اوہ نہیں ۔ سوری مسٹر وکٹر ۔ ہمیں خصوصی طور پر حکم دیا گیا ہے کہ چیف باس سے کوئی رابطہ نہ کیا جائے ۔ آپ نے جو پیغام دینا ہے وہ جا کر فرانز کو دے دیں "...... کاؤنٹر بوائے نے منہ بناتے ہوئے صاف اور دوٹوک لہجے میں کہا۔

" او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ شکریہ "...... میجر پرمود نے کہا اور بائیں طرف مڑ گیا کیپٹن طارق اس کے پیچھے تھا ۔ چونکہ وکٹر سے وہ ساری معلومات حاصل کر چکا تھا اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا اور باہر فرانز کے نام کی پلیٹ موجود تھی ۔ باہر

ایک مسلح دربان موجود تھا ۔ اس نے میجر پرمود اور کیپٹن طارق کو سلام کیا اور آگے بڑھ کر خود ہی دروازہ کھول دیا ۔ میجر پرمود اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے کیپٹن طارق موجود تھا ۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا ۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس نوجوان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوگیا ۔ میجر پرمود نے اندر داخل ہوتے ہی چیک کر لیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے آفس میں داخل ہوتے ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ارے ۔ آج دونوں بھائی اکٹھے یہاں ۔ خیریت "...... فرانز نے مصافحہ کرتے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" چیف باس کو ڈیڈی کا ایک ضروری پیغام دینا ہے لیکن سنا ہے کہ انہوں نے رابطہ کرنے سے منع کیا ہوا ہے ۔ کیا ہوا ہے ۔ کوئی خاص بات "...... میجر پرمود نے مصافحہ کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز وکٹر جیسا ہی تھا جبکہ کیپٹن طارق چونکہ اس انداز میں نقل کرنے کا ماہر نہ تھا اس لئے وہ خاموش تھا۔

" یہ تمہارے گلے کو کیا ہوا ہے ۔ کچھ بھرایا ہوا سا لگتا ہے "۔ فرانز نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کل سے گلا خراب ہے "...... میجر پرمود نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" ان دنوں اطلاعات مل رہی ہیں کہ کچھ سیکرٹ ایجنٹ باس سے

معلومات حاصل کرنے آ رہے ہیں اس لئے پورے شہر میں ناکہ
بندی کی گئی ہے اور چیف باس بھی رابطہ ختم کئے ہوئے ہیں۔ جب
وہ سیکرٹ ایجنٹ مارے جائیں گے تو پھر سب کچھ اوپن ہو جائے
گا“...... فرانز نے جواب دیا۔

”کب آ رہے ہیں وہ“...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں پہنچ بھی گئے ہوں۔ بہرحال پکڑے
جائیں گے۔ تم بتاؤ کیا پیغام ہے۔ جب چیف سے رابطہ ہو گا تو
میں پیغام دے دوں گا“...... فرانز نے کہا۔

”چیف باس ہیں تو یہیں یا شہر سے بھی آؤٹ ہیں“...... میجر
پرمود نے کہا۔

”یہیں ہیں۔ صرف رابطہ ختم کر دیا گیا ہے“...... فرانز نے
جواب دیا تو میجر پرمود اٹھ کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن
طارق بھی اٹھ کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا۔ تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو“...... فرانز نے چونک کر
اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں وہاں لے چلو ورنہ“...... میجر پرمود نے یکلخت میز کی
سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب“...... فرانز نے اور زیادہ
حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا اچھل
کر میز کے اوپر سے گھسٹ کر دوسری طرف موجود کرسی پر گرا اور

کرسی سمیت نیچے جا گرا جبکہ کیپٹن طارق بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔
فرانز نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود نے اس
کے سینے پر بوٹ رکھ کر مخصوص انداز میں دبا دیا تو فرانز کا چہرہ
یکلخت مسخ ہونے لگ گیا اور اس کا سانس رکنے لگ گیا۔ اس کے
دل پر دباؤ اس انداز میں پڑا تھا کہ اس کا پورا جسم یکلخت بے حس و
حرکت ہو گیا۔ چہرہ ایک لمحے میں پسینے میں شرابور ہو گیا تھا اور
آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

”بولو کہاں ہے جیمز۔ یہاں سے کون سا راستہ جاتا ہے۔ بولو
ورنہ“...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

”عقب۔ عقبی۔ عقبی کمرے سے سپیشل وے نیچے تہہ خانے
میں۔ مم۔ مم مگر وہاں دس مسلح افراد ہیں“...... فرانز نے رک رک کر
کہا لیکن اسی لمحے میجر پرمود نے ٹانگ کو زوردار جھٹکا دیا اور فرانز
کے منہ سے یکلخت خون فوارے کی طرح ابلا اور اس کی آنکھیں بے
نور ہو کر اوپر کو چڑھ گئیں۔ میجر پرمود نے ٹانگ ہٹائی اور میز پر
موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔

”آؤ“...... میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے کہا اور تیزی سے
آگے بڑھ کر اس نے عقبی دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک کمرہ
تھا۔ وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے میجر پرمود کے اشارے
پر کیپٹن طارق نے اس کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ میجر

پرمود نے ایک نظر میں وہ سپیشل وے چیک کر لیا۔ وہ لوہے کا ایک
دروازہ تھا جس پر لوہے کا گول چکر لگا ہوا تھا اور اوپر سرخ رنگ کا
بلب جل رہا تھا۔ میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے
دروازے کے ساتھ دیوار میں موجود سوئچ بورڈ پر موجود ایک بڑے
سے سرخ بٹن کو آف کر دیا۔ اس بٹن کے آف ہوتے ہی سرخ بلب
بجھ گیا۔ میجر پرمود نے چکر گھما کر دروازہ کھولا تو دوسری طرف
لوہے کی سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔

"کون ہے۔ کیوں سپیشل وے کھولا ہے"...... اسی لمحے نیچے سے
ایک سخت چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن میجر پرمود بغیر کوئی جواب
دیئے تیزی سے چکر کھاتی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ
جب تک یہ لوگ سنبھلیں گے وہ نیچے پہنچ جائے گا۔ ویسے تو اسے
یقین تھا کہ وہ فوری حملہ نہیں کر سکتے البتہ اس نے جیب میں ہاتھ
ڈال کر مشین پسٹل کو پکڑ رکھا تھا۔ اس کے پیچھے کیپٹن طارق تھا اور
پھر جیسے ہی وہ آخری چکر میں پہنچے انہوں نے ہال کمرے میں
کھڑے مشین گنوں سے مسلح افراد نظر آئے۔ ان میں سے نو آدمی تو
پیچھے کھڑے تھے اور ان کی مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی
تھیں جبکہ سیڑھیوں کے قریب ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی
کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"ارے تم وکٹر اور لارسن۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے آئے
ہو"...... اس مشین گن بردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس

سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا میجر پرمود نے ایک جھٹکے سے جیب
میں سے مشین پسٹل نکالا اور فائر کا لفظ کہہ کر اس نے یکلخت فائر
کھول دیا کیپٹن طارق نے اس سے بھی زیادہ تیزی دکھائی اور پلک
جھپکنے میں وہ دس کے دس مسلح افراد فرش پر پڑے بری طرح تڑپ
رہے تھے۔ میجر پرمود نے نیچے چھلانگ لگائی اور ایک طرف موجود
چھوٹی سی راہداری کی طرف دوڑ لگا دی۔

"انہیں ختم کر دو"...... میجر پرمود نے مڑے بغیر کیپٹن طارق
سے کہا تو کیپٹن طارق نے ان سب پر فائرنگ کھول دی جبکہ میجر
پرمود اس راہداری کے آخر میں موجود دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ
بند تھا اور اس پر بھی سرخ بلب جل رہا تھا۔ میجر پرمود نے لاک پر
مشین پسٹل رکھ کر ٹریگر دبا دیا اور چند لمحوں بعد ہی نہ صرف لاک
کے ٹکڑے اڑ گئے بلکہ اوپر موجود جلتا ہوا سرخ بلب بجھ گیا۔ میجر
پرمود نے لات ماری تو بھاری دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور میجر
پرمود اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ جس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا
دیا اور میز کے پیچھے اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا ایک آدمی چیختا ہوا کرسی پر گرا
اور پھر میجر پرمود نے کرسی کو ایک جھٹکے سے آگے کی طرف دھکیلا تو
وہ منہ کے بل میز پر گرا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اسے گردن سے پکڑ
کر ایک جھٹکے سے گھسیٹ کر فرش پر پشت کے بل ڈالا اور اس کے
ساتھ ہی اس کے سینے پر مخصوص انداز میں پیر رکھ کر دبا دیا اور پھر
جیمز کی بھی وہی حالت ہوئی جو اس سے پہلے فرانز کی ہوئی تھی۔

"بولو ۔ کہاں ہے وہ لیبارٹری جہاں تم سپلائی بھجواتے ہو ۔
بولو''...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔ تم کون ہے ۔ کیا ۔ کیا مطلب ہے ۔ ہٹاؤ پیر''...... جیمز
نے رک رک کر کہا تو میجر پرمود نے ہلکا سا جھٹکا دیا تو جیمز کی
حالت یکلخت خراب سے خراب تر ہوتی چلی گئی۔

"بولو ۔ کہاں ہے لیبارٹری ۔ بولو''...... میجر پرمود نے پہلے سے
بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"وہ ۔ وہ ۔ کنگ ڈیزرٹ ۔ ڈیزرٹ میں ہیں ۔ دو لیبارٹریاں
ہیں ۔ نخلستان میں سپلائی جاتی ہے ۔ کسی کو نہیں معلوم ۔ کرنل رچرڈ کو
معلوم ہو گا''...... جیمز نے رک رک کر کہا۔

"کرنل رچرڈ ۔ یہ کون ہے ۔ تفصیل بتاؤ''...... میجر پرمود نے
چونک کر پوچھا تو جیمز نے رک رک کر زارڈ ٹاؤن میں کرنل رچرڈ
اور اس کے صحرا میں موجود مانیٹرنگ چوکیوں کے بارے میں تفصیل
بتا دی تو میجر پرمود سمجھ گیا کہ یہ درست کہہ رہا ہے ۔ اصل آدمی
کرنل رچرڈ ہی تھا کیونکہ اس کے سامنے ہر وقت صحرا رہتا ہے چنانچہ
اس نے مخصوص انداز میں پیر کو جھٹکا دیا تو جیمز کے منہ سے خون
فوارے کی طرح نکلا اور ایک جھٹکا کھا کر وہ ساکت ہو گیا ۔ اس کی
آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"چلو ۔ یہاں کوئی خفیہ راستہ ہو گا ۔ چلو''...... میجر پرمود نے
مڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کریسنٹ کلب

عقبی سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

"چلو ۔ ہم نے سامنے کے رخ پر جانا ہے''...... میجر پرمود نے
کہا۔

"میجر صاحب ۔ ہمارے حلیئے مانیٹر ہو چکے ہوں گے اور یہاں
ہر طرف مسلح افراد گھومتے پھر رہے ہیں''۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

"حلیئے بدلے تو اجنبی بن جائیں گے اور ہم نے بہرحال شہر
سے باہر نکلنا ہے ۔ جلدی سے قدم بڑھاؤ''...... میجر پرمود نے کہا اور
پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ بخیر و عافیت شہر سے باہر پہنچ گئے ۔
یہاں ہر طرف کھلا علاقہ تھا ۔ ایک سڑک بل کھاتی ہوئی آگے جا رہی
تھی ۔ کچھ فاصلے پر درختوں کا ایک گھنا جھنڈ تھا ۔ ان دونوں کا رخ
اس جھنڈ کی طرف تھا ۔ اچانک میجر پرمود کو جھنڈ میں سے ایک آدمی
باہر آتا دکھائی دیا تو میجر پرمود نے بے اختیار ہاتھ اٹھا کر لہرایا ۔ وہ
یہ دیکھ چکا تھا کہ باہر آنے والا کیپٹن توفیق تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد
وہ دونوں ایک جیپ میں سوار ہو گئے ۔ دونوں جیپیں اس جھنڈ میں
موجود تھیں۔

"یہاں قریب پانی ہو گا ۔ ہمیں فوری اپنے میک اپ واش
کرنے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

"یہاں نہیں ہے پانی ۔ آگے ہو گا''...... کیپٹن توفیق نے کہا اور
پھر جیپ آگے لے گیا ۔ پھر ایک موڑ مڑتے ہی انہیں پانی کا چشمہ
نظر آ گیا تو کیپٹن توفیق نے جیپ اس طرف موڑ دی ۔ تھوڑی دیر

بعد میجر پرمود اور کیپٹن طارق دونوں وکٹر اور لارسن کے میک اپ
سے پیچھا چھڑا چکے تھے۔

"اس سڑک پر بورڈ میں نے پڑھا ہے۔ یہ ریاست ٹنسی
طرف جاتی ہے۔ اور آگے زارڈ ٹاؤن ہے۔ آگے بڑھتے چلو"۔
پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے جو جیپ چلا رہا تھا اثبات میں
ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بورڈ کے قریب سے گزرے جس
لکھا ہوا تھا کہ یہاں سے ریاست ٹنسی کی حد شروع ہوتی ہے
اس کے ساتھ ہی تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی انہیں ایک چھوٹے
قصبے نما ٹاؤن کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے۔

"اب کہاں جانا ہے باس"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"کرنل رچرڈ کے بارے میں معلوم کرنا ہے"...... میجر پر
نے کہا اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی انہیں ایک چھوٹا سا پٹرول پ
نظر آیا تو میجر پرمود کی ہدایت پر کیپٹن توفیق نے جیپ کا رخ
طرف موڑ دیا۔ انہوں نے گیس ڈلوانی تھی۔ میجر پرمود نے گ
بوائے سے کرنل رچرڈ کے بارے میں پوچھا۔

"کرنل صاحب ابھی گیس ڈلوا کر گئے ہیں۔ وہ اس وقت ر
بو کلب میں ہوں گے۔ وہ رات گئے تک وہیں ہوتے ہیں"۔
بوائے نے جواب دیا تو میجر پرمود نے اس کا شکریہ ادا کیا اور
سے رین بو کلب کا راستہ پوچھ لیا جو وہاں سے قریب ہی تھا اور
تھوڑی دیر بعد وہ رین بو کلب کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ یہ

منزلہ سادہ سی عمارت تھی جس پر رین بو کلب کا بورڈ موجود تھا۔

"کیپٹن طارق۔ تم ادھر ادھر گھوم کر چیک کرو۔ کوئی کوٹھی خالی
ہو تو اس پر قبضہ کر لو۔ میں اور کیپٹن توفیق اس دوران کلب میں
بیٹھیں گے۔ تم نے وہاں آ کر مجھے اطلاع دینی ہے تاکہ کرنل
رچرڈ کو وہاں لے جا کر اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے"...... میجر پرمود
نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن طارق نے جواب دیا تو میجر پرمود اور
کیپٹن توفیق جیپ سے اترے اور کلب کی طرف بڑھ گئے جبکہ کیپٹن
طارق اور اس کے ساتھی دونوں جیپوں کو آگے لے گئے۔ رین بو
کلب کا ہال چھوٹا سا تھا اور وہاں صرف دس بارہ آدمی موجود تھے۔
ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک لمبے قد کا آدمی کھڑا تھا۔
میجر پرمود اور کیپٹن توفیق ایک سائیڈ پر موجود خالی ٹیبل کے گرد
کرسیوں پر بیٹھ گئے تو دوسرے لمحے ایک ویٹر ان کے قریب پہنچ
گیا۔

"ہمیں دو ایپل جوس لا دو"...... میجر پرمود نے کہا تو ویٹر سر
ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ میجر پرمود نے ہال میں موجود افراد کو غور
سے دیکھنا شروع کر دیا لیکن ان میں سے کوئی اسے اس ٹائپ کا نظر
نہ آیا جسے وہ کرنل رچرڈ سمجھ سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فوج میں کام
کرنے والے افراد ایک خاص انداز میں ڈھل جاتے ہیں۔ تھوڑی
دیر بعد ویٹر نے دو بڑے گلاس جوس کے لا کر ان کے سامنے رکھ

دیئے۔

"سنو"...... میجر پرمود نے اس سے کہا تو واپسی کے لئے مڑتا ہوا ویٹر بے اختیار رک گیا۔

"یس سر"...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے کرنل رچرڈ صاحب سے ملنا ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ یہاں موجود ہیں۔ کہاں ہیں وہ"...... میجر پرمودج نے کہا۔

"وہ سپیشل ہال میں ہیں جناب"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"یہ سپیشل ہال کس طرف ہے"...... میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"ادھر بائیں ہاتھ پر راہداری آپ کو نظر آ رہی ہے اس کے آخر میں سپیشل ہال ہے۔ آپ نے اگر وہاں جانا ہے تو آپ کاؤنٹر سے دس ڈالر کا سپیشل پاس لے لیں۔ وہاں اونچے پیمانے پر جوا ہوتا ہے"...... ویٹر نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ میجر پرمود خاموش بیٹھا جوس سپ کرتا رہا۔

"کیا اسے اغوا کر کے لے جانا ہے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں"...... میجر پرمود نے مختصر سا جواب دیا اور کیپٹن توفیق اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ وہ اب کیپٹن طارق کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ایک لمبا تڑنگا اور ورزشی جسم کا آدمی راہداری سے نکل کر ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا تو میجر پرمود اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ کرنل رچرڈ ہو سکتا ہے۔

"میرا نام کرنل رچرڈ ہے۔ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں"...... آنے والے نے قریب آ کر کہا تو میجر پرمود اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویٹر نے غلط کام کیا ہے کہ آپ کو تکلیف ہوئی۔ ہم آپ سے خود وہاں آ کر مل لیتے۔ میرا نام سمتھ ہے اور یہ میرا ساتھی انتھونی۔ ہم ناشول سے آئے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"ناشول سے۔ اوہ۔ کس پر۔ جیپ پر یا ہیلی کاپٹر سروس پر"۔ کرنل رچرڈ نے چونک کر کہا۔ وہ ان کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھ گیا تھا البتہ اس کی تیز نظریں ان دونوں کا اس طرح بغور جائزہ لے رہی تھیں جیسے اس نے آنکھوں میں ایکسرے مشین فٹ کرائی ہوئی ہو۔

"ہم جیپوں پر آئے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کو اشارہ کیا۔

"میرے لئے کچھ نہ منگوائیں۔ میں نے ابھی ڈرنک پی لی ہے۔ آپ اپنا تفصیل سے تعارف کرائیں"...... کرنل رچرڈ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم لومڑیوں کے شکار کے سلسلے میں آپ سے تفصیلی بات کرنا چاہتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"لومڑیوں کا شکار۔ لیکن ان دنوں تو سیزن آف ہے اور آپ کا تعلق کس شکاری گروپ سے ہے"...... کرنل رچرڈ نے چونک کر کہا

وہ قدرے مشکوک ہو گیا تھا۔

" ایکریمیا کے لارڈ وارنگٹن کا نام تو آپ نے سنا ہو گا"۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لارڈ وارنگٹن ۔ اوہ ۔ مگر وہ تو ہر سیزن میں شکار کے لئے آتے رہتے ہیں"...... کرنل رچرڈ نے چونک کر کہا۔

" اس بار ان کی خواہش ہے کہ وہ پورے سیزن کے لئے شکار کھیلیں اور اس سلسلے میں انہوں نے آپ کے پاس بھجوایا ہے ۔ ہمارے پاس آپ کے لئے خصوصی تحائف بھی موجود ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

" سوری ۔ میں کوئی تحفہ نہیں لیا کرتا اور لارڈ صاحب کو کہہ دیں کہ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا ۔ وہ حکومت سے خود ہی رابطہ کریں ۔ اوکے ۔ گڈ بائی"...... کرنل رچرڈ نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔

" یہ ہماری طرف سے مشکوک ہو گیا ہے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" ہاں ۔ اور ہو سکتا ہے کہ اب وہ جیمز کو کال کرے اور جیسے ہی اسے معلوم ہو گا کہ جیمز کو ہلاک کر دیا گیا ہے یہ فرار بھی ہو سکتا ہے اور ہماری مجبوری ہے کہ کیپٹن طارق نہیں آ رہا ۔ جب تک وہ نہ آئے ہم کوئی ایکشن نہیں لے سکتے"...... میجر پرمود نے کہا لیکن

جیسے ہی اس کی فقرہ ختم ہوا اسے کیپٹن طارق اندر آتا دکھائی دیا ۔ ایک نظر ہال کا جائزہ لے کر وہ تیر کی طرح سیدھا ان کی میز کی طرف آیا۔

" اوکے ۔ تم باہر رکو ۔ ہم اس کرنل کو لے کر آتے ہیں"۔ میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا آپ اسے جبراً اغوا کرنا چاہتے ہیں ۔ پھر تو یہاں قتل عام کرنا ہو گا"...... کیپٹن توفیق نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" دوسرے ہال سے لازماً کوئی راستہ باہر نکلتا ہو گا ۔ بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا ۔ کیپٹن توفیق اس کے پیچھے تھا جبکہ کیپٹن طارق بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا ۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے سامنے ایک مسلح دربان موجود تھا ۔ وہ ان دونوں کو آتے دیکھ کر الرٹ ہو گیا لیکن جب میجر پرمود نے اس کے ہاتھ پر دو پاس رکھ دیئے تو وہ ڈھیلا پڑ گیا اور اس نے دروازہ کھول دیا ۔ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دوسرے ہال میں پہنچ گئے ۔ یہاں واقعی بیس کے قریب افراد میزوں پر بڑے زور وشور سے جوا کھیلنے میں مصروف تھے ۔ چار مسلح افراد ادھر گھوم رہے تھے لیکن وہاں کرنل رچرڈ نظر نہ آ رہا تھا۔

" تم یہیں رکو ۔ میں جیسے ہی میں اس پر اٹیک کروں تم نے

یہاں فائرنگ کھول دینی ہے لیکن بہتر ہے کسی سے مشین گن چھین لینا''...... میجر پرمود نے کہا اور کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دانستہ طور پر ایک مسلح آدمی کے قریب ہوتا چلا گیا۔ ادھر میجر پرمود جیسے ہی فون روم کے قریب پہنچا تو شیشے کا دروازہ کھلا اور کرنل رچرڈ باہر آیا ہی تھا کہ میجر پرمود کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کرنل رچرڈ چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ واقعی اس طرح تڑپ کر اٹھا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ ہوں لیکن میجر پرمود پہلے سے تیار تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ کرنل رچرڈ نہ صرف تربیت یافتہ فوجی ہے بلکہ شکاریوں کا انچارج وہی ہو سکتا ہے جو تیز طرار اور پھرتیلا ہوا اس لئے اس ردعمل کی اسے پہلے سے توقع تھی۔ چنانچہ جیسے ہی کرنل رچرڈ تیزی سے اٹھا میجر پرمود کی لات حرکت میں آئی اور کنپٹی پر پڑنے والی بھرپور اور مخصوص ضرب کھا کر کرنل رچرڈ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا۔ اسی لمحے ہال مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں کی گونج اٹھا۔ کرنل رچرڈ نے نیچے گر کر ایک بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس بار اٹھ کھڑا ہونے کی بجائے وہ نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ میجر پرمود نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر وہ بھی فائرنگ میں شامل ہو گیا۔ اسی لمحے اسے وہ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی جس سے وہ گزر کر ہال میں آئے تھے تو وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے آنے والا مسلح آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ وہ چونکہ دروازے کے

ساتھ کھڑا تھا اس لئے اس کے کانوں میں فائرنگ کی آواز پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے وہ اندر آیا تھا اور اگر میجر پرمود اسے فوری طور پر نہ مار گراتا تو وہ ان دونوں کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اس کے نیچے گرتے ہی میجر پرمود اس دروازے کی طرف دوڑ پڑا اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا جبکہ اس دوران ہال میں موجود تمام افراد ختم ہو چکے تھے۔ صرف کرنل رچرڈ زندہ تھا جو اس کے سامنے بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''میجر صاحب۔ ادھر بیرونی راستہ ہے''...... اس لمحے کیپٹن توفیق نے چیخ کر کہا اور اس نے آگے بڑھ کر فرش پڑے ہوئے کرنل رچرڈ کو اٹھانا چاہا۔

''اسے میں اٹھاتا ہوں۔ تم جا کر کیپٹن طارق اور اس کی جیپ کو قریب لے آؤ۔ جلدی کرو''...... میجر پرمود نے چیخ کر کہا تو کیپٹن توفیق تیزی سے مڑ کر اس دوسرے راستے کی طرف بڑھ گیا جبکہ میجر پرمود نے آگے بڑھ کر کرنل رچرڈ کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر وہ بھی کیپٹن توفیق کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ اس کلب کے عقبی دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ یہ ایک کافی بڑی گلی تھی اس نے باہر جھانکا اور پھر اندر اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیپ بیک ہو کر تیزی سے گلی میں داخل ہوتے دیکھی اور چند لمحوں بعد جیپ دروازے کے سامنے آ کر رکی تو میجر پرمود تیزی سے باہر آیا اور پھر جیپ کا عقبی دروازہ کھول کر اس

نے کرنل رچرڈ کو اندر ڈال دیا۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق اسے گلی کے سرے پر کھڑا نظر آیا۔ وہ شاید اس لئے وہاں رک گیا تھا کہ کسی متوقع خطرے سے بچا جا سکے۔ کیپٹن طارق ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ میجر پرمود اچھل کر اندر داخل ہوا اور اس نے عقبی دروازہ بند کر دیا دوسرے لمحے کیپٹن طارق نے ایکسیلیٹر دبایا اور طاقتور انجن کی مالک جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ گلی کے کنارے پر جیپ رکی تو کیپٹن توفیق بھی اس پر سوار ہو گیا کیپٹن طارق نے جیپ کو بائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر رکی۔ جیپ کے رکتے ہی پھاٹک کھل گیا اور کیپٹن طارق جیپ اندر لے گیا۔ اس نے ایک آدمی کو اندر ہی کھڑا کیا ہوا تھا تاکہ دیر نہ ہو۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جیپ رکتے ہی میجر پرمود نیچے اترا اور پھر کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق بھی نیچے اتر آئے۔

میجر پرمود کے حکم پر ایک آدمی نے جیپ کے پیچھے سے کرنل رچرڈ کو گھسیٹ کر کاندھے پر ڈال لیا اور پھر ایک اندرونی کمرے میں لے جا کر اس نے اسے کرسی پر ڈال دیا دوسرے لمحے کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق رسی کا ایک بنڈل اٹھائے وہاں پہنچ گیا اور پھر کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق نے مل کر بے ہوش کرنل رچرڈ کو رسی کی مدد سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دیا۔

"اب تم نے خیال رکھنا ہے کہ کوئی گڑ بڑ نہ ہو"...... میجر پرمود

نے کیپٹن طارق سے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن طارق نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کے منہ میں پانی ڈالو۔ جلدی کرو"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے کہا اور توفیق دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ میجر پرمود نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن تیز دھار خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن توفیق واپس آیا تو اس نے ہاتھ میں ایک جگ پکڑا ہوا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کرنل رچرڈ کے جبڑے بھینچے اور پھر جگ میں موجود پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔

"بس کافی ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں کرنل رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی پر رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر حیرت بھرے انداز میں کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

"مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ تم۔ کیا مطلب"۔ کرنل رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھنے کے بعد سامنے بیٹھے ہوئے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت نمایاں تھے۔

" تم نے فون پر کیا معلومات حاصل کی ہیں"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا اس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر موجود تھا جس کی دھار پر وہ بڑے مخصوص انداز میں انگلی پھیر رہا تھا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو تم نے جیمز کو ہلاک کیا ہے ۔ یہ سب کیسے ہو گیا اس کے ساتھی پورے مٹاگو میں الرٹ تھے ۔ تمہارا تعلق بلگارنیہ سے ہے کیا"...... کرنل رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ میرا نام میجر پرمود ہے ۔ جیمز سے ہم نے کنگ ڈیزرٹ میں واقع لیبارٹریوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں لیکن وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ وہ سپلائی کنگ ڈیزرٹ میں واقع نخلستان میں پہنچا دیا کرتا ہے اس کے بعد اس سپلائی کا کیا ہوتا تھا اور کیا نہیں اس کا اسے علم نہ تھا لیکن اس نے تمہارے بارے میں بتایا کہ تمہارا زارڈ ٹاؤن میں آفس ہے اور پورے کنگ ڈیزرٹ میں تمہاری چوکیاں موجود ہیں جن سے پورے صحرا کو مانیٹر کیا جاتا ہے اس لئے تم یقیناً ان لیبارٹریوں کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو گے"...... میجر پرمود نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ اس حد تک اس کی بات درست ہے کہ پورے صحرا میں چوکیاں موجود ہیں لیکن یہ بات غلط ہے مجھے ان لیبارٹریوں کے بارے میں کچھ علم ہے ۔ میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تعلق ہے نہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لیبارٹریاں کس کی ہیں اور کہاں ہیں"...... کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ اب کی بار

اس کا لہجہ پوری طرح سنبھلا ہوا تھا۔

" اس کنگ ڈیزرٹ سے ایک عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر اڑتا ہے جو مسلم ممالک میں کسی ایک ملک کے ایٹمی مرکز پر جا کر پراسرار دھواں پھیلاتا ہے اور واپس آجاتا ہے ۔ لامحالہ اس ہیلی کاپٹر کے نکلنے اور واپس جانے کے تمام راستوں کے بارے میں تمہیں معلوم ہو گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" یہ ہیلی کاپٹر ایکریمین حکومت کا ہے اور اس بارے میں مجھے خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس ہیلی کاپٹر کو نہ مارک کریں اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی کو بتائیں البتہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر اس نخلستان جسے مارجیٹ نخلستان کہا جاتا ہے کے قریب سے باہر آتا ہے اور پھر وہیں غائب ہو جاتا ہے اور ہماری کوئی چوکی مارجیٹ نخلستان کے قریب نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں وہاں جانے کی اجازت ہے ۔ ناشول سے مارجیٹ نخلستان تک کا تمام علاقہ ویسے ہی صحرائی لومڑیوں سے خالی ہے کیونکہ وہاں ریت کے ٹیلے نہیں ہیں بلکہ ہموار ریت ہے اور ایسے علاقے میں صحرائی لومڑیاں نہیں رہ سکتیں"۔ کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بے کار ہو ۔ پھر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا اور خنجر ساتھ والی کرسی پر رکھ کر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

" مجھے ہلاک کر کے تمہیں کیا فائدہ ہو گا ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ میرا

وعدہ ہے کہ میں یا میری کوئی چوکی تمہارے معاملات میں مداخلت
نہیں کرے گی“...... کرنل رچرڈ نے بڑے سنبھلتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

” کرنل رچرڈ ۔ اگر تم سمجھ رہے ہو کہ تم اپنی قربانی دے کر ان
لیبارٹریوں کو بچا لو گے تو یہ تمہاری بھول ہے ۔ ان لیبارٹریوں کے
خلاف میں اور میرا گروپ ہی کام نہیں کر رہا بلکہ ان کے خلاف دو
اور گروپس بھی حرکت میں ہیں ۔ ایک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ
اور دوسرا اسلامی سکیورٹی کونسل کا گروپ ہے ۔ اس لئے لیبارٹریاں تو
بہرحال تباہ ہوں گی ۔ یہ ان کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے ۔ میں
صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس کا کریڈٹ بلگارنیہ کو ملے اس لئے اگر تم
کوئی ایسی ٹپ دے دو جس سے ہم ان دونوں گروپوں سے پہلے ان
لیبارٹریوں تک پہنچ سکیں تو تمہاری جان بچ سکتی ہے ۔ بولو ۔ ہاں یا
نہ میں جواب دو“...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

” مجھے واقعی اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے“...... کرنل رچرڈ
نے کہا۔

” اوکے ۔ پھر مجبوری ہے ۔ تمہیں بتانا تو بہرحال پڑے گا“۔
میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا ۔ اس نے مشین پسٹل واپس جیب
میں ڈال لیا اور دوسری کرسی پر پڑا ہوا خنجر اٹھا لیا ۔ پھر اس سے پہلے
کہ کرنل رچرڈ کچھ کہتا میجر پرمود کا خنجر والا ہاتھ گھوما اور کمرہ کرنل
رچرڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا ۔ میجر پرمود نے

اس کی ایک آنکھ خنجر کی نوک سے کاٹ کر باہر اچھال دی تھی لیکن
دوسرے لمحے میجر پرمود بھی اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا کیونکہ کرنل
رچرڈ نے یکلخت جھٹکا کھا کر اس کے سینے پر سر کی ضرب لگائی تھی ۔
وہ نجانے کس وقت اپنی رسیاں کھول چکا تھا چونکہ اس کے دونوں
ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے اور دونوں ٹانگوں کو بھی
باندھا گیا تھا اس لئے وہ اپنے ہاتھ کھول کر سر سے ضرب لگانے
میں کامیاب ہو گیا تھا ۔ میجر پرمود نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی
سے اٹھا تو اس دوران کرنل رچرڈ جنونیوں کے سے انداز میں اپنی
ٹانگوں کے گرد موجود رسیاں ہٹانے میں مصروف تھا اور پھر جیسے ہی
میجر پرمود اٹھ کر کھڑا ہوا اسی لمحے کرنل رچرڈ بھی رسیوں سے آزاد
ہو جانے میں کامیاب ہو گیا ۔ میجر پرمود نے جیب سے مشین پسٹل
نکالا ہی تھا کہ کرنل رچرڈ یکلخت ہوا میں اچھلا اور میجر پرمود تیزی
سے ایک طرف ہٹا لیکن دوسرے لمحے نہ صرف اس کے ہاتھ سے
مشین پسٹل اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا بلکہ کرنل رچرڈ کی دوسری
لات اس کی ٹھوڑی کے عین نیچے پوری قوت سے پڑی اور میجر پرمود
ایک بار پھر اچھل کر کمرے کے عقبی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ۔ کرنل
رچرڈ کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ واقعی ماہر
لڑاکا تھا کہ اس نے نہ صرف ایک لات سے اس کے ہاتھ پر ضرب
لگائی اور مشین پسٹل گرا دیا بلکہ دوسری لات کی ضرب میجر پرمود کی
ٹھوڑی کے عین نیچے پڑی تھی حالانکہ ایک آنکھ ضائع ہو جانے کے

بعد اس نے ضربات لگائی تھیں اور کرنل رچرڈ کا فوکس سو فیصد درست ثابت ہوا تھا ۔ میجر پرمود دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی یکلخت اچھلا اور کرنل رچرڈ جو دونوں ٹانگوں سے ضرب لگا کر پشت کے بل فرش پر گر کر قلابازی کھا کر اٹھا تھا یکلخت چیختا ہوا فضا میں اڑتا ہوا ایک زور دار دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا کیونکہ میجر پرمود اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک ہاتھ سے اس کا بازو پکڑ کر بجلی کی سی تیزی سے گھوم گیا تھا ۔ جس کے نتیجے میں وہ اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا ۔ اس کے حلق سے چیخ نکلی اور نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا وہ بازو جوڑ سے علیحدہ ہو چکا تھا جسے پکڑ کر میجر پرمود نے اسے گھما کر دیوار کی طرف اچھلا تھا ۔ اس لئے وہ فوری نہ اٹھا سکا تو میجر پرمود نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کرنل رچرڈ کے سینے پر مخصوص انداز میں پیر رکھ دیا تو اس کی تیزی سے اوپر کو اٹھتی ہوئی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے واپس فرش پر جا گریں۔

"بولو کہاں ہیں لیبارٹریاں ۔ بولو"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ مم ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ گارتھ کو معلوم ہو گا ۔ گارتھ کو"...... کرنل رچرڈ کے منہ سے اس انداز میں الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

"کون ہے گارتھ ۔ کیسے اسے پتہ ہو گا"...... میجر پرمود نے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ ڈیزرٹ کا آپریشنل انچارج ہے ۔ وہ سارے ڈیزرٹ کی چوکیاں چیک کرتا ہے ۔ وہ یہاں سب سے پرانا آدمی ہے ۔ وہ یہودی ہے اور حکومت نے اسے خصوصی طور پر یہاں بھیجا ہوا ہے"...... کرنل رچرڈ نے سینے پر موجود دباؤ کی وجہ سے اسی طرح لاشعوری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ملے گا یہ گارتھ"...... میجر پرمود کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

"وہ آفس کے عقب میں واقع مکان میں رہتا ہے ۔ اکیلا رہتا ہے ان دنوں چونکہ آف سیزن ہے اس لئے ساری چوکیاں خالی ہیں ۔ عملہ چھٹیوں پر گیا ہوا ہے اور دو ماہ بعد عملہ آئے گا جب سیزن شروع ہو گا البتہ گارتھ یہاں سے نہیں گیا وہ یہیں کا رہنے والا ہے اسی گاؤں کا ۔ اس کی ساری فیملی یہاں سے ناشول شفٹ ہو چکی ہے لیکن گارتھ یہاں رہتا ہے"...... کرنل رچرڈ نے رک رک کر کہا اور پھر فقرے کے اختتام پر اس کی آواز مدھم پڑتی چلی گئی تو میجر پرمود نے دباؤ ہٹا دیا لیکن اسی لمحے کرنل رچرڈ کے منہ سے خون کا فوارہ سا نکلا اور اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں ۔ میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر مڑا تو کیپٹن توفیق کھڑا تھا۔

"ارے تم کب آئے"...... میجر پرمود نے ایک طرف پڑا ہوا

اپنا مشین پسٹل اٹھاتے ہوئے کہا۔

" میں کرنل رچرڈ کی چیخ سن کر آیا تھا لیکن پھر میں نے مداخلت نہیں کی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ اس کے بس کے نہیں ہیں"۔ کیپٹن توفیق نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" خاصا ماہر لڑاکا تھا۔ بہر حال اس نے اپنے نائب گارتھ کا نام لیا ہے جو اس کے آفس کے عقبی طرف رہتا ہے۔ تم عاطف کو لے کر جاؤ اسے اٹھا کر یہاں لے آؤ"...... میجر پرمود نے کہا۔

" پہلے جا کر ہمیں میک اپ بدلنا ہو گا کیونکہ اس میک اپ میں رین بو کلب والے ہمیں پہچانتے ہیں اور وہاں سپیشل ہال میں ہم نے قتل عام کیا ہے۔ یہ چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔ یہاں ہر آدمی ایک دوسرے کو پہچانتا ہے"...... کیپٹن توفیق نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ نہ صرف ماسک اپ کر لو بلکہ لباس بھی تبدیل کر لو"...... میجر پرمود نے کہا۔

" باس۔ میرا خیال ہے کہ گارتھ سے وہیں پوچھ گچھ کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ تم جو کچھ سوچ رہے ہو وہ ٹھیک ہے۔ ہم وہیں سے آگے بڑھ جائیں گے۔ او کے۔ میں بھی ماسک میک اپ کر لوں اور لباس تبدیل کر لوں۔ تم بھی ایسا کر لو۔ پھر ہم اس کوٹھی کو چھوڑ کر وہاں چلیں گے"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

البانا کے سانتو کلب کا ریڈ کروز اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

" یس کم ان"...... ریڈ کروز نے چونک کر کہا تو دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اس کا خاص آدمی فرینک اندر داخل ہوا۔ فرینک کے ہاتھ میں کارڈ لیس فون پیس تھا۔

" باس۔ کوئین کلب سے میتھو کی کال ہے وہ آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہے"...... فرینک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میتھو۔ اوہ اچھا۔ دو مجھے فون اور تم باہر جاؤ"...... ریڈ کروز نے کہا اور فرینک کے ہاتھ سے فون پیس لے لیا تو فرینک تیزی سے مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا تو اس نے فون آن کر دیا۔

" ہیلو۔ کروز بول رہا ہوں۔ سانتو کلب سے"...... کروز نے

تحکمانہ لہجے میں کہا

" میتھو بول رہا ہوں کوئین کلب سے "...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو کروز بے اختیار اچھل پڑا۔

" تم ۔تم ۔ یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو کوئین کہاں ہے۔ اس سے میری بات کراؤ "...... کروز نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" یہی بتانے کے لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ کوئین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میں اس تنظیم کا سربراہ ہوں ۔ سنا تم نے ۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر میں چاہوں تو تمہارا کلب تم سمیت ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بنا سکتا ہوں ۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا گروپ کیا کر سکتا ہے اور یہ میری طرف سے آخری وارننگ ہے اب اگر تم نے میرے سامنے اونچی آواز میں دوبارہ بات کی تو نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہارا گروپ "...... دوسری طرف سے میتھو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کروز کی حالت ایسی ہو گئی جیسے وہ انسان کی بجائے پتھر کا بت ہو۔

" سن رہے ہو میری بات "...... دوسری طرف سے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا گیا تو کروز بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا واقعی کوئین کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ کس نے کیا ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے "...... کروز نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" وہ ہلاک کر دی گئی ہے ۔ میں نے جو تحقیقات کی ہیں ان

کے مطابق پاکیشیا سے آنے والے ایجنٹوں نے کوئین کو اغوا کر کے ہلاک کیا ہے ۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں ۔ اس لئے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے کوئین کو یہ کام اسرائیلی تنظیم نے دیا تھا جس کی وجہ سے کوئین ماری گئی ہے لیکن اب میں اس معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا اور تم بھی سن لو کہ اگر کوئین نے تمہیں ان غیر ملکی گروہوں کے خلاف کوئی کام دیا ہے تو اب یہ کام ختم سمجھو اور سنو ۔ کوئین کی طرح اب تم نے آمدنی کا آدھا حصہ مجھے بھجوانا ہے۔ سمجھ گئے ہو "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سمجھ گیا ہوں ۔ ایسے ہی ہو گا ۔ کوئین جب تک زندہ تھی میں اس کا ماتحت تھا "...... ریڈ کروز نے کہا۔

" تم واقعی سمجھ دار آدمی ہو ۔ تمہیں وہ تمام سہولیات اسی طرح ملیں گی جو کوئین دیتی تھی لیکن اگر تم نے کبھی بھی حکم عدولی کی تو پھر اس کا نتیجہ بھی تمہیں بھگتنا ہو گا "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کروز نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا اور فرینک کو بلایا۔

" یہ فون لے جاؤ اور رچرڈ سے معلوم کرو کہ سٹارز نے کیا کارروائی کی ہے "...... کرزو نے کہا تو فرینک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فون پیس اٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اس بار رچرڈ اندر داخل ہوا لیکن اس کا متوحش چہرہ دیکھ کر ہی کروز چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے رچرڈ"...... کروز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس ۔ سٹارز کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... رچرڈ نے کہا تو کروز بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا مطلب ۔ کس نے ایسا کیا ہے ۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کروز نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق سپروائزر او برائے ہوٹل کے باہر نشاندہی کے لئے موجود تھا ۔ سٹارز کے وہاں پہنچنے پر وہ سپروائزر سٹار ون کو ساتھ لے کر ہوٹل کے اندر گیا تو لابی میں دو آدمی موجود تھے اور لڑکی موجود نہ تھی جس پر سٹار ون باہر آگیا تا کہ اپنے ساتھیوں کو بتا سکے ۔ پھر وہ دوبارہ اندر گیا تا کہ معلوم کر سکے کہ کیا وہ لڑکی ان کے ساتھ موجود ہے یا نہیں کیونکہ آپ کے حکم کے مطابق وہ ان تینوں پر بیک وقت فائر کھلوانا چاہتا تھا ۔ لیکن پھر اچانک سٹار ون پر ہوٹل کے اندر سے فائر کھول دیا گیا یہ کام ایک لڑکی نے کیا تھا اور پھر وہ لڑکی باہر چلی گئی اور باہر موجود سٹارز کو اس نے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ہلاک کر دیا اور غائب ہوگئی ۔ ہمیں جب اطلاع ملی تو میں نے اس سپروائزر کو ٹریس کیا ۔ اس سپروائزر نے یہ ساری تفصیل بتائی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ وہ تینوں کمرے چھوڑ کر غائب ہو گئے ہیں"...... رچرڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ان کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا بڑے سٹارز بنے پھر رہے تھے ۔ ایک لڑکی کے ہاتھوں مارے گئے ۔ ان کی

ٹیں مت وصول کرنا نانسنس ۔ بزدل ۔ اور سنو ۔ اب ان ایجنٹوں ے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کوئین کو بھی ان ایجنٹوں نے لاک کر دیا ہے اور اب کوئین کی جگہ میتھو نے لے لی ہے اور میتھو نے فون کر کے بتایا ہے کہ اب وہ اس کیس پر کام نہیں کرے گا"۔ کروز نے کہا۔

"اوہ ۔ کوئین کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"...... رچرڈ نے انتہائی یرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ اور اب تم دفع ہو جاؤ ۔ میں نے بھی بہت شراب پی ا ہے ۔ اب میں کچھ دیر آرام کروں گا ۔ تم ماریانا کو بھیج دو میرے اس"...... کروز نے کہا۔

"لیس باس"...... رچرڈ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے کمرے سے اہر چلا گیا۔

"ہونہہ ۔ بزدل ۔ ایک لڑکی سے مار کھا گئے"...... کروز نے بڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور عقبی دروازے کی رف بڑھ گیا ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی اندر ئل ہوئی تو کروز نے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔

"آؤ ماریانا ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا ۔ آؤ"...... کروز نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور عقبی رف موجود اپنے بیڈ روم میں داخل ہو گیا ۔ اس کے پیچھے لڑکی ریانا بھی کمرے میں داخل ہوئی اور ایک الماری کی طرف بڑھ گئی

جہاں کروز نے خصوصی شراب تیار کرا کر رکھی ہوئی تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ کروز ایک پوری بوتل پی لے گا تب اسے نیند آئے گی ۔ اس لئے وہ الماری کی طرف بڑھ گئی تھی ۔ کروز ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تا کہ لباس تبدیل کر سکے لیکن اس نے ابھی دو قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ کمرے میں یکلخت گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دینے لگی تو کروز یکلخت مڑ کر دروازے کی طرف بھاگا اور ماریانا بھی حیران ہو کر وہیں رک گئی تھی لیکن جیسے ہی کروز دروازے تک پہنچا یکلخت گھنٹی بجنی بند ہو گئی ۔

" یہ کیا ہوا ہے ۔ یہ خطرے کا الارم کیوں بجا ہے"...... کروز نے مڑ کر دوبارہ آفس میں آتے ہوئے کہا ۔ ماریانا بھی اس کے پیچھے ہی آفس میں آ گئی۔

" فرینک"...... کروز نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کروز یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ دروازے سے ایک انتہائی باوقار شخصیت کا مالک ایکریمین اندر داخل ہو رہا تھا اس کے پیچھے ایک ایکریمین لڑکی تھی۔

" تمہارا نام کروز ہے اور تم نے سٹارز نامی بدمعاشوں کو اوبرا ہوٹل بھیجا تھا"...... اس آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو کروز کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی ایجنٹ ہیں جن کی ہلاکت کے لئے اسے حکم دیا گیا تھا۔

" وہ ۔ وہ ۔ وہ مشن تو ختم ہو گیا"...... کروز نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے ہاتھ جیکٹ کی جیب کی طرف بڑھایا لیکن دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گرا ۔ اس کے دائیں کان پر جیسے آگ کا الاؤ سا جل اٹھا تھا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں ماریانا کی چیخ سنائی دی اور پھر کروز کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر پورا کوہ ہمالیہ آن گرا ہو اور اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات جیسے گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے ۔

کرنل فریدی ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے
سامنے کروز کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ کرنل فریدی کو
سانتو کلب کے اس حصے میں پہنچنے میں کوئی خاص دشواری نہ ہوئی تھی
جس حصے میں کروز کا آفس تھا۔ ایک ویٹر نے بھاری رقم وصول کر
کے انہیں نہ صرف اس حصے کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی
بلکہ وہاں سے آنے جانے کے خفیہ راستے کی نشاندہی بھی کر دی تھی
جو سانتو کلب کے عقب میں ایک گلی میں تھا اور پھر کیپٹن حمید اس
ویٹر کو دروازے کی نشاندہی کے لئے ساتھ لے آیا اور کرنل فریدی
کے اشارے پر اس ویٹر کی گردن توڑ دی گئی اور اس کی لاش کو گ
میں پڑے ہوئے بڑے بڑے ڈرموں کے عقب میں ڈال دیا گ
اس آفس نما حصے میں صرف دو آدمی ان سے ٹکرائے تھے اور
دونوں مارے گئے تھے۔ البتہ ایک آدمی کے مرنے سے پہلے کرن

فریدی نے اس سے کروز کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں
اس لئے وہ اس کے آفس میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک لڑکی بھی موجود
تھی۔ پھر کروز نے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو کرنل
فریدی نے اس پر فائر کھول دیا تھا لیکن چونکہ وہ اس سے پوچھ گچھ
کرنا چاہتا تھا اس لئے گولیوں نے اس کا کان اڑا دیا تھا۔ البتہ اس
کے پیچھے کھڑی لڑکی نے مڑ کر بھاگنے کی کوشش کی تھی اس لئے کرنل
فریدی نے اسے ویسے ہی گولی مار دی تھی۔ پھر کیپٹن حمید نے ملیکا
کے ساتھ مل کر اس سارے حصے کو کنٹرول کر لیا۔ کلب سے آنے
والے راستے کو بلاک کرنے کے بعد کرنل فریدی کے حکم پر کروز کو
کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دیا گیا اور کیپٹن حمید نے اسے
ہوش میں لانے کے لئے اس کے چہرے پر زور دار تھپڑ مارنے
شروع کر دیئے کیونکہ کرنل فریدی نے اس کے سر پر مشین پسٹل کا
دستہ مار کر اسے بے ہوش کیا تھا اس لئے تیسرے تھپڑ پر کروز چیختا ہوا
ہوش میں آ گیا۔ اس کے کان سے بہنے والا خون اب رک چکا تھا۔
”تم۔ تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ تم یہاں کیسے آ گئے“۔
کروز نے ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا۔
”آہستہ بولو ورنہ گولی دل میں اتار دوں گا“...... کرنل فریدی
نے غراتے ہوئے کہا تو کروز یکلخت اس طرح سہم گیا جیسے سانپ
کے پھنکارنے پر چڑیاں سہم جاتی ہیں۔
”تمہارا نام کروز ہے اور تم یہاں کوئین کے نمائندے ہو۔ تم کیا

کہہ رہے ہو کہ کوئین نے مشن ختم کر دیا ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... اس بار کروز نے آہستہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے میتھو کے فون آنے سے لے کر ساری بات بتا دی۔

"اس لیبارٹری کے بارے میں تمہیں کیا معلوم ہے۔ اگر تم سچ سچ بتا دو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا کیونکہ تم جیسے کیڑے مکوڑوں کو ہلاک کرتے ہوئے مجھے قطعاً خوشی نہیں ہوتی"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ بالکل بتا دیتا ہوں۔ تمہارے لہجے میں نجانے کیا بات ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ میں کوئی بات چھپانا بھی چاہوں تو نہیں چھپا سکتا"...... کروز نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑفوں کرنل فریدی کی ایک ہی گھرکی سے غائب ہو گئی تھی اور اب وہ کوئی سہما ہوا سا بچہ دکھائی دے رہا تھا۔

"تقریر مت کرو۔ اصل بات کرو۔ میرے پاس فضول وقت نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ کنگ ڈیزرٹ میں یہودیوں کی دو لیبارٹریاں ہیں۔ ان کا راستہ ناشول سے شمال مغرب میں واقع ایک چھوٹے سے ٹاؤن کروش سے جاتا ہے۔ کروش ٹاؤن کا ایک کلب ہے جس کا نام بھی کروش کلب ہے۔ اس کلب کا مالک بھی کروش

ہے لیکن کروش اس کلب میں نہیں رہتا۔ وہ اس علاقے کا بہت بڑا لارڈ ہے۔ پورا کروش اور اس کے ارد گرد کا تمام علاقہ اس کی ملکیت ہے۔ اسے وہاں لارڈ کروش کہا جاتا ہے۔ اس کا محل جسے کروش مینشن کہا جاتا ہے وہاں سے ان لیبارٹریوں کا راستہ جاتا ہے۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... کروز نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے یہ سب کچھ"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں دراصل کروش کا رہنے والا ہوں۔ لارڈ کروش کے ہاں میرا باپ ملازم تھا۔ پھر اس نے ایک بار لارڈ صاحب کے سامنے اونچی آواز میں بات کر دی جس پر اسے ہلاک کر دیا گیا۔ میری ماں اور مجھے البتہ وہیں رہنے دیا۔ میں اس وقت سترہ اٹھارہ سال کا تھا۔ میں نے لارڈ سے انتقام لینے کا سوچا اور پھر اس کا خاص ملازم میرا دوست بن گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ لارڈ کروش دراصل حکومت اسرائیل کا خاص آدمی ہے اور یہاں صحرا میں یہودیوں نے دو لیبارٹریاں بنائی ہوئی ہیں جن کے راستے کو چھپانے کے لئے لارڈ صاحب کا محل بنایا گیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ لارڈ اتنا بڑا آدمی ہے کہ وہ چاہے تو حکومت ایکریمیا پر قبضہ کر لے۔ یہ باتیں سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور پھر میں وہاں سے فرار ہو کر یہاں آ گیا اور اب یہاں کا سب سے بڑا گینگسٹر ہوں"...... کروز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم دوبارہ کبھی کروش گئے ہو"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ہاں ۔ بے شمار بار گیا ہوں ۔ لارڈ سے بھی مل چکا ہوں ۔ لارڈ اب کافی بوڑھا ہو گیا ہے اور وہ مجھے پہچان نہیں سکا ۔ میں نے اسے یہاں کا پتہ بتا کر صرف اتنا بتایا ہے کہ میں بھی یہاں کا رہنے والا ہوں ۔ اس کے علاوہ میں نے اسے کچھ نہیں بتایا اور میں اپنے والد کے انتقام کو بھی بھول چکا ہوں ۔ کیونکہ مجھے بعد میں معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ نے دراصل لیبارٹری کے بارے کھلے عام بات کر دی تھی اس لئے اسے ہلاک کیا گیا تھا"...... کروز نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں اس کا فون نمبر معلوم ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں ۔ میں فون سے الرجک ہوں ۔ صرف فون سنتا ہوں مجھے فون کی گھنٹی سے نفرت ہے اس لئے میرے آفس میں کوئی فون نہیں ۔ فون رچرڈ سنتا تھا ۔ اس کو نمبر معلوم ہو گا"...... کروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمید سے کہو کہ کارڈ لیس فون لے آئے"...... کرنل فریدی نے ساتھ بیٹھی ہوئی ملیکا سے کہا تو ملیکا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

"اس محل میں لارڈ کروش نے کس طرح کے حفاظتی انتظامات رکھے ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔ میں نے محل کے بڑے گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے میں لارڈ صاحب سے ملاقات کی تھی ۔ ویسے لارڈ صاحب اس کمرے میں ہی ملاقات کرتے ہیں ۔ اس سے آگے جانے کی کسی کو اجازت ہی نہیں ہے"...... کروز نے جواب دیا ۔ اسی لمحے ملیکا واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون پیس تھا۔

"کیا یہ وہی لڑکی ہے جس نے اوبرائے ہوٹل میں سٹارز کو ہلاک کیا تھا"...... کروز نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں ۔ کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا ۔ ملیکا بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"سٹارز کی شہرت ایسی تھی کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایک لڑکی ایسا کر سکتی ہے جبکہ وہ پوری فورس کے قابو میں نہ آنے والے تھے لیکن مجھے اطلاع اس وقت ملی جب میتھو مجھے بتا چکا تھا کہ کوئین کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب یہ مشن ختم کر دیا گیا ہے ورنہ اس لڑکی کے خلاف میں پورے ٹاؤن کو سامنے لے آتا"...... کروز نے کہا۔

"پھر پورے ٹاؤن کا وہی حشر ہوتا جو تمہارے سٹارز کا ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ساتھ بیٹھی ہوئی ملیکا کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" اب تم بولو گے نہیں "...... کرنل فریدی نے کروز سے کہا اور پھر فون آن کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" کروش ٹاؤن کا یہاں سے رابطہ نمبر دیں "...... کرنل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل فریدی نے کال آف کی اور پھر انکوائری کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے اس نے آخر میں دوبارہ انکوائری کے بین الاقوامی نمبر پریس کر دیئے۔

" یس انکوائری پلیز "...... ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

" لارڈ مینشن کا نمبر دیں "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" سوری سر۔ کروش میں سیٹلائٹ فونز ہیں۔ لوکل ایکس چینج کا فون نمبر نہیں ہے "...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" سیٹلائٹ نمبر کہاں سے معلوم کیا جا سکتا ہے "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" ناشول دارالحکومت سے "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل فریدی نے کال آف کر کے دوبارہ مقامی انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی پہلے والی نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہاں سے دارالحکومت ناشول کا نمبر دیں "...... کرنل فریدی

نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل فریدی نے ایک بار پھر کال آف کی اور پھر نمبر پریس کر کے اس نے انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔

" یس انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

" سیٹلائٹ فون کا نمبر معلوم کرنا ہے۔ کیا آپ بتائیں گی یا کوئی اور ایجنسی بتائے گی "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" سیٹلائٹ انکوائری فون کریں "...... انکوائری آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔ کرنل فریدی نے کال آف کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سیٹلائٹ انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

" کروش ٹاؤن میں کروش مینشن کا نمبر دیں "...... کرنل فریدی نے کہا۔

" سوری۔ یہ نمبر سپیشل ہے اس لئے اسے اوپن نہیں کیا جا سکتا "...... دوسری طرف سے روکھے سے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل فریدی نے کال آف کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سیٹلائٹ انکوائری پلیز "...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی جس نے نمبر اوپن نہ کرنے کا کہا تھا۔

" چیف آفس سے کمانڈر رتھ مین بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے لہجہ اور آواز بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا کیونکہ ایکریمیا میں چیف آفس ملٹری ہیڈ کوارٹر کو کہا جاتا تھا۔

" لارڈ کروش کا فون نمبر دیں تا کہ ان سے جنرل صاحب بات کر سکیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً نمبر بتا دیا گیا اور کرنل فریدی نے کال آف کر دی۔ کروز ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ کرنل فریدی نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

" یس"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" چیف آفس سے جنرل رتھ مین بول رہا ہوں"...... کرنل فریدی نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

" جنرل رتھ مین۔ کیا آپ چیف آفس میں اب تعینات ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" لارڈ کروش۔ مجھے ایکریمین پریذیڈنٹ نے خصوصی طور پر یہاں تعینات کیا ہے"...... کرنل فریدی نے لہجے کو مزید سرد کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" حکومت کو مسلسل اطلاعات مل رہی ہیں کہ مسلم ممالک کی یکرٹ ایجنسیاں کنگ ڈیزرٹ میں آپریشن کرنے کے لئے حرکت یں ہیں اور وہ کسی بھی لمحے کنگ ڈیزرٹ پہنچ سکتی ہیں۔ اس سلسلے یں آپ کے پاس کیا اطلاعات ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کنگ ڈیزرٹ میں تو صرف صحرائی لومڑیوں کا شکار کھیلا جاتا ہے اور ان دنوں اس کا سیزن بھی آف ہے اس لئے غیر ملکی یجنسیوں کا کیا تعلق جناب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا لیکن کرنل فریدی نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ لارڈ کروش دانستہ بات کو چھپا رہا ہے اور وہ اس کی وجہ بھی سمجھ گیا کہ چونکہ لیبارٹریاں پرائیویٹ تنظیم کی تھیں اس لئے اسے حکومت ایکریمیا کے نوٹس میں نہیں لایا جا سکتا تھا۔

" آپ حکومت سے دانستہ معاملات کو چھپا رہے ہیں اور آپ نتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے جبکہ حکومت کو علم ہے کہ ہاں دو سائنسی لیبارٹریاں موجود ہیں جن کے راستے آپ کے مینشن ے جاتے ہیں"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" سوری سر۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔ ایسی کوئی ت نہیں ہے"...... لارڈ کروش نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس ے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

" اوکے"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بطہ کاٹ دیا۔

" وہ لوگ آسانی سے کیسے مان سکتے ہیں جناب"...... کروز نے کہا اس کو شاید یہی خیال آیا تھا کہ کہیں کرنل فریدی اسے جھوٹا نہ سمجھ لے لیکن کرنل فریدی لارڈ کروش کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ کروز نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔

" ہاں ٹھیک ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس کے اٹھتے ہی ملیکا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

" یہاں سے کروش ٹاؤن جانے کا شارٹ کٹ راستہ کون سا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" ایک ہی سڑک جاتی ہے۔ بہت طویل فاصلہ ہے۔ پورے ڈیزرٹ کی سائیڈ سے گزر کر وہاں پہنچنا پڑتا ہے۔ سات ساڑھے سات سو کلو میٹر کا فاصلہ ہے"...... کروز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا یہاں سے ہیلی کاپٹر سروس بھی ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" نہیں جناب"...... کروز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں جھکا لیں۔

" کیا تمہارا ذاتی ہیلی کاپٹر ہے"...... کرنل فریدی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں جناب۔ میرے پاس اتنی دولت کہاں"...... کروز نے جواب دیا لیکن اس بار کرنل فریدی اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ

وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ تم جھوٹ بول کر اپنی زندگی بچا لو گے"...... کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

" وہ۔ وہ میں درست کہہ رہا ہوں"...... کروز نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" تم جھوٹ بول رہے ہو اور مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔ میں تمہیں زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا تھا لیکن اب نہیں"...... کرنل فریدی نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی بندھے ہوئے کروز کے حلق سے صرف ہلکی سی چیخ ہی نکل سکی اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

" سب کچھ بتانے کے بعد یہ معمولی بات کیوں چھپا رہا تھا"۔ ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ہیلی کاپٹر مارک ہو جائے کیونکہ لارڈ کروش اسے جانتا تھا اور اس نے یہیں رہنا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اب ہم نے کروش جانا ہے"...... ملیکا نے کرنل فریدی کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ہیلی کاپٹر یہیں کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ اب ہم اصل ٹارگٹ کے قریب پہنچ گئے ہیں اس لئے اب تیزی سے آگے بڑھنا

ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"لیکن لیبارٹریوں کی تباہی کے لئے اسلحہ کہاں سے آئے گا"...... ملیکا نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہم پہلے ناشول جائیں گے اور پھر وہاں سے کروش ٹاؤن"۔

کرنل فریدی نے جواب دیا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

لارڈ کروش بوڑھا آدمی تھا لیکن بوڑھا ہونے کے باوجود نہ صرف اں کی جسمانی صحت بے حد شاندار تھی بلکہ اس کے جسم میں جوانوں بھی چستی بھی تھی۔ وہ ایک بڑے کمرے میں فون کے سامنے بیٹھا ا تھا اور اس کی نظریں فون پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کا انداز ایسے جیسے اسے کسی بھی لمحے فون کی گھنٹی بجنے کا انتظار ہو اور پھر واقعی لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر یور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ کروش نے اپنے مخصوص تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب۔ آپ کو جو کال کی گئی ہے وہ چیف آفس سے بلکہ البانا کے سانتو کلب سے کی گئی ہے"...... دوسری طرف مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ کروش بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے"...... لارڈ کروش نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... لارڈ کروش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر یکے بعد دیگرے نے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس لارڈ"...... انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"البانا کے سانتو کلب کے ریڈ کروز سے میری بات کراؤ"۔ لارڈ کروش نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اوراس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... لارڈ کروش نے ہونٹ چباتے ہوئے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ کروش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"مارجر بول رہا ہوں جناب ۔ البانا کے سانتو کلب کے ریڈ کروز کو اس کے آفس کے مخصوص حصے میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اس کی لاش کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی ملی ہے اور اس کے وہاں موجود تمام افراد کی لاشیں بھی وہاں سے ملی ہیں جناب اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ریڈ کروز کے ذاتی ہیلی کاپٹر کو ناشول کی طرف پرواز کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ ۔ وری بیڈ ۔ تم ایسا کرو کہ ناشول میں میری بات کراؤن سے کراؤ ۔ فوراً"...... لارڈ کروش نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ

دیا ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ریڈ کروز کی موت اور اس کے ہیلی کاپٹر کو ناشول کی طرف جاتے دیکھے جانے سے وہ کسی حد تک بات کو سمجھ گیا تھا ۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ مسلم ممالک کی تین سیکرٹ ایجنسیاں لیبارٹریوں کے خاتمے کے لئے حرکت میں ہیں لیکن اسے سو فیصد کیا دو سو فیصد یقین تھا کہ وہ لاکھ سر مارتی پھریں انہیں کسی صورت بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ لیبارٹریاں کنگ ڈیزرٹ میں کہاں ہیں جبکہ اب جس آدمی نے ان سے چیف آفس کا کمانڈر بن کر بات کی تھی اس کی باتوں نے واضح کر دیا تھا کہ انہیں اس بات کا علم ہو چکا ہے اور وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں ۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"کراؤن لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"البانا کے سانتو کلب کے ریڈ کروز کو جانتے ہو"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"یس سر ۔ بہت اچھی طرح سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا ذاتی ہیلی کاپٹر ہے ۔تم اس ہیلی کاپٹر کو پہچانتے ہو"۔ لارڈ کروش نے کہا۔

"یس سر۔ اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے اور مخصوص نشان بھی بنا ہوا ہے ۔ وہ اس ہیلی کاپٹر پر ناشول آتا رہتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو اب غور سے سنو ۔ کسی ایشیائی ایجنسی کے لوگوں نے ریڈ کروز کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کا ذاتی ہیلی کاپٹر ناشول کی طرف جاتے دکھائی دیا ہے ۔ وہ لازماً ناشول پہنچے ہوں گے ۔ یہ لوگ کنگ ڈیزرٹ پر حملہ کرنے کے لئے حرکت میں ہیں اور ہوسکتا ہے کہ وہ اسلحہ وغیرہ لینے کے لئے ناشول گئے ہوں ۔تم نے وہیں ان کا خاتمہ کرنا ہے ۔کیا تم ایسا کر سکتے ہو"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"بڑی آسانی سے سر۔ یہاں ناشول میں وہ میرے آدمیوں سے نہیں بچ سکتے ۔ یہاں آپ کے خادم کراؤن کی حکومت ہے سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ یہ کام کر کے مجھے فوراً تفصیلی رپورٹ دو"...... لارڈ کروش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لارڈ کروش بول رہا ہوں ۔ پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں ۔اٹ از ایمرجنسی"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی مخصوص بھاری آواز سنائی دی۔

"کروش ٹاؤن سے لارڈ کروش بول رہا ہوں سر"...... لارڈ کروش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ ۔ کیوں کال کی ہے ۔ کیا ایمرجنسی ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔ لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"سر۔کسی مسلم ملک کی ایجنسی یہاں تک پہنچ چکی ہے"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"کیا ۔کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔کون سی ایجنسی ۔ کیا ہوا ہے ۔ تفصیل سے بات کریں"...... صدر نے چیخ کر کہا تو لارڈ کروش نے چیف آفس سے آنے والی فون کال کی تفصیل بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ اس نے چیف آفس فون کیا تھا ۔ وہاں سے پتہ چلا کہ وہاں سے کوئی کال نہیں کی گئی تو اس نے معلوم کرایا کہ کال کہاں سے ہوئی ہے تو اسے بتایا گیا کہ کال البانا کے سانتو کلب سے کی گئی ہے ۔

پھر وہاں فون کرنے سے معلوم ہوا کہ سانتو کلب کے ریڈ کروز کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے ذاتی ہیلی کاپٹر کو ناشول کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ لارڈ کروش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہودیوں کی یہ انتہائی اہم ترین لیبارٹریاں شدید خطرے میں ہیں۔ میں تو مطمئن تھا کہ یہ لوگ کچھ بھی کر لیں وہاں تک نہیں پہنچ سکتے لیکن یہ لوگ نہ صرف وہاں پہنچ گئے ہیں بلکہ اب کسی بھی لمحے وہاں قیامت بن کر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر یہ تین ایجنسیاں ہیں۔ نجانے باقی دو کہاں ہیں اور کیا کر رہی ہیں۔ ہمیں فوراً ان کے سامنے مضبوط بند باندھنا ہوگا ورنہ ہماری تمام امیدیں خاک میں مل جائیں گی"...... صدر نے بچوں کے سے انداز میں ایک لحاظ سے روتے ہوئے لہجے میں کہا اور لارڈ کروش کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اسرائیل جیسے ملک کا صدر بھی اس انداز میں ان لوگوں سے خوفزدہ ہو سکتا ہے۔

" سر۔ وہ چاہے کچھ بھی کر لیں لیبارٹریوں تک نہیں پہنچ سکتے"۔ لارڈ کروش نے کہا۔

" تم انہیں نہیں جانتے لارڈ کروش۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ اب دیکھو کہ وہ تم تک پہنچ گئے ہیں اور لیبارٹریوں کے راستے تمہارے محل سے جاتے ہیں۔ اب وہ قیامت بن کر تم پر ٹوٹ پڑیں

گے۔ تم یہ محل فوراً خالی کر دو اور کسی خفیہ جگہ پر شفٹ ہو جاؤ۔ میں لیبارٹریوں کو مکمل طور پر نہ صرف سیل کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں بلکہ اب ان کے دفاع کے لئے ڈیزرٹ کنگ میں بلیو آرمی کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہ شکاری چیک پوسٹوں پر رہیں گے اور ڈیزرٹ میں داخل ہونے والے کسی بھی آدمی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو گولیوں سے اڑا دیں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ کروش نے حیرت بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔ کافی دیر تک وہ ساکت بیٹھا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اسرائیل کا صدر اس انداز میں حکم دے سکتا ہے لیکن بہرحال ان کا حکم ماننا ضروری تھا اس لئے اس نے فوری طور پر محل خالی کر کے کروش ٹاؤن میں ہی ایک حویلی نما عمارت میں شفٹ ہونے کا سوچ لیا اور پھر یہ سوچ کر اس نے رسیور اٹھا لیا تاکہ محل خالی کرنے اور شفٹنگ کے احکامات دے سکے۔

ایک بڑی جیپ تیزی سے مارس ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر ، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے ۔ جیپ کے آخری حصے میں سیاہ رنگ کے تین بڑے تھیلے موجود تھے ۔ عمران چارٹرڈ طیارے سے ناشول پہنچا تھا اور پھر ناشول سے اس نے یہ جیپ اور اسلحہ حاصل کیا اور پھر اس جیپ کے ذریعے وہ مارس ٹاؤن کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ مارس ٹاؤن سے کنگ ڈیزرٹ کے واحد نخلستان تک آسانی سے پہنچا جا سکتا تھا ۔ یہ جیپ ایسی تھی جو سڑک کے ساتھ ساتھ صحرا میں چلنے کے لئے بھی بہترین سمجھی جاتی تھی ۔ مارس ٹاؤن ابھی ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ پر تھا اس لئے وہ سب اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے ۔

" عمران صاحب ۔ نخلستان تو صحرا کی بیرونی حدود سے بے

قریب ہے ۔ کیا لیبارٹریاں اس کے نیچے ہوں گی "...... اچانک صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ لیبارٹریاں صحرا کے درمیان ہوں گی ۔ البتہ اس نخلستان کے چشمے سے پانی وہاں تک لے جایا جاتا ہوگا "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" نہیں ۔ ایسی لیبارٹریوں کے لئے پانی سپلائی نہیں کیا جاتا ۔ انہوں نے اس کا کوئی اور انتظام کیا ہو گا "...... عمران نے جواب دیا۔

" وہ استعمال شدہ پانی بھی تو پائپوں کے ذریعے باہر نکالتے ہوں گے "...... صفدر نے کہا۔

" وہیں صحرا میں ڈال دیتے ہوں گے "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اب یہ تو اس چشمے کو دیکھ کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ کتنا بڑا چشمہ ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک پڑے ۔ عمران نے جیپ کی رفتار کم کر دی اور جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ آر کالنگ ۔ اوور "...... دوسری طرف سے راڈل کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ ایم اٹنڈنگ یو ۔ اوور " عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"جناب ۔ آپ کے حکم پر میں نے ایم اور ایس کو چیک کیا ہے۔ اس چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ پریذیڈنٹ اے نے کسی لارڈ کروش کی کال پر فوری طور پر بلیو آرمی کو وہاں بھجوایا ہے ۔ بلیو آرمی پریذیڈنٹ اے کی نئی ایجنسی ہے جس کا تعلق فوج کی سپیشل سروسز سے ہے اور اس کا انچارج کرنل مارتھر ہے ۔ کے ڈی میں ہر طرف شکاریوں کو مانیٹر کرنے کی چوکیاں بنی ہوئی ہیں اور بلیو آرمی نے ان چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے ۔ ان کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ ہے اور اب کے ڈی میں داخل ہونے والا خرگوش بھی ان کی نظروں سے نہیں بچ سکتا ۔ وہ اسے میزائل سے آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں ۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ماجیٹ میں خصوصی چوکی بنائی ہے ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا انہیں اصل معاملے کا علم ہے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ۔ ان کا رابطہ اصل سے نہیں ہے ۔ ان کے ذمے باہر کا کام ہے ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ شکریہ ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔

"کیا ہوا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے راڈل کے ذمے لگایا تھا کہ وہ اسرائیل کے

یذیڈنٹ ہاؤس میں اپنے آدمیوں سے رابطہ کر کے معلوم کرے کہ ن تک کیا اطلاعات پہنچ رہی ہیں ۔ اس کے جواب میں اس نے ایا کہ کسی لارڈ کروش نے صدر اسرائیل کو اس معاملے میں اطلاع ی ہے تو صدر نے اسرائیلی فوج کے سپیشل سروسز گروپ سے تعلق کھنے والی بلیو آرمی نامی ایجنسی کو فوری طور پر کنگ ڈیزرٹ بھجوا دیا ہے اور چونکہ یہ ڈیزرٹ صحرائی لومڑیوں کے شکار کے لئے پورے یکریمیا میں مشہور ہے اس لئے یہاں غیر قانونی شکار کو چیک کرنے کے لئے خصوصی اقدامات ہیں ۔ ڈیزرٹ میں جگہ جگہ چوکیاں بنائی گئی ہیں جن کے ساتھ ساتھ اونچے ٹاورز ہیں جن پر جدید ترین چیکنگ مشینری نصب ہے اور نیچے چوکی میں بیٹھ کر صحرا کو وسیع رینج میں چیک کیا جاتا ہے ۔ اس طرح کنگ ڈیزرٹ میں داخل ہونے والا پرندہ بھی ان کی نظروں سے نہیں بچ سکتا اور اب یہ چوکیاں بلیو آرمی نے سنبھال لی ہیں"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ لوگ ہمیں نخلستان تک کیسے پہنچنے دیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہم نے اس مارس ٹاؤن پہنچ کر روز میری کلب کے ذریعے پہلے معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر باقاعدہ پلاننگ کے تحت اندر جائیں گے ۔ ویسے منہ اٹھائے اگر اندر گئے تو مارے جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر

مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد انہیں دور سے مارس ٹاؤن کی عمارتیں نظر آنا شروع ہو گئیں ۔ تھوڑی دیر بعد وہ مارس ٹاؤن میں داخل ہوئے تو سامنے ہی انہیں روز میری کلب کی عمارت اور اس پر موجود بورڈ نظر آنے لگ گیا تو عمران نے جیپ اس کی پارکنگ میں روک دی۔

" تم یہیں رکو ۔ میں اور جولیا اندر جائیں گے"...... عمران نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا ۔ دوسری سائیڈ سے جولیا بھی نیچے اتر آئی اور پھر وہ دونوں کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔کلب کا چھوٹا سا ہال تھا جو تقریباً خالی تھا ۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر دو آدمی موجود تھے۔

" یس سر"...... ان میں سے ایک آدمی نے ان کے قریب پہنچتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میڈم روزی موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

" یس سر"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" انہیں کہو کہ ناشول سے مائیکل آیا ہے ۔ راڈل کی ٹپ ہے"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ آپ کے بارے میں یہاں اطلاع موجود ہے"...... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قریب موجود ایک ویٹر کو بلایا۔

" انہیں میڈم کے آفس تک پہنچا دو"...... اس آدمی نے ویٹر سے کہا۔

" آیئے سر"...... اس ویٹر نے کہا تو عمران اور جولیا اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری کے آخر میں موجود دروازے تک پہنچ گئے ۔ ویٹر نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹ گیا ۔ عمران اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے جولیا تھی ۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد لیکن انتہائی بھاری اور موٹے جسم کی مالک عورت بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس کی جسامت دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ عورت کی بجائے کوئی دیونی ہو ۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی مناسبت سے خاصا بڑا تھا اور سر پر بوائے کٹ بال تھے ۔ جیسے ہی عمران اور جولیا اندر داخل ہوئے وہ اس طرح اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہوں ۔ عمران جیسا شخص بھی اس کے بھاری جسم کے باوجود اس کی چستی اور پھرتی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

" آیئے ۔ آیئے ۔ مجھے کاؤنٹر سے اطلاع مل گئی ہے ۔ خوش آمدید"...... اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران تو اس طرح سائیڈ کرسی پر بیٹھ گیا جیسے میلوں دور سے دوڑتے ہوئے اسے پہلی بار بیٹھنے کا موقع ملا ہو جبکہ جولیا نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

" سوری ۔ میں اس قدر تھک گیا ہوں کہ آپ جیسے ہیوی ویٹ چیمپئن سے مصافحہ کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو میڈم روز میری اس طرح اونچی آواز میں قہقہہ مار کر ہنسی کہ پورا کمرہ گونج اٹھا اور عمران نے بے اختیار دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں۔

" تمہارا نام مائیکل ہے ۔ مجھے ناشول سے راڈل نے تو یہی بتایا تھا "...... روز میری نے واپس اپنی بڑی سی مضبوط کرسی پر بیٹھتے ہوئے اونچی اور بھاری آواز میں کہا۔

" ہاں ۔ نام تو میرا یہی ہے لیکن یہ نام تمہارے منہ کے سائز کے لحاظ سے بے حد چھوٹا لگ رہا ہے اس لئے کیا خیال ہے اگر میں نام تبدیل کر لوں اور لارڈ کروش رکھ لوں تو کیسا رہے گا "۔ عمران نے کہا تو وہ دیونی نما عورت یکلخت اس طرح اچھل پڑی جیسے کرسی کی سیٹ سے کانٹے نکل آئے ہوں۔

" لارڈ کروش ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تو کیا تم لارڈ کروش کے آدمی ہو "۔ روز میری کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

" کیا لارڈ کروش کسی آدم خور بلا کا نام ہے جو تم اس کا نام سنتے ہی خوفزدہ ہو گئی ہو ۔ میں نے تو ویسے ہی یہ نام لے دیا تھا "۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

" سچ بتاؤ ۔ اس کا نام ویسے کوئی نہیں لے سکتا ۔ وہ ریاست ٹسی کا سب سے خطرناک آدمی ہے ۔ اس کا نام لینے والا فوراً ہلاک کر دیا جاتا ہے "...... روز میری کی حالت ویسے ہی تھی بلکہ اب تو اس

کے چہرے پر مزید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تم راڈل سے بات کر کے تسلی کر لو ۔ اس طرح اگر تم نے باتیں کیں تو تم ایک لاکھ ڈالر سے محروم ہو جاؤ گی جو ہم تمہیں دینے کے لئے اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہیں "...... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اس نے تو راڈل کی کال میں لارڈ کروش کا نام سن کر یہ نام لے دیا تھا اس لیکن جس طرح یہ عورت اس نام سے خوفزدہ ہوئی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب یہ عورت لارڈ کروش کے خوف کی وجہ سے ان سے تعاون نہیں کرے گی۔

" ایک لاکھ ڈالر ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔ تم بتاؤ مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہو "...... ایک لاکھ کا ڈالر کا سنتے ہی روز میرز کی حالت اس طرح بدل گئی جیسے وہ زندگی میں کبھی کسی سے خوفزدہ نہ ہوئی ہو۔

" تمہیں معلوم ہے کہ کنگ ڈیزرٹ میں دو سائنسی لیبارٹریاں ہیں جو انڈر گراؤنڈ ہیں "...... عمران نے کہا تو روز میری ایک بار پھر چونک پڑی۔

" تمہیں کس نے بتایا ہے ۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے "...... روز میری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" اس ٹاپ سیکرٹ کی وجہ سے تو تمہیں ایک لاکھ ڈالر دیئے جائیں گے "...... عمران نے ایک بار پھر ایک لاکھ ڈالر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ مجھے معلوم ہے اور اس لئے معلوم ہے کہ ان لیبارٹریوں میں کام کرنے والا ایک سائنس دان ڈاکٹر ماہم میرا سوتیلا بھائی ہے اور وہ مجھ سے ملنے یہاں آتا رہتا ہے''...... روز میری نے جواب دیا۔

"کیا وہ یہاں مارجیٹ نخلستان کے راستے آتا ہے''...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ ان لیبارٹریوں کا راستہ کروش ٹاؤن میں لارڈ کروش کے محل سے نکلتا ہے ۔ وہ کروش ٹاؤن سے یہاں آتا ہے''...... روز میری نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک لمبا سانس لیا ۔ وہ اب سمجھا تھا کہ لارڈ کروش کا نام سن کر روز میری کیوں چونکی تھی۔

"کیا تمہارے پاس لارڈ کروش کا فون نمبر ہے''...... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے ۔ اسرائیل اور ایکریمیا کے صدر سے اس کے براہ راست تعلقات ہیں ۔ مجھے وہ کیسے فون نمبر دے سکتا ہے''...... روز میری نے جواب دیا۔

"اور ڈاکٹر ماہم کا فون نمبر تو ہو گا''...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن وہ تو تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دے گا ۔ وہ تو انتہائی بااصول آدمی ہے''...... روز میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسے فون کر کے یہاں بلواؤ ۔ کوئی بھی بہانہ کر دو لیکن اسے یہاں آنے پر مجبور کر دو''...... عمران نے کہا۔

"نہیں سوری ۔ میں یہ کام نہیں کر سکتی''...... روز میری نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا فون نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

"تم نے اب تک صرف ایک لاکھ ڈالر کا وعدہ کیا ہے ۔ دیا تو ایک پیسہ بھی نہیں''...... روز میری نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر اس نے روز میری کی طرف اچھال دی ۔ روز میری نے اس تیزی سے گڈی کو جھپٹا کہ شاید اتنی تیزی سے کوئی بھوکی بلی بھی گوشت کو نہ جھپٹتی ہو گی اور دوسرے لمحے گڈی میز کی دراز میں غائب ہو گئی۔

"شکریہ ۔ اب میں نمبر بتا سکتی ہوں''...... روز میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں لارڈ کروش کا فون نمبر بھی معلوم ہے''...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ اب بتا دیتی ہوں''...... روز میری نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور نمبر بتا دیا۔

"اب تم خاموش رہو گی''...... عمران نے روز میری سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گئی جبکہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔ جولیا اس

دوران سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی تھی ۔ روز میری نے حیرت بھرے انداز میں اسے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا ۔ شاید اسے اس کے اس طرح قریب آ کر بیٹھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی تھی اس لیے وہ صرف کندھے اچکا کر رہ گئی۔

" تم کیا کرنا چاہتے ہو" ...... روز میری نے عمران کو رسیور اٹھاتے دیکھ کر کہا۔

" میں نے کہا ہے خاموش رہو ۔ اب اگر تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو برا ہو گا" ...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تو روز میری نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے اب باقی ساری زندگی نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو ۔ عمران نے رسیور اٹھا کر پہلے فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر ڈاکٹر ماہم کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس" ...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر ماہم سے بات کرائیں ۔ میں روز میری کلب سے میڈم روز میری بول رہی ہوں" ...... عمران نے روز میری کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو روز میری عمران کے منہ سے اپنی آواز اور لہجہ سن کر نہ صرف بے اختیار اچھل پڑی بلکہ اس کا منہ بھی بے اختیار کھل گیا ۔ دوسرے لمحے جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"خبردار ۔ اگر کوئی آواز نکلی" ...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں

آہستہ سے کہا تو روز میری نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جولیا نے ہاتھ ہٹایا اور دوبارہ تیزی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

" ہیلو ۔ ڈاکٹر ماہم بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

" روز میری بول رہی ہوں ڈاکٹر" ...... عمران نے روز میری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" کیوں یہاں فون کیا ہے ۔ یہ تو میری وجہ سے پہلے تمہاری کال چیک کی گئی ہے اور جب کنفرمیشن ہوگئی کہ واقعی کال تمہارے کلب سے کی جا رہی ہے تو مجھے کال دی گئی ہے ۔ اس وقت یہاں ہائی ریڈ الرٹ ہے ۔ اس لئے آئندہ یہاں کال نہ کرنا ۔ حالات ٹھیک ہوتے ہی میں خود کال کروں گا" ...... دوسری طرف سے مسلسل بولتے ہوئے کہا گیا۔

" میں نے لارڈ کروش سے ملنا ہے ۔ کیا تمہارا حوالہ دے دوں اسے ۔ ایک کام ہے اس سے" ...... عمران نے روز میری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا ۔ میرا حوالہ دے دینا ۔ وہ میری بے حد قدر کرتا ہے" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ شکریہ" ...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“...... ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ماہم بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں“۔

عمران نے اس بار ڈاکٹر ماہم کی آواز اور لہجے میں کہا تو روز میری کی پہلے سے حیرت کی وجہ سے پھیلی ہوئی آنکھیں مزید پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ آپ۔ کیوں ریڈ الرٹ ہونے کے باوجود فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات۔ میں لارڈ کروش بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”سر۔ آپ کو معلوم ہے کہ مارس ٹاؤن میں روز میری کلب کی مالکہ روز میری میری عزیزہ ہے اور میں سے ملنے اکثر جاتا رہتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ کیا ہوا ہے اسے“...... لارڈ کروش نے کہا۔

”اسے آپ سے کوئی کام ہے۔ اس نے مجھے لیبارٹری میں فون کر کے کہا ہے کہ کیا وہ آپ کو میرا حوالہ دے کر بات کر لے تو میں نے اسے ہاں کر دی ہے۔ آپ پلیز اس کا کام کر دیں۔ یہ مجھ پر احسان ہوگا“...... عمران نے ڈاکٹر ماہم کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا کام“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے لارڈ کی

مخصوص آواز سنائی دی۔

”روز میری بول رہی ہوں جناب۔ مارس ٹاؤن سے جناب“...... عمران نے روز میری کی آواز اور لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”کیا کام ہے تمہیں۔ ابھی چند لمحے پہلے ڈاکٹر ماہم کا فون آیا تھا۔ اس نے تمہاری سفارش کی ہے“...... دوسری طرف کہا گیا۔

”جناب۔ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے محل آکر عرض کروں فون پر نہیں بتا سکتی“...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”محل کو ہنگامی حالات کی وجہ سے خالی کر دیا گیا ہے۔ میں اب کروش ٹاؤن کی حویلی میں ہوں۔ تم وہیں آ جاؤ اور اگر فوری مسئلہ نہیں ہے تو دو چار دن انتظار کر لو“...... لارڈ کروش نے جواب دیا۔

”جناب۔ فوری کام ہے۔ میں صرف چند منٹ لوں گی“...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ آجاؤ۔ گیٹ پر اپنا نام بتا دینا“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”تم۔ تم جادوگر ہو۔ یہ سب کچھ اگر میری آنکھوں کے سامنے نہ ہوا ہوتا اور میں اپنے کانوں سے یہ سب کچھ نہ سنتی تو میں مرکر

بھی اس پر یقین نہ کرتی "...... روز میری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہاں سے کروش ٹاؤن کا فاصلہ کتنا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" ڈیڑھ سو کلو میٹر ہے "...... روز میری نے جواب دیا۔

" اب تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے "...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تو روز میری بے اختیار چونک پڑی۔

" سلوک ۔ کیا مطلب "...... روز میری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارے سامنے یہ سب باتیں ہوئی ہیں اور تم نے بھاری رقم معاوضہ کے طور پر بھی لی ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے یہاں سے جانے کے بعد تم فون کر کے لارڈ کروش کو ساری تفصیل بتا دو۔ اس طرح ہمیں وہاں دشواری بھی پیش آ سکتی ہے اس لئے ہمارے لئے آسان کام یہی ہے کہ گولیوں کا ایک برسٹ تمہارے جسم میں اتار دیا جائے ۔ اس طرح تمہاری زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو سکتی ہے "...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں ۔ میں تمہیں حلف دیتی ہوں کہ میں فون نہیں کروں گی بلکہ اگر لارڈ نے مجھے کیا تو میں اسے کہہ دوں گی کہ میں نے فون کیا تھا ۔ مجھے مت مارو ۔ میں حلف دیتی ہوں "...... روز میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ

حلف دینا شروع کر دیا۔

" اوکے ۔ اپنا حلف یاد رکھنا ۔ ہمیں تو شاید کچھ نہ ہو لیکن تم زمین کی آخری تہہ میں بھی چھپ کر زندہ نہ رہ سکو گی "...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کلب سے نکل کر جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔

" کیا ہوا عمران صاحب "...... صفدر نے ان کے جیپ میں بیٹھتے ہی پوچھا تو عمران نے جیپ سٹارٹ کر کے آگے بڑھتے ہوئے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

" اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں کروش ٹاؤن جانا ہوگا ۔ یہ کیسا مشن ہے کہ ہم مشن کی طرف بڑھنے کی بجائے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں "...... تنویر نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ صحرا میں داخل ہو جائیں اور بلیو آرمی کے میزائلوں سے ہٹ ہو کر ریت میں دفن ہو جائیں "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ لارڈ کروش نے وہ محل کیوں خالی کر دیا ہے حالانکہ اگر وہاں سے کوئی راستہ لیبارٹریوں کو جاتا ہے تو اس کی حفاظت کرنا چاہیے تھی "...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ راستے

بلاک کر دیئے گئے ہیں اور لارڈ کروش کو اس لئے وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے کہ یہ شک نہ پڑ سکے کہ راستے واقعی اس محل سے جاتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

'' تو پھر اب آپ نے کیا سوچا ہے ۔ کیا محل میں جائیں گے آپ یا اس لارڈ کروش کے پاس''...... صفدر نے کہا۔

'' میرا خیال ہے کہ اس لارڈ کروش کو ان راستوں کے بارے میں پورا علم ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ باہر سے بھی راستہ کھلوا سکتا ہو''...... اس بار جولیا نے کہا۔

'' ہم ان راستوں پر بم مار کر بھی اس کو کھول سکتے ہیں''۔ تنویر نے کہا۔

'' اگر یہ اتنی آسانی سے تباہ ہو سکتے ہیں تو پھر یہ محل خالی نہ کیا جاتا''...... صفدر نے کہا۔

'' تنویر کی بات درست ہے ۔ اب لارڈ کروش کا محل خالی ہے تو آسانی سے وہاں پر قبضہ کر کے راستے کھولے جا سکتے ہیں''...... جولیا نے اس بار تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

'' ٹھیک ہے ۔ پہلے اس محل کو چیک کر لیں گے پھر اگر ضرورت پڑی تو اس لارڈ کروش کو بھی مل لیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

'' عمران صاحب ۔ آپ مس جولیا کے ساتھ اس محل کو چیک کریں ۔ میں تنویر اور کیپٹن شکیل اس لارڈ کو کور کر لیں گے اگر آپ کو ہماری ضرورت پڑے تو آپ سپیشل ٹرانسمیٹر پر ہم سے بات کر

سکتے ہیں اور اگر ضرورت نہ پڑی تو پھر ہمیں بتا دیں ۔ ہم اس کا خاتمہ کر کے فوراً محل پہنچ جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

'' میں تمہاری بجائے عمران کے ساتھ رہوں گا''...... تنویر نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

'' ارے کیا ہوا ۔ کیا جولیا کی وجہ سے تم عمران کے ساتھ رہنا چاہتے ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' نہیں ۔ بے شک جولیا تمہارے ساتھ چلی جائے''...... عمران نے کہا۔

'' پھر کیا کوئی خاص بات ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' مجھے معلوم ہے کہ جب عمران تمہیں کال کرے گا تو اس سے پہلے یہ لیبارٹری تباہ کر چکا ہو گا اور میں اس دوران اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں''...... تنویر نے جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت کرنل رچرڈ کے آفس میں موجود تھا۔ آفس میں چار افراد تھے جنہیں بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک نے انہیں گارتھ کے کمرے کا راستہ بتا دیا تھا اور پھر گارتھ جو شراب پی کر مدہوشی کے عالم میں سویا پڑا تھا آسانی سے ان کے ہاتھ لگ گیا تھا اور پھر میجر پرمود کے حکم پر کیپٹن طارق نے قریب ہی ایک خالی کوٹھی چیک کر لی اور پھر اس نے پہلے ان چاروں افراد کو ہلاک کیا اور پھر وہ اس گارتھ کو بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر اس خالی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ کوٹھی فرنشڈ تھی کیونکہ یہاں فرنشڈ کوٹھیاں ہی فروخت کرنے کا رواج تھا۔ اس وقت میجر پرمود اس کوٹھی کے ایک کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے کرسی پر گارتھ کو رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ البتہ کرنل رچرڈ کے تجربے کی بنا پر اسے خدشہ تھا کہ گارتھ بھی رسی آسانی سے نہ

کھول لے۔ میجر پرمود نے کیپٹن توفیق کو اس گارتھ کے عقب میں کھڑا ہونے کی ہدایت کی تھی اور پھر میجر پرمود کے کہنے پر کیپٹن زیتی نے گارتھ کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر کے اسے ہوش دلا دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب کون ہو تم۔ یہ میں کہاں ہوں"۔ ہوش میں آتے ہی گارتھ نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے پہلی بار یہاں ہوش آرہا تھا کیونکہ نیند اور بے ہوشی کے دوران ہی اس کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا تھا۔

"تمہارا نام گارتھ ہے اور تم کرنل رچرڈ کے اسسٹنٹ ہو"۔ میجر پرمود نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو اور میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے"...... گارتھ نے کہا۔

"تمہیں گولی بھی ماری جاسکتی ہے اور تمہارے باس کرنل رچرڈ اور تمہارے آفس میں موجود چاروں افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم اب زارڈ ٹاؤن سے بہت دور ایک اور ٹاؤن میں ہو"...... میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سب کیوں ہو رہا ہے"...... گارتھ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو گارتھ ۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کے درست جواب دیتے جاؤ اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو مجھے فوراً معلوم ہو جائے گا اور پھر آگے مزید کوئی بات نہیں ہوگی ۔ صرف میں ٹریگر دباؤں گا اور تم اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاؤ گے"...... میجر پرمود نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں ۔ مجھے مت مارو"۔ گارتھ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ کنگ ڈیزرٹ میں جو لیبارٹریاں ہیں ان کا راستہ کہاں سے جاتا ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو گارتھ کے جسم کو یکلخت جھٹکا سا لگا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو بلیو آرمی تمہاری وجہ سے یہاں آئی ہے ۔ اوہ"...... گارتھ نے کہا تو میجر پرمود چونک پڑا۔

"بلیو آرمی ۔ کیا مطلب"...... میجر پرمود نے چونک کر پوچھا۔

"دو تین گھنٹے پہلے بلیو آرمی کے دس ہیلی کاپٹر صحرا میں اترے تھے مجھے اطلاع دی گئی ۔ پھر بلیو آرمی کا کرنل سمتھ میرے آفس آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ انہیں اسرائیلی حکومت کی طرف سے یہاں بھیجا گیا ہے کیونکہ یہاں ایشیائی سیکرٹ ایجنٹ کسی بھی لمحے پہنچ سکتے ہیں اور وہ لیبارٹریوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اب اس صحرا کی حفاظت اس وقت تک بلیو آرمی کے ذمے رہے گی جب تک یہ

یائی ایجنٹ ختم نہیں ہو جاتے ۔ آف سیزن ہونے کی وجہ سے سارا
ہ تو پہلے ہی چھٹیوں پر تھا اور آفس میں صرف میں اور چار افراد
ہ۔ کرنل رچرڈ بھی گھومتا رہتا ہے اس لئے ہم کیا کر سکتے تھے
موش رہے اور کرنل سمتھ واپس چلا گیا ۔ میں چونکہ اب بالکل ہی
رغ ہو گیا تھا اس لئے میں نے شراب پی اور سو گیا ۔ پھر اب مجھے
ال ہوش آ گیا ہے"۔ گارتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اس کا
بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے ۔

"تو اب صحرا میں تمہاری جو چیک پوسٹیں ہیں ان پر بلیو آرمی کا
نہ ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"ہاں"...... گارتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارا بلیو آرمی سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہم وہ راستہ معلوم کرنا
ہتے ہیں جو لیبارٹریوں کو جاتا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"وہ ۔ وہ"...... گارتھ نے رک رک کر کہا تو میجر پرمود نے
ھ میں پکڑا مشین پسٹل یکلخت سیدھا کر لیا ۔ اس کے چہرے پر
سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"وہ ۔ وہ میں بتا رہا تھا کہ لیبارٹریوں کا راستہ تو کروش ٹاؤن
کے لارڈ کروش کے محل سے جاتا ہے"...... گارتھ نے یکلخت
کلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"مجھے خود لارڈ کروش نے بتایا تھا ۔ وہ شکار کھیلنے صحرا میں آتا

رہتا ہے''...... گارتھ نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے''...... میجر پرمود نے پوچھا تو گارتھ نے فون نمبر بتا دیا۔

''یہ تو سیٹلائٹ فون نمبر لگتا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہاں ۔ یہ سیٹلائٹ فون نمبر ہے''...... گارتھ نے جواب دیا۔

''تم لارڈ کروش کو فون کرو اور اپنی بات کنفرم کراؤ''...... میجر پرمود نے کہا۔

''لیکن میں کیا بات کروں''...... گارتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ بات کنفرم کراؤ کہ لیبارٹریوں کا راستہ کروش محل سے جاتا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نہیں ۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ۔ وہ کسی صورت مجھ سے بات نہیں کرے گا''...... گارتھ نے بڑے حتمی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے جو بھی بات کرو لیکن یہ کنفرم کراؤ کہ وہاں کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گارتھ کے عقب میں کھڑے کیپٹن توفیق کو اشارہ کیا تو کیپٹن توفیق نے سامنے آ کر فون کا رسیور اٹھایا اور پھر گارتھ کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا ۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو کیپٹن توفیق نے رسیور اٹھا

کر کرسی پر بندھے ہوئے گارتھ کے کان سے لگا دیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''میں زارڈ ٹاؤن کے ہنٹنگ چیف آفس سے گارتھ بول رہا ہوں لارڈ صاحب سے بات کرائیں''...... گارتھ نے کہا۔

''میں لارڈ بول رہا ہوں ۔ پہلے کرنل رچرڈ بات کرتا تھا اب تم نے کیوں بات کی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کرنل صاحب کو ہلاک کر دیا گیا ہے جناب''...... گارتھ نے کہا۔

''کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ کرنل رچرڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ وہ کیسے ۔ کس نے کیا ہے اور کیوں''...... لارڈ کروش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب ۔ صحرا میں موجود ہماری تمام چیک پوسٹوں پر اسرائیل کی بلیو آرمی نے قبضہ کر لیا ہے ۔ ان کے کرنل سمتھ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے بتایا کہ ایشیائی سیکرٹ ایجنٹ کنگ ڈیزرٹ میں موجود لیبارٹریوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور کرنل رچرڈ کی ہلاکت بھی ان ایجنٹوں کا ہی کام ہے ۔ میں نے سوچا کہ کال کر کے آپ کو بتا دوں کیونکہ آپ نے مجھے خود بتایا تھا کہ لیبارٹریوں کا راستہ آپ کے محل سے جاتا ہے اس لئے آپ الرٹ رہیں''...... گارتھ نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ لیکن وہ راستے تو اب مکمل طور پر بلاک

ہو چکے ہیں اور اب لیبارٹریوں میں جانے یا وہاں سے آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور صحرا میں چاہے ایٹم بم بھی کیوں نہ مار دیئے جائیں لیبارٹریوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور ویسے بھی لیبارٹریوں کے انچارج ڈاکٹر ماہم سے میری بات ہو چکی ہے۔ وہ جس آلے کی ایجاد میں مصروف ہیں اس میں کامیابی چند روز کی بات تھی لیکن پھر اس میں ایک سائنسی مسئلہ پیدا ہو گیا اور اس لیے اب مزید دو ہفتے کام آگے جا پڑا ہے۔ بہرحال اب زیادہ سے زیادہ دو ہفتوں تک لیبارٹریوں کو سیلڈ رکھا جائے گا۔ پھر پوری دنیا پر اسرائیلیوں کی حکومت ہو گی۔ پھر یہ ایشیائی کیڑے ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے"۔ لارڈ کروش نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہ آپ کو بھی تو راستہ کھلوانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں"...... گارتھ نے کہا تو میجر پرمود اس کی عقل مندی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں ویسے ہی کروش محل چھوڑ چکا ہوں اور اگر وہاں ہوتا بھی تب بھی باہر سے کسی صورت یہ راستہ کھل ہی نہیں سکتا۔ راستہ کھلنا تو ایک طرف اب راستے کے نشانات تک ختم ہو چکے ہیں۔ اب چاہے اس پورے محل کو بموں سے کیوں نہ اڑا دیا جائے راستہ دستیاب نہیں ہو سکتا"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے جناب۔ ویسے میرا خیال ہے کہ بلیو آرمی کے لوگ ان ایشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ خود ہی کر لیں گے"...... گارتھ نے

جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن توفیق نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب تو تم کنفرم ہو گئے ہو کہ میں نے سچ بولا ہے"...... گارتھ نے کہا۔

"دیکھو گارتھ۔ یہ بات تو تم نے درست بتائی ہے کہ لیبارٹریوں کے راستے کروش محل سے جاتے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ صرف یہی راستے نہیں ہیں۔ کسی بھی لیبارٹری کا صرف ایک ہی راستہ نہیں ہوا کرتا۔ یہ جو عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر لیبارٹری سے نکل کر مشن پر جاتا اور آتا ہے وہ صحرا کے درمیان سے نکل کر اڑتا ہے اس لئے لامحالہ اس کا کوئی راستہ ایسا ہے جو صحرا کے درمیان سے نکلتا ہے اور چونکہ صحرا پر طویل عرصے سے تمہارا اور تمہارے آدمیوں کا کنٹرول رہا ہے اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تم ان راستوں سے واقف نہ ہو اس لئے وہ راستے بتاؤ"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے واقعی نہیں معلوم"...... گارتھ نے کہا لیکن اس کے لہجے میں کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"دیکھو گارتھ۔ اگر میں ٹریگر دبا دوں تو تمہاری لاش بھی یہاں کرنل رچرڈ کی طرح پڑی سڑتی رہے گی اور نہ اسرائیلی حکومت تمہیں کوئی مفاد پہنچا سکے گی اور نہ ہی کوئی اور اس لئے اپنی زندگی کی قدر

کرو اور سب کچھ بتا دو“...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔
”وہ۔ وہ راستہ بھی اندر سے کھلتا ہے باہر سے نہیں“...... گارتھ نے جواب دیا۔
”تم تفصیل بتاؤ۔ باقی کام ہمارا ہے“...... میجر پرمود نے کہا۔
”صحرا کے شمال مغرب کی طرف جہاں نخلستان ہے اس کے عقب میں اونچے اونچے ریت کے ٹیلے ہیں۔ وہاں ان ٹیلوں کے اندر ہماری مین چیک پوسٹ ہے۔ دو بڑے کمروں اور ایک اونچے ٹاور پر مبنی۔ یہ ٹاور صحرا میں موجود دوسری چوکیوں کے ٹاورز میں سب سے اونچا ہے اور اس کے اوپر شیشے کا ایک گولہ سا لگا ہوا ہے جو دور سے ہی نظر آتا ہے۔ اس گولے کے اندر چیکنگ مشینری ہے۔ یہ گولہ چاروں طرف گھومتا رہتا ہے اور اس طرح چاروں طرف دور دور تک نیچے صحرا میں موجود مشینری سکرین پر نظر آتی رہتی ہے۔ یہاں ائیر کرافٹ گنیں بھی موجود ہیں اور اسے مین چیک پوسٹ کہا جاتا ہے۔ اس وقت بلیو آرمی کا کرنل سمتھ بھی وہاں موجود ہے۔ اس کے ایک کمرے میں مشینری نصب کی گئی ہے اور دوسرے کمرے کو بیٹھنے اور سونے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوسرے کمرے کے فرش سے ایک سرنگ نیچے جاتی ہے جو آگے جا کر ریڈ بلاکس کی ایک دیوار پر ختم ہو جاتی ہے۔ ریڈ بلاکس کی دیوار اندر سے ہٹائی جاتی ہے۔ اس کے اندر ایک بڑا کمرہ ہے جس میں وہ مخصوص ہیلی کاپٹر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اس کے اوپر چھت اور

اس کے اوپر ریت کا ٹیلا مصنوعی ہے جو اندر مشینری کی مدد سے ہٹا دیا جاتا ہے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو جاتا ہے اور واپس بھی اتر جاتا ہے لیکن اس ریڈ بلاکس دیوار کو اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ باہر سے کسی صورت بھی نہیں کھولا جا سکتا۔ بس میں اتنا جانتا ہوں“...... گارتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”وہاں چیک پوسٹ پر فون ہے“...... میجر پرمود نے پوچھا۔
”پہلے تھا لیکن اب نہیں ہے۔ البتہ ایک وائرلیس انٹر کام ہے جس سے تمام چوکیوں سے رابطہ کیا جاتا ہے“...... گارتھ نے جواب دیا۔
”اس انٹر کام سے لیبارٹری میں بھی رابطہ ہو سکتا ہو گا“...... میجر پرمود نے کہا۔
”ہاں۔ اس لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ماہم ہے۔ اس سے رابطہ ہو سکتا ہے۔ تین سو ایک نمبر پریس کرنے پر“...... گارتھ نے جواب دیا۔
”تم نے غلط نمبر کیوں بتایا ہے۔ اس کی وجہ“...... میجر پرمود نے یکلخت سرد لہجے میں کہا تو گارتھ بے اختیار چونک پڑا۔
”کیا۔ کیا مطلب“...... گارتھ نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
”میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ جیسے ہی تم جھوٹ بولو گے تو مجھے فوراً معلوم ہو جائے گا اور اب تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہارا

خیال ہے کہ میرے پاس اتنا فالتو وقت ہے کہ میں یہاں تمہارے جھوٹ سنتا رہوں گا“...... میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم ۔مم ۔ میں نے درست بتایا ہے ۔ ڈاکٹر ماہم سے رابطہ ہو سکتا ہے وہاں سے“...... گارتھ نے رک رک کر کہا۔

”نمبر درست بتاؤ“...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

”مم ۔مم ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ مجھے حلف دیا گیا ہے کہ میں کسی کو نمبر نہیں بتاؤں گا“...... گارتھ نے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ میجر پرمود نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گارتھ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ چند لمحے کرسی پر بندھے ہونے کے باوجود پھڑکتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”باس ۔ معاملات الجھتے جا رہے ہیں ۔ اب ہم ان لیبارٹریوں کو کیسے تباہ کریں گے“...... کیپٹن توفیق نے اس کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”ہمیں پہلے اس بلیو آرمی کا خاتمہ کرنا ہو گا ۔ پھر آگے سوچیں گے کیپٹن طارق سے کہو کہ جیپ تیار کرے ۔ اب ہمیں براہ راست صحرا میں داخل ہونا ہے“...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا جبکہ میجر پرمود ایک کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھیں کیونکہ معاملات واقعی الجھ گئے تھے اور اس حد تک الجھ گئے تھے کہ میجر پرمود نے گو کیپٹن توفیق کو تیار ہونے اور صحرا میں داخل ہونے کا کہہ دیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی

ان کی جیپ صحرا میں داخل ہوئی چیک پوسٹ پر چیک کر لی جائے گی اور پھر کسی بھی چیک پوسٹ سے انتہائی آسانی سے ان کی جیپ پر میزائل فائر کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ صحرا میں داخل ہوئے بغیر وہ کسی صورت بھی لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے ۔ یہی باتیں بیٹھا وہ سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک سائیڈ سے کیپٹن طارق نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آ گیا۔

”باس ۔ کیپٹن توفیق نے جیپ تیار کرنے کا کہا ہے ۔ جیپ تو تیار ہے“...... کیپٹن طارق نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بیٹھو“...... میجر پرمود نے سائیڈ پر پڑی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن طارق کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے میجر پرمود کو کبھی اس حد تک الجھا ہوا نہ دیکھا تھا۔

”چیک پوسٹوں پر بلیو آرمی کا قبضہ ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ لیبارٹریاں کہاں موجود ہیں اور ان کے راستے کہاں سے ہیں اور کیسے کھلیں گے ۔ ہماری جیپ جیسے ہی صحرا میں داخل ہوئی ہمیں چیک پوسٹوں سے چیک کر لیا جائے گا اور کسی بھی لمحے ہم پر میزائل فائر کر دیا جائے گا ۔ اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے“۔ میجر پرمود نے کہا۔

”اوہ ۔ آپ اس لئے الجھے ہوئے ہیں باس ۔ اس کے لئے ہمیں نقشہ دیکھ کر اس جگہ سے صحرا میں داخل ہونا پڑے گا جہاں کوئی

چیک پوسٹ قریب ترین ہو اور ہم جیپ اندر نہیں لے جائیں گے بلکہ دو آدمی ٹیلوں میں چھپ کر داخل ہوں گے اور پھر چیک پوسٹ پر قبضہ کر کے اس کے بعد آگے کی کارروائی کی جائے گی“...... کیپٹن طارق نے کہا۔

”گڈ شو کیپٹن طارق ۔تم نے واقعی میری بہت بڑی الجھن دور کر دی ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب ایسا ہی ہو گا اور ہم صحرا میں داخلے کے لئے پچھلی رات کے وقت کا انتخاب کریں گے ۔ اس وقت صحرا میں اس قدر ٹھنڈک ہوتی ہے کہ ہر آدمی کو نیند آجاتی ہے ۔ جا کر جیپ سے نقشہ لے آؤ“...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن طارق کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

”تھینک یو باس“...... کیپٹن طارق نے اپنی تعریف پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر کو لپک گیا جبکہ میجر پرمود کا چہرہ اب الجھنوں سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک قابل عمل لائحہ عمل آ گیا تھا۔ اس لئے اس کی ساری الجھنیں دور ہو گئی تھیں۔

ہیلی کاپٹر ناشول کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا ۔ پائلٹ سیٹ پر عاطف تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کرنل فریدی اور عقبی سیٹ پر کیپٹن حمید ، ملیکا اور عاطف کے ساتھی موجود تھے۔

” ناشول میں ہم نے کہاں اترنا ہے باس“...... عاطف نے اچانک کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

” ناشول کے قریب کسی ایسی جگہ ہیلی کاپٹر اتار دینا جہاں سے مین روڈ قریب ہو ۔ ہیلی کاپٹر درختوں کی کسی جھنڈ میں اتار دینا“...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

” کیا مطلب ۔کیا ہم ناشول میں جا کر نہیں اتریں گے“۔عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی ملیکا نے کہا۔

”نہیں ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہاں لوگ اس ہیلی کاپٹر کو پہچانتے ہوں ۔ اس طرح ہم مشکوک بھی ہو سکتے ہیں ۔ ہم نے وہاں سے

صرف اسلحہ خریدنا ہے اور اس کے بعد ہم بس کے ذریعے سفر کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم مشکوک نہیں ہوں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''بس کی بجائے ہم کوئی کار حاصل کر لیں گے''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہاں پولیس کا نظام بے حد سخت ہے اور خاص طور پر ٹریفک پولیس کا۔ یہاں کاریں چونکہ مکمل طور پر انشورڈ ہوتی ہیں اس لئے انشورنس کمپنیوں کی طرف سے کاروں میں سائنسی آلات نصب ہوتے ہیں۔ جیسے ہی کار چوری کی رپورٹ ہوتی ہے سیٹلائٹ کے ذریعے فوری طور پر ان سائنسی آلات کی مدد سے کار کو ٹریس کر لیا جاتا ہے اور پھر بھوتوں کی طرح پولیس اس کار کو گھیر لیتی ہے''۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے بے اختیار شرمندہ سا ہو کر نظریں جھکا لیں اور ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

''کیپٹن حمید کو تو ان سائنسی آلات کا علم ہو گا کرنل صاحب۔ اس لئے یہ آسانی سے کار سے وہ آلات اتار کر پھینک دیں گے۔ پھر کیسے چیک ہو سکے گی وہ کار''...... ملیکا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی یہ کام تو بہت آسان ہے''...... کیپٹن حمید نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ان آلات کو اتارنے کے لئے کار کا پورا انجن کھولنا پڑے گا اور آلات کو اتار کر انجن دوبارہ ایڈجسٹ کرنا پڑے گا''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اس بار ملیکا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''باس۔ ناشول قریب آنے والا ہے''...... اچانک عاطف نے کہا تو کرنل فریدی چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی کی ہدایت پر ہیلی کاپٹر درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر اتار دیا گیا۔ وہاں سے سڑک قریب تھی اور وہاں بسیں بھی آ جا رہی تھیں۔

''عاطف۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت یہیں ٹھہرو گے۔ ہم شہر جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''یس کرنل''...... عاطف نے جواب دیا اور پھر کرنل فریدی، حمید اور ملیکا تینوں اس جھنڈ سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک بس کے ذریعے وہ دارالحکومت کے مین ٹرمینل پر پہنچ کر بس سے اترے۔ وہاں سے ٹیکسی لے کر وہ اس مارکیٹ پہنچ گئے جہاں سے اسلحہ ملتا تھا۔ پورے ایکریمیا میں چونکہ اسلحہ کی خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہ تھی اس لئے ہر بڑے شہر میں اسلحہ فروخت کرنے والی دکانوں کی خصوصی مارکیٹیں ہوا کرتی تھیں جن کے بارے میں ٹیکسی ڈرائیور بخوبی جانتے تھے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں فوراً ہی اس مارکیٹ میں پہنچا دیا۔ کرنل فریدی نے گھوم پھر کر

اسلحہ خریدا۔ اس نے ایسا اسلحہ پسند کیا تھا جو وزن اور حجم میں کم لیکن کارکردگی میں تیز اور بہتر ہو۔ اس طرح ایک بڑا تھیلا بن گیا تھا جو کیپٹن حمید نے اٹھا لیا تھا۔

"کافی پی لیں پھر واپسی ہو گی"...... کرنل فریدی نے ایک ریستوران کے ایک کونے میں خالی میز کے گرد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ویٹر کو انہوں نے ہاٹ کافی کا کہہ دیا تھا لیکن ویٹر ابھی کافی نہ لایا تھا کہ اچانک ریستوران کا مین گیٹ کھلا اور دو لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کے نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان کا انداز دیکھ کر ہی کرنل فریدی چونک پڑا تھا۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ دونوں ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے جیبوں کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ ان کی جیبوں میں مشین پسٹل ہیں۔ کرنل فریدی کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔

"آپ تینوں ہمارے ساتھ چلیں۔ باس کراؤن نے آپ کو بلایا ہے"...... ان میں سے ایک نوجوان نے قریب آ کر کرخت لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا نے بھی چونک کر انہیں دیکھا۔

"کون ہے کراؤن"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ ناشول کا کنگ ہے اور یہ سن لیں کہ اگر تم نے انکار کیا یا کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو پھر پورے ناشول میں تمہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ چلو اٹھو"...... اس آدمی نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم اس انداز میں بات کرو"...... یکلخت کیپٹن حمید نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے اور ہال میں موجود افراد بے اختیار سہم سے گئے۔

"جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کراؤن سے مل لیتے ہیں۔ اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ کہاں ہے کراؤن"۔ کرنل فریدی نے ہاتھ کے اشارے سے کیپٹن حمید کو حرکت میں آنے سے منع کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ملیکا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کراؤن کلب یہاں سے قریب ہی ہے"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"چلو"...... کرنل فریدی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید جس نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے جھک کر بیگ اٹھایا اور پھر وہ تینوں ان دونوں کے درمیان چلتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ اس ریستوران سے سو گز آگے دائیں ہاتھ پر سڑک مڑتے ہی کراؤن کلب کی دو منزلہ عمارت انہیں نظر آ گئی جس پر کراؤن کلب کا بورڈ موجود تھا۔ وہاں آنے جانے والے سب جرائم پیشہ افراد ہی نظر آ رہے تھے۔

"ادھر سائیڈ پر آ جاؤ"...... آگے جانے والے نے کرنل فریدی سے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سائیڈ کی

طرف آ گئے جہاں سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں ۔ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ایک برآمدے میں پہنچ گئے ۔ وہاں آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو افراد کھڑے تھے۔

"باس سے کہو کہ تینوں مشکوک افراد آ گئے ہیں"...... کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی رہنمائی کرنے والے نے ان دونوں مسلح آدمیوں سے کہا تو ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔

"جاؤ اندر"۔ انہیں لے آنے والے نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے ملیکا اور آخر میں کیپٹن حمید اندر داخل ہوا ۔ اس کے عقب میں نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی ۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا ۔ چھت کے درمیان میں ایک جدید انداز کا فانوس موجود تھا جس کے درمیان میں بڑا سا نیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا ۔ میز کی دوسری طرف ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"بیٹھو"...... اس نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو میز کی دوسری طرف بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کا پہلے سے سرخ چہرہ مزید سرخ ہو گیا لیکن وہ کرنل فریدی کی وجہ سے خاموش تھا ۔ بہرحال میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر وہ تینوں بیٹھ گئے۔

"پہلے یہ بتا دوں کہ میرا نام کراؤن ہے اور پورے ناشول پر میری حکومت ہے ۔ دوسری بات یہ بتا دوں کہ تمہاری تلاشی اس لئے نہیں لی گئی کہ یہاں اس کمرے میں کوئی بارودی ہتھیار فائر نہیں ہو سکتا اور تیسری بات یہ ہے کہ اس آفس کی دونوں سائیڈوں پر دیواریں ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں ہٹ سکتی ہیں اور وہاں موجود خنجر بردار افراد ایسے ہیں جو اڑتی ہوئی مکھی کے بھی خنجر کے وار سے پر کاٹ سکتے ہیں اس لئے کسی غلط حرکت کی ضرورت نہیں ۔ ابھی مجھے تم پر صرف شک ہے اور میں یہ شک دور کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر میں کنفرم ہوتا کہ تم ہی میرے مطلوبہ افراد ہو تو تمہیں وہیں ریستوران میں ہی گولی ماری جا سکتی تھی"...... کراؤن نے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بڑا کسی بچے کی بچگانہ بات سن کر مسکرا دیتا ہے۔

"تمہیں ہم پر کیا شک ہوا ہے ۔ کھل کر بات کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تم نے اسلحہ مارکیٹ سے ایسا اسلحہ خریدا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم صحرا میں کوئی بڑا مشن مکمل کرنا چاہتے ہو ۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... کراؤن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ تمہاری بات درست ہے"...... کرنل فریدی نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو کرنل فریدی کا جواب سن کر کراؤن کو بے اختیار ایک جھٹکا لگا اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"کس صحرا میں اور کیا مشن ہے"...... کراؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی بات کرو۔ تمہارا تعلق کس سے ہے اور تم نے یہ بات کیوں کی ہے"...... کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"کیا تمہارا تعلق ایشیا سے ہے"...... کراؤن نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق وماک سے ہے۔ میرا نام کرنل فریدی ہے اور یہ میرا ساتھی کیپٹن حمید اور یہ ہے ملیکا اور یہ بھی سن لو کہ ہم تم سے ملنے کے لئے خود یہاں آگئے ہیں ورنہ تمہارے یہ دو آدمی تو ایک طرف پوری فوج بھی ہمیں وہاں سے یہاں نہ لاسکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ چھت پر موجود فانوس کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہاں کون سی ریز موجود ہیں جن کی وجہ سے یہاں بارودی اسلحہ فائر نہیں ہو سکتا لیکن اس سے پہلے کہ تم میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کر کے اپنے آدمیوں کو کال کرو گے تمہاری روح تمہارا جسم چھوڑ چکی ہو گی جبکہ ہمیں تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اگر تم کوئی حرکت نہیں کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم۔ مجھے میرے ہی آفس میں دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ کراؤن کو"...... کراؤن نے اچھلتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا کرنل فریدی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے چٹ کی آواز کے ساتھ ہی سامنے بیٹھے کراؤن کا

جسم اس طرح جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا جیسے اس کے چہرے پر کسی نے ضرب لگا دی ہو اور پیچھے ہٹتے ہی اس کا جسم یکلخت کرسی میں ہی ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

"آپ نے زیرو فائر کر دیا ہے اس پر"...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ یہ واقعی لمبا کھڑاگ پھیلانا چاہتا تھا جبکہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کر تیزی سے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں موجود چار بڑے سوئچ جو آن تھے آف کر دیئے اس کے ساتھ ہی فانوس کا وہ نیلا سا بلب بھی بجھ گیا۔

"اسے اٹھاؤ اور سائیڈ کمرے میں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"پہلے اس کے آدمیوں کا خاتمہ تو کر دیں ورنہ وہ کسی بھی لمحے مداخلت کر دیں گے"...... ملیکا نے کہا۔

"نہیں۔ اب کوئی دیوار نہیں کھول سکتا۔ میں نے سوئچ آف کر دیئے ہیں"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ سسٹم تھا"...... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ کیپٹن حمید نے آگے بڑھ کر کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے کراؤن کو کھینچ کر اپنے کاندھوں پر ڈالا اور سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے ریسٹ روم کے

انداز میں سجایا گیا تھا۔ کیپٹن حمید نے کراؤن کو ایک کرسی پر ڈال دیا تو کرنل فریدی کے کہنے پر اس نے ایک پردہ اتار کر اس کی رسی بنا کر کراؤن کے دونوں بازو کرسی کے پیچھے کر کے رسی کی مدد سے اچھی طرح باندھ دیئے۔

'' اس کے حلق میں پانی ڈالو''...... کرنل فریدی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید ساتھ ہی موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی کراؤن کے حلق میں پانی ڈالا گیا تو وہ اس طرح ہوش میں آ گیا جس طرح اچانک بے ہوش ہوا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''مم ۔مم۔ میں یہاں اس حالت میں ۔کیا مطلب''...... کراؤن نے رک رک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کراؤن ۔تم سے بڑے ایجنٹ بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو تمہاری کیا حیثیت ہے ۔ ابھی میں نے تمہیں صرف بے ہوش کیا ہے ورنہ میں چاہتا تو پلک جھپکنے میں تمہاری روح تمہارا جسم کو چھوڑ کر عالم بالا کو پرواز کر چکی ہوتی ۔ ہم اب بھی تمہیں زندہ چھوڑ کر چلے جائیں گے اگر تم مجھ بتا دو کہ تمہیں کس نے ہمارے خلاف ہائر کیا ہے ۔ پوری تفصیل بتا دو''...... کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

'' ہاں ۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے''...... کراؤن نے چند

لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

'' میں وعدہ کرنے کے تکلف میں نہیں پڑتا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ کرنل فریدی جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے لیکن تم چونکہ مجھے نہیں جانتے اس لئے میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ رہنے دیا جائے گا بشرطیکہ تم کوئی شرارت نہ کرو''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' میں کوئی شرارت نہیں کروں گا ۔ جب میرے آفس میں موجود تمام انتظامات میرے کام نہیں آ سکے تو میں اور کیا کر سکتا ہوں''۔ کراؤن نے کہا۔

'' ہمارے پاس وقت نہیں ہے اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو''...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

'' مجھے لارڈ کروش نے فون کر کے کہا تھا کہ ایشیائی ایجنٹ ریڈ کروز کو ہلاک کر کے اس کے ہیلی کاپٹر پر ناشول پہنچنے والے ہیں اور میں انہیں ہلاک کر دوں ۔ چنانچہ میں نے یہاں اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا لیکن کوئی ہیلی کاپٹر یہاں نہ آیا ۔ البتہ میرے آدمیوں نے تم تینوں کے بارے میں رپورٹ دی کہ تم اسلحہ مارکیٹ سے قیمتی اور انتہائی حساس ٹائپ کا اسلحہ خریدتے پھر رہے ہو تو میں مشکوک ہو گیا ۔ لیکن میں نے سوچا کہ کنفرمیشن کر لوں ۔ چنانچہ میں نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ تم تینوں کو یہاں لے آئیں ۔ پھر تم اطمینان سے بغیر کسی جھگڑے کے یہاں آ گئے ۔ یہاں ایسے انتظامات تھے کہ مجھے یقین تھا کہ تم چاہے کچھ بھی کر لو تم میرے کنٹرول میں رہو گے

اس لئے میں مطمئن تھا لیکن تم نے نجانے کیا کیا کہ میں پلک جھپکنے میں بے ہوش ہو گیا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میرے ناک سے ہوا کا جھونکا سا ٹکرایا اور بس''...... کراؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

'' لارڈ کروش تمہارا باس ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

'' ہاں ۔ یہاں کے بڑے بڑے ہوٹل ، کلب اور کیسنیو سب لارڈ کروش کی ملکیت ہیں لیکن بظاہر سامنے میں ہوں''...... کراؤن نے کہا۔

'' لارڈ کروش کا فون نمبر کیا ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا تو کراؤن نے نمبر بتا دیا۔ یہ واقعی وہی نمبر تھا جس پر کرنل فریدی اس سے بات کر چکا تھا۔

'' ٹھیک ہے ۔تم نے سچ بولا ہے ۔ بہرحال اب ہمارے جانے کے بعد تم لارڈ کروش کو کیا کہو گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' یہی کہ تم لوگ یہاں آئے ہی نہیں اور واقعی کوئی ہیلی کاپٹر یہاں نہیں آیا اور تم مشکوک نہیں ہو''...... کراؤن نے کہا۔

'' تم کبھی کنگ ڈیزرٹ گئے ہو''...... کرنل فریدی نے پوچھا تو کراؤن بے اختیار چونک پڑا۔

'' ہاں ۔ کئی بار لارڈ کروش کے ساتھ صحرائی لومڑیوں کا شکار کھیلنے گیا ہوں''...... کراؤن نے جواب دیا۔

''وہاں دولیبارٹریاں ہیں جن کا ایک راستہ تو لارڈ کروش کے محل سے جاتا ہے لیکن دوسرا راستہ صحرا سے نکلتا ہے ۔ کیا تم اس راستے

ے بارے میں جانتے ہو ۔ لیکن جواب دینے سے پہلے یہ سن لو کہ رتم نے جھوٹ بولا تو میرا وعدہ ختم ہو جائے گا اور مجھ جھوٹ سچ کا راعلم ہو جاتا ہے''...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

'' میں بتا بھی دوں گا تو تم اس صحرا میں داخل نہیں ہو سکتے''۔ کراؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

'' کیوں''...... کرنل فریدی نے اس کے حتمی لہجے پر چونکتے وئے کہا۔

''اس لئے کہ اب کنگ ڈیزرٹ پر بلیو آرمی کا قبضہ ہے ۔ تمام رائی چیک پوسٹیں اب ان کے قبضہ میں ہیں''...... کراؤن نے کہا۔

'' تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

'' لارڈ کروش کے مینجر فریڈرک سے فون پر میری بات ہوئی تھی۔ ئے براہ راست لارڈ صاحب سے تو یہ پوچھنے کی ہمت نہ تھی کہ وہ حل چھوڑ کر کروش ٹاؤن کی حویلی میں کیوں شفٹ ہوئے ہیں اس ئے میں نے فریڈرک سے پوچھا ۔ وہ میرا گہرا دوست ہے ۔ اس نے مجھے تفصیل بتائی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ لارڈ صاحب نے رائیل کے صدر سے فون پر بات کی تو اسرائیل کے صدر نے فوری ر پر بلیو آرمی جس کا انچارج کرنل سمتھ ہے کنگ ڈیزرٹ بھجوا دی ہے اور کنگ ڈیزرٹ میں شکار کو مانیٹر کرنے والی تمام چیک پوسٹیں ب بلیو آرمی کے قبضے میں ہیں ۔ ان کے پاس انتہائی جدید ائیر

کرافٹ گنیں بھی ہیں اور ایسے میزائل بھی کہ صحرا میں رینگنے والے کیڑے کو بھی وہ آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں“...... کراؤن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم راستہ تو بتاؤ باقی ہم خود دیکھ لیں گے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”صحرا میں مین چیک پوسٹ نخلستان کے پیچھے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کا ٹاور سب سے اونچا ہے اور اس پر شیشے کا گلوب لگا ہوا ہے جو ہر وقت گھومتا رہتا ہے۔ نیچے دو کمرے میں جن میں سے ایک کمرے میں مشینری نصب ہے اور دوسرے کمرے کو یہ لوگ رہائش کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے فرش سے ایک سرنگ جاتی ہے جو لیبارٹری میں جا نکلتی ہے لیکن اسے ریڈ بلاکس کی دیوار سے بند کر دیا گیا ہے اور صرف اندر سے لیبارٹری انچارج ڈاکٹر ماہم کھول سکتا ہے اور بس“...... کراؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری کے دو راستے ہیں۔ ایک نخلستان کے عقب میں مین چیک پوسٹ سے اور دوسرا لارڈ کروش کے محل سے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”ہاں اور اب دونوں بند ہیں۔ انہیں صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے اور فریڈرک نے مجھے بتایا ہے کہ لیبارٹری میں جس آلے پر کام ہو رہا ہے وہ دو ہفتوں میں مکمل ہو جائے گا اور ان دو ہفتوں

کے دوران یہ لیبارٹریاں سیلڈ رہیں گی“...... کراؤن نے جواب دیا۔

”بلیو آرمی کے کرنل سمتھ سے تمہارا کوئی رابطہ ہے“...... کرنل زیدی نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے صرف اس کا نام سنا ہے اور بس“۔ کراؤن نے جواب دیا۔

”او کے۔ ہم جا رہے ہیں اور دیکھ لو کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں“...... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے آزاد تو کر دو۔ میرا وعدہ کہ میں تمہارے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں کروں گا اور اپنے آدمیوں سے بھی کہہ دوں گا کہ تم مشکوک نہیں ہو“...... کراؤن نے کہا تو کرنل فریدی نے ملیکا کو ہدایت کر دی کہ اسے آزاد کر جائے اور پھر واقعی کراؤن نے وہی کچھ کیا جس کا اس نے وعدہ کیا تھا اور کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا تینوں بس میں سوار ہو کر سڑک کے اس سپاٹ پر اتر گئے جہاں سے درختوں کا جھنڈ قریب تھا۔

”اسے ہلاک کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ وہ لازماً لارڈ کروش کو اطلاع دے گا“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا ورنہ اسے ناکام قرار دے کر ہلاک کر دیا جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اس کی ہلاکت کی خبر فوری طور پر لارڈ کروش تک پہنچ جاتی اور اس طرح معاملات بگڑ جاتے“۔ کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپٹن حمید اور ملیکا نے اثبات میں سر

ہلا دیئے تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں عاطف اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ کس طرح ان لیبارٹریوں کو تباہ کیا جا سکتا ہے"...... ملیکا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نے ہیلی کاپٹر پر مارس ٹاؤن جانا ہے۔ وہاں سے ہم نخلستان اور اس کے عقب میں موجود مین چوکی پر قبضہ کریں گے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ مارس ٹاؤن سے اگر جیپ نہ مل سکی تو ہمیں یہ سارا علاقہ پیدل عبور کرنا پڑے گا اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ہیلی کاپٹر پر براہ راست وہاں پہنچ جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا"۔ ملیکا نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہٹ کر دیا جائے گا البتہ ایک کام ہو سکتا ہے"...... بات کرتے کرتے اچانک کرنل فریدی نے رک کر کہا۔

"کیا"...... ملیکا اور کیپٹن حمید نے دونوں چونک کر پوچھا۔

"اگر اس ہیلی کاپٹر کی بجائے ملٹری ہیلی کاپٹر حاصل کر لیا جائے تو پھر ہم براہ راست وہاں پہنچ سکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یہاں دارالحکومت میں لازماً ملٹری کی کوئی نہ کوئی چھاؤنی ہو گی۔ وہاں سے ہیلی کاپٹر اڑایا جا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں۔ اس میں کافی وقت ضائع ہو سکتا ہے۔ تم عاطف کے ساتھ جاؤ اور مارکیٹ سے ملٹی کلر کے رنگ کے ڈبے لے آؤ۔ ہم

آسانی سے اس ہیلی کاپٹر پر تھوڑی سی تبدیلی کر کے اسے ایکریمین ایئر فورس کا ہیلی کاپٹر بنا سکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ کام واقعی جلدی بھی ہو سکتا تھا اور آسانی سے بھی۔

لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک کرنل سمتھ مین چیک پوسٹ کے مشین روم میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک بڑی سی مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس پر موجود سکرین چار حصوں میں تقسیم نظر آ رہی تھی۔ ان میں سے ایک حصے پر صحرا کا اندرونی منظر تھا جبکہ دوسرے حصے پر صحرا کے بیرونی حصوں کی منظر کشی تھی۔ یہ حصہ بھی آگے چار حصوں میں تقسیم تھا اور چاروں جانب کے مناظر اس پر نظر آ رہے تھے جبکہ تیسرے حصے میں لارڈ کروش کا وہ محل نظر آ رہا تھا جسے خالی کر دیا گیا تھا اور جہاں سے لیبارٹری کو راستہ جاتا تھا اور سکرین کے چوتھے حصے میں صحرا میں فضا کا منظر نظر آ رہا تھا جو تیزی سے تبدیل ہو رہا تھا۔ کبھی صحرا کے کسی فضائی حصے کا منظر نظر آتا تھا اور کبھی کسی حصے کا فضائی منظر۔ اس مشین کو ماسٹر مشین کہا جاتا تھا اور یہ مشین کرنل سمتھ خصوصی طور پر اسرائیل سے اپنے ساتھ

لایا تھا اور صحرا میں موجود تمام چیک پوسٹوں پر اس کے ایریل لگائے گئے تھے۔ کرنل سمتھ کے ساتھ چالیس کے قریب تربیت یافتہ افراد آئے تھے۔ وہ سب دس ہیلی کاپٹروں پر یہاں پہنچے تھے لیکن ان میں سے آٹھ ہیلی کاپٹر واپس بھجوا دیئے گئے تھے جبکہ دو ہیلی کاپٹر روک لئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ پر موجود تھا جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر نخلستان کے عقب میں ایمرجنسی کے لئے باقاعدہ کیمو فلاج کر کے رکھا گیا تھا۔ صحرا میں مین چیک پوسٹ کے علاوہ دس چھوٹی چیک پوسٹیں بھی تھیں لیکن کرنل سمتھ نے ان دس میں سے صرف پانچ چیک پوسٹوں پر اپنے آدمی رکھے ہوئے تھے جو پانچ چیک پوسٹیں منتخب کی گئی تھیں ان کی لوکیشن اس انداز کی تھی کہ بیک وقت پورے صحرا کو مانیٹر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فضائی چیکنگ چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی۔ کرنل سمتھ کے ساتھ اس مین چیک پوسٹ پر پانچ افرد موجود تھے جن کا سربراہ کیپٹن انتھونی تھا۔ کیپٹن انتھونی بلیو آرمی میں سب سے تیز طرار اور ذہین ایجنٹ سمجھا جاتا تھا اور یہاں صحرا میں جو سیٹ اپ کیا گیا تھا وہ کیپٹن انتھونی کا ہی تھا۔ کرنل سمتھ تو صرف لیڈر ہونے کی وجہ سے یہاں موجود تھا۔ ویسے کرنل سمتھ کو بھی کیپٹن انتھونی پر مکمل اعتماد تھا اس لئے اس نے کیپٹن انتھونی کو مکمل آزادی دے رکھی تھی۔ یہاں سیٹلائٹ کے ذریعے فون کا سسٹم بھی موجود تھا اور پانچوں چوکیوں کے ساتھ انٹر کام کا رابطہ موجود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمرجنسی کے

لئے سپیشل ٹرانسمیٹر بھی موجود تھے ۔ اسلحے میں اس کے پاس ہٹنگ میزائل ، سٹار میزائل اور ایسا ہی جدید اسلحہ موجود تھا ۔ انہیں یہاں بھیجنے سے پہلے اسرائیل کے صدر نے خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ کسی چیکنگ کے چکر میں نہ پڑیں ۔ صحرا میں جو بھی داخل ہو رہا ہو چاہے وہ بظاہر اسرائیل کا صدر ہی کیوں نہ ہو اسے پہلے گولی ماری جائے پھر اس کے بارے میں تحقیق کی جائے اس لئے کرنل سمتھ نے اپنے ساتھیوں کو خصوصی آرڈر دے رکھے تھے کہ وہ اسے رپورٹ دے کر اس سے مزید احکامات طلب کرنے کی بجائے صحرا میں داخل ہونے والے کسی بھی آدمی ، جیپ یا ہیلی کاپٹر اور جہاز کو پہلے ہٹ کریں پھر رپورٹ دیں ۔ انہیں یہاں آئے ہوئے آج تیسرا روز تھا لیکن ابھی تک صحرا میں باہر سے کوئی آدمی یا جیپ وغیرہ داخل نہ ہوئی تھی اور روزانہ رات کو کرنل سمتھ کو اسرائیل کے صدر کو رپورٹ دینا ہوتی تھی ۔ کرنل سمتھ کو اس ساری چیکنگ کا سربراہ بنا دیا گیا تھا اور اسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس کا مقابلہ دنیا کے سب سے خطرناک ایجنٹوں سے ہے اس لئے کرنل سمتھ ہر وقت چوکنا اور محتاط رہتا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لی تو اسے اسرائیلی فوج میں کوئی بڑا عہدہ بھی دیا جا سکتا ہے اس لئے وہ دل سے یہی چاہتا تھا کہ خطرناک ایجنٹ صحرا میں داخل ہوں اور وہ ان کا خاتمہ کر کے حکومت کے سامنے سرخرو ہو سکے لیکن تین دنوں میں اب تک کوئی انسان تو ایک طرف کوئی جانور بھی

صحرا میں داخل نہ ہوا تھا اس لئے اس کے چہرے پر بیزاری اور کوفت کے تاثرات واضح تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور چھریرے بدن کا مالک کیپٹن انتھونی تیزی سے اندر داخل ہوا ۔ اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات نمایاں تھے ۔

" کیا ہوا ۔ کیا کوئی خاص بات "...... کرنل سمتھ نے چونک کر پوچھا ۔

" باس ۔ اب ہمارے ان ایکشن ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے "...... کیپٹن انتھونی نے خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" وہ کیسے "...... کرنل سمتھ نے چونک کر پوچھا ۔

" باس ۔ چیک پوسٹ نمبر آٹھ نے اطلاع دی ہے کہ ان کے آلات نے دو بڑی جیپوں کو چیک پوسٹ نمبر بارہ سے کافی فاصلے پر صحرا کے باہر درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود دیکھا ہے اور وہاں آٹھ آدمی موجود ہیں ۔ ان کی حرکات سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ رات کو صحرا میں داخل ہو کر چیک پوسٹ نمبر بارہ کی طرف بڑھیں گے کیونکہ ان میں سے دو آدمی اونچے درختوں پر چڑھ کر طاقتور دوربینوں سے چیک پوسٹ نمبر بارہ کا مسلسل جائزہ لینے میں مصروف ہیں "...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" چیک پوسٹ نمبر بارہ تو خالی ہے "...... کرنل سمتھ نے کہا ۔

" یس باس اور یہی ان کے لئے بہترین ٹریپ ثابت ہو گی کیونکہ وہ چیک پوسٹ پر آسانی سے قبضہ کر کے مطمئن ہو جائیں

گے اور پھر ہم انتہائی آسانی سے چیک پوسٹ نمبر پانچ سے ان پر سپر میزائل فائر کر کے ان کا خاتمہ کر دیں گے''...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں رکنے کی بجائے آگے بڑھ جائیں اس لئے وہ جیسے ہی صحرا میں داخل ہوں ان کا خاتمہ کرا دو''۔ کرنل سمتھ نے کہا۔

'' باس ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اکٹھے اندر داخل نہ ہوں بلکہ پہلے چند افراد اندر داخل ہوں ۔ اگر ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا تو لامحالہ دوسرے لوگ چونک جائیں گے لیکن اگر انہیں کچھ نہ کہا گیا تو وہ لازماً خالی چیک پوسٹ پر پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو او کے کی کال دیں گے اور پھر ان کے ساتھی اطمینان سے صحرا میں داخل ہو کر چیک پوسٹ بارہ پر پہنچ جائیں گے اور پھر انہیں آسانی سے اور اکٹھے ختم کیا جا سکتا ہے''...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیا۔

'' ہاں تمہاری بات درست ہے ۔ لیکن باقی دو گروپس ۔ وہ کہاں ہیں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

'' باس ۔ وہ بھی کہیں نہ کہیں نمودار ہو جائیں گے اور ہم سے بہرحال وہ چھپ نہیں سکتے اس لئے ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا''...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

'' او کے ۔ ٹھیک ہے ۔ لیکن خیال رکھنا ۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا ہم ان سے مار کھا جائیں''...... کرنل

سمتھ نے کہا۔

'' یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ آپ نے خود چیک کر لیا ہے کہ صحرا میں داخل ہونے والی مکھی بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتی ۔ وہ کیسے ہم تک پہنچ سکتے ہیں''...... کیپٹن انتھونی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل سمتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

'' کیپٹن انتھونی ۔ دشمن کو کبھی کمزور نہیں سمجھنا چاہئے ۔ فوج میں سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

'' آپ بے فکر رہیں جناب ۔ ہم انہیں کمزور نہیں سمجھ رہے لیکن ہم نے خرگوش کا شکار کرنے کے لئے شیر کے شکار کا سامان بہم پہنچا رکھا ہے اس لئے ہم مطمئن ہیں کہ یہ لوگ کسی صورت بھی بچ کر نہیں جا سکتے''...... کیپٹن انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے''...... کرنل سمتھ نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا۔

'' آپ چاہیں تو آرام کر لیں کیونکہ یہ لوگ کافی رات گزرنے کے بعد ہی صحرا میں داخل ہوں گے''...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

'' او کے ۔ اس دوران میں کچھ آرام کر لوں''...... کرنل سمتھ نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن انتھونی بھی اس کے اٹھتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور کرنل سمتھ اس کمرے سے نکل کر سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا جو اس کا بیڈ روم تھا۔

صحرا سے کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں دو جیپیں موجود تھیں اور وہاں میجر پرمود اور اس کا پورا گروپ بھی موجود تھا۔ میجر پرمود نے نقشے کی مدد سے جو چیکنگ کی تھی اس کے مطابق اس علاقے میں صحرا میں داخل ہونے پر وہاں سے پہلی چیک پوسٹ سب سے قریب تھی۔ درمیانی فاصلہ تقریباً دو میل کا تھا اور یہ سب سے کم فاصلہ تھا ورنہ باقی چیک پوسٹیں صحرا کی سرحد سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلے پر تھیں اس لئے میجر پرمود نے رات کو صحرا میں داخل ہو کر پہلے اس چیک پوسٹ پر قبضہ کرنے کا پلان بنایا تھا تاکہ وہاں سے آگے آسانی سے پیش قدمی ہو سکے۔ کیپٹن طارق اور اس کا ایک ساتھی اونچے درختوں پر چڑھ کر طاقتور دوربینوں سے اس چیک پوسٹ کو چیک کر چکے تھے اور ان کے مطابق یہ چیک پوسٹ خالی تھی۔ البتہ وہاں انہیں سائنسی آلات وغیرہ تو نظر آئے تھے لیکن

کوئی آدمی یا کوئی جیپ وغیرہ نظر نہ آئی تھی۔

" میجر صاحب۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر صحرائی سرحد کے قریب والی یہ چیک پوسٹ خالی رکھی ہوئی ہے"...... کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

" کیوں"...... میجر پرمود نے کہا۔ وہ سب درختوں کے جھنڈ میں گھاس پر بیٹھے ہوئے تھے۔

" اس طرح وہ انتہائی آسانی سے اس پوری چیک پوسٹ کو اڑا سکتے ہیں کیونکہ وہاں ان کے آدمی نہیں ہوں گے اس لئے انہیں کوئی فکر نہ ہو گی"...... کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات سر ہلا دیا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن اب تم بتاؤ کہ کیا کرنا چاہئے۔ ہم نے بہرحال اس مین چیک پوسٹ پر پہنچنا ہے تاکہ وہاں سے راستہ کھول کر لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" باس۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے"...... اچانک کیپٹن طارق نے کہا۔

" وہ کیا"...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

" میں اس چیک پوسٹ پر جا کر بم لگا آتا ہوں۔ پھر یہاں سے اس چیک پوسٹ کو اڑا دیا جائے تو لازماً وہ لوگ اس دھماکے کو چیک کرنے وہاں آئیں گے۔ پھر ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے"...... کیپٹن طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم وہاں موجود ہوں اور آنے والوں پر قابو پا کر ان کی جیپوں یا ہیلی کاپٹر کو استعمال کیا جا سکے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اور اگر انہوں نے وہاں چیکنگ آلات نصب کئے ہوئے ہیں تو پھر تو میرے خیال میں وہ فاصلے سے ہمیں ٹارگٹ بنا کر ختم کر سکتے ہیں"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"کیپٹن طارق کی تجویز واقعی قابل عمل ہے۔ چوکی تباہ ہو جانے سے وہاں موجود آلات بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائیں گے اور وہ لازماً اسے مارک کرنے آئیں گے۔ پھر ان پر قابو پا کر آگے بڑھا جا سکتا ہے یا کم از کم ان میں سے کسی سے صحرا کے اندر ان کے تمام سیٹ اپ کی تفصیلی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"میجر صاحب۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کروں"...... اچانک کیپٹن طارق کے اسٹنٹ زاہد نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"تم سب اس وقت اہم ترین مشن پر ہو اس لئے سب کھل کر بات کرو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ آپ نے نقشہ دیکھا ہے جبکہ میں نے بھی نقشے کو غور سے دیکھا ہے۔ یہ چیک پوسٹ واقعی صحرائی سرحد سے سب سے قریب ہے لیکن یقیناً یہ چیک پوسٹ انہوں نے دانستہ خالی کی

ہوئی ہے۔ یہاں انہوں نے ایسے آلات نصب کئے ہوئے ہوں گے کہ ہم سب یا ہم میں سے کوئی ایک بھی صحرا میں داخل ہو تو وہ اسے مانیٹر کر سکیں اس لئے اس خالی چیک پوسٹ کو تباہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم اس خالی چیک پوسٹ کو کراس کر کے آگے بڑھ جائیں اور کسی ایسی چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں جہاں ان کے کچھ لوگ بھی موجود ہوں"...... زاہد نے کہا۔

"تم خود کہہ رہے ہو کہ صحرا میں داخل ہوتے ہی ہم ان کی نظروں میں آ جائیں گے اور وہ ہمیں آسانی سے ہٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد آگے بڑھنے کی بات کا کیا جواز رہ جاتا ہے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"جناب۔ میرا مطلب تھا کہ اس چیک پوسٹ کو اس وقت تباہ کیا جائے جب ہم وہاں موجود ہوں اور اسے تباہ کرتے ہی ہم آگے بڑھ جائیں۔ اس طرح وہ اس تباہی کی طرف متوجہ رہیں گے اور ہم ان کی کسی اور چیک پوسٹ پر آسانی سے پہنچ جائیں گے"...... زاہد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری پہلی تجویز اور دوسری تجویز سننے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے دو آدمی اس چیک پوسٹ پر جائیں گے اور وہاں بم فٹ کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں موجود سائنسی آلات کو بھی چیک کریں گے۔ پھر ہم وہاں جائیں گے لیکن ہم چیک پوسٹ میں داخل ہونے کی بجائے ٹیلوں کی اوٹ لے لیں گے اور پھر اس چیک

پوسٹ کو تباہ کر دیں گے اور اس کے ساتھ ہی ہم آگے بڑھنا شروع کر دیں گے ۔ دوسری چیک پوسٹ وہاں سے شمال کی طرف چار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ۔ ہمارا ٹارگٹ وہ چیک پوسٹ ہو گی“۔ میجر پرمود نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تو پھر میں کیپٹن طارق کو ساتھ لے کر وہاں جاؤں“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

”ابھی تو دن کا وقت ہے ۔ ہم رات کو جائیں گے کیونکہ رات کو ہم آسانی سے ان آلات کو ڈاج دے سکیں گے“...... میجر پرمود نے کہا تو اس بار بھی سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ رات ہونے میں ابھی کافی دیر تھی اس لئے میجر پرمود کے کہنے پر وہ سب آرام کرنے کے لئے وہیں گھاس پر ہی لیٹ گئے جبکہ ان کے چار آدمی جھنڈ سے باہر اونچی جھاڑیوں میں موجود رہ کر نگرانی کرتے رہے کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی بھی ادھر آ سکتا تھا ۔ سامنے کچھ فاصلے پر صحرا کی سرحد تھی اور دور دور تک ریت اور اس کے ٹیلے نظر آ رہے تھے ۔ میجر پرمود گھاس پر لیٹا آنکھیں بند کئے آنے والے حالات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اب تک وہ ان لیبارٹریوں کو ٹریس کرنے کے چکر میں پھرتے رہے تھے اور اب ان کا اصل مشن شروع ہونے والا تھا اور سب سے بڑی الجھن جو اس کے ذہن میں تھی وہ صحرا میں موجود بلیو آرمی کے ٹھکانوں ،تعداد اور ان کے پاس اسلحہ کی تفصیل کا علم نہ ہونے کی تھی ۔ وہ مسلسل سوچ رہا تھا کہ جو

کچھ انہوں نے سوچا ہے کیا وہ درست ثابت ہو گا یا وہ الٹا دشمنوں کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے ۔ اس طرح سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو نہ صرف اس نے آنکھیں کھول دیں بلکہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”کیا ہوا باس“...... ساتھ لیٹے ہوئے کیپٹن توفیق نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ ۔ ہم تو پکے ہوتے پھلوں کی طرح دشمنوں کی جھولی میں گرنے جا رہے ہیں“...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے باس“...... کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بلیو آرمی نے یقیناً اس پورے صحرا میں، اور اس کی بیرونی سرحدوں اور اندرونی چیک پوسٹوں کی چیکنگ آلات کی مدد سے نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو گا ۔ اسرائیل کے پاس جدید ترین آلات کی کوئی کمی نہیں ہے اور صحرا میں اگر اچانک ہم پر میزائل برسنے شروع ہو جائیں تو ہمارے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہ ہو گی اور نہ ہی ہم واپس جا سکیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے یہاں ہماری موجودگی کا بھی انہیں علم ہو چکا ہو اور وہ ہماری طرف سے پوری طرح الرٹ ہوں“...... میجر پرمود نے کہا۔

”یس سر ۔ لیکن ان حالات میں اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے ۔

رسک تو بہر حال لینا ہی ہو گا''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"اس طرح رسک لینا سراسر حماقت ہے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گیا۔

"اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہو گیا اور وہاں موجود باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا ہوا سر''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"سب ساتھیوں کو بلاؤ۔ ہم نے ابھی مشن پر آگے بڑھنا ہے''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے سب ساتھیوں کو بلانے کا کہہ دیا۔

"کوئی نیا پلان ذہن میں آیا ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے مین چیک پوسٹ پر پہنچنا ہے۔ وہی ہمارا اصل ٹارگٹ ہے اس لئے ہم مسلسل اس کی طرف سفر کریں گے اور راستے میں جو چیک پوسٹ نظر آئے اسے اڑاتے چلے جائیں گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

"لیکن اگر آسمان سے ہم پر میزائل فائرنگ کی گئی تو پھر''۔ کیپٹن توفیق نے کہا۔

"مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں بلگارنیہ سے اپنے ساتھ بوم ماسٹرز رنگ لے آیا تھا۔ دونوں جیپوں میں وہ بوم ماسٹرز رنگ لگا دیئے

جائیں گے۔ اس طرح ہم میزائل سے ہٹ ہونے سے بچے رہیں گے۔ باقی افراد سے ہم خود نمٹ لیں گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

"بوم ماسٹرز رنگ۔ وہ کیا ہوتے ہیں باس''...... کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بلگارنیہ کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے۔ ان میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو ہر قسم کے میزائل کا رخ بدل دیتی ہیں۔ گو ابھی سائنس دان بوم ماسٹرز رنگ اس قدر طاقتور نہیں بنا سکے کہ ان سے بڑے بڑے اور فکسڈ ٹارگٹوں کا بچایا جا سکے لیکن تھوڑی طاقت کے میزائل اور موونگ ٹارگٹس کو ان کی مدد سے بچایا جا سکتا ہے''۔ میجر پرمود نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے باس تو پھر تو واقعی ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی''...... کیپٹن توفیق نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس''...... اسی لمحے کیپٹن طارق نے قریب آ کر کہا۔

"کیپٹن طارق۔ میرے بیگ کے خفیہ خانے میں دو بوم ماسٹرز رنگ موجود ہیں۔ انہیں نکال کر دونوں جیپوں کی چھتوں پر نصب کر کے انہیں آن کر دو۔ اس کی وجہ سے ہماری جیپیں میزائلوں سے بچ جائیں گی اور ہم آگے بڑھتے رہیں گے۔ البتہ جہاں افراد سامنے آئے وہاں ہم ان سے نمٹ لیں گے اور ہم نے ابھی صحرا میں داخل ہونا ہے تاکہ رات ہونے سے پہلے پہلے ہم مین چیک پوسٹ تک پہنچ سکیں اور کیپٹن توفیق تم اس دوران بیگ میں سے نقشہ نکال لاؤ۔

اب ہمیں ایسا راستہ منتخب کرنا ہے کہ جس راستے سے ہم جلد از جلد
مین چیک پوسٹ پر پہنچ سکیں“...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق
سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نقشہ لے آیا تو میجر پرمود
دوبارہ گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس نے نقشہ کھول کر سامنے زمین پر پھیلا
لیا اور وہ نقشے پر جھک گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایسا راستہ ٹریس
کرنے میں کامیاب ہو گیا جو وہ چاہتا تھا لیکن صحرا میں کوئی سڑک تو
نہ تھی اور نہ ہی راستے کے کوئی مخصوص نشانات ہوتے تھے اس لئے
اس نے صحرا میں خصوصی طور پر استعمال ہونے والا جدید کمپاس نکالا
اور پھر اس راستے کے مطابق اس نے اسے ایڈجسٹ کرنا شروع کر
دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کمپاس انہیں نہ صرف راستے کے بارے
میں ساتھ ساتھ نشاندہی کرتا رہے گا بلکہ انہیں ادھر ادھر بھٹکنے بھی نہ
دے گا۔ اس دوران کیپٹن طارق بوم ماسٹرز رنگ دونوں جیپوں کی
چھتوں پر نصب کر چکا تھا۔ یہ ایک گول سیاہی مائل رنگ کا ڈبہ تھا
جس کے اوپر والا حصہ نوکدار تھا اور اس نوک سے ایسی ریز نکل کر
ادھر ادھر پھیل جاتی تھیں کہ میزائل جیسے ہی ان ریز کی رینج میں پہنچتا
یہ ریز اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر دوسری طرف موڑ دیتی
تھیں۔ اس طرح میزائل اپنے ٹارگٹ پر ہٹ نہ ہو سکتا تھا۔ میجر
پرمود نے خاص طور پر انہیں چیک کیا اور پھر انہیں آن کر کے بھی وہ
انہیں چیک کرتا رہا کیونکہ ایک لحاظ سے ان سب کی زندگیوں کا
دارومدار انہی بوم ماسٹرز رنگ پر تھا۔ ہر طرف سے تسلی ہو جانے کے

بعد انہوں نے ضروری اسلحہ جیبوں میں ڈالا اور ہیوی مشین گنیں
کاندھوں سے لٹکا کر وہ جیپوں میں سوار ہو گئے۔ آگے والی جیپ کو
کیپٹن توفیق نے ڈرائیو کرنا تھا جبکہ میجر پرمود سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا
تھا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن طارق اور اس کے دو مسلح ساتھی موجود تھے
جبکہ دوسری جیپ میں کیپٹن طارق کے باقی چار ساتھی موجود تھے اور
پھر میجر پرمود کے حکم پر جیپیں سٹارٹ ہو کر اس جھنڈ سے نکلیں اور
تیز رفتاری سے صحرا کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ٹرم پار جیپ خاصی تیز رفتاری سے کروش ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ کروش ٹاؤن کی عمارتیں اب انہیں دور سے دکھائی دینے لگ گئی تھیں اور وہ سب اب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ ضروری اسلحہ انہوں نے پہلے ہی آپس میں بانٹ لیا تھا اور پروگرام کے مطابق عمران اور تنویر نے صحرا کے آغاز میں واقع لارڈ کروش کے محل میں داخل ہو کر کارروائی کرنا تھی جبکہ صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے کروش ٹاؤن جا کر لارڈ کروش کو کور کرنا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ جیپ کہاں رہے گی"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"میں اور تنویر تمہیں کروش ٹاؤن میں ڈراپ کر دیں گے اور جیپ لے کر آگے چلے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اور پھر ہماری واپسی کیسے ہوگی"...... جولیا نے کہا۔

"تم لارڈ کی حویلی میں جا رہی ہو۔ لارڈ کے پاس چھوٹی موٹی جیپ تو بہرحال ہو گی ہی سہی"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے اپنے سوال پر شرمندگی ہو رہی ہو لیکن پھر سڑک کا ایک موڑ مڑتے ہی اچانک تنویر نے بریک پر پیر رکھ دیا اور تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ کے ٹائر چیخ مار کر سڑک پر جم سے گئے۔ ان سب کو اس طرح بریک لگنے سے خاصا زوردار جھٹکا سا لگا لیکن وہ اس لئے خاموش ہو گئے تھے کہ انہیں تنویر کی مجبوری کا علم ہو گیا تھا کیونکہ موڑ مڑتے ہی باقاعدہ چیک پوسٹ تھی اور سڑک پر لوہے کا بڑا سا راڈ لگا ہوا تھا۔ اگر تنویر فل بریک نہ لگاتا تو جیپ اس تیز رفتاری سے اس فولادی راڈ سے ٹکرا کر تباہ ہو سکتی تھی۔ جیپ رکتے ہی چیک پوسٹ سے چار مشین گنوں سے مسلح افراد جنہوں نے نیلے رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی دوڑتے ہوئے آئے اور جیپ کے چاروں طرف اس انداز میں کھڑے ہو گئے جیسے دوسرے لمحے فائر کھول دیں گے۔ ان کی جیبوں پر سرخ رنگ کی پٹی لگی ہوئی تھی جس پر لارڈ سکیورٹی کے الفاظ موجود تھے۔ دوسرے لمحے ایک لمبے قد کا آدمی تیزی سے جیپ کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

’’ آپ سب جیپ سے باہر آ جائیں‘‘...... اس آدمی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

’’کیوں ۔ وجہ ۔ ہم ٹورسٹ ہیں اور ہمارے پاس بین الاقوامی ٹورسٹ کارڈز ہیں‘‘...... عمران نے بھی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ آپ جو بھی ہیں نیچے آ جائیں ۔ میں صرف دو منٹ دوں گا ورنہ فائر کھول دیا جائے گا ۔ نیچے اتریں‘‘...... اسی لمبے قد کے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

’’ تم ۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم اس لہجے میں ہم سے بات کرو‘‘۔ تنویر نے یکلخت انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران نے عقبی طرف سے اس کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا۔

’’ فی الحال خاموش رہو اور نیچے اتر آؤ‘‘...... اسی لمبے قد والے آدمی نے کہا۔

’’ اوکے‘‘...... عمران نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا ۔ اس کے نیچے اترتے ہی اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

’’ تم میں سے ایک میرے ساتھ آئے‘‘...... اس لمبے قد کے آدمی نے کہا۔

’’ میں چلتا ہوں ۔ میرا نام مائیکل ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ ٹھیک ہے ۔ آؤ‘‘...... اس لمبے قد کے آدمی نے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں موجود تھے۔

’’ کاغذات کہاں ہیں ۔ مجھے دو‘‘...... لمبے قد کے آدمی نے کمرے میں کاؤنٹر کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے ایک بڑا لفافہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا ۔ وہ لمبا آدمی کافی دیر تک ان کاغذات کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

’’ مجھے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی تلاشی لینا ہو گی‘‘...... لمبے آدمی نے کہا۔

’’ پہلے تم شناخت کراؤ ۔ پھر بات ہو گی‘‘...... عمران کا لہجہ اس بار سرد ہو گیا تھا ۔ البتہ اس نے کاغذات کا لفافہ اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

’’ میرا نام رچمنڈ ہے میں کروش ٹاؤن سکیورٹی چیف ہوں ۔ پورا کروش ٹاؤن لارڈ کروش کی ملکیت ہے اس لئے لارڈ کروش کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کروش ٹاؤن میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ وہاں قدم قدم پر چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں‘‘...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ تم لارڈ کروش سے میری بات کراؤ ۔ تم نے کاغذات تو دیکھ لئے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم لارڈ کروش کے ہی مہمان ہیں اور ونگٹن سے آ رہے ہیں‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

’’ سوری ۔ لارڈ صاحب سے بات نہیں ہو سکتی ۔ البتہ ان کے مینجر فریڈرک سے بات ہو سکتی ہے‘‘...... رچمنڈ نے کہا۔

"چلو اس سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا تو رچمنڈ نے سامنے کاؤنٹر پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے عمران نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس فریڈرک بول رہا ہوں"...... ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیک پوسٹ تھری سے رچمنڈ بول رہا ہوں۔ یہاں ایک جیپ پہنچی ہے جس پر ایک عورت اور چار مرد سوار ہیں اور وہ ٹورسٹ ہیں۔ میں نے ان کے کاغذات چیک کر لئے ہیں۔ ان کے بقول وہ ونگٹن سے آ رہے ہیں اور لارڈ صاحب کے مہمان ہیں۔ ویسے کاغذات درست ہیں"...... رچمنڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کا لیڈر کون ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مسٹر مائیکل ہیں اور وہ میرے پاس موجود ہیں۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ ان کی لارڈ صاحب سے بات کراؤں لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ لارڈ صاحب سے تو بات نہیں ہو سکتی البتہ آپ سے بات ہو سکتی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ سے بات کراؤں"۔ رچمنڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کراؤ بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رچمنڈ نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا جو کاؤنٹر کی دوسری طرف کھڑا تھا۔

"ہیلو۔ میں لارڈ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بڑے بارعب لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا رچمنڈ بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر یکلخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"لارڈ مائیکل۔ مگر مجھے تو بتایا گیا ہے کہ آپ ٹورسٹ ہیں"۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ٹورازم ہماری ہابی ہے اور جب ہم ٹورسٹ ہوتے ہیں تو لارڈ نہیں رہتے لیکن تمہاری چیک پوسٹ پر ہم سے جو سلوک کیا جا رہا ہے اس سے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی اصل شناخت کرا دوں اور سنو۔ ہمارا تعلق ونگٹن سے ہے اور ہم نے لارڈ کروش سے ملنا ہے۔ آپ ان سے ملاقات کی اجازت لے لیں تاکہ جب ہم آپ کے پاس پہنچیں تو ہمیں انتظار نہ کرنا پڑے"...... عمران نے اسی طرح بارعب لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لے آئیں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اس دوران لارڈ صاحب سے بات ہو جائے"...... دوسری طرف سے اس بار ڈھیلے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رچمنڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر۔ میرے لئے کیا حکم ہے"...... رچمنڈ نے کہا۔

"آپ لارڈ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو انٹری کارڈ دے دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

ہو گیا تو رچمنڈ نے رسیور رکھ کر کاؤنٹر کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس نے اس پر مہر لگا کر دستخط کئے اور پھر کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" ہم پہلی بار کروش آئے ہیں ۔ لارڈ صاحب کی رہائش گاہ کہاں ہے تفصیل سے بتا دو"...... عمران نے کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

" وہ جناب پہلے اپنے محل میں رہتے تھے لیکن اب کروش ٹاؤن میں اپنی حویلی میں رہ رہے ہیں لیکن چونکہ حویلی میں کسی کو بغیر ان کی اجازت کے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے اس لئے حویلی کے ساتھ ایک آفس ہے جہاں ان کا مینجر فریڈرک ہوتا ہے"۔ رچمنڈ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حویلی کو جانے والے راستے کی تفصیل بتا دی۔

" اوکے ۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ رچمنڈ اس کے پیچھے باہر آ گیا ۔ باہر کا منظر وہی تھا ۔ عمران کے ساتھی جیپ کے قریب کھڑے تھے جبکہ چاروں طرف سے انہیں مشن گنوں نے ٹارگٹ بنایا ہوا تھا۔

" اوکے ۔ انہیں جانے دو اور راڈ ہٹا دو"...... رچمنڈ نے اونچی آواز میں کہا تو چاروں مسلح افراد تیزی سے سائیڈوں میں ہٹتے چلے گئے جبکہ ایک آدمی نے راڈ ہٹا دیا ۔ عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ جیپ میں سوار ہوئے اور تنویر نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔

" میں تمہیں راستہ سمجھا دیتا ہوں ۔ ہم نے لارڈ کی حویلی پہنچنا ہے اور اب سابقہ گروپوں میں کام کرنے والا پلان ختم ۔ اب ہم نے لارڈ کروش کی حویلی پر ریڈ کرنا ہے اور پھر اسے ساتھ لے کر ہم کروش مینشن جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچمنڈ کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

" وہاں کیا ہوا"...... صفدر نے پوچھا تو عمران نے تفصیل بتا دی۔

" لیکن جب وہ فریڈرک لارڈ سے بات کرے گا تو پھر"۔ جولیا نے کہا۔

" اگر ہم یہاں قتل و غارت کرتے تو لامحالہ ہمارا حویلی تک پہنچنا مشکل ہو جاتا اور ہم خواہ مخواہ کے بکھیڑے میں الجھ جاتے ۔ اب وہ لوگ کم از کم ہمیں وہیں حویلی پر ہی روکیں گے ۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ فریڈرک خود ہی ہم سے بات کرے گا لارڈ سے بات کرنے سے پہلے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ پھر لارڈ کی حویلی پہنچنے تک راستے میں دو چیک پوسٹوں پر انہیں روکا گیا لیکن سرخ رنگ کا انٹری کارڈ دیکھتے ہی وہ پیچھے ہٹ گئے ۔ حویلی خاصی بڑی اور عظیم الشان انداز میں بنی ہوئی تھی ۔ حویلی سے ہٹ کر ایک چھوٹی سی عمارت تھی ۔ حویلی کے باہر مسلح افراد کا پہرہ تھا اور حویلی کی چار دیواری پر بھی چاروں کونوں میں باقاعدہ واچ ٹاورز موجود تھے جن پر مسلح افراد کھڑے دور سے نظر آ

رہے تھے۔

'' یہ حویلی کیا پورا قلعہ بنایا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

'' ہاں اور اب مجھے اس لارڈ کروش سے مذاکرات کرنے ہوں گے اس کا محل چھوڑ کر یہاں آ جانے کا مطلب ہے کہ اب محل سے کسی صورت راستہ نہیں کھل سکتا ۔ اب یہ خود ہی مزید معلومات دے گا ''۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کے کہنے پر تنویر نے جیپ اس چھوٹی عمارت کے سامنے روک دی ۔ وہاں بھی مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے ۔ جیپ رکتے ہی عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔

'' ہم لارڈ مائیکل ہیں ۔ فریڈرک کہاں ہے''...... عمران نے نیچے اتر کر ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

'' وہ اپنے آفس میں ہیں جناب''...... اس آدمی نے عمران کے بارعب لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب ایک خاصے وسیع و عریض آفس میں داخل ہوئے جہاں ایک چھوٹے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔

'' ہمارا نام لارڈ مائیکل ہے اور یہ ہمارا سٹاف ہے''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو فریڈرک ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں عمران سے مصافحہ کیا اور پھر دوبارہ جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

'' جناب لارڈ صاحب سے تو بات نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ آرام

کرنے کے لئے بیڈ روم میں جا چکے ہیں ۔ اب کل ان سے بات ہو سکے گی''...... فریڈرک نے ان سب کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

'' آپ سے تو بات ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو فریڈرک بے اختیار چونک پڑا۔

'' جی کیا بات''...... فریڈرک نے چونک کر کہا۔

'' یہی کہ کل تک ہم یہاں کس ہوٹل میں ٹھہر سکتے ہیں ۔ آپ کو ہماری طرف سے بھاری انعام بھی مل سکتا ہے بشرطیکہ آپ کسی ایسے ہوٹل کا انتظام کرا دیں جو ہمارے شایان شان ہو''...... عمران نے کہا تو فریڈرک کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

'' یہ کام تو ہو سکتا ہے ۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آپ کے آنے کی پہلے سے کوئی اطلاع بھی نہیں ہے اور پھر آپ جیسی شخصیت اچانک آ بھی نہیں سکتی ۔ یہ سارا سلسلہ کیا ہے''۔ فریڈرک نے کہا۔

'' آپ کب سے لارڈ صاحب کے مینیجر ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' جی گزشتہ بارہ سالوں سے''...... فریڈرک نے جواب دیا۔

'' پہلے آپ صحرا والے محل میں رہتے تھے یا شروع سے ہی یہاں رہتے ہیں''...... عمران نے کہا تو فریڈرک ایک بار پھر چونک پڑا۔

'' وہیں محل میں رہتا تھا ۔ آپ کو اس محل کے بارے میں کیسے معلوم ہوا''...... فریڈرک نے کہا۔

"اگر آپ وہاں رہتے تھے تو آپ سے یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی کہ اس محل سے لیبارٹریوں کا راستہ بھی جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو فریڈرک بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھے رہیں مسٹر فریڈرک۔ ہم مشکوک نہیں ہیں۔ ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے"...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"اس۔ اسرائیل سے۔ مگر۔ مگر"...... فریڈرک نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔ آپ کو یقیناً یہ اطلاع مل چکی ہو گی کہ ایشیائی ایجنٹ ان لیبارٹریوں کو تباہ کرنے یہاں آنے والے ہیں اور اسی لئے لارڈ صاحب محل چھوڑ کر یہاں شفٹ ہو گئے ہیں اور حکومت اسرائیل نے صحرا میں کنٹرول کے لئے بلیو آرمی کو بھجوا دیا ہے لیکن حکومت اسرائیل چاہتی ہے کہ ان ایشیائی ایجنٹوں کو صحرا سے باہر ہی ختم کر دیا جائے اور حکومت کو جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق یہ گروپ پہلے لارڈ صاحب کو ہی ٹارگٹ بنائے گا اس لئے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ کا تعلق اسرائیل سے ہے"...... فریڈرک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ ثبوت لارڈ صاحب کو تو دکھایا جا سکتا ہے آپ کو نہیں اس لئے تو ہم چاہتے ہیں کہ لارڈ صاحب سے ہماری ملاقات ہو جاتی تو

ہم کوئی بہتر لائحہ عمل طے کر لیتے۔ وہ ایشیائی ایجنٹ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں فون پر آپ کی بات کرا دیتا ہوں"...... فریڈرک نے کہا۔

"سوری۔ فون پر ساری بات نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھی یہاں رہیں اور میں اکیلا آپ کے ساتھ جا کر لارڈ صاحب سے مل لوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیں"...... فریڈرک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ لارڈ صاحب سے تو بات کر لیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ان سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں اپنے طور پر اطمینان کر لوں اور اب جبکہ آپ کے ساتھی یہیں رہیں گے اور آپ اکیلے میرے ساتھ جائیں گے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے"۔ فریڈرک نے کہا۔

"اوکے۔ چلیں"...... عمران نے کہا تو فریڈرک سر ہلاتا ہوا میز کی سائیڈ سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ لوگ اطمینان سے بیٹھیں۔ میں ملاقات کر کے آپ سے ٹرانسمیٹر پر بات کروں گا تاکہ جو صورت طے پائے وہ آپ کو بتا دوں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... صفدر نے کہا تو عمران فریڈرک کے پیچھے چلتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔

" آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو یہاں گارڈ کو دے دیں۔ وہاں اسلحہ لے جانا منع ہے"...... فریڈرک نے باہر آتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر فریڈرک کو دے دیا اور فریڈرک نے مشین پسٹل گارڈ کو دیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے حویلی میں داخل ہوئے۔ حویلی کافی وسیع تھی اور پھر وسیع صحن کراس کر کے آگے وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

" تشریف رکھیں۔ میں لارڈ صاحب کو اطلاع دیتا ہوں۔ وہ یہاں آ کر ملاقات کریں گے"...... فریڈرک نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ فریڈرک مڑ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم اور چوڑے چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی لارڈ کروش ہے۔ اس کے پیچھے فریڈرک تھا اور فریڈرک کے پیچھے ایک مشین گن بردار تھا جو خاموشی سے دروازے کے ساتھ دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

" میرا نام لارڈ کروش ہے"...... آنے والے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر مصافحہ کئے بغیر وہ صوفے کی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ فریڈرک اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی جیب میں تھا اور جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ جیب میں مشین پسٹل موجود ہے۔

" میرا نام مائیکل ہے لارڈ صاحب۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ وہ محل چھوڑ کر یہاں کیوں شفٹ ہوئے ہیں۔ کیا آپ نے وہ محل

اس لئے خالی کر دیا ہے کہ دشمن ایجنٹ وہاں قبضہ کر کے لیبارٹریوں کو تباہ کر دیں"...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ لارڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ یہی حالت فریڈرک کی تھی۔ اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" آپ۔ آپ اس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ کون ہیں آپ اور آپ کو جرأت کیسے ہوئی مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے کی"...... لارڈ کروش نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میرے پاس ریڈ اتھارٹی ہے لارڈ صاحب اور آپ جانتے ہیں کہ ریڈ اتھارٹی ہولڈر صدر سے بھی جواب طلب کر سکتا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے فیصلہ کرنے کا بھی اختیار ہے اور میرے فیصلے سے آپ اور آپ کا عملہ ساری عمر جیلوں میں سڑتا رہ سکتا ہے۔ اسرائیل کا مفاد ہمیں آپ جیسے لارڈ سے زیادہ عزیز ہے"...... عمران کا لہجہ مزید تلخ ہو گیا۔

" کہاں ہے ریڈ اتھارٹی کارڈ۔ دکھائیں"...... لارڈ نے اس بار ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا جیسے ریڈ اتھارٹی کارڈ نکال رہا ہوں لیکن دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیسے ہی باہر آیا تو اس نے ہاتھ کو لارڈ کے سامنے زمین کی طرف جھٹکا۔ کٹک کی آواز کے ساتھ ہی یکلخت لارڈ، فریڈرک اور مشین گن بردار ان سب کے جسم ڈھیلے پڑتے چلے گئے اور پلک جھپکنے میں لارڈ صوفے پر بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو چکا تھا جبکہ

فریڈرک اور مسلح آدمی ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح نیچے گرے تھے ۔ عمران نے سانس روکا ہوا تھا ۔ ان تینوں کے بے ہوش ہوتے ہی عمران آگے بڑھا اور اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور ساتھ ہی سانس لینے کے ساتھ ساتھ اس نے اردگرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن باہر کوئی آدمی نہ تھا ۔ البتہ گیٹ کے پاس واچ ٹاورز پر مسلح افراد موجود تھے ۔ عمران نے مڑ کر دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی ۔ اس کا میگزین چیک کیا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ مائیکل کالنگ ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس ۔ مارشل اٹنڈنگ یو ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جیپ میں موجود سائلنسر لگا اسلحہ لو اور گیٹ کے سامنے موجود افراد اور واچ ٹاورز پر موجود افراد کا خاتمہ کر کے گیٹ کے اندر آ جاؤ اور لاشوں کو بھی اندر لے آؤ ۔ صرف جولیا کو باہر چھوڑ دینا تاکہ جیپ کی حفاظت کی جا سکے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باقی چیک پوسٹوں کا کیا ہو گا ۔ اوور"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے ۔ وہاں صرف ایک ایک آدمی ہے اور اس طرف باہر کوئی عمارت نہیں اس لئے میں انہیں آسانی سے ختم

کر دوں گا ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر کے وہ گن لے کر صحن میں آ گیا ۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن سیدھی کی اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دائیں کونے کی چیک پوسٹ پر موجود مسلح آدمی الٹ کر پیچھے جا گرا ۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ ٹریگر دبا دیا اور نتیجہ یہ کہ تینوں چیک پوسٹوں پر موجود آدمی غائب ہو چکے تھے ۔ اسی لمحے عمران کو بیرونی واچ ٹاور سے چٹک چٹک کر آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور صفدر اندر داخل ہوا تو عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اس کمرے کی طرف اشارہ کیا جہاں لارڈ کروش فریڈرک اور وہ مسلح آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی اس کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ اسے معلوم تھا کہ اب صفدر اور اس کے ساتھی خود ہی ساری حویلی کو کور کر لیں گے ۔ کمرے میں لارڈ کروش ، فریڈرک اور مسلح آدمی بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ عمران نے مشین گن کی نال اس مسلح آدمی کے سینے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا ۔ اس آدمی کے جسم نے دو تین جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا ۔ یہی کارروائی اس نے فریڈرک کے ساتھ دوہرائی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے لارڈ کروش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کمرے سے باہر آ گیا ۔ اسی لمحے صفدر وہاں پہنچ گیا۔

"جلدی کرو۔ جیپ اندر لے آؤ۔ ہم نے اس لارڈ کروش سمیت اس کے محل میں جانا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا واپس دوڑ پڑا جبکہ عمران لارڈ کروش کو اٹھائے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار صحرا میں لارڈ کروش کے محل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ عمران نے انہیں اندر ہونے والی کارروائی بتا دی تھی۔

"اپ آپ اسے ساتھ لے کر وہاں کیوں جا رہے ہیں۔ وہیں اس سے پوچھ گچھ کر لیتے"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں ہر لمحے کسی کی آمد کا خطرہ ہو سکتا ہے جبکہ وہاں کا رخ کوئی نہیں کرے گا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس عظیم الشان اور قلعہ نما محل کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ گیٹ بند تھا اور اس پر تالا لگا ہوا تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل کی مدد سے تالا توڑ دیا اور پھر وہ محل میں داخل ہو گئے۔ محل بے حد وسیع تھا۔

"تم یہاں کی چیکنگ کرو میں اس لارڈ کروش سے پوچھ گچھ کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو اس کے سارے ساتھی سوائے جولیا کے باہر چلے گئے جبکہ عمران کے کہنے پر جولیا ایک سٹور سے رسی ڈھونڈ لائی اور پھر رسی کی مدد سے لارڈ کروش کو ایک کرسی سے جکڑ دیا گیا۔

"اس کے منہ میں پانی ڈالو"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی سائیڈ پر موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے باتھ روم کے ڈبے میں پانی لا کر لارڈ کروش کے حلق میں ڈالا تو

چند لمحوں بعد لارڈ کروش ہوش میں آ گیا۔ وہ ایک کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا جبکہ عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور جولیا ایک سائیڈ پر موجود صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ لارڈ کروش نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا اور پھر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"بیٹھے رہو لارڈ۔ تم اپنے صحرا والے محل میں ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔

"تم۔ تم اس انداز میں۔ کیا مطلب۔ میرے گارڈ اور میرے مسلح آدمی۔ ان کا کیا ہوا"...... لارڈ کروش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان سب کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اب تم نے ہمیں بتانا ہے کہ لیبارٹریوں کا راستہ کہاں ہے اور اسے کھلوانا بھی تمہارا کام ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیبارٹریوں کا راستہ۔ کیا مطلب۔ کیسی لیبارٹریاں"...... لارڈ کروش نے یکلخت سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا عبرتناک حشر کر دیا جائے تو تمہاری مرضی۔ میں تو لارڈ ہونے کی وجہ سے تمہیں رعایت دے رہا تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر اٹھ کر اس نے کرسی اٹھا کر لارڈ کروش کے قریب رکھی اور دوبارہ اس پر بیٹھ گیا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں لارڈ کہ سب کچھ درست بتا کر اپنی جان بچا لو ورنہ تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی نہیں ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہے"...... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ لارڈ کروش کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا بندھا ہوا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا جیسے اسے جاڑے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔ اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا خنجر سے کٹ کر باہر آ گرا تھا اور آنکھ سے نکلنے والا مواد اور خون لارڈ کروش کے چوڑے اور بارعب چہرے پر اس کی گردن تک بہتا چلا گیا تھا۔ وہ نہ صرف مسلسل چیخ رہا تھا بلکہ اس انداز میں دائیں بائیں سر مار رہا تھا جیسے اس کے جسم سے روح کسی کانٹے دار جھاڑی میں لپیٹ کر باہر نکالی جا رہی ہو جبکہ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد لارڈ کروش کی چیخیں مدھم پڑتی چلی گئیں۔

"اب تمہیں محسوس ہوا کہ تکلیف کسے کہتے ہیں لارڈ کروش"۔ عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"تم۔ تم ظالم۔ تم ظالم اور سفاک ہو"...... لارڈ کروش نے کراہتے ہوئے مسلسل دو لفظوں کی گردان شروع کر دی۔

"ابھی تمہاری ایک آنکھ سلامت ہے۔ اب جب یہ بھی نکل

جائے گی تو تم ہمیشہ کے لئے اندھیروں میں ڈوب جاؤ گے اور پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ عذاب ناک زندگی کسے کہتے ہیں۔ بولو۔ درست جواب دینا ہے یا نہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں درست کہہ رہا ہوں"...... لارڈ نے کہا تو عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور کمرہ ایک بار لارڈ کروش کی چیخ سے گونج اٹھا لیکن اس بار عمران نے اس کی دوسری آنکھ نکالنے کی بجائے اس کے گال پر کٹ کا بڑا سا نشان ڈال دیا تھا۔

"میں نے تمہاری آنکھ اس لئے بچائی ہے لارڈ کروش کہ شاید تم زندگی کی رنگینیوں کا آخری بار احساس کر سکو۔ اس بار جب میرا ہاتھ حرکت میں آئے گا تو تم ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے۔ پھر تم موت مانگو گے لیکن تمہیں موت نہیں ملے گی جبکہ راستے ہم خود تلاش کر لیں گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کسی صورت بھی اندر نہ جا سکو گے"...... لارڈ کروش نے کراہتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں بتانے میں کیا اعتراض ہے۔ کیوں اپنے آپ کو اندھیروں میں دھکیلتے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لیکن پہلے وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... لارڈ کروش نے کہا۔

"میرا وعدہ"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر سن لو۔ لیبارٹریوں کا ایک راستہ واقعی اس محل سے جاتا

ہے ۔محل کے شمالی کونے میں ایک بڑا ہال نما کمرہ ہے ۔ اس کمرے کی دائیں دیوار پر ایک سوئچ بورڈ ہے ۔ اس پر عام سے سوئچ لگے ہوئے ہیں لیکن اس بورڈ کے نچلے حصے میں ایک سوراخ ہے ۔ اس سوراخ میں جب تم اپنی انگلی ڈالو گے تو تمہاری انگلی کسی دھاتی چیز سے ٹکرائے گی ۔ تم انگلی کو دباؤ گے تو ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دے گی اور اس کے ساتھ ہی فرش کا ایک بڑا حصہ ہٹ جائے گا اور نیچے جاتی ہوئی سرنگ نظر آئے گی ۔ یہ سرنگ آگے جا کر بند ہو جاتی ہے اور اس دیوار کو باہر سے نہیں کھولا جا سکتا ۔ صرف اندر سے کھولا جا سکتا ہے اور اب اسے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے ۔ اب دو ہفتے سے پہلے یہ راستہ کسی صورت نہیں کھل سکتا ۔ اگر اندر والے چاہیں تب بھی نہیں کھل سکتا“...... لارڈ کروش نے جواب دیا۔

”لیبارٹری کا انچارج کون ہے“...... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ماہم“...... لارڈ کروش نے جواب دیا۔

”اس کا فون نمبر کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”پہلے فون پر رابطہ ہوتا تھا لیکن اب یہ رابطہ ختم کر دیا گیا ہے ۔ اب کسی صورت رابطہ نہیں ہو سکتا ۔ نہ فون اور نہ ہی ٹرانسمیٹر پر“۔ لارڈ کروش نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”کوئی ضرورت پڑے تو پھر کیا ہوتا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”وہاں چھ ماہ کے لئے ہر چیز پہنچا دی گئی ہے“...... لارڈ کروش

نے جواب دیا۔

”ہر لیبارٹری کے ایک سے زیادہ راستے ہوتے ہیں ۔ دوسرا راستہ کہاں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”دوسرا راستہ صحرا میں موجود مین چیک پوسٹ کے اندر سے ہے لیکن اسے بھی بند کر کے سیلڈ کر دیا گیا ہے اور اب وہاں بلیو آرمی کا قبضہ ہے“...... لارڈ کروش نے جواب دیا۔

”اوکے ۔ چونکہ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے اس لئے میں اپنا وعدہ پورا کروں گا ۔ البتہ میری ساتھی خاتون نے کوئی وعدہ نہیں کیا“...... عمران نے اٹھ کر کرسی پیچھے کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لارڈ کروش کچھ کہتا جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ہی لارڈ کروش کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر گھٹ سی گئی ۔ اس کے ساتھ ہی وہ ختم ہو گیا ۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا ۔ یہ فائرنگ ہوئی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”مس جولیا نشانہ بازی کی مشق کر رہی ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ چند لمحوں بعد جولیا باہر آ گئی تو عمران صفدر، تنویر اور جولیا سمیت اس کمرے میں گیا جس کی نشاندہی لارڈ کروش نے کی تھی اور پھر واقعی سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں موجود سوراخ میں انگلی ڈال کر

عمران نے جب اسے دبایا تو ہلکی سی کھٹک کے ساتھ ہی فرش کا کافی بڑا حصہ کھل گیا اور اب نیچے جاتی ہوئی ایک سرنگ نظر آ رہی تھی جس کی دیواریں اور چھت مخصوص میٹریل سے تیار کی گئی تھیں ۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھتا چلا گیا لیکن جلد ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ آگے راستہ ریڈ بلاکس کی دیوار سے بند تھا ۔ عمران کافی دیر تک اس دیوار کو غور سے دیکھتا رہا ۔ خاص طور پر اس نے اس کی سائیڈوں کو چیک کیا لیکن پھر ایک طویل سانس لے کر پیچھے ہٹ گیا۔

" یہ واقعی ناقابل شکست ہے ۔ ہمیں اب صحرا کی طرف سے جانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب ۔ اگر یہاں ریڈ بلاکس استعمال کی گئی ہیں تو لامحالہ وہاں بھی ریڈ بلاکس ہی استعمال کی گئی ہوں گی ۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ یہاں ریڈ بلاکس سے راستہ بند کیا گیا ہو اور وہاں عام دیوار ہو"...... صفدر نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ۔ لیکن انہوں نے صحرا میں باقاعدہ بلیو آرمی بھجوائی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں وہاں کوئی خطرہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ بلیو آرمی انہوں نے صرف ایشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے بھیجی ہے کیونکہ بہرحال ہم سب نے صحرا میں ہی پہنچنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں ۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو ۔ لیکن"...... عمران نے واپس کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا جبکہ صفدر ہونٹ بھینچے مسکرا رہا تھا ۔ وہ طویل عرصے سے عمران کے ساتھ تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ عمران کی اب لیکن کا کوئی مزاحیہ جواب ہی ہو گا۔

" لیکن ماہرین شادی و اولاد کا کہنا ہے کہ اگر ماں باپ دونوں بے حد ذہین ہوں تو اولاد برعکس پیدا ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یو نانسنس ۔ تمہیں تمیز نہیں ہے بات کرنے کی ۔ نانسنس"۔ جولیا نے یکلخت پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مگر میں نے تو ماہرین شادی و اولاد کا قول بتایا ہے ۔ مم ۔ مم میں تو غیر تجربہ کار ہوں اس معاملے میں"...... عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" خبردار اگر آئندہ اس گھٹیا انداز میں بات کی"...... جولیا کا غصہ ابھی دور نہ ہوا تھا۔

" عمران صاحب ۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں مارس ٹاؤن سے اس نخلستان پہنچنا چاہئے ۔ وہاں سے سپلائی جاتی رہتی ہے ۔ لازماً وہاں بھی ایسی ہی دیوار ہو گی لیکن چونکہ وہاں نخلستان ہے اور نخلستان کے ایریا میں ریت نہیں ہوتی بلکہ نرم مٹی ہوتی ہے اور اس نرم مٹی کو کھود کر راستہ نکالا جا سکتا ہے"...... صفدر نے عمران کے بولنے سے پہلے

ہی بات کر دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے بات کرنے سے باز نہیں آنا اور جولیا کا غصہ بڑھتا چلا جائے گا۔

'' صفدر کا مشورہ درست ہے''...... جولیا نے فوراً ہی کہا۔

'' اگر جولیا میری حمایت کر دے تو پھر بات بن سکتی ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' عمران صاحب ۔ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے''......صفدر نے ایک بار پھر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

'' کیا مطلب ۔ اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے ۔ پہلے شادی ہو گی پھر''......عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

'' مم ۔مم ۔ میرا مطلب تھا کہ مشن کی تکمیل میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے''...... صفدر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

'' اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہیں واقعی گولی مار دوں گی''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا ۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران کے ہاتھ پھر وہی ٹاپک آ گیا ہے اور اب وہ آسانی سے باز نہیں آئے گا۔تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ محل سے نکل کر اس سڑک کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی جو انہیں مارس ٹاؤن لے جا سکتی تھی۔

کرنل سمتھ بیڈ پر سویا ہوا تھا کہ اس کے کانوں میں کیپٹن انتھونی کے چیخنے کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔

'' کرنل صاحب جلدی آئیں ۔ وہ لوگ رات کی بجائے ابھی صحرا میں داخل ہو گئے ہیں''...... ساتھ کھڑے ہوئے کیپٹن انتھونی نے کہا۔

'' تو اس میں اتنا چیخنے کی کیا ضرورت ہے ۔ میں تو سمجھا تھا کہ تمہاری کھوپڑی پر کوئی بم آ گرا ہے ۔ نانسنس''...... کرنل سمتھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

'' جناب ۔آپ گہری نیند میں تھے اس لئے مجھے مجبوراً ایسا کرنا پڑا ہے''...... کیپٹن انتھونی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

'' تم چلو میں آ رہا ہوں ۔ انہوں نے چیک پوسٹ پر ہی پہنچنا

''ہے ناں''...... کرنل سمتھ نے کہا تو کیپٹن انتھونی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ کرنل سمتھ اٹھا اور پھر آنکھیں ملتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ واقعی گہری نیند سو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساتھ والے کمرے میں پہنچا اور پھر کنٹرولنگ مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ کیپٹن انتھونی سائیڈ پر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سکرین پر صحرا کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں وو ٹرم پار جیپیں تیزی سے آگے بڑھی چلی آ رہی تھیں۔

''ان کا رخ تو چیک پوسٹ کی طرف نہیں ہے''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''یس سر۔ یہ اس کی سائیڈ پر جا رہے ہیں''...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیا۔

''یہ اس چیک پوسٹ سے کتنے فاصلے پر پہنچیں گے''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''جناب۔ جس اینگل پر یہ جا رہے ہیں یہ چیک پوسٹ سے تقریباً چار سو گز کے فاصلے پر پہنچیں گے''...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیا۔

''ہوں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

''یہ فوراً ہی کیوں اس طرح صحرا میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ یہاں چیکنگ نہیں ہو رہی''۔ کیپٹن انتھونی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ اس قدر احمق نہیں ہو سکتے۔ ضرور کوئی خاص وجہ ہے''...... کرنل سمتھ نے کہا لیکن اس بار کیپٹن انتھونی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

''سکرین پر ان جیپوں کا کلوز اپ لے آؤ''...... اچانک کرنل سمتھ نے کہا تو کیپٹن انتھونی نے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور سکرین پر نظر آنے والی دونوں جیپوں میں سے ایک جیپ تیزی سے بڑی ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد سکرین پر صرف ایک جیپ دوڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس جیپ کی چھت پر نوکدار آلہ سا کیا فٹ کیا گیا ہے''...... کرنل سمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یہ کوئی خاص آلہ ہے''...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

''دوسری جیپ کو بھی کلوز اپ میں لے آؤ''...... کرنل سمتھ نے کہا تو کیپٹن انتھونی نے ایک بار پھر مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد پہلی جیپ آؤٹ آف فوکس ہو گئی اور دوسری جیپ بڑی ہو کر نظر آنے لگ گئی۔

''ہاں۔ اس پر بھی وہی نوکدار آلہ لگا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ان آلات کی وجہ سے اس طرح دلیرانہ انداز میں آ رہے ہیں''...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"لیکن جناب ۔ یہ آلات انہیں سپر میزائل سے تو نہیں بچا سکتے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

"ہاں ۔ یقیناً ۔ چیک پوسٹ نمبر پانچ کا انچارج کون ہے"۔ کرنل سمتھ نے کہا۔

"کیپٹن راسٹر جناب"...... کیپٹن انتھونی نے جواب دیا۔

"اس سے میری بات کراؤ" ۔کرنل سمتھ نے کہا تو کیپٹن انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر تک مشین کو آپریٹ کرنے کے بعد اس نے ایک مائیک کرنل سمتھ کی طرف بڑھا دیا البتہ سکرین پر دونوں جیپیں خاصی تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں ۔ وہ چونکہ ٹرم پار جیپیں تھیں اس لئے ان کے ٹائر اس انداز میں بنائے جاتے ہیں کہ وہ سڑک کے ساتھ ساتھ ریت پر بھی جم کر چلتے تھے اس لئے جیپوں کی رفتار ریت ہونے کے باوجود خاصی تیز تھی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ کرنل سمتھ سپیکنگ"...... کرنل سمتھ نے مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ کیپٹن راسٹر بول رہا ہوں"...... مشین کے نچلے حصے سے آواز سنائی دی ۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"تم سکرین پر دشمن جیپیں چیک کر رہے ہو"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"یس سر ۔ جیسے ہی وہ ہماری رینج میں آئیں تو ہم ان پر میزائل فائر کر دیں گے"...... کیپٹن راسٹر نے جواب دیا۔

"ان کا رخ چیک پوسٹ نمبر بارہ کی سائیڈ پر ہے ۔ وہ چیک پوسٹ تو خالی ہے لیکن یہ اسے چیک کریں گے ۔ اگر اس وقت یہ میزائل کی رینج میں ہوں تو بے شک چیک پوسٹ سمیت انہیں تباہ کر دینا ورنہ پھر جیسے ہی یہ آگے بڑھیں دونوں جیپوں کو اڑا دینا"۔ کرنل سمتھ نے کہا۔

"یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ ہم ان کے پرخچے اڑا دیں گے ۔ یہ یقینی موت کی طرف بڑھ رہے ہیں"...... کیپٹن راسٹر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔ ہم یہاں مین آپریشن روم میں تمہاری کارکردگی چیک کرتے رہیں گے ۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل سمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مائیک کا بٹن آف کر کے مائیک کو کیپٹن انتھونی کی طرف بڑھا دیا اور ایک بار پھر پوری توجہ سے سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

"باس ۔ اب یہ جیپیں چیک پوسٹ نمبر بارہ کے قریب پہنچنے والی ہیں"...... کیپٹن انتھونی نے کچھ دیر بعد کہا تو کرنل سمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سکرین پر ایک کمرہ اور اس کے ساتھ اونچا ٹاور نظر آنے لگا ۔ یہ چیک پوسٹ نمبر بارہ تھی جو صحرا کی سرحد کے قریب تھی دونوں جیپوں کا رخ براہ راست اس طرف نہ تھا بلکہ وہ اس کے دائیں طرف سے آگے بڑھ رہی تھیں ۔ پھر اچانک دونوں جیپیں رک گئیں اور پہلی جیپ سے تین مسلح افراد نیچے اترے

اور بڑے ماہرانہ انداز میں اس خالی چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ پھیل کر آگے بڑھ رہے تھے جبکہ جیپیں وہیں رکی ہوئی تھیں اور پھر ان میں سے ایک عمارت کے اندر داخل ہوگیا جبکہ باقی دو باہر رکے رہے۔ تھوڑی دیر بعد اندر جانے والا باہر آ گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا تو ایک ساتھی نے جیب سے کوئی بم نکالا اور پھر ہاتھ گھما کر اس نے بم کو چیک پوسٹ کی طرف اچھال دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر یکلخت تیز سرخ رنگ سا پھیل گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ انہوں نے چیک پوسٹ اڑا دی ہے"...... کرنل سمتھ نے اچھلتے ہوئے کہا تو کیپٹن انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد سکرین صاف ہوئی تو چیک پوسٹ ٹاور سمیت تباہ ہو چکی تھی جبکہ جیپیں اب آگے بڑھ رہی تھیں۔ اچانک انہیں دور صحرا سے شعلہ سا نکل کر جیپوں کی طرف فائر ہوتا ہوا نظر آیا تو وہ دونوں اچھل پڑے۔

" چیک پوسٹ نمبر فائیو نے انہیں مارک کر کے میزائل فائر کر دیا ہے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا تو کرنل سمتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان دونوں کی نظریں میزائل پر جمی ہوئی تھیں۔ شعلہ پہلے تو سیدھا آسمان کی بلندی کی طرف گیا اور پھر بلندی پر پہنچ کر اس کا رخ بدلا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے آنے لگا۔ جیپیں تیزی سے دوڑ رہی تھیں لیکن جیپیں اکٹھی تھیں۔ وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوئی تھیں حالانکہ فطری طور پر انہیں ایک دوسرے کے

درمیان فاصلہ رکھنا چاہئے تھا تاکہ میزائل سے اگر ہٹ بھی ہو تو ایک ہی جیپ ہو لیکن پھر کرنل سمتھ اور کیپٹن انتھونی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ میزائل نے ان جیپوں کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے اپنا رخ موڑا اور دوسرے لمحے وہ ریت میں غائب ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی ریت کا ایک خوفناک بادل ابھرا اور سکرین پر ہر طرف اڑتی ہوئی ریت دکھائی دینے لگی۔

" یہ کیا ہوا"...... دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ اسی لمحے انہیں آسمان سے ایک شعلہ مڑ کر نیچے آتا دکھائی دیا اور پھر یہ شعلہ بھی ریت کے اندر غائب ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی ریت کا مزید بادل اٹھا اور سکرین بالکل ہی دھندلا گئی۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ پوائنٹ فائیو کے کیپٹن راسٹر سے میری بات کراؤ"...... کرنل سمتھ نے چیخ کر کہا تو کیپٹن انتھونی نے سائیڈ پر پڑے ہوئے سیٹلائٹ فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے رسیور کرنل سمتھ کی طرف بڑھا دیا۔ سکرین پر ابھی تک ریت کا غلبہ تھا لیکن اس کے باوجود اب بھی دونوں جیپوں کے ہیولے واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ دونوں جیپیں اسی طرح تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھیں۔

" یس۔ کیپٹن راسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کیپٹن راسٹر کی آواز سنائی دی۔

" یہ کیا ہو رہا ہے۔ میزائل کیوں ٹارگٹس کو ہٹ نہیں کر رہے"

کرنل سمتھ نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ جناب۔ دونوں جیپوں پر کوئی ایسے آلات ہیں کہ میزائل انہیں ہٹ نہیں کر پا رہے۔ وہ قریب پہنچتے ہی جھٹکے سے رخ بدل جاتے ہیں جناب"...... کیپٹن راسٹر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھ کر بات کر رہا ہے اور کیپٹن راسٹر کی بات سنتے ہی کرنل سمتھ کو فوراً ان نوکدار آلوں کا خیال آ گیا جنہیں اس نے دونوں جیپوں کی چھتوں پر نصب دیکھے تھے۔

"سنو کیپٹن راسٹر۔ تمہارے پاس کے ایس وی میزائل ہیں"۔ کرنل سمتھ نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن وہ تو بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرتے ہیں وہ جیپوں کو ہٹ نہیں کر سکتے"...... کیپٹن راسٹر نے کہا۔

"تم ان پر کے ایس وی میزائل اس انداز میں فائر کرو کہ وہ ان کی جیپوں کے قریب گر کر پھٹیں۔ اس گیس سے وسیع رینج میں موجود سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے ورنہ یہ تمہاری چیک پوسٹ پر پہنچ کر وہاں قبضہ کر لیں گے"۔ کرنل سمتھ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ٹھیک ہے سر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا تو کرنل سمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ سکرین اب واضح ہو چکی تھی اور دونوں جیپیں اطمینان بھرے انداز میں ریت پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

"یہ واقعی خطرناک لوگ ہیں۔ ان کا خاتمہ ضروری ہے"۔ کرنل سمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہیں سکرین پر یکلخت دو شعلے سے ابھرتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان دونوں کی نظریں شعلوں پر جم سی گئیں اور چند لمحوں بعد دونوں شعلے ان جیپوں کی سائیڈوں میں کچھ فاصلے پر ریت میں گر کر پھٹے اور ایک بار پھر ریت کا بادل سا اٹھا اور سکرین بالکل دھندلا سی گئی کیونکہ بیک وقت دونوں میزائلوں کی وجہ سے ریت کافی مقدار میں ہوا میں اٹھی تھی۔ کرنل سمتھ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سکرین کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ریت کے پار دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد سکرین صاف ہوئی تو اس نے دونوں جیپوں کو ایک دوسرے سے فاصلے پر رکے ہوئے دیکھا لیکن باہر کوئی آدمی نہ تھا۔

"ان کا کلوز اپ سکرین پر لاؤ"...... کرنل سمتھ نے چیخ کر کہا تو کیپٹن انتھونی نے تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد باری باری دونوں جیپیں کلوز اپ میں نظر آنے لگیں۔ اندر موجود افراد اب نظر آنے لگ گئے تھے۔ وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں سیٹوں پر پڑے ہوئے تھے۔

"ویری گڈ۔ جلدی کرو۔ کیپٹن راسٹر سے بات کراؤ"...... کرنل سمتھ نے چیخ کر کہا تو کیپٹن انتھونی نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر رسیور کرنل سمتھ کی طرف بڑھا دیا۔

"کیپٹن راسٹر بول رہا ہوں"...... کیپٹن راسٹر کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"یہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں ۔ تم ایسا کرو کہ دونوں جیپوں کو ان لوگوں سمیت مین چیک پوسٹ پر بھجوا دو"...... کرنل سمتھ نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا کیپٹن انتھونی چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"انہیں ہلاک کر کے یا"...... دوسری طرف سے کیپٹن راسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ اس کے ذہن میں بھی شاید وہی سوال ابھرا تھا جو کیپٹن انتھونی کے ذہن میں ابھرا تھا کہ کرنل سمتھ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوشی کے عالم میں کیوں یہاں منگوا رہا ہے۔

"میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم"...... کیپٹن راسٹر نے کہا تو کرنل سمتھ نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"باس ۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں ۔ انہیں فوری ہلاک ہو جانا چاہیے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

"ہوں گے خطرناک ۔ لیکن اب تو کینچوؤں سے بھی بدتر حالت میں ہیں ۔ اس حالت میں یہ کیسے خطرناک ہو سکتے ہیں اور جس گیس سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں اس کے اثرات بھی کئی گھنٹوں

تک رہتے ہیں ۔ میں ان کی ہلاکت کا کریڈٹ خود لینا چاہتا ہوں"...... کرنل سمتھ نے کہا۔

"تو اب مشین آف کر دوں سر۔ یہ گرم ہو رہی ہے"...... کیپٹن انتھونی نے کہا۔

"ہاں ۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی ۔ انہیں یہاں تک پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے ۔ میں اس دوران آرام کرتا ہوں ۔ جب یہ دونوں جیپیں اور آدمی یہاں پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا"...... کرنل سمتھ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن انتھونی نے بھی احتراماً اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل سمتھ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

"میں اسرائیل کے صدر کو بتاؤں گا کہ یہ کارنامہ میں نے اپنے ہاتھوں سر انجام دیا ہے ۔ پھر مجھے یقیناً اعلیٰ عہدہ اور انعامات ملیں گے"...... کرنل سمتھ نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دو جیپیں خاصی تیز رفتاری سے ریت پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں ۔ ان جیپوں پر میجر پرمود اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ آگے والی جیپ میں میجر پرمود موجود تھا جبکہ جیپ کی ڈرائیونگ کیپٹن توفیق کر رہا تھا اور عقبی سیٹوں پر کیپٹن طارق اور اس کے دو ساتھی موجود تھے جبکہ دوسری جیپ میں کیپٹن طارق کے باقی ساتھی موجود تھے ۔ چونکہ دونوں جیپوں کی چھتوں پر بوم ریز آلے نصب تھے اس لئے میجر پرمود پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ میزائلوں سے ہٹ نہیں ہوں گے البتہ دست بدست لڑائی کے لئے وہ پوری طرح تیار تھے ۔ دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ پھر پہلی چیک پوسٹ قریب آ گئی تھی تو میجر پرمود کے حکم پر کیپٹن طارق اور اس کے دو ساتھی جیپ سے اتر کر اس چیک پوسٹ

کی طرف بڑھ گئے لیکن پھر ایک آدمی نے آ کر اطلاع دی کہ یہ چیک پوسٹ خالی ہے اور وہاں کوئی نہیں ہے تو کیپٹن طارق نے چیک پوسٹ کو بم سے بلاسٹ کرنے کا حکم دے دیا اور وہ آدمی واپس چلا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد چیک پوسٹ بم بلاسٹ ہونے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور کیپٹن طارق اور اس کے ساتھی واپس آئے تو میجر پرمود نے کیپٹن توفیق کو جیپیں آگے بڑھانے کا کہہ دیا اور تھوڑا آگے جانے کے بعد ان پر ایک میزائل دور سے فائر ہوا لیکن بوم ریز کی وجہ سے میزائل کا رخ عین آخری لمحات میں مڑ گیا اور وہ ریت میں گر کر تباہ ہو گیا ۔ پھر دوسرے میزائل کا بھی یہی حشر ہوا ۔ میزائلوں کے شعلے جہاں سے نمودار ہوئے تھے وہاں تک فاصلہ کافی تھا ۔ میجر پرمود نے جیپیں روکنے کے لئے کہا تو کیپٹن توفیق نے پچھلی جیپ کو رکنے کا اشارہ دے کر جیپ روک دی۔

”کیپٹن طارق ۔ تمہارے بیگ میں ایس وی ایس کیپسول موجود ہیں ۔ دو کیپسول مجھے دو ، دو توفیق کو اور اس طرح دو دو کیپسول تم اور تمہارے ساتھی بھی نگل لیں“...... میجر پرمود نے کہا۔

”یس باس“...... کیپٹن طارق نے کہا اور جیپ کی عقبی طرف پڑے ہوئے بیگ کی طرف مڑ گیا۔

”یہ کس کام کے کیپسول ہیں“...... کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی اور بھی میزائل فائر ہوں گے اور میزائلوں کی وجہ سے جو

ریت اڑ رہی ہے اگر اس طرح اڑتی رہی تو یقیناً ہمارے سانس رک جائیں گے ۔ ان کیپسولوں کی خاصیت ہے کہ یہ ہر قسم کی بیرونی آلودگی سے سینے کو بچائے رکھتے ہیں ۔ ریت میں طویل سفر کرنے والے اب یہی کیپسول استعمال کرتے ہیں ۔ میں نے بھی اسی لئے یہ ساتھ لے لئے تھے کہ نجانے صحرا میں کتنا طویل سفر کرنا پڑے“...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان سب نے دو دو کیپسول منہ میں ڈال لئے ۔ کیپٹن طارق نیچے اتر کر عقبی جیپ میں موجود اپنے ساتھیوں کو بھی یہ کیپسول دے آیا اور پھر میجر پرمود کے حکم پر جیپیں آگے چل پڑیں لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ ایک بار پھر دو شعلے سے انہیں کافی دور ایک ریت کے ٹیلے کے پیچھے سے ابھرتے ہوئے دکھائی دیئے۔

”کتنے میزائل فائر کرو گے ۔ کر لو“...... میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس بار ان میزائلوں کا ٹارگٹ ان کی جیپیں نہ تھیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں میزائل ان کی جیپوں کے قریب سائیڈوں پر گرے اور خوفناک دھماکے سے پھٹ گئے ۔ اس کے ساتھ ہی پہلے کی طرح ریت کے بادل فضا میں اٹھے ہی تھے کہ میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا ہو۔

”یہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے باس“...... کیپٹن توفیق کی ڈوبتی ہوئی

آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی ۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کا ذہن یکلخت گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا پھر جس طرح گہری تاریکی میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن میں جگنو سا چمکا اور اس کے ساتھ ہی روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں کسی کی آواز پڑی۔

”کرنل صاحب نے نجانے کیوں انہیں ہلاک کرنے سے منع کر دیا ہے“...... ایک آدمی کہہ رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کو احساس ہو گیا کہ وہ اپنی ہی جیپ کی عقبی طرف پڑا ہوا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن توفیق ، کیپٹن طارق اور اس کے ساتھی بھی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے اور جیپ چل رہی تھی ۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اور سائیڈ سیٹ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

”وہ انہیں خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں“۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

”ویسے ان لوگوں نے جس طرح میزائلوں سے بچنے کے لئے جیپوں پر جدید آلات لگا رکھے ہیں اس سے ہمیں واقعی بے حد پریشانی ہو رہی تھی لیکن باس نے گیس میزائل فائر کرنے کا کہہ کر مسئلہ حل کر دیا“...... ڈرائیور نے کہا۔

”ہاں ۔ باس واقعی سمجھ دار ہے“...... دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

" اب کتنی دور ہے مین چیک پوسٹ "...... چند لمحوں کی خاموشی
کے بعد ڈرائیور سے پوچھا گیا۔
" بس آدھے گھنٹے کا سفر باقی رہ گیا ہے "...... ڈرائیور نے
جواب دیا تو ساری صورت حال میجر پرمود پر واضح ہو گئی ۔ میجر
پرمود یہ بات تو سمجھ گیا تھا کہ ایس وی ایس کیپسولوں کی وجہ سے
اسے ہوش آ گیا ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اس کے
باقی ساتھی کیوں اس کے ساتھ ہی ہوش میں نہیں آئے اور وہ اکیلا
کیوں ہوش میں آیا ہے اور پھر دوسرے لمحے اس کی وجہ اس کی سمجھ
میں آ گئی ۔ اس نے میزائل فائر ہونے سے پہلے پانی کی پوری بوتل
پی لی تھی اور اسے یاد آ گیا تھا کہ پانی کی وجہ سے ایس وی ایس کی
طاقت ڈبل ہو جاتی ہے اس لئے اسے پہلے ہوش آ گیا ہے ۔ اب
وہ سوچ رہا تھا کہ یہ تو واقعی قسمت اس پر اور اس کے ساتھیوں پر
مہربان ہو رہی تھی کہ ان کے باس نے انہیں فوری طور پر ہلاک
کرنے کا حکم دینے کی بجائے اپنے ہاتھوں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا
جس کی وجہ سے وہ سب اب تک نہ صرف زندہ نظر آ رہے تھے بلکہ
میجر پرمود قدرت کی مہربانی سے ہوش میں بھی آ گیا تھا ۔ اب وہ
سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے ۔ کیا مین چیک پوسٹ پر پہنچنے کا
انتظار کرے یا ابھی کارروائی کر ڈالے ۔ اسے معلوم تھا کہ ان لوگوں
نے ان کی تلاشی نہ لی ہو گی کیونکہ وہ تو واقعی بے ہوش ہو چکے تھے۔
پھر اسے اچانک خیال آ گیا کہ لازماً مین چیک پوسٹ سے ان کی

جیپوں کو چیک کیا جا رہا ہو گا اس لئے اگر وہ کوئی کارروائی کرے گا
تو مین چیک پوسٹ سے نجانے کس قسم کے وار ان پر کئے جائیں اور
اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ چنانچہ اس نے مین
چیک پوسٹ پر پہنچ کر ہی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔ البتہ اس
نے کوٹ کی جیب میں آہستہ سے ہاتھ ڈال لیا لیکن دوسرے لمحے
اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ اس کی جیبیں خالی تھیں ۔ جیبوں
سے تمام سامان نکال لیا گیا تھا ۔ اب ظاہر ہے اسے خالی ہاتھوں ہی
کارروائی کرنا تھی ۔ پھر کافی دیر بعد جیپوں کی رفتار میں نمایاں کمی
ہونے لگ گئی تو میجر پرمود سمجھ گیا کہ مین چیک پوسٹ آ گئی ہے اور
پھر تھوڑی دیر بعد جیپیں رک گئیں اور ڈرائیور اور اس کا ساتھی نیچے
اتر گئے ۔ تھوڑی دیر بعد جیپ کا عقبی دروازہ کھلا اور باہر موجود آدمیوں
نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو گھسیٹ کر کاندھوں پر لادا اور
عمارت کی طرف بڑھ گئے ۔ ایک آدمی نے میجر پرمود کو بھی اٹھا لیا۔
میجر پرمود نے اپنا جسم مکمل طور پر ڈھیلا چھوڑ دیا تھا اور تھوڑی دیر
بعد ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر اسے ڈال دیا گیا اس کے
ساتھیوں کو بھی وہیں دیوار کے ساتھ ڈال دیا گیا ۔ میجر پرمود کی
نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں ۔ انہیں لے آنے والے باہر چلے
گئے تھے ۔ البتہ دو آدمی وہیں موجود رہے تھے لیکن وہ خالی ہاتھ
تھے ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا
آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ نیند سے

بیدار ہوا ہے ۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا اور اس نوجوان کے
ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"تو یہ ہیں ایشیائی ایجنٹ ۔ ہونہہ ۔ حقیر کینچوے ۔ جو بلیو آرمی کا
مقابلہ کرنے آئے تھے"......اس لمبے قد کے آدمی نے بڑے حقارت
بھرے لہجے میں میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب ۔ انہیں بے ہوش ہوئے کافی دیر ہو چکی ہے۔
ایسا نہ ہو کہ یہ ہوش میں آ جائیں ۔ انہیں ہلاک ہو جانا چاہئے"۔
مشین گن اٹھائے پاس کھڑے ہوئے نوجوان نے کہا۔

"ہاں ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔ کیپٹن انتھونی انہیں اب واقعی
ہلاک ہو جانا چاہئے ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ پہلے ان کا میک اپ
واش کراؤں گا لیکن ٹھیک ہے ۔ بعد میں میک اپ واش ہوتے
رہیں گے ۔ گن دو مجھے"...... لمبے قد والے آدمی نے جو یقیناً کرنل
سمتھ تھا کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مشین گن لینے کے لئے مڑا ہی
تھا کہ میجر پرمود کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوگیا ۔ چونکہ وہ مشین
گن لینے اور دینے میں مصروف تھے اس لئے ان کی توجہ ان کی
طرف نہ تھی اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل سمتھ مشین گن لے کر
سیدھا ہوتا میجر پرمود یکلخت اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

"ارے یہ کیا"...... مشین گن لے کر مڑتے ہوئے کرنل سمتھ
نے چونک کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل سمتھ اور اس کے ساتھی
سنبھلتے میجر پرمود کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کرنل سمتھ اور اس

کے پیچھے کھڑے کیپٹن انتھونی سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے
پیچھے گرے ہی تھے کہ میجر پرمود نے یکلخت قلابازی کھائی اور اس کی
دونوں ٹانگیں دیوار کے ساتھ کھڑے ان دونوں آدمیوں کے سینوں
پر پڑیں اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ میجر پرمود
نے ایک بار پھر قلابازی کھا کر اس طرف جانے کی کوشش کی جہاں
کرنل سمتھ کے ہاتھ میں سے نکل کر گن گری تھی لیکن دوسرے لمحے
میجر پرمود اڑتا ہوا سیدھا دیوار سے جا ٹکرایا ۔ کرنل سمتھ نے واقعی
حیرت انگیز پھرتی سے دونوں ٹانگوں کی مدد سے اسے کسی گیند کی
طرح اچھال دیا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا میجر پرمود
دیوار سے ٹکرا کر کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کیپٹن انتھونی سے ٹکرایا اور کیپٹن انتھونی چیختا ہوا اٹھتے
ہوئے کرنل سمتھ سے جا ٹکرایا جبکہ سینے پر زوردار ضربیں کھا کر نیچے
گرنے والے دونوں آدمی اس دوران اٹھ کر کھڑے ہونے میں
کامیاب ہو گئے تھے ان میں سے ایک نے میجر پرمود پر چھلانگ
لگائی لیکن میجر پرمود تیزی سے نہ صرف سائیڈ پر ہٹا بلکہ اس نے اس
آدمی کو مخصوص انداز کی ضرب لگا کر ہوا میں اچھال کر ایک طرف
سائیڈ پر دھکیل دیا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے بجلی کی سی
تیزی سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے جب وہ سیدھا ہوا تو
مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی ۔ اس بار دوسرے آدمی نے اس پر
حملہ کیا لیکن میجر پرمود نے ہوا میں اچھل کر نہ صرف گھٹنے کی ضرب

اسے لگائی بلکہ دوسری ٹانگ کی ضرب سے اس نے اپنے اوپر حملہ کرنے والے کیپٹن انتھونی کو بھی اچھال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گولیوں کا پہلا نشانہ کرنل سمتھ بنا تھا جس نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اچھل کر میجر پرمود کے ہاتھ سے مشین گن چھیننے کی کوشش کی تھی لیکن میجر پرمود نے ٹریگر دبا دیا تھا۔ اس طرح کرنل سمتھ چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ کے بل جا گرا۔ اگر میجر پرمود کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل سکتی تھی۔ کرنل سمتھ کے ہلاک ہوتے ہی میجر پرمود نے ٹریگر دبائے دبائے مشین گن کو تیزی سے گھمایا اور اس طرح کیپٹن انتھونی اور دونوں آدمی بھی گولیوں کی زد میں آ کر چیختے ہوئے نیچے گرے جبکہ میجر پرمود نے یکلخت اچھل کر چھلانگ لگائی اور سیدھا دروازے میں جا کھڑا ہوا۔ اس نے ایک نظر کرنل سمتھ، کیپٹن انتھونی اور ان دو آدمیوں پر ڈالی جو برسٹ کھا کر فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ دوسرے لمحے اس نے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن ایک بار پھر تڑتڑانے لگی اور باہر جیپوں کے قریب موجود چار مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے تو میجر پرمود واپس مڑا اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ قریب نہ پہنچا تھا کہ اس کمرے سے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی باہر آئے اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے ماحول گونج اٹھا اور

وہ دونوں بھی چیختے ہوئے زمین پر گرے اور ساکت ہو گئے۔ میجر پرمود اچھل کر اس کمرے کے دروازے میں داخل ہوا اور تیزی سے گھوم گیا لیکن دوسرے لمحے وہ پہلے سے بھی تیز رفتاری سے کمرے سے باہر آ گیا کیونکہ اس کمرے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ صرف مشینیں تھیں۔ میجر پرمود دوڑتا ہوا پہلے عمارت کی سائیڈ میں اور پھر اس کے عقب کی طرف گیا لیکن عقب بھی خالی تھا۔ وہ دوڑتا ہوا عمارت کی اندرونی طرف سے پھر فرنٹ کی طرف آیا تو اس نے ایک زخمی آدمی کو رینگ کر اس کمرے سے باہر آتے دیکھا جس کمرے میں اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ یہ کرنل سمتھ تھا۔ اس کا آدھا دھڑ کمرے کے اندر اور آدھا کمرے سے باہر تھا کہ میجر پرمود نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر فائر کھول دیا اور پلک جھپکنے میں کرنل سمتھ کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں بکھر چکی تھی۔ اب ایک کمرہ رہ گیا تھا جس کا دروازہ بند تھا۔ میجر پرمود اس دروازے کی طرف بڑھ گیا پہلے اس دروازے کو باہر سے بند دیکھ کر اسے اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ اگر باہر کوئی زندہ آدمی رہ جاتا تو وہ اندر کمرے میں پہنچ سکتا تھا لیکن اب چونکہ باہر کوئی زندہ آدمی موجود نہ تھا اس لئے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھوم گیا تھا۔ میجر پرمود نے ایک نظر کمرے پر ڈالی اور ایک بار پھر تیزی سے باہر آ گیا۔ اس نے ایک راؤنڈ مزید اس عمارت کا لگایا اور جب اسے اطمینان ہو گیا

که اب وہاں بلیو آرمی کا کوئی آدمی زندہ نہیں ہے تو وہ اس مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے ایک نظر میں ہی اس کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے ایک ریک دیکھ لیا تھا جس میں شراب کی بوتلوں کے ساتھ ساتھ پانی کی بوتلیں بھی موجود تھیں ۔ اس نے پانی کی ایک بوتل اٹھائی اور دوڑتا ہوا پہلے کمرے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے ۔ دروازے میں ہی کرنل سمتھ کی لاش پڑی ہوئی تھی ۔ وہ اسے پھلانگتا ہوا اندر داخل ہوا ۔ کیپٹن انتھونی اور دوسرے دونوں آدمی ہلاک ہو چکے تھے ۔ کرنل سمتھ کو بہرحال اتنی مہلت مل گئی تھی کہ وہ باہر نکلنا چاہتا تھا اور شاید باہر آ کر وہ اسلحہ حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسلحہ اس کے پاس نہ تھا اور نہ ہی کیپٹن انتھونی کی جیبوں میں اسلحہ تھا ورنہ شاید اس کے ساتھی زندہ نہ رہتے۔ اس نے کیپٹن توفیق کو سیدھا کیا اور بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر کیپٹن توفیق کا منہ کھول کر اس نے اس کے حلق میں پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ چونکہ گیس کو فائر ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے لامحالہ اب گیس کا اثر ختم ہو چکا ہو گا اور پانی کی وجہ سے نہ صرف گیس کا باقی ماندہ اثر ختم ہو جائے گا بلکہ معدے میں موجود ایس وی ایس بھی مزید طاقتور ہو جائے گی ۔ اس طرح کیپٹن توفیق کو ہوش آ جائے گا اور پھر ویسے ہی ہوا ۔ چند لمحوں بعد کیپٹن توفیق نے آنکھیں کھول دیں۔

’’ اٹھو کیپٹن توفیق ۔ ہم دشمنوں کے اڈے پر ہیں ۔ اٹھو فوراً۔

جلدی کرو‘‘...... میجر پرمود نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن توفیق بے اختیار تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’ کک ۔ کک ۔ کیا ہوا تھا‘‘...... کیپٹن توفیق نے ماحول دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ یہ پانی تمام ساتھیوں کے حلق میں ڈالو ۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ تفصیلی بات بعد میں ہو گی‘‘...... میجر پرمود نے پانی کی بوتل اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر اس کمرے سے نکلا اور اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں مشینری موجود تھی ۔ وہ اب اس مشینری کا جائزہ لینا چاہتا تھا ۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے جب غور سے مشینری کو چیک کیا تو یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس مین چیک پوسٹ کو باقاعدہ ایک جنگی سنٹر کی شکل دی گئی تھی ۔ یہاں نہ صرف سپر میزائل بلکہ گیس میزائل اور آگ لگانے والے میزائل فائر کرنے کے انتظامات تھے اور یہ سب باقاعدہ کمپیوٹر کنٹرول تھے اور یہ تمام مشینری انتہائی طاقتور بیٹری سے مسلسل چل رہی تھی ۔ میجر پرمود نے اس میز کی دراز کھولی جس پر کنٹرولنگ مشین موجود تھی ۔ وہاں ایک فائل موجود تھی ۔ اس نے فائل نکال کر اسے کھولا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل میں بلیو آرمی کی مین چیک پوسٹ کے ساتھ ساتھ باقی چیک پوسٹوں کی تفصیل بھی موجود تھی ۔ صحرا میں ویسے تو بائیس چیک پوسٹیں تھیں لیکن بلیو آرمی نے صرف دس چیک پوسٹوں کو آپریشن کے

لئے تیار کیا ہوا تھا اور ان دس چیک پوسٹوں کے بارے میں اس فائل میں پوری تفصیل موجود تھی کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور وہاں کتنے آدمی تعینات ہیں اور وہاں کس قسم کا اسلحہ موجود ہے ۔ میجر پرمود نے فائل بند کر دی ۔ اب وہ تمام صورت حال کو سمجھ گیا تھا اور اس کے ذہن میں ایک لائحہ عمل بھی آ گیا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز
خاص نمبر
ہاٹ ورلڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ہاٹ ورلڈ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس مشن پر تین عظیم کردار بیک وقت کام کر رہے ہیں۔ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود۔ گو ان تینوں کا مشن اور مقصد بھی ایک ہے لیکن تینوں کے سوچنے، کام کرنے اور آگے بڑھنے کا انداز ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اس لئے لامحالہ تینوں ہی اپنے اپنے طور پر آگے بڑھنے اور مشن خود مکمل کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ اس ناول میں بھی تینوں عظیم کردار اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ طور پر کام کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں یہودیوں کی خفیہ لیکن انتہائی مضبوط تنظیم تھی۔ جس نے صحرا میں ایسی ناقابل تسخیر لیبارٹریاں قائم کی تھیں جہاں تک پہنچنا ہرکس و ناکس کا کام نہ تھا لیکن کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود آخر کار لیبارٹریوں کو تسخیر کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن شاید ابھی قدرت نے ان سے مزید کام لینا تھا کہ لیبارٹریوں کو تسخیر کرنے سے چند لمحے پہلے اربوں مسلمانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دینے والا فارمولا تیار ہو کر کسی نامعلوم فیکٹری میں ٹرانسمٹ کر دیا گیا اور کرنل فریدی، عمران اور میجر پرمود تینوں ہاتھ ملتے رہ گئے لیکن چونکہ وہ پیچھے ہٹنا نہ جانتے تھے اور

ناکامی کا لفظ ان کی لغت میں موجود ہی نہ تھا اس لئے انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور پھر تینوں عظیم کرداروں نے اپنے اپنے طور پر اس فیکٹری کا سراغ لگا لیا جہاں اس فارمولے پر دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ہاٹ ویپن تیار ہو رہا تھا لیکن اس فیکٹری کو بھی اس انداز میں تعمیر کیا گیا تھا کہ اس کا کوئی حصہ بھی دوسرے حصے سے مربوط نہ تھا۔ چنانچہ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اپنی جانوں پر کھیل کر اس فیکٹری تک پہنچ ضرور گئے لیکن فیکٹری کے اندر جانے کا کوئی راستہ ان کے سامنے نہ تھا۔ وہ جہاں بھی پہنچتے وہ حصہ فیکٹری سے ملحقہ ضرور ہوتا تھا لیکن مربوط نہیں ہوتا تھا۔ وہ بہرحال اپنی جدوجہد سے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن اس آگے بڑھنے اور اس خوفناک جدوجہد کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہ تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی اندازہ ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ فرما لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طور کم نہیں ہیں۔

خانیوال سے سلمان اشرف لکھتے ہیں۔پانچ سال سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور اس دوران میں نے آپ کے تمام ناول پڑھ لئے ہیں اس سے آپ اپنی تحریروں کی جادوگری کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مجھے بلیک تھنڈر کا سلسلہ بے حد پسند ہے لیکن آپ اس سلسلے پر بہت کم لکھتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ اس سلسلے پر زیادہ سے زیادہ لکھا کریں۔

محترم سلمان اشرف صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میری تحریر کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے آپ کی پرخلوص محبت کا آئینہ دار ہے لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم کا نتیجہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بلیک تھنڈر پر بھی جلد ہی آپ کی فرمائش پوری ہو جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

راولپنڈی سے فرحانہ بشیر لکھتی ہیں۔ میں آپ کی موجودہ اور پرانی قاریہ ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے تک آپ کی لکھی ہوئی تمام کتابیں پڑھتی تھی پھر کچھ عرصہ آپ کے ناول صرف نظروں سے گزرتے رہے۔ اب دوبارہ آپ کے دو ناول پڑھے ہیں۔ ایک ”ساراج ایجنسی“ اور دوسرا خیر وشر کی آویزش پر مبنی ناول ”بلیک سکارب“۔ یقین کیجئے آپ کے لئے بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اس قدر جاندار اور سبق آموز ناول آپ ہی تحریر کر سکتے ہیں۔ دونوں ناول درحقیقت اپنے اندر آگہی کا ایک جہاں رکھتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ خیر وشر پر مبنی ناول زیادہ سے زیادہ لکھا کریں کیونکہ موجودہ دور میں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔

محترمہ فرحانہ بشیر صاحبہ ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ خیر وشر کی آویزش پر مبنی ناول لکھنا درحقیقت تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے کیونکہ یہ انتہائی حساس اور نازک معاملات ہوتے ہیں اور معمولی سی لغزش بھی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ بہرحال آپ کی فرمائش سر آنکھوں پر۔ انشاء اللہ آپ اس سلسلے کے ناول پڑھتی رہیں گی۔

سکردو۔ بلتستان سے غلام حیدر آتش لکھتے ہیں۔ میں آپ کا دیرینہ

قاری ہوں لیکن آپ میرے خطوط کا جواب نہیں دیتے حالانکہ میں نے آپ کو پے درپے کئی خطوط لکھے ہیں۔ گو اس سے پہلے آپ نے میرے خطوط کے جواب دیئے ہیں لیکن اب آپ نے شاید میرے خط کا جواب دینا بند کر دیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ میرے خطوط کا جواب ضرور دیا کریں۔

محترم غلام حیدر آتش صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کے خطوط کے جواب تو اکثر چند باتوں میں شامل ہوتے رہتے ہیں لیکن ظاہر ہے ہر خط کا فوری طور پر تو جواب نہیں دیا جا سکتا کیونکہ آپ سے پہلے جن قارئین کے خطوط پہنچ چکے ہوتے ہیں ان میں سے چیدہ چیدہ خطوط کے جواب دینے کے بعد ہی آپ کے خط کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کی محبت اور خلوص ہے کہ آپ اس قدر طویل خط لکھتے ہیں لیکن خط کا جواب تو بہرحال اس قدر طویل نہیں دیا جا سکتا کیونکہ چند باتوں میں چند باتوں کا ہی جواب دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ٹیکسلا سے سید منیر عالم لکھتے ہیں۔ ہمیں آپ کی کتب بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر ناول '' ٹائیگر ان ایکشن'' بہت پسند آیا۔ عمران فون پر بے مقصد لمبی لمبی باتیں کرتا رہتا ہے یقیناً دانش منزل کے فون کا بل بہت زیادہ آتا ہوگا۔ اسے بتا دیں کہ ٹیلی فون پر صرف مقصد کی بات کیا کرے۔ آپ کے ناولوں میں مزاح کا عنصر نمایاں طور پر ختم ہو چکا ہے۔ آپ کے پرانے ناولوں میں '' گنجا بھکاری'' مجھے بے حد پسند آیا ہے۔

امید ہے آپ سماجی موضوعات پر بھی زیادہ سے زیادہ لکھتے رہیں گے۔

محترم سید منیر عالم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے فون پر طویل گفتگو کے بارے میں لکھا ہے تو آپ کی یہ بات عمران تک پہنچا دی جائے گی۔ ویسے آپ نے لکھا ہے اب مزاح کا عنصر نمایاں طور پر ختم ہو چکا ہے تو اب آپ عمران کو فون پر مزاحیہ باتیں کرنے سے روک کر اسے بالکل ہی ختم کرانا چاہتے ہیں۔ میں سماجی موضوعات پر اکثر لکھتا رہتا ہوں۔ آپ کی فرمائش پر اب مزید بھی لکھوں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جلبئی ضلع صوابی سے محمد صادق محمود لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن ایک شکایت بھی ہے کہ آپ بلیک زیرو کو فیلڈ میں کام کرنے کا موقع نہیں دیتے۔ حالانکہ بلیک زیرو فیلڈ میں بھی چیف ایجنٹ ہی نظر آتا ہے اور دانش منزل میں بھی۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ فیلڈ میں بھی اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع دیا کریں۔ ایک درخواست مزید کہ صدیقی، چوہان، خاور اور نعمانی پر بھی اسی طرح کے خصوصی ناول لکھیں جیسے آپ نے تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل پر لکھے ہیں۔

محترم محمد صادق محمود صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ بلیک زیرو واقعی چیف ایجنٹ ہے لیکن دانش منزل میں بیٹھ کر وہ جو کام سرانجام دیتا ہے۔ وہ پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کی

فرمائش پوری کر سکوں۔ جہاں تک آپ کی دوسری فرمائش کا تعلق ہے تو انشاء اللہ یہ فرمائش بھی جلد ہی پوری ہو جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazharkaleem.ma@gmail.com

میجر پرمود نے مشینری کے ساتھ موجود فائل کو نہ صرف تفصیل سے پڑھ لیا تھا بلکہ اس کے ذہن میں ایک لائحہ عمل بھی آ گیا تھا اس لئے اس نے فائل بند کر کے کیپٹن توفیق کو کال کیا تو چند لمحوں بعد کیپٹن توفیق اندر داخل ہوا۔

"کیا سب ہوش میں آ گئے ہیں"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے پوچھا۔

"یس باس"...... کیپٹن توفیق نے جواب دیا۔

"کیپٹن طارق کو بھیجو میرے پاس۔ جلدی۔ تم سب باہر کی نگرانی کرو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن طارق اندر داخل ہوا۔

"کیپٹن طارق۔ تم مشینری کے ماہر ہو۔ یہ فائل دیکھو"۔ میجر پرمود نے کیپٹن طارق کی طرف فائل بڑھاتے ہوئے کہا تو کیپٹن

طارق فائل لے کر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے فائل پڑھنا شروع کر دی۔

" اس فائل کے مطابق دس چیک پوسٹیں ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں اور یہ شاید مین چیک پوسٹ ہے"...... کیپٹن طارق نے فائل پڑھ کر اسے بند کرتے ہوئے کہا۔

" یہاں سے ان دس چیک پوسٹوں کو تباہ کیا جا سکتا ہے"۔ میجر پرمود نے کہا۔

" ہاں۔یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔ یہاں جو کمپیوٹرائزڈ کنٹرول مشینری ہے اس فائل میں ان دس چیک پوسٹوں کے مخصوص کمپیوٹر کوڈ موجود ہیں"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

" تو تم یہ آپریشن مکمل کرو میں باہر جا رہا ہوں"...... میجر پرمود نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کے ساتھی موجود تھے۔ میجر پرمود نے مختصر طور پر انہیں سارے آپریشن کے بارے میں بتا دیا تو وہ سب تحسین آمیز نظروں سے میجر پرمود کو دیکھنے لگے جس نے خالی ہاتھ یہ خوفناک آپریشن مکمل کیا تھا۔

" باس۔ راستہ کہاں سے ہو گا"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" اس بڑے کمرے سے۔ آؤ میرے ساتھ۔ تمہارے ساتھی نگرانی کریں گے"...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے اس بڑے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔کیپٹن توفیق اس کے پیچھے

تھا اور پھر تھوڑی سی تگ و دو کے بعد وہ خفیہ راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ راستہ کسی سرنگ کی طرح اندر کی طرف جا رہا تھا۔ وہ دونوں بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھے لیکن تھوڑا سا آگے جاتے ہی وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ آگے راستہ دیوار سے بند تھا اور دیوار بھی ریڈ بلاکس کی تھی۔

" یہ تو ریڈ بلاکس کی دیوار ہے میجر صاحب۔ یہ تو کسی بم سے بھی نہیں ٹوٹے گی"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" اوہ۔ بھاگ کر جاؤ اور کیپٹن طارق کو روکو کہ جب تک میں نہ کہوں وہ میزائل فائر نہ کرے۔ جاؤ جلدی۔فوراً"...... میجر پرمود نے یکلخت چیخ کر کیپٹن توفیق سے کہا تو کیپٹن توفیق تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

" اب مجھے یہاں موجود سارا اسلحہ اکٹھا کر کے بیک وقت فائر کرنا ہو گا۔تب شاید یہ دیوار ٹوٹ جائے"...... میجر پرمود نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور پھر ابھی وہ کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ دوسرے لمحے کیپٹن توفیق دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" کیپٹن طارق تو یہاں موجود تمام میزائل ان دس چیک پوسٹوں پر فائر کر چکا ہے اور یہ تمام چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئی ہیں"۔کیپٹن توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کچھ اور سوچنا ہوگا"...... میجر پرمود نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ کیپٹن توفیق اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد میجر پرمود مشین روم میں پہنچ گیا جہاں کیپٹن طارق موجود تھا۔

"سر آپ نے خود ہی حکم دیا تھا کہ ان دس چیک پوسٹوں کو تباہ کر دیا جائے"...... کیپٹن طارق نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کم از کم اب صحرا کی ان چیک پوسٹوں سے تو کوئی خطرہ نہیں رہا"...... میجر پرمود نے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے کیوں فائر رکوایا تھا"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

"ہم نے لیبارٹری کو جانے والا راستہ تو کھول لیا ہے لیکن اس راستے کو ریڈ بلاکس سے بند کیا گیا ہے اور ریڈ بلاکس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا اس لئے میرا خیال تھا کہ اگر تمام میزائل اور یہاں موجود عام بارودی اسلحہ وہاں اکٹھا کر کے اسے بیک وقت فائر کیا جائے تو شاید دیوار ٹوٹ جائے۔ اس لئے میں نے کیپٹن توفیق کو بھیجا تھا"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب دیوار کیسے ٹوٹے گی باس"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"اب کچھ اور سوچنا ہوگا"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ریڈ بلاکس کی دیوار تو انتہائی آسانی سے ٹوٹ سکتی

ہے"...... اچانک کیپٹن طارق نے کہا تو کیپٹن توفیق بے اختیار چونک پڑا۔ میجر پرمود کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیسے"...... میجر پرمود نے اس انداز میں کہا جیسے وہ کیپٹن طارق کی بچگانہ بات کا لطف لے رہا ہو۔

"ریڈ بلاکس پر ایکریمیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر ولسن نے بڑی طویل تحقیق کی ہے۔ اس ڈاکٹر ولسن سے میری ایک بار ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے جب اس سے اس بارے میں بات چیت کی تو ڈاکٹر ولسن نے مجھے بتایا کہ ریڈ بلاکس واقعی ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر انتہائی طاقتور سے طاقتور لیزر بم حتیٰ کہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بھی اثر نہیں کر سکتے لیکن انہوں نے اس پر بھی طویل ریسرچ کی ہے ان کے مطابق وہ اسے کسی حد تک توڑنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور وہ اس سلسلے میں ابھی مزید تجربات کر رہے ہیں"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

"اصل بات تو تم پھر بھی گول کر گئے کہ یہ کس طرح ٹوٹ سکتی ہے"...... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس۔ جب لیبارٹری کا یہ راستہ کھولا جائے گا تو وہ لوگ اس دیوار کو کیسے کھولیں گے۔ کیا اسے توڑ دیں گے"...... کیپٹن طارق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار اچھل پڑا۔

"سب جانتے ہیں کہ ریڈ بلاکس اس انداز میں بنائے جاتے

ہیں کہ انہیں ایک طرف سے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے ۔ عام بلاکس کی طرح جبکہ دوسری طرف سے ایسا نہیں ہو سکتا“...... میجر پرمود نے کہا۔

” اسی نکتے پر ڈاکٹر ولسن نے کام کیا ہے باس ۔ اس کی تحقیقات کے مطابق ہارڈ سطح اس لئے ہارڈ ہوتی ہے کہ وہاں ان میں سلیکون کو مختلف کیمیکلز ملا کر اس حد تک ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کر دیا جاتا ہے کہ ان کے درمیان ایٹم کا ذرہ تک داخل نہیں ہو سکتا جبکہ جیسے جیسے یہ سطح آگے بڑھتی جاتی ہے یہ پیوستگی کم ہوتی جاتی ہے اس لئے دوسری طرف سے اسے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے ۔ اس نے یہ ریسرچ کی کہ اگر کسی طرح ہارڈ سطح پر ان کیمیکلز کے اینٹی لگا دیئے جائیں تو الٹا سائیکل چلنا شروع ہو جاتا ہے اور سلیکون اور مٹی کے ذرات میں انتہائی پیوستگی ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور پھر جیسے ہی اس میں ہوا کو داخل ہونے کا موقع ملتا ہے یہ ریڈ بلاکس ریت کا ڈھیر بن جاتے ہیں“...... کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

” ٹھیک ہے ۔ لیکن وہ کیمیکلز کیا ہیں اور انہیں کہاں سے لایا جا سکتا ہے“...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” باس ۔ یہ بات میں نے ڈاکٹر ولسن سے کی تھی اور ڈاکٹر ولسن نے جواب دیا تھا کہ اگر ان بلاکس پر خون لگا دیا جائے تو اس سے بھی الٹا سائیکل چلنا شروع ہو جاتا ہے“...... کیپٹن طارق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

” کس کا خون ۔ انسان کا یا کسی جانور کا“...... میجر پرمود نے کہا۔

” ڈاکٹر ولسن نے کہا تھا کہ خون چاہے انسان کا ہو یا جانور کا دونوں ہی کام دے سکتے ہیں کیونکہ ریڈ سیلز دونوں میں ہوتے ہیں ۔ خون کے ریڈ سیلز کیمیکلز کا الٹا سائیکل چلاتے ہیں“...... کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

” اوہ ۔ اسے تو آزمایا جا سکتا ہے لیکن خون کی کتنی مقدار کی ضرورت ہو گی“...... میجر پرمود نے کہا۔

” اس نے خون لگانے کا کہا تھا“...... کیپٹن طارق نے جواب دیا۔

” لیکن یہاں تو ایسا کوئی جانور بھی نہیں ہے جس کا خون لگایا جائے“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

”یہاں اربوں مسلمانوں کی زندگیاں بچانا مقصود ہیں ۔ لہٰذا میں اپنے جسم کا سارا خون اس پر لگانے کے لئے تیار ہوں“۔ میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

” میجر صاحب ۔ آپ کی بجائے ہم خون دیں گے ۔ ایک دو بوتل خون دینے سے ہم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا“...... کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق دونوں بیک آواز ہو کر کہا۔

” نہیں ۔ یہاں ایسا سامان نہیں ہے کہ ہم پہلے خون نکال کر اسے کسی جار میں محفوظ کریں اور پھر ریڈ بلاکس پر لگائیں ۔ خون تو

باہر نکلتے ہی جم جائے گا اس لئے کچھ اور سوچنا پڑے گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" یہاں صحرا میں لومڑیاں تو موجود ہوں گی باس"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" نہیں ۔ یہ ان کا سیزن نہیں ہے ۔ اس سیزن میں وہ ریت کے اندر نیچے چھپی ہوتی ہیں"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ تینوں اس طرح اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو ۔ میجر پرمود نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... میجر پرمود نے اپنے طور پر کرنل سمتھ کی آواز میں کہا۔

" ناشول ایئر بیس سے کمانڈر رچرڈ بول رہا ہوں ۔ صحرا میں خوفناک دھماکے مارک کئے گئے ہیں اور یہاں موجود آلات نے صحرا میں میزائل فائرنگ بھی مارک کی ہے ۔ کیا ہو رہا ہے وہاں"۔ دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

" آپ کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں اور میرا تعلق کس سے ہے"...... میجر پرمود نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ آپ کرنل سمتھ ہیں اور آپ کا تعلق اسرائیل کی بلیو آرمی سے ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اس کے باوجود آپ مجھ سے اس لہجے میں بات کر رہے ہیں"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اگر آپ کو ناگوار گزرا ہے تو آئی ایم سوری ۔ میرا لہجہ ہی ایسا ہے"...... دوسری طرف سے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا گیا۔

" اوہ اچھا۔ پھر آئی ایم سوری ۔ ویسے آپ بے فکر رہیں ۔ ایشیائی ایجنٹوں نے یہاں ریڈ کیا تھا ۔ ہم نے میزائلوں کے ذریعے ان کا خاتمہ کر دیا ہے"...... میجر پرمود نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میجر پرمود نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کیپٹن طارق کا ایک ساتھی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

" کیا ہوا ہے"...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

" باس ۔ دو آدمیوں کو مارک کیا گیا ہے ۔ وہ ہماری چیک پوسٹ کی طرف آ رہے ہیں"...... آنے والے نے کہا۔

" کس پر"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" پیدل ہیں باس ۔ وہ ٹیلوں کی اوٹ لے کر آ رہے ہیں اور عقبی طرف ہیں"...... آنے والے نے کہا۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ وہ یقیناً کسی چیک پوسٹ کی تباہی سے بچ نکلے ہوں گے اس لئے وہ چکر کاٹ کر عقبی طرف آ رہے ہیں ۔

آؤ میرے ساتھ''...... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔

'' ادھر باس''...... آنے والے نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر عمارت کے عقبی طرف ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ میں آ گیا۔ یہاں مختلف ٹیلوں کے پیچھے کیپٹن طارق کے ساتھی چھپے ہوئے تھے اور پھر ایک ساتھی نے دوربین میجر پرمود کی طرف بڑھا دی اور ساتھ ہی ایک سمت میں اشارہ کیا تو میجر پرمود نے دوربین آنکھوں سے لگا کر اس طرف کی چیکنگ شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد واقعی اس نے دو آدمیوں کی نقل و حرکت مارک کر لی۔ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔

'' کیپٹن طارق ۔ چار آدمی لے کر چکر کاٹ کر ان کے عقب میں جاؤ اور انہیں گرفتار کر لے آؤ''...... میجر پرمود نے کہا۔

'' یس باس''...... کیپٹن طارق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ سب خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے جبکہ اب اس ٹیلے کے پیچھے میجر پرمود ، کیپٹن توفیق اور دو آدمی رہ گئے تھے۔ میجر پرمود باقاعدہ ان کی نقل و حرکت چیک کر رہا تھا۔ ان دونوں کے کاندھوں پر میزائل گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔

'' یہ کہیں میزائل فائر نہ کر دیں''...... کیپٹن طارق نے اپنی دوربین جو اس نے ایک ساتھی سے لی تھی آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

'' یہ خاصے تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ یہ اس وقت تک میزائل فائر نہیں کریں گے جب تک انہیں یقین نہ ہو جائے کہ ہم ان میزائلوں کی زد میں آ سکتے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں افراد خاصا قریب آ گئے تو میجر پرمود کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھرنے لگے لیکن پھر اچانک اس نے ان دونوں کو اچھل کر ریت پر گرتے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوتے دیکھا تو وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر کیپٹن طارق اور اس کے ساتھی سامنے آئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ان دونوں کو اٹھا کر عقبی طرف سے چیک پوسٹ پر لے آئے۔

'' میں نے ان دونوں پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی کیونکہ یہ لوگ بے حد محتاط اور چوکنا دکھائی دے رہے تھے''۔ کیپٹن طارق نے کہا۔

'' ہاں ۔ ان دونوں کو اٹھا کر اس بڑے کمرے کے نیچے اس سرنگ میں لے چلو جہاں وہ ریڈ بلاکس کی دیوار ہے''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں اچھل پڑے۔

'' اوہ باس۔ آپ ان کے خون سے ریڈ بلاکس ختم کرنا چاہتے ہیں''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' ہاں۔ اور کیپٹن طارق تم اپنے ساتھیوں سمیت مختلف اطراف کی نگرانی کرو گے جس طرح یہ دو آدمی یہاں آ گئے ہیں شاید اور بھی آ جائیں''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد میجر پرمود اور کیپٹن توفیق اس ریڈ بلاکس کی دیوار کے سامنے موجود تھے۔ کیپٹن طارق کے آدمیوں نے دونوں آدمیوں کو اس دیوار کے ساتھ لٹا دیا تھا اور پھر باہر چلے گئے تھے۔

"نہیں ۔ یہ انسانیت کے خلاف ہے"...... میجر پرمود نے چند لمحے ان دونوں بے ہوش افراد کو دیکھنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس"...... کیپٹن توفیق نے کہنا چاہا۔

"نہیں کیپٹن توفیق ۔ یہ دونوں بے ہوش اور بے بس ہیں اور انہیں اس حالت میں ہلاک کر کے ان کے خون کا استعمال انسانیت سے بعید ہے ۔ مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"کیپٹن طارق سے کہو کہ جو میزائل گنیں یہ لے کر آ رہے ہیں وہ لے آؤ اور دونوں کو بھی اٹھا کر باہر لے جائے۔ ان کے ہاتھ پیر باندھ دو۔ پھر جب انہیں ہوش آئے تو پھر دیکھا جائے گا"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ میجر پرمود اب مسلسل اس ریڈ بلاکس کی دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا اور تیزی سے دیوار کی شمالی سائیڈ پر قریب جا کر دیوار کو جہاں وہ ختم ہو رہی تھی غور سے دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ دیوار کا یہ شمالی حصہ جہاں ریت کے اندر غائب ہو رہا تھا وہاں ہلکی سی روشنی کی لکیر موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ دیوار یہاں ختم ہو جاتی تھی اور

دوسری طرف کوئی خلا یا سرنگ ہے اس لئے روشنی نظر آ رہی تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ دیوار یا تو پوری بنائی نہیں گئی تھی یا اگر یہ کسی میکنزم سے حرکت کرتی ہے تو یہ پوری طرح فٹ نہیں ہوئی۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق نے میزائل گن میجر پرمود کے ہاتھ میں دے دی اور اس کے پیچھے آنے والوں نے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے دونوں آدمیوں کو اٹھایا اور واپس مڑ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد میجر پرمود نے آگے بڑھ کر میزائل گن کی نال کا سرا اس جگہ رکھ دیا جہاں اسے روشنی کی لکیر نظر آئی تھی اور پھر دونوں بازوؤں کو مضبوط کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھوں کو زور دار جھٹکا لگا لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے اس پوری جگہ میں ریت اور مٹی کے بادل سے پھیلتے چلے گئے۔ میجر پرمود تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن توفیق بھی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا کیونکہ ریت کا بادل سا اس پورے ایریا میں پھیلتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب ریت بیٹھ گئی تو میجر پرمود کا چہرہ یہ دیکھ کر بے اختیار کھل اٹھا کہ دیوار کے خاتمے کے بعد ریت اور دیوار کے درمیان اتنا خلا ظاہر ہو گیا تھا جس سے ایک آدمی ٹیڑھا ہو کر اندر جا سکتا تھا۔

"ویری گڈ۔ جاؤ ساتھیوں کو بلاؤ اور اسلحہ بھی لے آؤ۔ میں نے لیبارٹری کا راستہ کھول لیا ہے ۔ جلدی کرو"...... میجر پرمود نے چیخ کر کہا تو کیپٹن توفیق مڑ کر دوڑتا ہوا باہر چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد

کیپٹن توفیق ، کیپٹن طارق اور ان کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

'' آؤ۔ اب اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں۔ آؤ۔ ایک مشین پسٹل مجھے دو''...... میجر پرمود نے کہا اور پھر مشین پسٹل لے کر وہ سوراخ سے ٹیڑھا ہو کر دوسری طرف چلا گیا۔ یہ بھی سرنگ ہی تھی جو نیچے جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اس سوراخ سے نکل کر اس کے عقب میں پہنچ گئے۔ وہ سب بڑے چوکنا انداز میں سیدھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں دور سے مشینری چلنے کی مخصوص آوازیں پڑیں تو ان سب کے چہرے کھل اٹھے کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی لیبارٹری میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لیبارٹری میں جسے اسرائیل نے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ اب اس کی تباہی چند لمحوں کی بات رہ گئی تھی۔ پھر جیسے ہی سرنگ نے موڑ کاٹا انہیں سامنے ایک بڑا سا دروازہ نظر آیا جس کے باہر سرخ رنگ کا ایک بلب جل رہا تھا۔

'' اڑا دو اس دروازے کو''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیکن خاصا طاقتور بم موجود تھا۔ اس نے اس کی پن ہٹائی اور ہاتھ گھما کر اسے دروازے پر دے مارا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے پرخچے اڑ گئے لیکن اس کے ساتھ ہی سفید رنگ کے دھوئیں کا بادل سا وہاں پھیل

گیا اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ دھواں اس کے ذہن کے گرد پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اس نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ دھوئیں نے اس کے ذہن کو مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر اس کے حواس بھی اس دھوئیں میں کہیں غائب ہو گئے۔ وہ شاید آخری لمحات میں مار کھا گئے تھے۔

کنگ ڈیزرٹ میں واقع اسرائیل کی دونوں لیبارٹریاں ایک
دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ البتہ ان دونوں کے درمیان ایک
دیوار تھی اور اس دیوار میں ایک مخصوص جگہ پر ایک دروازہ بھی نمودار
کیا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر ماہم دونوں لیبارٹریوں کا سپر انچارج تھا جبکہ
دوسری لیبارٹری جس کو لیبارٹری ٹو کہا جاتا تھا کا انچارج ڈاکٹر گارتھ
تھا اور ڈاکٹر ماہم لیبارٹری نمبر ون کا انچارج تھا لیکن چونکہ وہ بے حد
سینئر تھا اس لئے دونوں لیبارٹریوں کا سپر انچارج وہی تھا۔ اس کا
آفس خاصا وسیع و عریض تھا جس میں میز پر ایک مستطیل شکل کی
مشین موجود تھی اور اس مشین پر ایک لمبی سی سکرین تھی جو دو حصوں
میں تقسیم تھی۔ ان میں سے ایک حصے پر ایک ہال کمرے کا منظر
موجود تھا جہاں بے شمار مشینیں تھیں اور سائنس دان ان مشینوں پر
کام کر رہے تھے جبکہ دوسرے حصے پر ایسے ہی ایک ہال کمرے کا

منظر تھا جس میں دیو ہیکل مشینیں نصب تھیں اور وہاں بھی سائنس
دان سفید کوٹ پہنے ان مشینوں پر کام کرنے میں مصروف تھے۔
ڈاکٹر ماہم خاموش بیٹھا دونوں حصوں کو دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ایک
مائیک موجود تھا اور وقفے وقفے سے مختلف سائنس دان ان سے
پوچھتے رہتے اور وہ انہیں ساتھ ساتھ ہدایات دیتا رہتا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ جس فارمولے پر وہ کام کر رہا ہے اس میں صرف دو
ہفتوں کا کام باقی رہ گیا ہے اور دو ہفتوں کے بعد جب فارمولا مکمل
طور پر تیار ہو جائے گا تو پوری دنیا پر اسرائیل کا قبضہ ہو جائے گا۔
پوری دنیا یہودی سلطنت میں تبدیل ہو جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
اور یہی اس کا خواب تھا۔ وہ مسلمانوں سے بے پناہ نفرت کرتا تھا۔
اسے معلوم تھا کہ ایشیائی ایجنٹوں کی تین ٹیمیں لیبارٹریوں کو تباہ کرنے
کے لئے نکلی ہوئی ہیں لیکن اسے مکمل یقین تھا کہ چاہے یہ ٹیمیں لاکھ
سر پٹک لیں وہ کسی صورت بھی لیبارٹریوں تک نہیں پہنچ سکتیں۔
لیبارٹریوں کے تین راستے تھے۔ ایک لارڈ کروش کے محل سے۔ ایک
صحرائی مین چیک پوسٹ سے اور تیسرا مارجیٹ نامی نخلستان سے
جہاں سے ہر ماہ سپلائی آتی تھی لیکن اب یہ تینوں راستے اس نے
ریڈ بلاکس سے بند کرا دیئے تھے اور اسے معلوم تھا کہ ریڈ بلاکس کی
دیواروں کو کسی صورت میں نہیں توڑا جا سکتا اور نہ ہی کسی طرح تباہ
کیا جا سکتا ہے۔ لیبارٹریوں میں چھ ماہ کے لئے ہر چیز کا سٹاک کر
لیا گیا تھا اور وہ سب دن رات کام میں مصروف تھے جبکہ صحرا پر

اسرائیل کی بلیو آرمی کا قبضہ تھا اس لئے وہ اس طرف سے مطمئن تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تو ڈاکٹر ماہم اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں موجود سپرنگ اچانک کھل گئے ہوں۔ سیٹی کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ ڈاکٹر ماہم تیزی سے مشین پر جھک گیا اور اس نے اس کے نچلے حصے میں موجود بٹنوں کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی سکرین کا ایک حصہ جھماکے سے روشن ہوا اور پھر ایک جھماکے سے اس پر ایک منظر ابھر آیا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر ماہم کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس منظر میں لیبارٹری میں داخل ہونے کا مخصوص دروازہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا تھا جبکہ دوسری طرف فرش پر آٹھ آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کون ہیں اور یہ چیک پوسٹ والے راستے سے اندر کیسے آ گئے۔ وہاں تو ریڈ بلاکس کی دیوار ہے اور اوپر بلیو آرمی موجود ہے"...... ڈاکٹر ماہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ ڈانفدی بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ماہم بول رہا ہوں۔ صحرائی انٹرنس گیٹ تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں آٹھ آدمی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ انٹرنس گیٹ کو

نجانے کس بم سے تباہ کیا گیا ہے اس لئے وہاں موجود راسٹیم گیس خود بخود فائر ہو گئی ہے۔ تم اپنے آدمی لے کر وہاں پہنچو اور انہیں اٹھا کر باہر لے جاؤ اور پھر انہیں وہیں گولیوں سے اڑا کر واپس آؤ اور مجھے رپورٹ دو کہ یہ کیسے اندر آئے ہیں اور باہر کی کیا پوزیشن ہے اور کیوں ایسا ہوا ہے"...... ڈاکٹر ماہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر ماہم نے رسیور رکھ کر ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر جب سکرین کے اس حصے پر دوبارہ مشین ہال کا منظر ابھر آیا تو اس کی نظریں اس پر جم گئیں۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس طرح اندر داخل ہوئے ہیں لیکن وہ اپنے کسی ساتھی کو اس بارے میں بتانا نہ چاہتا تھا کیونکہ اس طرح ان کا مورال ڈاؤن ہو جاتا اور انتہائی اہم فارمولے میں کوئی گڑ بڑ ہو سکتی تھی۔ ڈانفدی لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج تھا۔ اس کے ساتھ بارہ افراد تھے اور وہ علیحدہ سیکورٹی ونگ میں رہتے تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ ڈانفدی اور اس کے ساتھی نہ صرف ان کو ہلاک کر دیں گے بلکہ تمام رپورٹ بھی اسے تفصیل سے مل جائے گی پھر تقریباً چالیس پینتالیس منٹ بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ماہم"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

’’ ڈافندی بول رہا ہوں سر۔ سیکورٹی ونگ سے‘‘...... دوسری طرف سے ڈافندی کی آواز سنائی دی۔

’’ کیا ہوا۔ کون لوگ تھے یہ اور کہاں سے اندر آئے تھے ۔ کیا ہوا ان کا‘‘...... ڈاکٹر ماہم نے تیز لہجے میں کہا۔

’’ جناب۔ یہ ایشیائی ایجنٹ تھے اور انہوں نے ریڈ بلاکس دیوار کے ساتھ کوئی طاقتور بم مار کر راستہ کھول لیا تھا۔ ہم نے انہیں باہر لے جا کر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے۔ باہر دو اور آدمی بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور انہوں نے بلیو آرمی کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ ہم نے انہیں ہوش دلایا تو ان سے پتہ چلا کہ پورے صحرا میں جتنی بھی بلیو آرمی کی چیک پوسٹیں تھیں وہ سب ان ایشیائی ایجنٹوں نے تباہ کر دی ہیں اور مین چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کرنل سمتھ اور اس کے سارے ساتھی مارے جا چکے ہیں اور ان کی لاشیں باہر پڑی ہوئی ہیں۔ یہ دو آدمی تباہ ہونے والی ایک چیک پوسٹ سے کافی فاصلے پر ہونے کی وجہ سے بچ گئے ہیں۔ پھر یہ اس مین چیک پوسٹ کی طرف آ رہے تھے کہ انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ ہم نے ان کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور ہم نے اپنے آدمی باہر چیک پوسٹ پر پہنچا دیئے ہیں تاکہ پھر کوئی پارٹی نہ پہنچ جائے۔ میں یہاں سیکورٹی ونگ میں اس لئے آیا ہوں کہ یہاں سے انٹر کام کا ایڈیشنل سیٹ باہر لے جاؤں‘‘۔ ڈافندی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’ ویری بیڈ۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور ہمیں علم ہی نہیں ہو سکا۔ اگر یہ لوگ بے ہوش نہ ہوتے تو یہ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔ تم نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔ فی الحال تو یہ راستہ دوبارہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے ہر حالت میں فارمولا مکمل کرنا ہے اس لئے تم اپنے ساتھیوں سمیت باہر موجود رہو اور کسی کو اندر نہ آنے دو۔ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں یا نہیں‘‘...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

یس سر۔ سب کو گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے‘‘...... ڈافندی نے جواب دیا۔

’’ اوکے۔ ٹھیک ہے‘‘...... ڈاکٹر ماہم نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئی تھیں۔

کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر میں سوار کنگ ڈیزرٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر انہوں نے ایکریمین فوجیوں کی مخصوص پٹیاں پینٹ کر دی تھیں اس لئے اب یہ ہیلی کاپٹر ہر لحاظ سے ایکریمین فوجی ہیلی کاپٹر ہی دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا رخ ناشول سے کروش ٹاؤن کی طرف تھا۔

" آپ اس لارڈ کروش کو کور کرنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

" ہاں۔ وہ اس سارے سیٹ اپ کا مین آدمی ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن کرنل صاحب۔ لیبارٹریوں کا راستہ تو لارڈ کروش کے اس محل سے ہے جو کروش ٹاؤن میں کنگ ڈیزرٹ کے قریب ہے جبکہ لارڈ کروش خود محل چھوڑ کر اب کروش ٹاؤن والی حویلی میں پہنچ گیا

ہے تو ہمیں لارڈ کروش کی بجائے اس کے محل میں جانا چاہئے تاکہ وہاں سے راستہ کھولا جا سکے"...... ملیکا نے کہا۔

" زیادہ لمبی بات مت کیا کرو۔ اس سے خواہ مخواہ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں"...... کرنل فریدی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" جب سے اس ہیلی کاپٹر کو ملٹری پینٹ کیا گیا ہے آپ کا رویہ بھی سخت ہو گیا ہے۔ کیا آپ اب اعزازی کرنل کی بجائے اپنے آپ کو اصل کرنل سمجھنے لگے ہیں"...... ملیکا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اصل تو کیپٹن حمید ہے"...... کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

" تم لاکھ کوشش کر لو لیکن ہارڈ سٹون ہارڈ ہی رہے گا"...... کیپٹن حمید نے ایک بار پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" فضول باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ تم خاموش رہو"...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

" یہی تو اصل باتیں ہیں۔ کیوں مس ملیکا"...... کیپٹن حمید بھلا ایسے موقع پر کب باز آنے والوں میں سے تھا۔

" مجھے ضرورت نہیں ہے کسی ہارڈ سٹون کو سافٹ میں تبدیل کرنے کی"...... ملیکا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سر۔ کروش ٹاؤن قریب آ گیا ہے"...... اچانک پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عاطف نے کہا۔

" یہاں ایک بڑی حویلی ہو گی۔ اس کے قریب لے جا کر ہیلی

کاپٹر اتار دو اور سب سن لو۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں مسلح لوگ ہوں جن
پر قابو پانا پڑے اس لئے سب پوری طرح چوکنا رہیں گے“......
کرنل فریدی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی
دیر بعد وہ حویلی نظر آنے لگ گئی۔ اس کے چاروں طرف اونچی
مچانیں بنی ہوئی تھیں جن پر اینٹی کرافٹ گنیں تو نصب تھی لیکن وہاں
کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت نظر نہ آ رہی تھی اور پھر عاطف نے
حویلی کے قریب ایک کھلی جگہ پر ہیلی کاپٹر اتار دیا تو کرنل فریدی اور
باقی ساتھی تیزی سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر گئے۔

”کیپٹن حمید۔ تم میرے ساتھ آؤ“...... کرنل فریدی نے کیپٹن
حمید سے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ کیپٹن حمید کے
ساتھ ملیکا بھی اس کے پیچھے چل پڑی حالانکہ کرنل فریدی نے اسے
ساتھ آنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ کرنل فریدی نے ایک بار مڑ کر
دیکھا لیکن پھر خاموش رہے۔

”حویلی کا پھاٹک کھلا ہوا ہے“...... کرنل فریدی نے قریب جا
کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور
تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن حمید اور ملیکا بھی مشین پسٹل لئے
اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔

”یہاں تو غیر معمولی خاموشی ہے“...... کرنل فریدی نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ
یہاں قتل عام ہو چکا ہے۔ مچانوں پر موجود افراد کو بھی گولیاں ماری

گئی تھیں اور نیچے مختلف کمروں میں بھی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

”یہ کیا ہوا۔ کون یہاں واردات کر گیا ہے“...... ملیکا نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ کام عمران کا ہے“...... کرنل فریدی نے
ایک کمرے میں موجود لاشوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران کا۔ وہ یہاں کب آیا ہو گا“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”ان لوگوں کے دلوں میں گولیاں اتاری گئی ہیں اور اس قدر
درست نشانہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہی ہو سکتا ہے اور لارڈ
کروش یہاں موجود نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”کیا آپ لارڈ کروش کو جانتے ہیں“...... ملیکا نے چونک کر
پوچھا۔

”لارڈ ٹائپ لوگ اپنے لباس، انداز اور چہرے مہرے سے ہی
صاف پہچانے جاتے ہیں۔ آؤ۔ ہمیں اب اس کے محل میں جانا ہو
گا۔ عمران لازماً اس لارڈ کو وہاں لے گیا ہو گا“...... کرنل فریدی نے
کہا اور تیزی سے پھاٹک کی طرف چل پڑا۔

”ہوسکتا ہے کہ یہ کام میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا ہو“۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

”میجر پرمود ڈی ایجنٹ ہے۔ وہ اگر یہاں کارروائی کرتا تو
لامحالہ لارڈ کروش کی لاش بھی یہیں پڑی ہوئی مل جاتی۔ وہ عمران کی
طرح باقی افراد کو ہلاک کر کے اور لارڈ کروش کو زندہ اٹھا کر اس

کے محل میں لے جانے کا سوچ ہی نہیں سکتا ''...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے کروش محل کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

'' اس کا تو مطلب ہے کہ وہ احمق ہم سے آگے آگے چل رہا ہے۔ پھر تو کریڈٹ بھی اسے ہی مل جائے گا''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

'' یہ کریڈٹ کا مسئلہ نہیں ہے۔ لاکھوں اربوں مسلمانوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے اس لئے اس موقع پر کریڈٹ کا سوچنا ہی حماقت ہے''...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر صحرا کے کنارے پر بنے ہوئے عالیشان محل کے سامنے جا کر اترا تو کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت اس محل میں داخل ہو گیا لیکن یہاں بھی پراسرار خاموشی طاری تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی خالی محل کے ایک کمرے میں لارڈ کروش کی لاش انہوں نے دیکھ لی۔ اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ اس کی ایک آنکھ نکال دی گئی تھی اور اس کا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

'' یہاں تو عمران موجود نہیں ہے''...... ملیکا نے کہا۔

'' وہ یقیناً یہاں سے مایوس ہو کر صحرا میں داخل ہوا ہو گا''۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

'' کرنل صاحب۔ عمران جیسا شخص آسانی سے مایوس ہونے

والوں سے نہیں ہے۔ وہ بے حد شاطر آدمی ہے''...... ملیکا نے کہا۔

'' شاطر مت کہو۔ ذہین کہو۔ شاطر کا لفظ منفی معنوں میں استعمال ہوتا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

'' اب کیا کرنا ہے ہم نے''...... کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

'' میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہاں سے راستہ جاتا ہے لیبارٹری کو لیکن اسے ریڈ بلاکس سے بند کر دیا گیا ہے اور شاید اسی لئے عمران بھی یہاں سے چلا گیا ہے''...... کرنل فریدی نے اس کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جہاں سے راستہ جاتا تھا۔

'' ریڈ بلاکس پر تو سنا ہے کہ ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتے''۔ ملیکا نے کہا۔

'' جہاں ایٹم بم اثر نہیں کرتے وہاں پھول پتیاں اثر کر دیتی ہیں۔ خوبصورت خاتون کے منہ سے جو پھول جھڑتے ہیں وہ بڑے بڑے ہارڈ سٹون بلکہ ریڈ بلاکس کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں''۔ کیپٹن حمید نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

'' تم نے شعر کے صرف ایک مصرعے کا مفہوم بتایا ہے۔ دوسرے کا بھی بتا دو''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' دوسرا۔ کیا مطلب''...... ملیکا نے چونک کر کہا۔

'' پہلے مصرعے کا مفہوم ہے کہ پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر چیرا جا سکتا ہے اور دوسرے مصرعے کا مفہوم ہے لیکن نادان آدمی پر

نرم و نازک کلام بے اثر ثابت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ ناممکن تو ممکن ہو سکتا ہے کہ پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر چیرا جا سکے لیکن نادان آدمی پر نرم و نازک کلام کا اثر نہیں ہو سکتا اس لئے کیپٹن حمید پر کسی نرم و نازک کلام کا اثر ہونا ناممکن ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

'' اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ کرنل صاحب خود اپنے آپ کو ہارڈ سٹون کہتے ہیں اور خاتون کی بات نرم و نازک کہلائی جاتی ہے اس لئے یہ تو تمہیں خبردار کر رہے ہیں کہ تمہارا نرم و نازک کلام ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا''...... کیپٹن حمید نے ساری بات کو ذہانت سے دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔

'' گڈ شو۔ تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پر نرم و نازک کلام اثر کر سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید بھی اس کی چھپی ہوئی چوٹ سمجھ گیا اس لئے شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔ وہ اس وقت ایک ایسے کمرے میں موجود تھے جہاں ایک چوڑا راستہ نیچے جاتا دکھائی دے رہا تھا لیکن سامنے ریڈ بلاکس کی دیوار بھی نظر آ رہی تھی۔ کرنل فریدی کی نظریں اس دیوار پر جمی ہوئی تھیں۔

'' اب کیا کرنا ہے کرنل صاحب''...... کچھ دیر بعد ملیکا نے کہا تو کرنل فریدی جو نجانے کس سوچ میں تھا بے اختیار چونک پڑا۔

'' کرنا کیا ہے۔ راستہ ہمارے سامنے ہے اور ہم نے لیبارٹری

میں داخل ہو کر اسے تباہ کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' لیکن اگر ایسا ہو سکتا تو مجھے یقین ہے کہ عمران اسے اس طرح چھوڑ کر نہ چلا جاتا''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

'' بعض اوقات زیادہ عقلمندی بھی نقصان دیتی ہے۔ آدمی اپنی ناک کے نیچے نہیں دیکھ سکتا''...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

'' کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

'' یہ دیوار ریڈ بلاکس کی ضرور ہے لیکن نیچے ریت ہے اس لئے اسے زیادہ گہرائی میں نہیں لے جایا گیا ہو گا۔ اگر ہم ریت میں کھدائی کریں تو ہم راستہ نکال سکتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' اوہ۔ واقعی آپ کی بات درست ہے''...... ملیکا نے کہا اور پھر کرنل فریدی کے حکم پر عاطف اور اس کے ساتھیوں نے محل کے سٹور سے ایسی چیزیں تلاش کر لیں جن سے وہاں کسی نہ کسی طرح کھدائی کی جا سکتی تھی اور اس کے ساتھ ہی کھدائی کا عمل شروع کر دیا گیا۔ کھدائی کے کام میں عاطف اور اس کے ساتھی لگے ہوئے تھے جبکہ کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا خاموش کھڑے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔

'' یہ تو بہت نیچے تک ہے کرنل صاحب''...... دو گھنٹوں کے بعد عاطف نے دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی لگے رہو۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ بھی نہیں ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو عاطف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کھدائی کی وجہ سے وہاں ریت کا ایک ڈھیر لگتا جا رہا تھا۔

"خاصا وقت طلب کام ہے"...... ملیکا نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً مزید ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے بعد اچانک کیپٹن عاطف نے وکٹری کا نعرہ لگایا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا ہوا"..... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"سر۔ دیوار ختم ہو گئی ہے۔ اب راستہ بن جائے گا"۔ عاطف نے جواب دیا تو کرنل فریدی کے ستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد اتنا راستہ بن گیا کہ دوسری طرف پہنچا جا سکتا تھا۔ دوسری طرف انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی سرنگ تھی جس کی سائیڈ دیواریں، فرش اور چھت کنکریٹ سے بنائی گئی تھی۔

"اپنا اسلحہ لے آؤ۔ اب ہم نے اندر جانا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہمیں اپنے عقب کا بھی خیال رکھنا چاہئے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ تم، ملیکا اور عاطف یہاں رہو گے۔ میں عاطف کے آدمیوں سمیت اندر جاؤں گا"...... کرنل

فریدی نے کہا۔

"سوری۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی"...... ملیکا نے فوراً ہی جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے ساتھ لے جائیں یہاں میں اور عاطف کافی ہیں"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے دیکھ کر کہا۔

"یہ میرا آرڈر ہے ملیکا۔ میں اپنے آرڈر میں ترمیم نہیں کیا کرتا"...... کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کا آرڈر سر آنکھوں پر۔ لیکن مشن کے آخری لمحے پر میں باہر نہیں رہ سکتی"...... ملیکا نے جواب دیا۔

"لیجئے مبارک ہو۔ اب تو آپ مزید اصرار نہیں کریں گے۔ اب تو آپ کے آرڈر سر آنکھوں پر رکھے جانے لگے ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا تو کرنل فریدی نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ اسی لمحے عاطف اپنے چار ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوا۔ ان سب نے مخصوص اسلحے کے بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ عاطف تمہارے دو آدمی یہاں باہر رہیں گے تاکہ عقبی طرف سے ہم محفوظ رہیں۔ باقی سب اندر چلیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"یس باس"...... عاطف نے جواب دیا اور اس نے اپنے دو آدمیوں کو باہر رکنے کی ہدایات دے دیں اور پھر کرنل فریدی، کیپٹن

حمید، ملیکا، عاطف اور اس کے دو ساتھی جنہوں نے اپنے باہر رہ جانے والے دونوں ساتھیوں کے بیگ بھی لے لئے تھے اس دیوار کے نیچے بن جانے والے راستے کے ذریعے دوسری طرف سرنگ میں پہنچ گئے۔

"یہ سرنگ تو طویل ہوسکتی ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے فرش پر ٹائروں کے نشانات بتا رہے ہیں کہ یہ سرنگ کافی طریل ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اور اس سرنگ میں سائنسی تنصیبات بھی ہوسکتی ہیں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"میری جیب میں چیکنگ آلہ موجود ہے۔ وہ سوگز پہلے ہی کاشن دینا شروع کر دے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو ملیکا اور کیپٹن حمید دونوں نے ہی اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سرنگ واقعی طویل تھی اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک موڑ مڑتے ہی کرنل فریدی کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو کرنل فریدی بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے رکتے ہی اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھی بھی رک گئے۔ کرنل فریدی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی میں سے نکل رہی تھیں۔ کرنل فریدی نے اسے غور سے دیکھا اور پھر ایک بٹن آن کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس

کی تیز نظریں سامنے موجود سرنگ کی دیواروں اور چھت کا غور سے جائزہ لینے لگ گئیں۔ ملیکا اور کیپٹن حمید بھی دیکھ رہے تھے۔ کاشن کا صاف مطلب تھا کہ اس سے سوگز کی دوری پر کوئی سائنسی ڈیوائس موجود ہے لیکن چھت اور دیواریں بالکل صاف تھیں۔

"گڈ شو"...... اچانک کرنل فریدی کے منہ سے نکلا تو کیپٹن حمید اور ملیکا دونوں چونک پڑے۔

"یہ ڈیوائس فرش پر ہے"...... کرنل فریدی نے سامنے موجود فرش کی ایک سائیڈ پر اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں دیوار اور فرش مل رہے تھے۔ وہاں ایک مستطیل شکل کا آلہ نصب تھا جس کا رنگ بھی فرش کے رنگ جیسا تھا اس لئے سرسری نظروں سے وہ چیک نہ ہو سکتا تھا۔ کرنل فریدی نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے سرنگ تڑتڑاہٹ سے تیز آوازوں کے ساتھ گونج اٹھی۔ فرش پر نصب اس آلے کے پرخچے اڑ گئے تھے۔ کرنل فریدی نے فائرنگ بند کی اور پھر جیب سے وہ کاشنر نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا لیکن کاشنر خاموش رہا تو کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں اسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سرنگ ایک بڑے سے فولادی دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ اس فولادی دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"عاطف۔ اس دروازے پر زیرو سکس بم مارو اور سب نے آپریشن کے لئے تیار رہنا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو عاطف

نے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کی پن کھینچی اور بازو گھما کر اس
نے بم پوری قوت سے دروازے پر مار دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ
ہوا۔ سرخ بلب بجھ گیا اور فولادی دروازہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا لیکن
اس کے ساتھ ہی وہاں سفید رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا اور پھر اس
سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ سمجھتا اس کا ذہن بالکل اس طرح
تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹڑ فوری طور پر بند ہو جاتا ہے اور اس
کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے اور
شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

لیبارٹریوں کا سیکورٹی انچارج ڈافندی سیکورٹی ونگ میں اپنے
آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گو ڈاکٹر ماہم کو یہ کہہ دیا تھا
کہ اس نے آنے والے ایشیائی ایجنٹوں کو باہر لے جا کر ہلاک کر
دیا ہے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ وہ انہیں اٹھوا کر باہر لے
جانے کے بجائے سیکورٹی ونگ کے ایک بڑے ہال نما کمرے میں
لے آیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ ایشیائی ایجنٹ لیبارٹری کو تباہ کرنے
آئے ہیں اور ان کی فوری ہلاکت ضروری ہے لیکن ڈافندی کے ذہن
میں ایک پلاننگ آ گئی تھی۔ چونکہ وہ بنیادی طور پر یہودی تھا اس لئے
اس کے ذہن میں ہر وقت زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کے
خیالات گردش کرتے رہتے تھے۔ وہ طویل عرصے سے سیکورٹی
انچارج تھا لیکن یہاں اس کا دل نہ لگتا تھا۔ وہ ولنگٹن جا کر لارڈ جیسی
زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔ گو جب حالات نارمل تھے تو اس نے لارڈ

کروش کی منت بھی کی تھی کہ وہ اسے یہاں سے ٹرانسفر کرا کر ولنگٹن بھجوا دے لیکن لارڈ کروش نے سیکورٹی کے معاملات میں مداخلت سے صاف انکار کر دیا تھا اور اب ان ایشیائی ایجنٹوں کو دیکھ کر اس کے ذہن میں دولت کمانے کا ایک خاکہ ابھر آیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ان لیبارٹریوں میں جس فارمولے پر کام ہو رہا ہے اس میں دو ہفتے رہ گئے ہیں اور ان دو ہفتوں بعد حالات نارمل ہو جائیں گے اور حالات نارمل ہونے کے بعد اس کے پاس اگر دولت ہو تو وہ یہاں سے استعفیٰ دے کر ولنگٹن جا کر لارڈ کی سی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر ماہم کو سوائے اپنے کام کے باقی کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لئے اس نے سوچا کہ اگر ان ایشیائی ایجنٹوں سے سودے بازی ہو جائے تو لازماً یہ اپنی زندگیاں بچانے کے لئے بھاری معاوضہ دینے پر تیار ہو جائیں گے اور وہ ان کی یہاں سے فون پر بات کرا کر کروش ٹاؤن کے سٹی بینک میں موجود اپنے اکاؤنٹ میں بھاری رقومات ٹرانسفر کرا لے گا۔ جب رقومات ٹرانسفر ہو جائیں گی تو وہ انہیں ہلاک کرا دے گا اور اس طرح وہ بھاری دولت بھی کما لے گا اور دشمنوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جبکہ اب بغیر دولت لئے ان کا خاتمہ کرتا تو اسے کچھ حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ سیکورٹی ونگ میں ایک بڑا ٹارچنگ روم بھی بنایا گیا تھا جہاں دیوار کے ساتھ لوگوں کو جکڑنے کے لئے زنجیریں نصب تھیں لیکن ان زنجیروں کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ باری باری ایک

ایک کر کے ان لوگوں کو زنجیروں میں جکڑ کر انہیں ہوش میں لا کر ان سے بات چیت کرے گا اور ان کا جو بھی سرغنہ ہو گا اسے مجبور کر دے گا کہ وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگیاں بچانے کے لئے اسے بھاری معاوضہ دیں اور اگر وہ انکار کریں گے تو وہ انہیں ہلاک کر دے گا۔ اس طرح بھی تو اس کا فرض پورا ہو جائے گا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا اسی بات پر سوچ رہا تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس کا اسسٹنٹ ٹونی اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا ٹونی"...... ڈافندی نے چونک کر پوچھا۔

"تین آدمیوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے باس اور میرے خیال میں یہی تینوں ہی اس سارے گینگ کے سرغنہ ہیں یا ان میں سے کوئی ایک سرغنہ ہے"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اب ان سے بات کریں"...... ڈافندی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا واقعی وہ دولت دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ سنا تو یہی ہے کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"نہیں دیں گے تو ہلاک کر دیں گے لیکن چانس تو بہرحال ہے اور جب ہم میں سے ہر ایک کے حصے میں لاکھوں ڈالر آئیں گے تو تم خود سوچو کہ ہمیں ایسی بور زندگی تو نہ گزارنا پڑے گی"...... ڈافندی نے کہا تو ٹونی کے چہرے پر چمک سی آ گئی۔ ٹونی اور اس کے ساتھی سب یہودی تھے اس لئے دولت کا حصول تو ان کی زندگی کا پہلا

مقصد تھا اور پھر تھوڑی سی دیر بعد وہ اس ہال میں پہنچے تو وہاں آٹھ افراد مشین گنوں سے مسلح موجود تھے۔ تین آدمیوں کو جکڑا گیا تھا جبکہ آٹھ افراد فرش پر ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ابھی ڈافندی انہیں بغور دیکھ ہی رہا تھا کہ یکلخت اس کے کانوں میں دور سے سائرن کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ خطرہ"...... ڈافندی نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر اس ہال سے باہر نکلا اور دوڑتا ہوا اپنے آفس میں واپس آیا تو سائرن جیسی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ وہ ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین کی طرف بڑھا۔ آواز اسی میں سے آ رہی تھی۔ اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس ہوتے ہی سائرن جیسی آواز سنائی دینا بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کی بڑی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ سکرین پر جو منظر ابھرا اسے دیکھ کر ڈافندی بے اختیار اچھل پڑا۔

"باس۔ باس۔ یہ مین گیٹ کا کیا ہوا"...... اس کے پیچھے کھڑے ٹونی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا کیونکہ سکرین پر ایک بڑے سے فولادی دروازے کے ٹکڑے ہر طرف بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے جبکہ وہاں ایک عورت اور پانچ مرد ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"اوہ۔ یہ بھی ایشیائی ایجنٹ ہیں جو مین وے سے اندر داخل ہوئے ہیں۔ ویری بیڈ۔ اگر یہ مین گیٹ کو بم نہ مارتے تو ہمارے

سروں پر پہنچ جاتے۔ ویری بیڈ"...... ڈافندی نے کہا۔

"باس۔ ان کا کیا کرنا ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"اپنے ساتھ آدمی لے جاؤ۔ انہوں نے باہر اپنے آدمی لازماً چھوڑے ہوں گے۔ جا کر ان کا خاتمہ کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ میں اس دوران ان کے بارے میں بھی سوچتا ہوں"...... ڈافندی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ٹونی سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اب کیا کیا جائے۔ اتنے سارے آدمیوں کو سنبھالنا تو ناممکن ہے اور نہ ہی ان سب کو جکڑا جا سکتا ہے"...... ڈافندی نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھے اب ان کا خاتمہ کرنا ہو گا ورنہ یہ ہمارا ہی خاتمہ کر دیں گے"...... چند لمحوں بعد ڈافندی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مسلسل اسی سوچ بچار میں لگا ہوا تھا کہ ٹونی کمرے میں داخل ہوا۔

"باس۔ باہر ان کے دو آدمی تھے۔ ہم نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"یہ اندر کیسے داخل ہوئے۔ ریڈ بلاکس کی دیوار کے باوجود"۔ ڈافندی نے چونک کر کہا۔

"باس۔ انہوں نے ریڈ بلاکس کی دیوار کے نیچے گہرائی میں کھدائی کر کے راستہ بنا لیا تھا"...... ٹونی نے جواب دیا۔

"ان کا لیبارٹری میں رہنا خطرناک ہے۔ تم ایسا کرو کو ان سب کو بھی اٹھوا کر باہر لے چلو اور ہال میں جو لوگ موجود ہیں انہیں بھی اور جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں انہیں بھی اٹھاؤ اور لارڈ کروش کے محل میں پہنچاؤ۔ وہاں ایسی راڈز والی کرسیاں ہیں جن پر ان سب کو جکڑا جاسکتا ہے اور پھر وہاں جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ لیبارٹری میں ان کی موجودگی خطرناک ہے"...... ڈافندی نے کہا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ ان سب کو باہر لے جا کر ہلاک کر دیا جائے۔ یہ خطرناک لوگ ہیں"...... ٹونی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں گے خطرناک۔ لیکن یہ اس وقت بے بس ہیں۔ بہرحال تم انہیں وہاں محل میں پہنچا کر جکڑو اور پھر مجھے اطلاع دو۔ پھر میں سوچوں گا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ میں ڈاکٹر ماہم سے بات کرتا ہوں"...... ڈافندی نے کہا تو ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو ڈافندی نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ماہم کی آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی انچارج ڈافندی بول رہا ہوں سر"...... ڈافندی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے"...... ڈاکٹر ماہم نے چونک کر کہا۔

"ایشیائی ایجنٹوں کا ایک اور گروپ مین گیٹ سے اندر داخل ہوا ہے اور اس نے مین گیٹ بموں سے اڑا دیا ہے لیکن گیس فائر ہونے سے وہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ ہم انہیں اٹھا کر باہر لے گئے۔ وہاں ان کے دو آدمی موجود تھے۔ انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اندر آنے والوں کو بھی"...... ڈافندی نے کہا۔

"مین گیٹ سے۔ وہ کیسے۔ وہاں تو ریڈ بلاکس کی دیوار ہے"۔ ڈاکٹر ماہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی۔ انہوں نے ریڈ بلاکس کی دیوار کے نیچے کافی گہرائی میں کھدائی کر کے راستہ بنا لیا تھا"...... ڈافندی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا وہ ختم ہو گئے ہیں یا نہیں"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا۔

"ختم ہو گئے ہیں جناب۔ میں نے بے ہوشی کے دوران ہی انہیں ہلاک کر دیا ہے"...... ڈافندی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم نے اب ہر طرف سے چوکنا ہو کر رہنا ہے۔ ہمارا کام اب انتہائی نازک مرحلے میں پہنچ گیا ہے اس لئے اب کسی قسم کی ڈسٹربنس ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اب مجھے اطلاع دینے یا احکامات لینے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ تم جو چاہے فیصلہ کر سکتے ہو"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈافندی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے لالچ میں نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے"...... ڈافندی نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں لاکھوں کروڑوں ڈالر ناچنے لگ جاتے اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد جب ٹونی آیا تو ڈافندی آخر کار اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ ان سب کا فوری اور حتمی خاتمہ کر دینا چاہئے۔

"کیا ہوا"...... ڈافندی نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ لارڈ کروش کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی لاش محل کے ایک کمرے میں موجود ہے"......ٹونی نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن وہ تو کروش ٹاؤن کی حویلی میں شفٹ ہو گئے تھے"...... ڈافندی نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

"اس کی لاش تو محل میں پڑی ہے"......ٹونی نے کہا۔

"متکبر آدمی تھا۔ اچھا ہوا ختم کر دیا گیا۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب ہم نے ان لوگوں کا فوری خاتمہ کرنا ہے"...... ڈافندی نے کہا۔

"میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا باس کہ ان لوگوں کو اسی بے ہوشی کے دوران ختم کر دیا جائے"......ٹونی نے کہا۔

"ہاں۔ اب ایسا ہی ہو گا۔ آؤ"...... ڈافندی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹونی اس کے پیچھے تھا لیکن ڈافندی کے اس فیصلے سے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات واضح طور پر

ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ان کے ریڈ بلاکس کی دیواروں اور صحرا میں بلیو آرمی کے قبضے کے باوجود لیبارٹری میں داخل ہو جانے پر ان کی صلاحیتوں سے خاصا خوفزدہ ہو چکا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہوش میں آتے ہی یہ لوگ پانسہ پلٹ دیں گے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ انہیں ہوش میں آنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیا جائے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت نخلستان کے عقب میں بنے ہوئے ایک بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھا۔ کروش ٹاؤن سے وہ مارس ٹاؤن پہنچے تھے اور پھر مارس ٹاؤن سے وہ صحرا میں سفر کرتے ہوئے اس نخلستان میں پہنچ گئے تھے۔ یہاں ایک چھوٹا سا چشمہ تھا اور کھجور کے درخت تھے لیکن نخلستان کے عقب میں ایک بڑے سے ہال کمرے میں کوئی دروازہ نہ تھا بلکہ سامنے کا رخ ویسے ہی کھلا ہوا تھا اور یہ کمرہ خالی تھا۔ عمران کی تیز نظریں بھی اس میں کوئی ایسا آلہ چیک نہ کر سکی تھیں جس سے اس لیبارٹری کا راستہ کھولا جا سکتا ہو لیکن عمران جانتا تھا کہ راستہ بہرحال ہو گا کیونکہ سپلائی یہاں سے پہنچائی جاتی تھی اور پھر یہاں سے وہ لیبارٹری میں شفٹ ہو جاتی تھی تو ظاہر ہے یہاں کوئی نہ کوئی راستہ ہو گا لیکن باوجود کوشش کے وہ اب تک کوئی ایسا راستہ نہ تلاش کر سکے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا راستہ اندر سے کھولا جاتا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے اندر سے ہی کھولا جاتا ہو گا۔ لیکن یہ راستہ ہو گا کہاں"...... عمران نے کہا۔

"میں بتاتی ہوں۔ میں نے چیک کر لیا ہے"...... اچانک جولیا نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر کہا تو جولیا آگے بڑھی اور پھر فرش کے ایک کونے میں آ کر رک گئی۔

"یہ دیکھو۔ یہ اینٹ پورے فرش پر موجود تمام اینٹوں سے سائز میں مختلف ہے"...... جولیا نے ایک اینٹ پر زور سے پیر مارتے ہوئے کہا۔ یہ اینٹ واقعی تمام اینٹوں سے سائز اور ڈیزائن میں مختلف تھی لیکن سرسری نظروں سے اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"ویری گڈ۔ تم واقعی سمجھ دار ہو"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے خود بھی اس اینٹ پر پیر مارنا شروع کر دیا۔ پہلے اس نے جولیا کی طرح اینٹ کے اندرونی حصے پر پیر مارے لیکن جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اس نے باری باری چاروں کونوں میں پیر مارنا شروع کر دیئے اور پھر جیسے ہی تیسرے کونے پر اس نے پیر مارا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی فرش کا ایک مستطیل حصہ صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں جن کا اختتام ایک چھوٹے سے کمرے میں ہو رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کمرے کا اندرونی حصہ یہاں سے نظر آ رہا تھا۔

" آؤ"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب عمران کے پیچھے سیڑھیاں اتر کر اس چھوٹے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس کمرے کے بائیں کونے میں ایک اور دروازہ تھا اور یہ دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ اس دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ عمران کی تیز نظریں اس راہداری کی دیواروں اور چھت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور وہ اس انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا ہو لیکن راہداری کے اختتام ایک بند دروازے پر ہوا۔ اس دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ البتہ دروازہ عام سی لکڑی کا بنا ہوا تھا اور خاصا چوڑا تھا۔ عمران دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا اور غور سے دروازے کی سائیڈوں کو دیکھنے لگا۔ اس کی تیز نظریں بڑی باریک بینی سے دروازے کا جائزہ لے رہی تھیں کہ اچانک ایک تار اس کی نظروں میں آگئی جو دروازے کی چوکھٹ کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی چھت پر چلی گئی تھی۔ تار چونکہ بے حد باریک تھی اور اس کا رنگ بھی مٹیالا تھا اس لئے وہ خاص طور پر ہی دیکھنے میں نظر آتی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ اس تار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں اس باریک تار پر تواتر سے پڑیں تو ہلکا

سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلتا ہوا سرخ بلب بجھ گیا اور دروازہ خود بخود میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس کی سائیڈ دیوار میں ایک مشین نظر آ رہی تھی۔ یہ مشین بند تھی۔ عمران کچھ دیر تک اس مشین کو غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین میں یکلخت زندگی دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے اوپر والے حصے میں موجود سکرین پر جھماکے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے سکرین پر ایک منظر ابھر آیا اور عمران اور اس کے پیچھے کھڑے اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ یہ ایک ہال نما کمرے کا منظر تھا جس کی دیواروں میں دیو ہیکل مشینیں نصب تھیں۔ ان مشینوں کی تعداد آٹھ تھی جبکہ اس ہال میں نو افراد موجود تھے اور اس وقت یہ نو کے نو افراد درمیان میں موجود ایک میز کے گرد موجود تھے۔ اس میز پر کمپیوٹر پنچڈ کاغذات کی خاصی تعداد پڑی نظر آ رہی تھی۔ ایک آدمی جس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے ایک کاغذ کو اٹھائے پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ باقی افراد اس کے گرد اس طرح دائرہ بنائے کھڑے تھے جیسے استاد کے سامنے شاگرد کھڑے ہوتے ہیں۔ ان سب کے چہروں پر اشتیاق اور امید کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے تیزی سے مشین کا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

" وکٹری فار اسرائیل۔ ہم واقعی کامیاب ہو گئے ہیں ڈاکٹر

ہنری۔ ویری گڈ۔ آپ نے وہ کام کر دکھایا ہے کہ آپ کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا‘‘...... اچانک اس سفید بالوں والے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ڈاکٹر ماہم۔ یہ سب آپ کی سرپرستی میں ہوا ہے۔ ویسے آخری مرحلہ بھی یوں سمجھیں کہ قدرت نے خود ہی حیرت انگیز طور پر کامیاب کر دیا ہے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ اسے ابھی ڈیڑھ ہفتہ مزید لگ جائے گا لیکن میں نے کلورسین کی بجائے مالیکیویشن استعمال کی اور تجربہ سو فیصد کامیاب رہا‘‘...... ڈاکٹر ہنری نے کہا۔

’’گڈ شو۔ میں اسے ٹرانسمٹ کرتا ہوں تاکہ یہ فوری طور پر اسرائیل پہنچ جائے‘‘...... ڈاکٹر ماہم نے کہا اور ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

’’یہ کس تجربے کی بات کر رہے ہیں‘‘...... صفدر نے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے جھک کر انتہائی تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سائیڈ دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں پر چلی گئی۔ اب وہاں ایک راہداری نظر آ رہی تھی جس کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا لیکن اس دروازے کے اوپر بلب نہ جل رہا تھا۔

’’آؤ‘‘...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے سارے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ پھر چند

لمحوں بعد وہ دوڑتے ہوئے اس دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

’’دروازے کو بم مار کر اڑا دو۔ جلدی کرو‘‘...... عمران نے چیخ کر کہا تو تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے ایک بم نکال کر اس نے اس کی پن کھینچی اور بازو گھما کر پوری قوت سے بم دروازے پر دے مارا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے پرخچے اڑ گئے لیکن دوسری طرف ایک بار پھر راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔

’’ایک تو ان راہداریوں نے عذاب بنا رکھا ہے‘‘...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے انداز میں ایسی جلدی تھی کہ اس کے باقی ساتھیوں کے ذہنوں میں شرارے سے پھوٹنے لگے تھے۔ راہداری کا موڑ مڑ کر عمران یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ راہداری ایک فولادی دروازے پر ختم ہو رہی تھی۔ دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

’’دوسرا بم ماروں‘‘...... تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

’’اوہ نہیں۔ دروازے پر سارکیم ریز کا سائیکل موجود ہے۔ بم مارنے سے یہ دروازہ ٹوٹ جائے گا لیکن سارکیم ریز کا سائیکل ٹوٹے گا تو ریز گیس میں تبدیل ہو کر یہاں ہر طرف پھیل جائے گی اور ہم سب پلک جھپکنے میں بے ہوش ہو جائیں گے‘‘...... عمران نے

تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ اس بلب کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ہلکا سا دھماکہ ہوا اور بلب کے ٹکڑے اڑ گئے۔ ایک لمحہ رک کر عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس بلب ہولڈر کی طرف کیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی بلب ہولڈر کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی یکلخت دروازے کی بیرونی سطح پر جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے پر زور سے لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی تھے۔ یہ وہی ہال تھا جس کا منظر انہوں نے پہلے مشین کی سکرین پر دیکھا تھا۔ ڈاکٹر ماہم اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے اور وہ سب ہال کے کونے میں موجود مشین کے گرد اکٹھے تھے۔ دروازے کھلنے کی آواز سن کر وہ سب دروازے کی طرف مڑے تھے۔

"تم۔ تم۔ کون ہو۔ کیا مطلب"...... ڈاکٹر ماہم نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ڈاکٹر ماہم کی سائیڈ میں موجود ایک نوجوان سائنس دان کا ہاتھ تیزی سے اس کی جیب کی طرف بڑھا تو عمران نے یکلخت ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ سائنس دان چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا۔

"ادھر آؤ ڈاکٹر ماہم"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مت مارو۔ مت مارو۔ ہم سائنس دان ہیں۔ ہمیں مت مارو"...... ڈاکٹر ماہم اور اس کے کئی ساتھیوں نے بیک آواز ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ تم"...... عمران نے چیخ کر کہا تو ڈاکٹر ماہم خوفزدہ انداز میں تیزی سے آگے بڑھا۔

"باقی سب کا خاتمہ کر دو"...... عمران نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر ماہم کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے ایک سائیڈ پر اچھالتے ہوئے چیخ کر کہا تو عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں موجود مشین پسٹل شعلے اگلنے لگے اور چند لمحوں میں وہاں موجود سب افراد ماسوائے ڈاکٹر ماہم کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ یہ کیا کر دیا تم نے۔ تم نے اتنے بڑے سائنس دانوں کو مار دیا۔ تم نے ظلم کیا ہے۔ تم ظالم ہو"...... ڈاکٹر ماہم نے یکلخت بچوں کی طرح روتے ہوئے کہا۔

"فارمولا کہاں ہے جو کمپیوٹر پنچ کاغذ پر تھا اور جسے ڈاکٹر ہنری نے کامیاب کیا تھا اور جسے تم اسرائیل ٹرانسمٹ کر رہے تھے کہاں ہے"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی مشین پسٹل کا رخ اس نے ڈاکٹر ماہم کی طرف کر دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم کون ہو"...... ڈاکٹر ماہم نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ

بری طرح چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔ عمران کا بازو گھوما تھا اور ڈاکٹر ماہم کے چہرے پر پڑنے والے زوردار تھپڑ نے اسے چیختے ہوئے نیچے گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"بولو۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"...... عمران کی آواز میں غراہٹ کا عنصر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"وہ۔ وہ تو ٹرانسمٹ ہو گیا۔ اسرائیل پہنچ گیا"...... فرش پر پڑے پھڑکتے ہوئے ڈاکٹر ماہم نے جواب دیا تو عمران کا چہرہ یکلخت پتھرا سا گیا۔

"یہ وہی فارمولا تھا جس سے مسلم ممالک کو جلا کر راکھ بنایا جانا تھا"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ وہی فارمولا۔ بالکل وہی۔ ڈاکٹر ہنری کا اچانک تجربہ کامیاب ہو گیا۔ تم ۔تم نے ڈاکٹر ہنری کو ہلاک کر دیا۔ تم ظالم ہو۔ سفاک ہو"...... ڈاکٹر ماہم نے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں بارش کی طرح ڈاکٹر ماہم کے جسم پر برسنے لگیں۔ اسی لمحے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ سیکورٹی کے لوگ ہوں گے۔ ان کا خاتمہ کر دو۔ میں اس مشین کو چیک کرتا ہوں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے گرد ڈاکٹر

61

ماہم اور اس کے ساتھی اکٹھے کھڑے تھے جبکہ عمران کے ساتھی تیزی سے مڑ کر دروازے کی دوسری طرف غائب ہو گئے۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔

سیکورٹی انچارج ڈافندی بڑے فاتحانہ انداز میں لارڈ کروش کے محل کے اس کمرے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں ایشیائی ایجنٹوں کو بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑا گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان سب کا خاتمہ بے ہوشی کے دوران ہی اپنے ہاتھوں سے کر دے گا۔ اس کے پیچھے اس کا اسسٹنٹ ٹونی اور ٹونی کے پیچھے سیکورٹی کے دو افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے چل رہے تھے۔ کمرے میں داخل ہو کر ڈافندی بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس بڑے ہال نما کمرے میں سامنے والی دیوار کے ساتھ تقریباً بیس کے قریب راڈز والی کرسیاں موجود تھیں جن پر بے ہوش افراد جکڑے ہوئے تھے لیکن ان کی تعداد چونکہ کرسیوں سے کم تھی اس لئے کمرے میں کئی کرسیاں خالی نظر آ رہی تھیں۔ دروازے کے ساتھ سیکورٹی کے دو افراد دیوار کے ساتھ

پشت لگائے کھڑے تھے۔ ڈافندی کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں چونک کر سیدھے ہوئے اور انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈافندی کو سلام کیا۔ راڈز والی کرسیوں کے سامنے کچھ فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں۔ ڈافندی نے ایک نظر اس ہال نما کمرے کا آنکھوں ہی آنکھوں میں جائزہ لیا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ کمرے کی ایک سائیڈ پر ٹارچنگ کے جدید اور قدیم آلات موجود تھے۔ ایک ٹرالی پر جدید ترین میک اپ واشر موجود تھا لکڑی کی دو الماریاں بھی وہاں موجود تھیں جن کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور ان میں مختلف ٹائپس کے کوڑے، خنجر، پانی کی بوتلیں اور سب سے نچلے خانے میں بڑے بڑے دو میڈیکل باکس موجود تھے۔

"یہ سب کچھ یہاں کیوں ہے۔ کیا لارڈ کروش کا تعلق کسی ایجنسی سے تھا"...... ڈافندی نے حیرت بھرے لہجے میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹونی سے کہا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے سر۔ ویسے یہ ہال نما کمرہ بند تھا اور اس کے ساتھ بیرونی دروازے کے ساتھ باقاعدہ دیوار تھی۔ وہاں سیکورٹی کا ایک آدمی فلپس اچانک اس سے ٹکرا گیا تو وہ دیوار کھسک کر غائب ہو گئی اور اس کی جگہ دروازہ نمودار ہو گیا۔ ہم نے حیرت دور کرنے کے لئے جب اس دروازے کو کھولا تو اندر یہ ٹارچنگ ہال موجود تھا ورنہ تو اس ہال کے بارے میں کسی کو معلوم تک نہیں تھا"...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تو ان لوگوں کو چیک کیا جانا چاہئے"...... ڈافندی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"چیک۔ کیا مطلب باس۔ یہ ایشیائی ایجنٹ ہیں۔ یہ بات تو ہمیں پہلے ہی معلوم ہے"......ٹونی نے چونک کر کہا۔

"میں ان کے اصل چہرے دیکھنا چاہتا ہوں"...... ڈافندی نے یکلخت سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن اس میں تو کافی دیر لگ جائے گی باس۔ ان کی تعداد کافی ہے اور ہمیں واپس لیبارٹری میں بھی جانا ہے"...... ٹونی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا خیال ہے کہ میں احمق ہوں"...... یکلخت ڈافندی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں باس۔ آپ میرے باس ہیں"......ٹونی نے کہا۔

"تو پھر جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ البتہ ایک کام ہوسکتا ہے کہ تمہارے خیال میں ان میں سے جو لوگ ان کے سرغنے ہوں پہلے ان کے میک اپ واش کرو"...... ڈافندی نے کہا۔

"یہ جب تک ہوش میں آ کر نہ بتائیں ایسے کیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ کون باس ہے اور کون نہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ ان سب میں اکیلی عورت ہے۔ اس کا میک اپ واش کرو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ۔ یہ بتائے گی کہ یہ لوگ درحقیقت کون ہیں اور کیسے لیبارٹری میں داخل ہوئے"...... ڈافندی

نے کہا۔

"یس باس۔ یہ بہتر رہے گا"......ٹونی نے کہا اور پھر اس نے اپنے ایک آدمی کو اس عورت کا میک اپ واش کرنے اور اسے ہوش میں لے آنے کا حکم دیا اور پھر اس کے حکم کی تعمیل کی جانے لگی۔ میک اپ واشر کی ٹرالی اس عورت کے قریب لا کر اس کا کنٹوپ اس عورت کے سر پر چڑھا دیا گیا۔ پھر جب اس کا بٹن آن کیا گیا تو اس عورت کا چہرہ سرخ رنگ کے دھوئیں میں چھپ سا گیا۔ چند لمحوں بعد جب کنٹوپ ہٹایا گیا تو ڈافندی سمیت سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ اس عورت کا چہرہ بالکل بدل چکا تھا۔ پہلے وہ اپنے چہرے کے لحاظ سے ایکریمین دکھائی دے رہی تھی لیکن اب ان کے سامنے ایک خوبصورت ایشیائی چہرہ تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ۔ اس کے منہ میں پانی ڈالو"۔ ڈافندی نے کہا تو وہ آدمی اس الماری کی طرف بڑھا جس کے ایک خانے میں پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ وہاں سے پانی کی بوتل اٹھا کر وہ مڑا اور اس عورت کے قریب آ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور ایک ہاتھ سے اس عورت کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور پھر پانی اس کے حلق میں ڈال دیا۔ جیسے ہی ایک گھونٹ پانی اس عورت کے حلق سے نیچے اترا عورت کے جسم میں ہوش میں آنے کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اور وہ آدمی بوتل ہٹا کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی

دی تو ڈافندی ، ٹونی اور وہاں موجود سب ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ان سب کی نظریں بیرونی دروازے پر جم گئیں۔ دوسرے لمحے سیکورٹی کا ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ تھا جس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں مسلسل نکل رہی تھیں۔

" باس۔ باس۔ مین ہال کا کاشنر کاشن دے رہا ہے باس"۔ آنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مین ہال کا کاشنر۔ اوہ۔ وہاں کیا خطرہ پیدا ہو گیا"...... ڈافندی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس۔ تیسرا گروپ وہاں نہ پہنچ گیا ہو"...... ٹونی نے کہا تو ڈافندی ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" اوہ۔ اوہ۔ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ دو آدمی یہاں رہیں گے۔ باقی میرے ساتھ آؤ۔ ان سے بعد میں نمٹ لیں گے"...... ڈافندی نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

" تم دونوں یہیں رہو گے اور اگر کوئی خطرہ محسوس کرو تو فائر کھول دینا"...... ٹونی نے دروازے کے قریب کھڑے دونوں آدمیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دو آدمی جو ان کے ساتھ کمرے میں آئے تھے دوڑتے ہوئے باہر آ گئے۔ اب اس ہال نما کمرے میں

صرف دو مسلح آدمی رہ گئے تھے۔ ڈافندی نے باہر نکلتے ہی باہر موجود سب سیکورٹی والوں کو مین ہال میں پہنچنے کا کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ محل کے اسی راستے میں جہاں سے وہ محل میں داخل ہوئے تھے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے گئے۔ ڈافندی اور ٹونی دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے جبکہ ان کے پیچھے آنے والے سیکورٹی کے چھ افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ سب مسلسل دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی ڈافندی نہ صرف یکلخت رک گیا بلکہ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والوں کو بھی رکنے کا شارہ کیا تو وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ ڈافندی آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر موڑ کے قریب رک کر اس نے سر باہر نکالا اور پھر ایک جھٹکے سے پیچھے کر لیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں لیکن ڈافندی اپنا سر ایک لمحہ پہلے پیچھے کر چکا تھا ورنہ اس کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکی ہوتی جبکہ گولیاں سامنے کی دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گر گئیں۔

" ٹونی۔ سائیڈ وے کھول کر ان کے عقب میں پہنچو۔ میں انہیں یہاں الجھاتا ہوں"...... ڈافندی نے گردن پیچھے موڑ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ آگے کر کے فائر کھول دیا جبکہ ٹونی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتا ہوا عقبی طرف مڑ کر واپس چلا گیا اور پھر ایک جگہ رک کر اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو سرر کی

آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھل گئی اور ٹونی اپنے ساتھیوں سمیت اسے کراس کر گیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر دوسری طرف سے فائرنگ ہوئی اور جواب میں ڈانفدی نے بھی ہاتھ آگے بڑھا کر فائر کیا اور پھر تیزی سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹونی اور اس کے ساتھی زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں ان کے عقب میں پہنچ جائیں گے اور پھر ان کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں یہ سوچ کر مسلسل دھماکے ہو رہے تھے کہ یہ لوگ یہاں آئے کس راستے سے ہیں۔ دوسرے لمحے اسے یکلخت دوسری طرف سے آہٹ سی سنائی دی تو اس نے ہاتھ آگے کیا ہی تھا کہ اچانک کسی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے لمحے ڈانفدی چیختا ہوا اچھل کر سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں سے راہداری گونج اٹھی اور ڈانفدی کو صرف اتنا احساس ہوا کہ بے شمار گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی جا رہی ہیں اور یہی آخری احساس تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

ملیکا کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگ اٹھا تو اس نے چونک کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام مناظر یکلخت کسی فلم کی طرح گھوم گئے تھے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ کرنل فریدی اور دوسرے ساتھیوں سمیت کروش محل کی دیوار کو نیچے سے کھود کر لیبارٹری میں داخل ہوئے تھے اور پھر جیسے ہی ایک دروازے کو بم سے اڑایا گیا اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا تھا۔ اس نے چونک کر نظریں گھمائیں اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اس ہال نما کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر کرنل فریدی، کیپٹن حمید، عاطف اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ اجنبی افراد بھی

موجود تھے۔ وہ سب راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں جبکہ سامنے دروازے کے قریب دو آدمی موجود تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔

" لڑکی تو جاندار ہے جیگری"...... اچانک ایک آدمی نے بڑے اوباشانہ لہجے میں اپنے دوسرے ساتھی سے کہا تو ملیکا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

" ہاں۔ ہے تو ایسا ہی"...... دوسرے نے سرد لہجے میں کہا۔

" باس تو اب خاصی دیر سے آئے گا اور لارڈ کے اس محل میں کافی کمرے ایسے ہیں جہاں اسے لے جایا جا سکتا ہے۔ کیا خیال ہے"۔ پہلے آدمی نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

" پاگل ہو گئے ہو جوناتھن۔ بڑا باس تو شاید کچھ نہ کہے لیکن باس ٹونی نے ہمیں گولیوں سے اڑا دینا ہے"...... دوسرے آدمی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایسے موقعے قسمت سے ملا کرتے ہیں۔ ویسے بھی یہ لڑکی ہے۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ چلو میں باہر پہرہ دوں گا تم پہلے اس کے پاس چلے جانا"۔ جوناتھن نے کہا۔

" سوری جوناتھن۔ میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دے سکتا"۔ جیگری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ یہاں پاس ہی کمرہ ہے۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں

ہتھکڑیاں ڈال دیتے ہیں۔ پھر یہ کیا کر لے گی۔ کم ان"۔ جوناتھن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیلٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی ہتھکڑی اتاری اور ملیکا کی طرف بڑھنے لگا۔ ملیکا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ویسے اپنی مخصوص نسوانی حس کی وجہ سے وہ جان گئی تھی کہ یہ جوناتھن پاگل ہو رہا ہے۔ اس کی آنکھوں سے ہوس کی چنگاریاں نکلتی اسے واضح طور پر نظر آ رہی تھیں اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ قدرت ان کی مدد کر رہی ہے۔ یہ دونوں اسے عام سی لڑکی سمجھ رہے ہیں جبکہ وہ آسانی سے ان دونوں سے بیک وقت نمٹ سکتی تھی۔

" کیا بات ہے۔ کیوں مجھے اس طرح گھور رہے ہو"...... ملیکا نے قدرے غصیلے لہجے میں جوناتھن سے کہا۔

" سنو لڑکی۔ تم مجھے پسند آ گئی ہو۔ ابھی تم سب نے ہلاک ہو جانا ہے۔ اگر تم ہمارا ساتھ دو تو میرا وعدہ ہے کہ ہم باس سے کہہ کر تمہیں ہلاکت سے بچا لیں گے"...... جوناتھن نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

" جوناتھن۔ واپس آؤ۔ میں کہہ رہا ہوں واپس آؤ۔ کوئی حرکت مت کرو۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"...... جیگری نے تیز لہجے میں کہا۔

" کمال ہے۔ تم ایک لڑکی سے ڈر رہے ہو"...... جوناتھن نے مڑ کر کہا۔

" ڈرنے کی بات نہیں ہے جوناتھن۔ معاملات بگڑ بھی سکتے

ہیں۔ آؤ واپس۔ پہلے میری بات سن لو۔ پھر جو کرنا ہو گا کر گزرنا“۔ جیگری نے کہا تو جوناتھن واپس مڑا اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا بات ہے“...... جوناتھن نے قریب جا کر کہا۔

”آؤ باہر۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ آؤ“...... جیگری نے کہا اور اسے زبردستی بازو سے پکڑ کر دروازے سے باہر لے گیا تو ملیکا جو پہلے ہی محسوس کر چکی تھی کہ راڈز اسکے جسم میں زیادہ کھلے ہیں اور اگر وہ کوشش کرے تو ان راڈز کی گرفت سے آسانی سے نکل سکتی ہے۔ اس نے موقع غنیمت سمجھا اور اس نے پیروں کو زور سے دبایا تو اس کا جسم ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھا اور اس کے بازو کافی حد تک راڈز سے باہر آ گئے۔ ملیکا نے پیروں کو کرسی کے راڈز سے لگا کر ایک اور زور دار جھٹکا دے کر اپنے آپ کو اوپر کی طرف اٹھایا تو دوسرے لمحے زور دار جھٹکے سے اس کے دونوں بازو راڈز سے باہر آ گئے تو اس نے دونوں بازوؤں کو سائیڈ راڈز پر لگایا اور اس کے ساتھ ہی اپنے جسم کو اوپر کی طرف ایک اور جھٹکا دیا۔

”ارے۔ یہ کیا“...... اچانک اسے دروازے سے جوناتھن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ فرار ہو رہی تھی۔ گولی مار دو اسے“...... جیگری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن اسی لمحے ملیکا قلابازی کھا کر کرسی کے سامنے فرش پر ایک دھماکے سے گری تو جوناتھن تیزی سے اس پر جھپٹا۔ شاید وہ اسے پلٹ کر اس کے بازو کو پکڑنا چاہتا تھا لیکن ملیکا

کسی مچھلی کی طرح تڑپی اور دوسرے لمحے جوناتھن اڑتا ہوا اپنے عقب میں دوڑ کر آتے ہوئے جیگری سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ مشین گن جوناتھن کے کاندھے سے لٹک رہی تھی جو اسے اتارنے کی مہلت ہی نہ ملی تھی جبکہ اس کے عقب میں آنے والا جیگری اس لیے چند لمحے رک گیا تھا کہ اس نے تیزی سے اپنے کاندھے سے مشین گن اتار لی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن استعمال کرتا ملیکا نے اپنے اوپر جھکے ہوئے جوناتھن کو ایک زور دار جھٹکے سے اٹھا کر اس پر دے مارا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیختے ہوئے نیچے گرے اور جیگری کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر ایک طرف جا گری تھی اور ملیکا نے یکلخت اس پر چھلانگ لگائی۔ اس کے جسم میں جیسے بجلیاں سی بھر گئی تھیں۔ ان دونوں نے بھی نیچے گر کر انتہائی پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ابھی وہ پوری طرح سنبھلنے نہ تھے کہ ملیکا نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ جوناتھن اور جیگری دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں میں مشین گن کے برسٹوں نے ان دونوں کو چھلنی کر دیا تھا۔ ملیکا مشین گن پکڑے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ باہر موجود ان کے ساتھی مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سن کر یہاں آئیں گے اور وہ ان کے یہاں آنے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اگر اندھا دھند فائرنگ ہوئی تو کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو

گولیاں لگ سکتی تھیں اس لئے وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر باہر آ گئی تھی لیکن باہر آ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ لارڈ کروش کے محل میں ہے اور باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ ادھر ادھر دوڑ کر چیک کرتی رہی لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ باہر کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ ایک بار پھر دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو جوناتھن اور جیگری دونوں ہلاک ہو چکے تھے۔

”اب ساتھیوں کو ہوش میں لانا ہو گا“...... ملیکا نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔ اسی لمحے اس کو اپنی کرسی کی سائیڈ میں پڑی ہوئی پانی کی بوتل نظر آ گئی تو وہ سمجھ گئی کہ اس کے حلق میں پانی ڈال کر اسے ہوش میں لایا گیا ہے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے پانی کی بوتل اٹھائی۔ مشین گن اس نے کاندھے سے لٹکا لی تھی۔ بوتل اٹھا کر وہ سیدھی کرنل فریدی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بڑی مشکل سے کرنل فریدی کا منہ کھولا اور پھر پانی کے دو گھونٹ اس نے بہرحال کرنل فریدی کے حلق میں ڈال دیئے۔

”خدا کرے کرنل صاحب ہوش میں آ جائیں“...... ملیکا نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑی جب اس نے کرنل فریدی کے جسم میں ہوش میں آنے کے آثار ابھرتے دیکھے۔

”تھینک گاڈ“...... ملیکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کرنل فریدی کی کرسی کے عقب

میں آ گئی۔ اس نے عقب میں موجود بٹن کو پیر سے پریس کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرسی کے راڈز غائب ہو گئے۔ اسی لمحے اس نے کرنل فریدی کے جسم کو جھٹکا کھا کر سیدھے ہوتے دیکھا۔

”کرنل صاحب“...... ملیکا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوڑ کر سامنے کی طرف آ گئی۔ اس کے چہرے پر ایسی مسرت تھی جیسے کسی بچے کو اپنا پسندیدہ کھلونا اچانک مل گیا ہو۔ کرنل فریدی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”یہ سب کیا ہے۔ تم کیسے آزاد ہو گئی“...... کرنل فریدی نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا تو ملیکا نے بچوں کے سے انداز میں تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

”گڈ شو۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ گڈ شو ملیکا“۔ کرنل فریدی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو ملیکا کا پھول کی طرح کھلا ہوا چہرہ مسرت کی شدت سے مزید کھل اٹھا۔

”یہ کون لوگ ہیں کرنل صاحب“...... ملیکا نے پانی کی بوتل اٹھا کر کیپٹن حمید کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ یہاں کیسے آ گئے“...... کرنل فریدی نے کہا تو ملیکا بے اختیار اچھل پڑی۔

”میجر پرمود۔ وہ بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ“...... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم کیپٹن حمید کو ہوش دلا کر باقی سب کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ میں باہر جا کر چیک کرتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... کرنل فریدی نے ایک طرف پڑی ہوئی جوناتھن کی مشین گن فرش سے اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران بڑے غور سے اس مشین کو دیکھ رہا تھا۔ مشین نئی تھی اور اس پر موجود اشارے واضح تھے اور چند لمحوں بعد جب اس کی نظریں ایک تحریر پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ مشین تحریر کو ٹرانسمٹ کر کے مخصوص ریز کے ذریعے سیٹلائٹ اور پھر سیٹلائٹ کے ذریعے کسی اور جگہ موجود اس کے رسیونگ سیٹ تک پہنچا دیتی ہے اور ایک سکرین پر موجود الفاظ پڑھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سکرین پر جو کچھ نظر آ رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس مشین کو کچھ دیر پہلے باقاعدہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس نے اب اس کی میموری چیک کرنا شروع کر دی تا کہ یہ معلوم کر سکے کہ جو کچھ اس مشین کے ذریعے ٹرانسمٹ کیا گیا ہے وہ کیا ہے لیکن تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا کیونکہ

میموری میں کچھ نہیں تھا اور اس کی وجہ بھی وہ سمجھ گیا تھا کہ خاص طور پر ٹرانسمٹ کرتے وقت میموری کو لاک کر دیا گیا تھا تاکہ ٹرانسمٹ ہونے والی چیز میموری میں نہ آ سکے۔ اسی لمحے اسے دور سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں تو وہ مڑا اور ایک بار تو دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن پھر واپس مڑ آیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی آسانی سے سب کچھ سنبھال لیں گے۔ درمیانی بڑی سی میز پر ابھی تک کمپیوٹر کاغذات پڑے ہوئے تھے اور ان کے اوپر ایک پیپر ویٹ رکھا ہوا تھا۔ عمران نے پیپر ویٹ ہٹایا اور ایک کاغذ اٹھا کر اسے پڑھنے لگا۔ چونکہ کاغذ کمپیوٹر پچنگ میں تھا اس لئے اسے پڑھنے میں اسے کچھ دقت ضرور ہوئی لیکن پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس کاغذ پر جو کچھ کمپیوٹر کوڈ میں لکھا ہوا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہاٹ ویپن کے فارمولے کے بارے میں سائنسی اشارے ہیں۔

اس نے جلدی سے دوسرے کاغذات اٹھا کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ کاغذات کی تعداد پانچ تھی اور پھر جب اس نے یہ کاغذات پڑھ لئے تو اس کا ذہن خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ کاغذات کے مطابق ہاٹ ویپن کا فارمولا تیار ہو گیا تھا اور اسے اسرائیل ٹرانسمٹ کیا جانا تھا اور ٹرانسمشن مشین بتا رہی تھی کہ اسے ٹرانسمٹ کر دیا گیا ہے۔ اسی لمحے اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد صفدر اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ سیکورٹی کے لوگ ہم پر حملہ کرنے آ رہے تھے ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ البتہ ملحقہ لیبارٹری میں بھی سیکورٹی کے لوگ اور سائنس دان موجود تھے۔ تنویر باقی ساتھیوں کے ساتھ ان کا خاتمہ کرنے گیا ہے۔ یہاں کیا ہوا ہے"...... صفدر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ظلم ہو گیا ہے۔ ہم صرف چند منٹ لیٹ ہو گئے ہیں۔ سب کچھ ختم ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ کون آ رہا ہے"...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے چونک کر کہا کیونکہ اسے دور سے کسی آدمی کے قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔ آواز سے یوں لگ رہا تھا جیسے آنے والا بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔

"اوہ۔ یہ کون ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب کیا کیا جائے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر وہ اس ٹرانسمشن مشین کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس مشین کو الٹا چلا کر فارمولے کو واپس لے آئے۔ وہ کھڑا سوچ رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا عمران۔ فارمولا ٹرانسمٹ ہو گیا ہے"...... دروازے سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کرنل فریدی کے پیچھے صفدر تھا۔

"آپ اکیلے"...... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باقی ساتھی لارڈ کروش کے محل میں ہیں۔ میجر پرمود اور اس کا گروپ بھی وہیں ہے"...... کرنل فریدی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا جبکہ صفدر وہیں سے واپس مڑ گیا تھا۔

"پیر و مرشد۔ آپ بڑے موقع پر آئے ہیں کیونکہ اب دعا ہی کام کر سکتی ہے اور پیر و مرشد جیسے نیک آدمی کی دعا تو لازماً قبول ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دعائیں جدوجہد کے نتیجے میں قبول ہوتی ہیں۔ ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... کرنل فریدی نے قریب پہنچتے ہوئے کہا تو عمران نے نخلستان سے یہاں تک پہنچنے کی ساری روئیداد بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا"...... کرنل فریدی نے بھی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ صرف دو ہاتھ جب لب بام رہ گیا تھا تو کمند ٹوٹ گئی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں اس ڈاکٹر ماہم کو زندہ رکھنا چاہئے تھا تاکہ یہ بتاتا کہ فارمولا کہاں گیا ہے اور اسے کیسے واپس لایا جا سکتا ہے"...... کرنل

فریدی نے کہا۔

"حالات ہی ایسے بن گئے تھے کہ اس کا خاتمہ کرنا پڑا"۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے تنویر، جولیا، صالحہ اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوئے لیکن وہاں کرنل فریدی کو دیکھ کر وہ بے اختیار رک گئے۔

"یہ کرنل فریدی ہیں۔ میرے پیر و مرشد"...... عمران نے کہا۔

"آپ لوگوں نے ملحقہ لیبارٹری میں بھی آپریشن کر دیا ہو گا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ ہم نے وہاں ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا"...... تنویر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جہاں تنویر پہنچ جائے کرنل صاحب وہاں صرف قتل عام ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ دوسری لیبارٹری کے کسی سائنس دان سے اس مشین کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں لیکن اب تو یہ سکوپ بھی ختم ہو گیا"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مشین کو میں نے چیک کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس مشین کے ذریعے فارمولا کسی نامعلوم سیٹلائٹ کے ذریعے کس نامعلوم مقام پر ٹرانسمٹ کر دیا گیا ہے اور لامحالہ یہ مقام اسرائیل میں ہو گا"...... عمران نے

اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جب تم نے چیک کر لیا ہے تو اب مزید کیا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ واپس چلیں"...... کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" آپ بھی چیک کر لیں۔ آپ بہر حال پیر و مرشد ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ جو بات مجھ ناخلف مرید کی سمجھ میں نہ آئی ہو وہ آپ کی سمجھ میں آ جائے"...... عمران نے کہا۔

" تمہارا لہجہ بتا رہا ہے تم سب کچھ سمجھ چکے ہو لیکن کریڈٹ حاصل کرنے کی غرض سے چھپا رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو کریڈٹ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس ہاٹ ویپن سے بچانا ہے اور بس"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

" ارے۔ یہ بات نہیں ہے کرنل صاحب۔ میں کیا اور میرا کریڈٹ کیا۔ میں واقعی سمجھ نہیں سکا"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے غور سے مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ ابھی کرنل فریدی چیک ہی کر رہا تھا کہ باہر سے بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور تھوڑی دیر بعد میجر پرمود اپنے نائب کیپٹن توفیق کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور ملیکا تھی۔

" واہ۔ اب تو بارات بننے کے چانس بڑھتے جا رہے ہیں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے تمام سائنس دانوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کیا وہ فارمولا مل گیا ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ کام ہمارے سپر ایکشن ایجنٹ جناب تنویر کا ہے۔ یہ سائنس دانوں کو ہلاک کر کے اصل میں مجھ سے رقابت کا جوش ٹھنڈا کرتا رہتا ہے کیونکہ میں سائنس دان نہ سہی سائنس کا طالب علم تو ہوں۔ ویسے جہاں تک فارمولے کا تعلق ہے تو فارمولا اس طرح ہمارے ہاتھ سے نکلا ہے جیسے نور جہاں کے ہاتھ سے کبوتر نکلا تھا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" نور جہاں کے ہاتھوں سے کبوتر۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"...... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سنا ہے کہ شہزادہ سلیم کو اطلاع ملی تھی کہ اس کے پسندیدہ کبوتر نور جہاں نے اڑا دیئے ہیں تو وہ نور جہاں کے پاس پہنچا جو ایک کبوتر ہاتھ میں لئے کھڑی تھی۔ شہزادہ سلیم نے اس سے پوچھا کہ کبوتر کیسے اڑ گئے۔ اس نے ہاتھ کھول دیئے اور آخری کبوتر بھی جب اڑ گیا تو اس نے بڑی معصومیت سے جواب دیا" کہ ایسے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوری کہانی سنا دی۔

" کرنل صاحب۔ کیا ہوا ہے"...... میجر پرمود نے کرنل فریدی کی طرف مڑتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران آسانی سے

کچھ نہیں بتائے گا۔ وہ عمران کی فطرت جانتا تھا اور جواب میں کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدگی سے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ یہ تفصیل ظاہر ہے باقی لوگوں نے بھی سن لی تھی۔

" ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ مشن ناکام ہو گیا ہے"۔ میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے"...... کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" بظاہر۔ کیا مطلب"...... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

" میرا ذاتی خیال ہے کہ عمران اس فارمولے کو ٹریس کر لے گا کیونکہ عمران ابھی زندہ سلامت کھڑا نظر آ رہا ہے اور جب تک یہ زندہ ہے مشن ناکام نہیں ہو سکتا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" آپ کی مہربانی ہے کہ آپ میرے بارے میں اس قدر حسن ظن رکھتے ہیں۔ بہرحال مشن تو ہم نے مکمل کرنا ہے۔ یہاں نہ سہی اسرائیل میں سہی۔ اس مشن میں مسئلہ صرف کسی ایک ملک کا نہیں پوری دنیا کے اربوں مسلمانوں کا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیسے مشن مکمل کریں گے۔ کیا یہ بات حتمی ہے کہ فارمولا اسرائیل ہی ٹرانسمٹ ہوا ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" نہیں۔ صرف آئیڈیا ہے۔ اس مشین سے تو ظاہر نہیں ہوتا

ویسے ایسی مشین میں نے پہلے نہیں دیکھی ورنہ عام ٹرانسمٹ مشینری سے تو معلوم ہو جاتا کہ ٹرانسمشن کا رسیور کہاں نصب ہے لیکن اس میں کچھ بھی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو اب ہمیں کیا کرنا ہو گا کرنل صاحب"...... میجر پرمود نے کرنل فریدی سے پوچھا۔

" مشن مکمل کرنا ہو گا اور کیا کرنا ہو گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" لیکن اب ٹارگٹ کا تعین کیسے ہو گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" اسے بہرحال ٹریس کرنا پڑے گا۔ اگر تمہارے گروپ میں مشینری کا کوئی ماہر ہو تو اسے بلاؤ تاکہ وہ اس مشینری کو چیک کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بات معلوم کر سکے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" نہیں۔ ایسا کوئی ماہر میرے گروپ میں نہیں ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

" او کے۔ پھر چلو یہاں سے۔ عمران تم ان دونوں لیبارٹریوں کو تباہ کر دینا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" آپ اب کہاں جا رہے ہیں"...... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ ہم یہاں سے ناشول جائیں گے اور پھر وہاں جا کر سوچیں گے کہ اب کہاں جانا چاہئے"...... کرنل فریدی

نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے میجر پرمود۔ اب ہمیں اجازت"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے"...... میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو کیپٹن حمید اور ملیکا"...... کرنل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"اوکے عمران صاحب"...... میجر پرمود نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر میجر پرمود، توفیق کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا۔ اب اس ہال میں صرف صفدر رہ گیا تھا۔

"ہمارے ساتھی کہاں ہیں"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باہر موجود ہیں لیکن عمران صاحب۔ یہ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اور منظور بھی خدا کو یہی تھا کہ آخر میں آ کر معاملہ ٹائیں ٹائیں فش ہو جائے۔ تو تم بتاؤ کہ کیا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ کم از کم آپ تو ایسا نہ سوچیں"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"حقیقت سے نظریں نہیں چرائی جا سکتیں۔ باقی اللہ مہربانی کرے گا۔ تم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر دونوں لیبارٹریوں میں وائرلیس ڈی چارجر میگا بم فٹ کر دو تاکہ ان دونوں کا توجھٹکا کیا جا سکے"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں ایک میز کے پیچھے ایک لمبے قد لیکن درمیانے جسم کا آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کی جسامت کے لحاظ سے خاصا چوڑا تھا۔ اس کے بال لچھے دار تھے جو اس کے سر کی سائیڈوں پر گھنگھروں کی طرح لٹک رہے تھے۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں تیز سرخی نمایاں تھی۔ یہ لارڈ آرتھر تھا۔ ہاٹ ورلڈ کا کنگ۔ سامنے میز پر کئی رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے۔ ساتھ ہی ایک انٹر کام بھی پڑا تھا۔ لارڈ آرتھر کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس پر جھکا ہوا تھا کہ یکلخت سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بجنے لگی تو لارڈ آرتھر نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... لارڈ آرتھر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اسرائیل کے پریذیڈنٹ لائن پر ہیں جناب"...... دوسری

طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کنگ آف ہاٹ ورلڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ آرتھر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کنگ۔ ٹاسک کی کیا پوزیشن ہے۔ کب تک یہ ٹاسک مکمل ہو گا"...... دوسری طرف سے انتہائی بے چین لہجے میں کہا گیا۔

"جناب۔ انچارج سائنس دان سے میری کل ہی بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ڈیڑھ دو ہفتے کے اندر ہاٹ ویپن پر کام مکمل ہو جائے گا اور فارمولا مکمل ہوتے ہی مجھے بھجوا دیں گے تا کہ ہاٹ ویپن کو تیار کرایا جا سکے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا ابھی صرف فارمولا تیار ہو رہا ہے۔ ہاٹ ویپن تیار نہیں ہو رہا"...... اسرائیل کے صدر نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ گزشتہ پانچ سالوں سے اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ اس میں بار بار ایسی رکاوٹیں پیدا ہو جاتی تھیں کہ کام مزید آگے بڑھ جاتا تھا لیکن اب تمام رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں۔ اب صرف ڈیڑھ دو ہفتے کا کام رہ گیا ہے۔ ہاٹ ویپن کی تیاری تو علیحدہ فیکٹری میں ہو گی اور وہ فیکٹری کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ وہاں سائنس دان بھی موجود ہیں۔

دراصل دیر فارمولے میں ہو رہی ہے ورنہ مطلوبہ تعداد میں ویپن تو ہمیں ایک ہفتے میں تیار مل جائیں گے“...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

”لیکن اگر ایسا تھا کنگ آف ہاٹ ورلڈ تو پھر ہیلی کاپٹر سے دھواں پھیلانے کی فوری کیا ضرورت تھی۔ جب ویپن تیار ہو جاتے تب بھی یہ کام ہو سکتا تھا“...... اسرائیل کے صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ ایسا کرنا ضروری تھا ورنہ ہم زیادہ سے زیادہ ایک ملک کو تباہ کر سکتے تھے۔ باقی ملک تباہ نہ ہوتے اور پوری دنیا ہمارے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی۔ اب وہ سب مطمئن ہیں کہ اس دھوئیں نے انہیں زیادہ نقصان نہیں پہنچایا اور یہ دھوئیں والا خصوصی ہیلی کاپٹر دوسرا نہیں ہو سکتا تھا لیکن یہ ویپن آسانی سے فائر کیا جا سکتا ہے اور انہیں معلوم بھی نہ ہو سکے گا۔ ہمارے آدمی یہ ساری کارروائی بیک وقت تمام مسلم ممالک میں کریں گے اور ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی تمام مسلم ممالک راکھ کا ڈھیر بن چکے ہوں گے“...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

”لیکن اس طرح یہ تین خطرناک گروپ تو ہمارے خلاف حرکت میں نہ آتے۔ اب آپ دیکھیں کہ باوجود انتہائی سیکرٹ ہونے کے انہوں نے یہ بات ٹریس کر لی ہے کہ ہاٹ ویپن تیار کرنے والی لیبارٹری کنگ ڈیزرٹ کے نیچے ہیں“...... اسرائیل کے صدر نے کہا۔

”جناب۔ اس کے باوجود وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ صحرا میں ایٹم بموں کی بارش ہی کیوں نہ کر دیں۔ وہ لیبارٹری کو معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ ہاٹ ورلڈ اپنے کام کو نہ صرف سمجھتی ہے بلکہ ہر قسم کے خطروں سے نمٹنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے“...... لارڈ آرتھر نے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا۔

”ہم نے آپ کی تنظیم کو سامنے آنے سے بچانے کے لئے وہاں اسرائیل کی بلیو آرمی کو بھجوایا ہے تاکہ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ لیبارٹریاں ہاٹ ورلڈ کی ہیں ورنہ وہ آپ کے ہیڈ کوارٹر پر چڑھ دوڑتے۔ اب وہ یہی سمجھتے رہیں گے کہ یہ لیبارٹریاں اسرائیل کی ہیں۔ سمجھتے رہیں“...... اسرائیل کے صدر نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ سب کچھ ہماری مرضی سے ہو گا“...... لارڈ آرتھر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے ذہنی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بے حد فکر ہے۔ یہ لوگ ناممکن کو بھی ممکن بنا لینے کا گر جانتے ہیں“...... صدر نے کہا۔

”جناب۔ صرف دو ہفتے کی بات ہے۔ پھر نہ پاکیشیا رہے گا اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ آپ بے فکر رہیں“...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

”او کے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گا تو لارڈ آرتھر نے برا سا منہ بنائے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس گرانڈ آپریشن کے بعد میں خود صدر بن جاؤں گا۔ اس قدر بزدل آدمی کو صدر کی سیٹ پر نہیں رہنا چاہئے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"اب ایسا ہی کرنا ہو گا۔ اس طرح پوری دنیا پر ہاٹ ورلڈ کی حکومت قائم کی جا سکتی ہے ورنہ یہ صدر جو پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک سے اس قدر خوفزدہ ہے وہ ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز کا مقابلہ کیسے کرے گا لیکن پہلے مسئلہ اس ہاٹ ویپن کی تیاری اور اس کے استعمال کا ہے"...... لارڈ آرتھر نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی ڈاکٹر ماہم سے روزانہ بات ہوتی تھی اور ڈاکٹر ماہم اسے فارمولے کے بارے میں ساتھ ساتھ آگاہ کرتا رہتا تھا اس لئے لارڈ آرتھر مطمئن تھا کہ فارمولا واقعی ہفتے ڈیڑھ ہفتے کے درمیان تیار ہو جائے گا۔ اس نے ڈاکٹر ماہم کو حکم دیا ہوا تھا کہ فارمولا تیار ہوتے ہی وہ اسے سپیشل ٹرانسمشن مشین کے ذریعے ویپن فیکٹری میں بھجوا دے تاکہ وقت بھی ضائع نہ ہو اور اس قدر اہم فارمولا کسی آدمی کے ذریعے بھجوانے میں اس کے ضائع ہونے کا بھی خدشہ تھا۔ اس طرح دونوں خدشات دور ہو جاتے۔ رسیور رکھ کر وہ دوبارہ فائل پر جھک گیا۔ ابھی اس نے فائل کے دو تین صفحات ہی پڑھے تھے کہ ساتھ پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ آرتھر نے

چونک کر اس فون کو اس انداز میں دیکھا کہ جیسے اسے فون کی گھنٹی بجنے کی توقع نہ ہو۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"کنگ سے بات کرائیں۔ میں ڈبلیو ایف سے ڈاکٹر گلین بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی تو لارڈ آرتھر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ کال ڈاکٹر گلین کی تھی جو ہاٹ ویپن فیکٹری کا انچارج تھا۔

"یس۔ کنگ آف ہاٹ ورلڈ بول رہا ہوں"...... اس بار کنگ نے اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کنگ۔ ٹرانسمشن رسیور سے ایک فارمولا ٹرانسمٹ ہوا ہے۔ یہ فارمولا ہاٹ ویپن کا ہی ہے جبکہ آپ نے بتایا تھا کہ ابھی اس فارمولے کی تیاری میں ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ دیر ہے"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ آرتھر بے اختیار کرسی پر سے اچھل پڑا۔

"ویپن فارمولا ٹرانسمٹ ہو کر آیا ہے۔ کیا آپ نے چیک کیا ہے یہ فارمولا ویپن کا ہی ہے اور مکمل ہے"...... لارڈ آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس۔ میں نے اسے چیک کیا ہے۔ یہ واقعی ویپن کا فارمولا ہے اور مکمل بھی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ مجھے تو کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ میں

معلوم کر کے آپ کو فون کرتا ہوں''...... لارڈ آرتھر نے کہا اور ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا۔

'' یہ کیا ہو گیا۔ اتنی جلدی فارمولا کیسے مکمل ہو گیا اور پھر مجھے ڈاکٹر ماہم نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی۔ کوئی گھپلا لگتا ہے''...... لا آرتھر نے کہا اور پھر سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب کافی دیر کے باوجود دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی نہ دی تو لارڈ آر کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی ا آئے۔

'' یہ کیا ہو رہا ہے''...... لارڈ آرتھر نے کریڈل دباتے ہوئے اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع دیئے۔ اس بار دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور رسیور اٹھا لیا گیا۔

'' راشیل کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

'' راشیل سے بات کراؤ۔ میں کنگ بول رہا ہوں''...... لا آرتھر نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

'' یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

'' ہیلو سر۔ میں راشیل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

'' راشیل۔ کنگ ڈیزرٹ لیبارٹریز کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا۔ تم فوری طور پر وہاں جاؤ اور سپر سپیشل وے کے ذریعے ڈاکٹر ماہم سے رابطہ کر کے اس کہو کہ وہ مجھے کال کرے''...... لارڈ آرتھر نے رعب دار لہجے میں کہا۔

'' یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ آرتھر نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ راشیل کا رابطہ ڈاکٹر ماہم سے رہتا تھا اور وہ سپر سپیشل وے استعمال کرتا تھا جو اب بھی کھلا ہوا تھا۔

'' یہ فارمولا آخر کیسے پہنچ گیا۔ ہوا کیا ہے''...... لارڈ آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس کا فوری طور پر اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

'' یس''...... اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

'' راشیل بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے راشیل کی آواز سنائی دی۔

'' یس۔ کنگ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے''...... کنگ نے کہا۔

'' سر۔ کنگ ڈیزرٹ میں دونوں لیبارٹریاں مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہیں۔ وہاں فوج اور پولیس موجود ہے۔ وہاں سے لاشیں نکالی جا رہی ہیں''...... راشیل نے کہا تو لارڈ آرتھر کو یوں محسوس ہوا جیسے راشیل

بات کرنے کی بجائے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل رہا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہوش میں ہو"۔ لارڈ آرتھر نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں خود وہاں سے ہو کر آیا ہوں۔ میں اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا۔ پولیس کے افسران وہاں موجود تھے اور فوج کا دستہ بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں سے لاشیں نکالی جا رہی تھیں اور وہاں مشینری کے پرزے ہر طرف بکھرے ہوئے تھے۔ پولیس کے مطابق تمام لاشیں سائنس دانوں کی ہیں اور انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ ان کے مطابق انہیں اطلاع ملی کہ کنگ ڈیزرٹ میں اچانک انتہائی خوفناک دھماکے ہوئے ہیں جس پر وہ وہاں پہنچے تو وہاں یہ صورت حال تھی۔ میگا بموں سے دونوں لیبارٹریاں اندر سے تباہ کی گئی ہیں۔ ان کا ملبہ فضا میں اڑ کر ہر طرف پھیلا ہوا ہے"۔ راشیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو لارڈ آرتھر کی آنکھیں پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ کسی کھنڈر میں داخل ہو گیا ہو۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد کنگ نے کہا۔

"یس سر۔ میں سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں"...... راشیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں سے ایشیائی لوگوں کی لاشیں بھی ملی ہیں"...... لارڈ آرتھر نے پوچھا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"نو سر۔ تمام لاشیں سائنس دانوں کی تھیں کیونکہ ان سب نے سفید اوور آل پہنے ہوئے تھے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے"...... لارڈ آرتھر نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ فارمولا ٹرانسمٹ ہو کر فیکٹری میں پہنچ گیا ہے اور لیبارٹریاں تباہ ہو گئی ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس کا"...... لارڈ آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔ وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈاکٹر گلین بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر گلین کی آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر گلین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فارمولے کو پوری طرح چیک کرائیں اور مجھے بتائیں کہ کیا واقعی یہ ہاٹ ویپن کا ہی فارمولا ہے اور مکمل بھی ہے یا نہیں کیونکہ جن لیبارٹریوں میں اس پر کام ہو رہا تھا انہیں دشمنوں نے تباہ کر دیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی ایسا چکر چلایا ہو کہ یہ فارمولا کامیاب ہی نہ ہو سکے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"جناب۔ میں نے سائنس دانوں کے ساتھ خصوصی میٹنگ کی ہے۔ فارمولا درست ہے اور ہر لحاظ سے مکمل بھی ہے"...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا۔

"آر یو شیور"...... لارڈ آرتھر نے کہا

"یس سر"...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ پھر اس کی تیاری شروع کرو۔ کب تک مطلوبہ تعداد میں یہ ویپن تیار ہو جائیں گے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"ایک ماہ جناب"...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا۔

"او کے"...... لارڈ آرتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"پریذیڈنٹ اسرائیل صاحب لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... لارڈ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"...... صدر صاحب کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کنگ بول رہا ہوں جناب"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"ہمیں ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کنگ ڈیزرٹ میں موجود آپ کی دونوں لیبارٹریاں مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے"...... لارڈ آرتھر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ ہاٹ ویپن کا فارمولا۔ اس کا کیا ہو گا"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ فیکٹری میں پہنچ گیا ہے سر۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ ایک ماہ کے اندر اندر وہ مطلوبہ تعداد میں تیار ہو جائیں گے اور آئندہ ماہ دنیا بھر کے مسلم ممالک جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے"۔ لارڈ آرتھر نے جواب دیا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ ابھی اس کے مکمل ہونے میں ڈیڑھ ہفتہ رہتا ہے"...... صدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہمارے سائنس دان دن رات کام کر رہے تھے اور پھر اچانک قدرت کی مہربانی ہو گئی اور فارمولا جو ڈیڑھ ہفتے بعد مکمل ہونا تھا اچانک مکمل ہو گیا اور انچارج ڈاکٹر ماہم نے سپیشل ٹرانسمشن مشین کے ذریعے اسے فیکٹری ٹرانسمٹ کر دیا"...... لارڈ آرتھر نے جواب دیا۔

"پھر وہ لیبارٹریاں کیسے تباہ ہو گئیں اور کس نے کیں"...... صدر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"یہ ہمارا اپنا نظام تھا جناب۔ جیسے ہی فارمولا فیکٹری پہنچا اور اسے چیک کر لیا گیا تو میں نے یہاں سے ایک بٹن دبایا اور دونوں لیبارٹریاں تباہ ہو گئیں۔ اس طرح یہ فارمولا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

محفوظ ہو گیا ورنہ ایشیائی ایجنٹ یا ایکریمین ایجنٹ وہاں کے سائنس
دانوں سے اس کی تفصیل معلوم کر سکتے تھے اس لئے یہ پہلے ہی
میرے پلان میں شامل تھا"...... لارڈ آرتھر نے اپنی ناک اونچی
کرنے کے لئے بات کو دوسرے انداز میں پیش کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ تو سراسر نقصان ہے۔ اس قدر بڑی اور دو اہم
لیبارٹریاں سائنس دانوں سمیت ختم کر دینا"...... اسرائیل کے صدر
نے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ پوری دنیا پر یہوذیوں کی حکومت اور سلطنت کے قیام
کے مقابل یہ کوئی نقصان نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ایشیائی
ایجنٹ ان سائنس دانوں میں سے کسی سے معلوم کر لیتے کہ فارمولا
یہاں سے کہاں بھجوایا گیا ہے اور چونکہ ہاٹ ویپن کو تیار ہونے میں
ایک ماہ لگ جانا ہے اس لئے ایک ماہ کے دوران وہ اس فیکٹری پر
ریڈ کر سکتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔ انہیں کسی صورت یہ معلوم
نہیں ہو سکتا کہ فارمولا کہاں گیا اور کہاں اس کی تیاری ہو رہی
ہے"...... لارڈ آرتھر نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ آپ واقعی کنگ کہلانے کے لائق ہیں۔ گڈ شو۔
لیکن کیا یہ فارمولا کسی آدمی کے ذریعے بھجوایا گیا ہے"...... صدر نے
کہا۔

" جی نہیں۔ میں یہ رسک کیسے لے سکتا تھا۔ میں نے ایک
انتہائی جدید ٹرانسمشن مشین وہاں بھجوائی ہوئی تھی ۔ اس مشین کا تعلق

ایک خفیہ سیٹلائٹ سے تھا۔ اس مشین کے ذریعے فارمولا سیٹلائٹ
میں پہنچا اور پھر وہاں سے فیکٹری پہنچ گیا۔ یہ فیکٹری کہاں ہے اس کا
علم تو مجھے بھی نہیں"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر اہم
فیکٹری کا علم آپ کو بھی نہ ہو۔ پھر کسے علم ہو گا"...... صدر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ جب کسی چیز کو پوری دنیا سے چھپانا ہو تو پھر اس کے
لئے انتہائی غیر معمولی اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ میں نے ڈاکٹر
گلین کو حکم دیا کہ وہ اپنی ٹیم تیار کریں اور پھر جہاں وہ چاہیں دنیا
کے جس خطے میں مناسب سمجھیں فیکٹری تیار کرائیں۔ فنڈز ہاٹ
ورلڈ دے گی چنانچہ ڈاکٹر گلین نے ایسا ہی کیا۔ فنڈز ہم نے جاری
رکھے باقی سارا کام ڈاکٹر گلین نے کیا۔ اس ٹرانسمٹ مشین کی
ایڈجسٹمنٹ لیبارٹریوں کے انچارج ڈاکٹر ماہم اور فیکٹری کے انچارج
ڈاکٹر گلین نے مل کر کی ہے۔ سوائے ڈاکٹر ماہم اور فیکٹری کے
انچارج ڈاکٹر گلین کے اور تیسرے آدمی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ
فارمولا کہاں پہنچا اور ڈاکٹر ماہم کو لیبارٹری کے ساتھ ہی ہلاک کر دیا
گیا ہے اس لئے اب صرف ڈاکٹر گلین کو معلوم ہے کہ فیکٹری کہاں
ہے اس لئے اب یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے"...... لارڈ آرتھر نے
مزے لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ ویری گڈ۔ اب مجھے

مکمل یقین ہو گیا ہے کہ آخری فتح یہودیوں کی ہی ہو گی“...... دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ آرتھر
نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ اسرائیل کے صدر پر دل ہی
دل میں ہنس رہا تھا کہ وہ کس طرح اس کی باتوں میں آ گیا ہے۔
بہرحال اب اسے لیبارٹریوں کی تباہی کا افسوس نہ رہا تھا۔ وہ اب
نارمل ہو چکا تھا لیکن اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ لیبارٹریاں ان ایشیائی ایجنٹوں نے ہی تباہ کی
ہیں تو لامحالہ وہ فارمولے کے پیچھے دوڑیں گے اور لامحالہ ان کے
اذہان میں فوراً ہاٹ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر ہی آئے گا اس لئے اگر میں
ایک ماہ کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جاؤں تو وہ مجھے کسی صورت بھی
ٹریس نہ کر سکیں گے اور میرے علاوہ انہیں کسی صورت بھی یہ معلوم
نہ ہو سکے گا کہ یہ فیکٹری کہاں ہے اور پھر اس نے اس طرح
کاندھے اچکائے جیسے وہ حتمی فیصلے پر پہنچ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی
اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس کنگ“...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”مارٹن۔ میں ایک ماہ کے لئے فلاڈیلفیا جا رہا ہوں۔ ایکس
سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ رہے گا اور بس“...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو لارڈ
آرتھر نے رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تاکہ
ایک ماہ کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو کر اطمینان سے رہ سکے۔ مارٹن ہیڈ

کوارٹر انچارج تھا اور گو لارڈ آرتھر نے اس کے سامنے فلاڈیلفیا کا
نام لیا تھا لیکن اس کا کوئی ارادہ فلاڈیلفیا جانے کا نہ تھا۔ وہ ایکریمیا
کی ایک اور ریاست ہمفرے جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ ایکس سپیشل
ٹرانسمیٹر کا حوالہ اس نے اس لئے دیا تھا کہ اس ٹرانسمیٹر سے پوری
دنیا کے کسی بھی کونے میں رابطہ ہو سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اس نے حفظ
ماتقدم کے طور پر کیا تھا تاکہ اگر کسی بھی طرح ایشیائی ایجنٹ مارٹن
تک پہنچ جائیں تب بھی وہ اسے فلاڈیلفیا میں ہی تلاش کرتے رہ
جائیں۔

ناشول کے ایک ہوٹل کے کمرے میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا تینوں بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی نے اپنے باقی ساتھیوں کو واپس دماک بھجوا دیا تھا اس لئے اب یہ تینوں ہی یہاں موجود تھے یہ کمرہ کرنل فریدی کے نام پر بک تھا۔ گو ملیکا اور کیپٹن حمید کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے بک تھے لیکن یہ دونوں اس وقت کرنل فریدی کے کمرے میں موجود تھے۔ کرنل فریدی نے کافی منگوائی تھی اس لئے ویٹر کے انتظار میں وہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر نے کافی سرو کی اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

" مجھے یقین ہے کہ یہ احمق عمران ہمیں چکر دے رہا ہے۔ اس نے فارمولا حاصل کر لیا ہوگا"...... کیپٹن حمید نے اچانک کہا۔

" احمق بھی ہے اور چکر بھی دے رہا ہے اور وہ بھی تمہیں۔ یہ کیا

بات ہوئی"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ بات کو مذاق میں مت لے جائیں۔ اس بار اس نے ہمارے منہ پر طمانچہ مارا ہے"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ویسے کرنل صاحب۔ ہمیں تو بے ہوش کر دیا گیا تھا لیکن یہ عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش نہیں ہوئے۔ کیا ایسا تو نہیں کہ اس ساری کارکردگی کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی ہوں"۔ ملیکا نے کہا۔

" نہیں۔ اصل بات وہی ہوئی ہے۔ سیکورٹی کے لوگ ہمارے ساتھ الجھے ہوئے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فری وے مل گیا اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے اگر ملیکا ہمت نہ کرتی تو اس بار میجر پرمود اور اس کے گروپ کے ساتھ ساتھ ہم سب کا بھی یقینی خاتمہ ہو چکا ہوتا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" لیکن مجھے یقین ہے کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو یہ احمق عمران ہمیں بتا رہا ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی گھپلا ہے"...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ فارمولا عمران کے ہاتھ سے بھی نکل گیا ہے۔ میں نے اس مشین کو خود چیک کیا ہے۔ اسے واقعی استعمال کیا گیا ہے اور صرف چند لمحوں کا فرق ہے۔ فارمولا چند منٹ پہلے ٹرانسمٹ ہوا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی چند منٹ بعد پہنچے اور پھر ان کی کارروائی کی وجہ سے تمام سائنس دان ہلاک ہو گئے

اس لئے اس بار چوٹ عمران کو بھی پہنچی ہے کہ اسے بھی خالی ہاتھ واپس جانا پڑا ہے''...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' آپ یہاں کیوں رک گئے ہیں۔ اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہم واپس چلے جائیں گے''...... ملیکا نے کہا۔

'' نہیں۔ ہم نے ہر صورت مشن مکمل کرنا ہے۔ اب ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ فارمولا کہاں بھیجا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فارمولا جہاں بھی بھیجا گیا ہے وہاں اس ہاٹ ویپن کو تیار کرنے والی فیکٹری ہو گی۔ ہم نے اس ہاٹ ویپن کی تیاری سے پہلے اس فیکٹری کو تباہ کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

'' لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ فارمولا کہاں گیا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

'' یہی تو معلوم کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

'' یس۔ ہارڈ سٹون بول رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا۔ اس نے ایکریمین میک اپ میں بھی اپنا نام ہارڈ سٹون ہی رکھا ہوا تھا۔

'' سارجر بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

'' کیا رپورٹ ہے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

'' جناب۔ مائیکل اور اس کے ساتھی نخلستان سے مارس ٹاؤن

جیپ پر پہنچے اور پھر جیپ کے ذریعے ہی وہ ناشول پہنچ گئے۔ اس دوران کنگ ڈیزرٹ میں خوفناک دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں کے بعد پولیس اور فوج وہاں پہنچ گئی۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ کنگ ڈیزرٹ میں خفیہ لیبارٹریاں تھیں جو اندر سے ہی تباہ ہوئی ہیں تمام مشینری تباہ اور تمام سائنس دان ہلاک ہو گئے ہیں''...... سارجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

'' مائیکل اور اس کے ساتھی اب کہاں ہیں''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

'' وہ ناشول میں رکنے کی بجائے ناشول سے آگے ایک اور بڑے شہر فرٹ چلے گئے ہیں اور اس وقت وہ فرٹ کے رین بو ہوٹل میں موجود ہیں''...... سارجر نے جواب دیا۔

'' ٹھیک ہے۔ میں نے ایم ایس کیمونیکیشن کے ماہر کے بارے میں جو ہدایات دی تھیں ان کا کیا ہوا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

'' ایسے کسی ماہر کا ابھی تک پتہ نہیں چلا جناب۔ ویسے فرٹ میں ایک حکومتی کیمونیکیشن سنٹر ہے۔ وہاں سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں''...... سارجر نے جواب دیا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

'' وہاں لازماً کیمونیکیشن ماہرین ہوں گے۔ تم فوراً کسی ماہر سے رابطہ کراؤ۔ تمہیں ڈبل معاوضہ دیا جائے گا''...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

'' یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔

"اس عمران کو پہلے سے علم تھا کہ فرٹ میں کیمونیکیشن سنٹر ہے وہ یہاں رکنے کی بجائے سیدھا وہاں گیا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو آپ اس ماہر سے مل کر اس جگہ کو ٹریس کرنا چاہتے ہیں اور عمران کی بھی کوشش یہی ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے مشین پر ایک مخصوص تحریر پڑھی ہے۔ یہ ایسی تحریر ہے جسے کوئی کیمونیکیشن ٹیکنالوجی کا ماہر ہی حل کر سکتا ہے۔ اس طرح شاید ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ فارمولا کہاں بھجوایا گیا ہے اور عمران بھی یقیناً اس تحریر کو حل کرانے کے لیے فرٹ گیا ہے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کرنل صاحب کہ ہمیں اس ہاٹ ورلڈ کے ہیڈ کوارٹر ریڈ کرنا چاہیئے۔ وہاں سے اصل مقام کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"ان لیبارٹریوں کی تباہی کی خبر ان تک پہنچ گئی ہو گی اور انہیں یہ بھی اطلاع مل گئی ہو گی کہ فارمولا جہاں پہنچنا تھا وہاں پہنچ گیا ہے تو اب جب تک ہاٹ ویپن تیار نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ انڈر گراؤنڈ رہیں گے کیونکہ یہ کوئی عام اور چھوٹا سا مشن نہیں ہے۔ یہ اتنا بڑا مشن ہے کہ انہوں نے اس پوری دنیا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکومت کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے اس لئے ان کے پیچھے بھاگنے

میں سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ نہیں ہو گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ہارڈ سٹون"...... کرنل فریدی نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سارجر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے سارجر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جناب۔ فرٹ میں کیمونیکیشن ٹیکنالوجی کا ماہر ڈاکٹر پائیڈن ہے اس سے رابطہ ہوا اور میں نے اسے بھاری معاوضے پر یہاں ناشول بلوا لیا ہے۔ وہ یہاں پہنچنے والے ہیں۔ آپ ان سے کہاں ملاقات کریں گے"...... سارجر نے کہا۔

"یہیں ہوٹل میں میرے کمرے میں ہی لے آؤ انہیں۔ اور ہاں۔ کیا یہ ڈاکٹر پائیڈن فرٹ میں رہتے ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نو سر۔ یہ ولنگٹن میں رہتے ہیں اور وہاں کے سب سے بڑے ادارے سے منسلک ہیں۔ میں نے انہیں انتہائی بھاری معاوضہ دے کر یہاں کال کیا ہے اور خصوصی چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن سے یہاں پہنچ رہے ہیں"...... سارجر نے جواب دیا۔

"او کے۔ بے فکر رہو۔ تمہارے اخراجات پورے کر دیئے

جائیں گے“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔

”فرٹ میں اگر کیمونیکیشن کا کوئی ماہر نہیں ہے تو عمران وہاں کیا کرنے گیا ہے“...... کیپٹن حمید نے کہا۔

”وہ بے حد تیز ذہن کا آدمی ہے۔ بہرحال ہمیں اپنا کام کرنا ہے“...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو کیپٹن حمید نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو باہر دو آدمی موجود تھے۔

”میرا نام سارجر ہے اور یہ ڈاکٹر پائیڈن ہیں“...... دروازے پر موجود ایک آدمی نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”آیئے“...... کیپٹن حمید نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو سارجر اور پائیڈن اندر داخل ہوئے تو کرنل فریدی نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ ملیکا بھی کھڑی ہوگئی لیکن ملیکا نے صرف سلام کرنے اور رسمی فقرے بولنے کی حد تک اپنے آپ کو محدود رکھا اور کسی سے مصافحہ کئے بغیر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی حالانکہ اس نے ساری عمر گریٹ لینڈ میں گزاری تھی جہاں عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا عام سی بات تھی لیکن ملیکا جب سے کرنل فریدی کے ساتھ شامل ہوئی تھی اسے اب ایسا کرنا اچھا نہ لگتا تھا۔

”ڈاکٹر پائیڈن۔ پہلے میں آپ کو ایک ٹرانسمیشن مشین کے بارے میں کوائف بتاتا ہوں تاکہ آپ کے ذہن میں یہ آ جائے کہ ہمارا واسطہ کس ٹائپ کی مشین سے ہے“...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے لفافہ نکال کر اسے کھولا اور اس میں سے ایک کاغذ نکال کر اس نے ایک نظر کاغذ کو دیکھا اور پھر وہ کاغذ اس نے ڈاکٹر پائیڈن کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر پائیڈن نے کاغذ لیا اور اسے کھول کر غور سے پڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے کاغذ تہہ کر کے اسے سامنے میز پر رکھ دیا۔

”جی۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ ٹرانسمشن مشین سپیشل ایکشن مشین کہلاتی ہے۔ یہ ابھی حال ہی میں ایجاد ہوئی ہے۔ اس کا زیادہ تر استعمال ایکریمیا کے خصوصی کیمونیکیشن اڈوں پر ہو رہا ہے“۔ ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیا۔

”اب یہ کاغذ دیکھیں“...... کرنل فریدی نے لفافے میں سے دوسرا کاغذ نکال کر ڈاکٹر پائیڈن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر پائیڈن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کاغذ کرنل فریدی کے ہاتھ سے لیا اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔

”یہ وہ ریڈنگ تھی جو اس مشین پر موجود تھی۔ میں نے اس لئے اسے لکھ لیا ہے کہ میں کوئی لفظ بعد میں بھول نہ جاؤں۔ اس مشین کے ذریعے ایک سائنسی فارمولا کسی نامعلوم جگہ ٹرانسمٹ کیا گیا ہے

اور ہم نے اس جگہ کے بارے میں حتمی طور پر معلوم کرنا ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو ڈاکٹر پائیڈن چند لمحے غور سے کاغذ کو دیکھتا رہا پھر یکلخت اس کا چہرہ چمک اٹھا۔

" ٹھیک ہے۔ حتمی طور پر معلوم ہو جائے گا لیکن مجھے کیا ملے گا"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کاغذ کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ کا بتایا ہوا مقام درست ثابت ہوا تو آپ کو ایک لاکھ ڈالر دیئے جائیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" سوری مسٹر ہارڈ سٹون۔ اس ریڈنگ سے اس مقام کی درست دریافت اس پوری دنیا میں صرف میں ہی کر سکتا ہوں۔ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے اس ریڈنگ کو چیک کر لیا ہے۔ اس ٹرانسمشن کا رابطہ وی ایکس کیمونیکیشن سیارے سے ہے اور آپ کی خوش قسمتی ہے اس سیارے میں موجود خصوصی مشینری میری ایجاد کردہ ہے اس لئے اس ریڈنگ میں وہ خصوصی نشانیاں میں نے چیک کر لی ہیں اور اب میں یہاں سے ونگٹن فون کر کے آپ کو حتمی طور پر وہ مقام بتا دوں گا جہاں یہ فارمولا ٹرانسمٹ ہوا ہے لیکن میں اس کام کے دس لاکھ ڈالر لوں گا اور وہ بھی پیشگی"...... ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیا۔

" ڈاکٹر پائیڈن۔ آپ کو ایک لاکھ ڈالر پہلے ہی ادا کئے جا چکے ہیں اور آپ کے یہاں آنے جانے کے اخراجات بھی ہم نے ادا کئے ہیں"...... سارجر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن یہ انتہائی اہم ترین معاملہ ہے۔ بولو"۔ ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

" لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہو گی کہ آپ ویسے ہی کسی مقام کا نام نہیں لے دیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے مسٹر ہارڈ سٹون کہ جو لوگ بڑی بڑی رقمیں دیتے ہیں وہ غلط بیانی پر موت کے گھاٹ بھی اتار سکتے ہیں اس لئے میں کوئی غلط بیانی نہیں کروں گا۔ میں سائنس دان ہوں اس لئے میرا یہ کام نہیں کہ میں آپ جیسے فیلڈ کے لوگوں سے لڑتا پھروں"۔ ڈاکٹر پائیڈن نے کہا تو کرنل فریدی نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر رقم لکھ کر اپنے دستخط کئے اور اسے چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے چیک ڈاکٹر پائیڈن کی طرف بڑھا دیا۔

" یہ بینک آف ایکریمیا کا گارینٹڈ چیک ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو ڈاکٹر پائیڈن نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر چیک لے کر جیب میں ڈال لیا۔

" میں یہاں سے ونگٹن فون کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے وہاں کا رابطہ نمبر بتا دیں اور دنیا کا ایک نقشہ بھی منگوا لیں"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا تو کرنل فریدی نے سارجر سے کہا کہ وہ جا کر دنیا کا نقشہ لے آئے تو سارجر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس نے جانے سے پہلے ڈاکٹر پائیڈن کو وہاں سے ونگٹن کا رابطہ نمبر بتا

دیا۔

" ایک سفید کاغذ مجھے دیں"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا تو کرنل فریدی نے جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکالا اور اسے کھول کر ڈاکٹر پائیڈن کے سامنے رکھ دیا۔ ڈاکٹر پائیڈن نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس۔ ایم ایم سی آف بیورو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر پائیڈن بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر رینڈل سے میری بات کراؤ"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ ڈاکٹر رینڈل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر پائیڈن بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

" یس سر۔ فرمایئے۔ کیسے یاد کیا ہے"...... ڈاکٹر رینڈل نے کہا۔

" ریسکو تھری کی ایک ریڈنگ میرے پاس پہنچی ہے لیکن اس ریڈنگ میں کوئی گڑ بڑ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے تصدیق کرا لوں پھر حکومت کو رپورٹ دوں کیونکہ میرے نزدیک ریسکو تھری کا آپ سے بڑا ماہر اور کوئی نہیں ہے"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

" یہ آپ کی مہربانی ہے ڈاکٹر پائیڈن ورنہ آپ تو ہمارے سینئر ہیں۔ فرمایئے"...... ڈاکٹر رینڈل نے کہا۔

" آپ یہ ریڈنگ نوٹ کر لیجئے۔ میں بولتا ہوں"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر پائیڈن نے کاغذ پر لکھی ہوئی ریڈنگ رک رک کر پڑھنا شروع کر دی۔

" میں نے نوٹ کر لی ہے لیکن اس میں کیا غلطی آپ نے چیک کی ہے"...... ڈاکٹر رینڈل کے لہجے میں حیرت تھی۔

" یہ ہے تو ریسکو تھری کی ریڈنگ"...... ڈاکٹر پائیڈن نے پوچھا۔

" ہاں۔ واضح ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اس میں کراس ایم پلس ایکس وی موجود ہے جبکہ میرے خیال میں یہ غلط ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کی ریسونگ بحرالکاہل میں دس کراس ناٹ بنتی ہے جہاں صرف سمندر ہے۔ وہاں ریسونگ ہو ہی نہیں سکتی"...... ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ آپ کی بات درست ہے۔ ایک منٹ۔ اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کو یہ خیال کیوں آیا ہے۔ آپ نے ریڈنگ میں ایس وی لکھوایا ہے جبکہ یہ لازماً ایکس سی ہو گا کیونکہ ایکس کے ساتھ وی کسی صورت لکھا نہیں جا سکتا اور ایکس سی کا مطلب ہے کہ اس کی

رسیونگ بحرالکاہل کے مشہور اوپن جزیرے کیٹن میں ہو رہی ہے"۔ ڈاکٹر رینڈل نے کہا۔

"آر یو شیور"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

"یس ڈاکٹر پائیڈن۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میری پوری زندگی اسی کام میں گزری ہے"...... ڈاکٹر رینڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ مقام سامنے آ گیا ہے اور یہ حتمی ہے"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن ریڈنگ آپ نے کیوں غلط بتائی ہے جبکہ مجھے یاد ہے کاغذ پر ایکس سی ہی درج ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو ڈاکٹر پائیڈن بے اختیار ہنس پڑا۔

"کسی ماہر سے خاص بات اگلوانے کا یہ خصوصی طریقہ ہے کہ اسے غلط بتا دیا جائے تو وہ فوراً اپنے علم کے اظہار کے لئے اصل بات سامنے لے آتا ہے۔ اگر میں یہ غلط ریڈنگ نہ بتاتا تو ڈاکٹر رینڈل کبھی مجھے مقام نہ بتاتا کیونکہ یہ سیارہ ریسکوتھری ٹاپ سیکرٹ رکھا جاتا ہے"...... ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اوکے۔ بے حد شکریہ"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سارجر نقشہ لے کر واپس آ گیا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جو مقام سامنے آیا ہے وہ بے حد مشہور مقام ہے"...... ڈاکٹر پائیڈن نے کہا۔

"کون سا مقام ہے"...... سارجر نے چونک کر پوچھا۔

"بحرالکاہل کا مشہور جزیرہ کیٹن"...... ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیا۔

"مسٹر سارجر۔ میں آپ کا بھی بے حد مشکور ہوں اور ڈاکٹر صاحب آپ کا بھی"...... کرنل فریدی نے کہا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ ڈاکٹر صاحب کو ائیر پورٹ چھوڑ کر واپس آئیں گے۔ آپ سے ضروری باتیں کرنی ہیں"...... کرنل فریدی نے سارجر سے کہا۔

"یس سر"...... سارجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں معذرت خواہ ہوں ڈاکٹر پائیڈن کہ میں آپ کی خاطر تواضع نہیں کر سکا۔ دراصل میں ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا تھا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ آپ سے ہم نے جو کچھ وصول کیا ہے وہ ہمارے لئے بے حد اہم ہے"...... ڈاکٹر پائیڈن نے جواب دیا تو کرنل فریدی مسکرا دیا اور پھر سارجر اور ڈاکٹر پائیڈن دونوں مصافحہ کر کے کمرے سے چلے گئے۔

"کیا یہ مقام درست ہو گا"...... ملیکا نے کہا۔

"ہاں۔ جو بات چیت ہمارے سامنے ہوئی ہے اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے۔ بہرحال اب ہم نے فوری کیپٹن پہنچنا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

میجر پرمود، کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کے ساتھ ناشول کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ میجر پرمود نے بھی کیپٹن طارق کے باقی ماندہ ساتھیوں کو واپس بلگارنیہ بھجوا دیا تھا اور کیپٹن طارق انہیں ائیر پورٹ پر سی آف کر کے ابھی واپس آیا تھا۔

"میجر صاحب۔ اس بار ہم عین آخری لمحے میں مار کھا گئے ہیں"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"مشن کے دوران ایسا ہوتا رہتا ہے کیپٹن توفیق۔ کبھی راتیں بڑی ہوتی ہیں اور کبھی دن۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم اس مشن کو کیسے مکمل کریں"...... میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے میجر صاحب کہ کرنل فریدی اور عمران لازماً اس جگہ کو ٹریس کر لیں گے جہاں یہ فارمولا بھجوایا گیا ہے"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

"وہ جو چاہیں کرتے رہیں۔ ویسے عمران خود سائنس دان ہے لیکن ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ بات ہم نے سوچنی ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"باس۔ ہاٹ ورلڈ کے ہیڈ کوارٹر کو اس فارمولے کا نہ صرف علم ہوگا بلکہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ فارمولا لیبارٹری سے ہاٹ ورلڈ کے ہیڈ کوارٹر ہی بھجوایا گیا ہوگا"...... کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی انتہائی اہم بات کی ہے۔ اگر یہ فارمولا وہاں نہیں بھی پہنچا تب بھی انہیں بہرحال معلوم ہوگا کہ فارمولا کہاں ہے۔ ویری گڈ۔ اب ایک لائن آف ایکشن سامنے آئی ہے ورنہ میں تو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"باس۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہاٹ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... کیپٹن طارق نے کہا۔

"نہیں۔ البتہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ معلوم ہے کہ ولنگٹن میں ہے اور ولنگٹن میں کارسان کلب کا مالک جیری ٹوم ایسا آدمی ہے جس سے مکھی بھی نہیں چھپ سکتی۔ ویری گڈ۔ ابھی میں معلوم کرتا ہوں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر

رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے ولنگٹن کا رابطہ نمبر دیں"...... میجر پرمود نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ میجر پرمود نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن یہ پہلے سے مختلف تھی۔

"کارسان کلب کا نمبر دیں"...... میجر پرمود نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو میجر پرمود نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارسان کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جیری ٹوم سے بات کراؤ۔ میں میجر پرمود بول رہا ہوں"۔ میجر پرمود نے اپنا اصل نام لیتے ہوئے کہا۔

"لیس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جیری ٹوم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سخت اور خشک تھا۔

"میجر پرمود اے بول رہا ہوں"...... میجر پرمود نے اس بار اصل آواز اور لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"کیا یہ فون محفوظ ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس۔ اے اے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو جیری ٹوم۔ میں اس وقت ریاست ٹنسی کے دارالحکومت ناشول میں موجود ہوں۔ مجھے فوری طور پر ہاٹ ورلڈ کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں تفصیلات چاہئیں۔ میرے پاس وقت بالکل نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ہمیشہ معاوضہ فوری اور تمہاری مرضی کا دیتا ہوں۔ کیا تم یہ معلومات فوری طور پر مہیا کر سکتے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات چاہئیں آپ کو"...... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"اس ہیڈکوارٹر کا محل وقوع۔ اس میں کام کرنے والے افراد اور وہاں کیئے جانے والے حفاظتی اقدامات کے بارے میں معلومات"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"یہ معلومات فون پر نہیں بتائی جا سکتیں۔ البتہ ان کی فائل آپ تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ معاوضہ پچاس لاکھ ڈالر ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ ہیڈکوارٹر ہے کہاں"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"ولنگٹن کے شمال مغربی علاقے میں دنیا کا بدنام ترین علاقہ بلیک

ٹاؤن ہے۔ اس بلیک ٹاؤن میں ایک کلب ہے۔ یہ ہیڈکوارٹر اس کلب کے نیچے تہہ خانے میں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کلب کا نام کیا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"بلیک سنیک کلب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا مین آدمی کون ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

"اس کا مین آدمی تو کنگ کہلاتا ہے۔ البتہ اس کا عملی انچارج مارٹن ہے جو اس پورے بلیک ایریا کو کنٹرول کرتا ہے"...... جیری ٹوم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تم فائل تیار کراؤ۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت چارٹرڈ طیارے سے ولنگٹن پہنچ رہا ہوں۔ ہم ایئر پورٹ سے سیدھے تمہارے پاس آئیں گے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"آپ میرے پاس نہ آئیں۔ وہیں ایئر پورٹ پر ہی میرا آدمی آپ کو ملے گا اور فائل دے کر آپ سے معاوضے کا چیک لے لے گا کیونکہ ہاٹ ورلڈ بین الاقوامی تنظیم ہے اور میرا اس سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ اگر ان کے کانوں میں معمولی سی بھنک بھی پڑ گئی کہ میں نے ان کی مخبری کی ہے تو میں اپنے پورے کلب سمیت ایک لمحے میں نیست و نابود ہو جاؤں گا۔ یہ تو وہ مجھے اہمیت نہیں دیتے اس لئے میں بچا ہوا ہوں"...... جیری ٹوم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں طیارہ چارٹرڈ کرا کر ایئر پورٹ سے ہی تمہیں

فون کر دوں گا۔ میں میک اپ میں ہوں اس لئے کالر پر لگی ہوئی سرخ رنگ کی تتلی میرا نشان ہو گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوکے۔ٹھیک ہے۔ میرے آدمی کا نام کاسٹر ہے۔ آپ اسے اے کہہ دینا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اٹھو۔ ہم نے ائیر پورٹ چلنا ہے"...... میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے دونوں ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت نخلستان سے جیپ لے کر واپس مارس ٹاؤن اور پھر وہاں سے ریاست ٹنسی کے دارالحکومت ناشول پہنچا۔ وہاں انہوں نے جیپ کو ائیر پورٹ پر چھوڑا اور مقامی فلائٹ کے ذریعے وہ دوسرے بڑے شہر فرث پہنچ گئے۔ مارس ٹاؤن پہنچ کر عمران نے کنگ ڈیزرٹ میں موجود دونوں لیبارٹریوں میں لگائے گئے سپر میگا بموں کو ڈی چارج کر دیا تھا جس کے بعد دور سے انہوں نے خوفناک دھماکے اور آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے ریت کے بادل، دھواں اور آگ کے شعلے چیک کر لئے تھے اس لئے وہ مطمئن تھے کہ یہودیوں کی دو بڑی لیبارٹریاں انہوں نے تباہ کر دی ہیں۔ سائنس دانوں کو پہلے ہی ہلاک کیا جا چکا تھا۔ فرث پہنچ کر عمران اور اس کے ساتھی ائیر پورٹ کے قریب ہی ایک ہوٹل رین بو میں شفٹ پذیر ہو گئے۔ اس وقت وہ سب منہ لٹکائے عمران کے

کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔

" عمران صاحب۔ کیا اس طرح کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے مشن مکمل ہو جائے گا"...... اچانک صفدر نے کہا۔

" اس کی نیت نظر نہیں آ رہی مشن مکمل کرنے کی"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یہ بات نہیں ہے تنویر۔ عمران بھی انسان ہے اس لئے وہ آنکھیں بند کر کے آئندہ کا لائحہ عمل سوچ رہا ہے"...... جولیا نے عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

" اب تک جتنے بھی لائحہ عمل میں نے سوچے ہیں ان سب میں سب سے بڑی رکاوٹ تنویر ہے"...... عمران نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا کیا ہے"...... تنویر نے چونک کر کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" عمران صاحب مس جولیا کی بات کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا تو تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

" تم نے شاید لائحہ عمل سوچ لیا ہے"...... جولیا نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں بشرطیکہ تنویر رضامند ہو جائے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ کروڑوں اربوں مسلمانوں کی زندگیاں داؤ

لگی ہوئی ہیں اس لئے مس جولیا بھی سنجیدہ ہیں"...... صفدر نے جولیا کے چہرے پر ابھر آنے والے غصے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

" تو میں اور کس کے لائحہ عمل کی بات کر رہا ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مشن کے لائحہ عمل میں تنویر کیسے رکاوٹ بن سکتا ہے"...... اس بار صفدر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں لائحہ عمل بتا دیتا ہوں۔ پھر دیکھنا کہ تنویر کیسے رکاوٹ بنتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ بتائیں تو سہی"...... صفدر نے کہا۔

" آسان سا لائحہ عمل تو یہ ہے کہ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں اور وہاں پہنچ کر دعا کریں کہ کرنل فریدی اور میجر پرمود اپنے مشنز میں کامیاب ہو جائیں۔ مقصد تو مسلم ممالک اور مسلمانوں کو بچانا ہے تو وہ بچ جائیں گے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اور تمہیں گولی مار کر یہاں دفن نہ کر دیا جائے"...... تنویر نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

" تنویر۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو"...... جولیا نے یکلخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے ساتھ دفن کا لفظ وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

" پاگلوں جیسی باتیں یہ کر رہا ہے یا میں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم

مشن چھوڑ کر واپس چلے جائیں“...... تنویر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

” دیکھا تم نے۔ اب بتاؤ۔ کیا تنویر لائحہ عمل میں رکاوٹ ہے یا نہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” عمران صاحب۔ آپ آسانی سے اس جگہ کو ٹریس کر سکتے ہیں جہاں یہ فارمولا ٹرانسمٹ ہوا ہے“...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

” ہاں۔ کر تو سکتا ہوں لیکن تنویر رکاوٹ بن رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

” پھر وہی بات۔ میں نے کیا رکاوٹ ڈالی ہے۔ تم ہی واپسی کی بات کر رہے ہو“...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

” صفدر۔ تم جا کر کہیں سے دنیا کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ ساتھ ہی کافی تعداد میں سفید کاغذ اور ایک سائنسی کیلکولیٹر بھی لے آؤ“۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

” یہ حکم آپ پہلے بھی دے سکتے تھے“...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

” میرا خیال ہے کہ یہ فارمولا اسرائیل ٹرانسمٹ کیا گیا ہے اور میں سوچتا رہا ہوں کہ اسرائیل میں ایسی کون سی جگہ ہو سکتی ہے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی ایٹمی مشینری میں بھی وہ مخصوص دھواں پھیلایا گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ فارمولا وہاں ٹرانسمٹ نہ ہوا ہو“...... عمران نے کہا۔

” میرا خیال ہے ایسا صرف اسرائیل کو مسلم ممالک کے غیض و غضب سے بچانے کے لئے کیا گیا ہے“...... صفدر نے کہا۔

” ہاں دیکھو۔ حساب کتاب کے بعد ہی کسی نتیجے پر پہنچا جا سکتا ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

” میرا خیال ہے کہ ہم اپنے کمروں میں جائیں“...... جولیا نے کہا۔

” محتاط رہنا۔ لیبارٹریوں کی تباہی کے بعد ہو سکتا ہے کہ وسیع پیمانے پر چیکنگ کی جائے“...... عمران نے اسی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور صفدر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں سامان موجود تھا۔ اس نے سامان عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

” میرا خیال ہے کہ آپ کو اس کام کے لئے مکمل تخلیہ چاہئے اس لئے میں بھی اپنے کمرے میں جا رہا ہوں“...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

” واہ۔ کیا رومانٹک لفظ بولا ہے تم نے تخلیہ۔ لیکن تخلیہ رومانٹک اس وقت ہوتا ہے جب۔ اب کیا کہوں۔ بہر حال ٹھیک ہے“۔ عمران نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا تو صفدر اس کا مطلب سمجھ کر

بے اختیار ہنس پڑا۔

" تنویر واقعی آپ کے رومانٹک تخلیئے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ صفدر کے جانے کے بعد عمران اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل کام کرنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور نقشے پر جھک گیا جس پر جگہ جگہ چھوٹے بڑے نشانات لگے ہوئے تھے۔ پھر اس نے ان نشانات کو مخصوص انداز میں لکیروں کے ذریعے جوڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہاتھ روکا اور غور سے ایک نشان کو دیکھنے لگا۔

" بحرالکاہل کا جزیرہ بانتو"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں اس نشان پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر مختلف نشانات کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر کے اس نے انکوائری سے یہاں سے ولنگٹن کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مشینی تھا۔

" نارتھ وے میں کوئین اسکوائر کا نمبر دیں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" کوئین اسکوائر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

" کوئین اسکوائر میں مسٹر گولڈ مین رہتے ہیں ان سے بات کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" پرنس آف ڈھمپ۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" مطلب انہیں معلوم ہے۔ آپ بات کرائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو۔ گولڈ مین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" میں نے سن لیا ہے۔ فرمائیں۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

" رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔ کیا اس کے علاوہ اور بھی

کوئی طریقہ ہوتا ہے فون کرنے کا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ واقعی پرنس آف ڈھمپ بول رہے ہیں۔ فرمایئے۔ کیا حکم ہے''...... دوسری طرف سے اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم نے ایک بار بتایا تھا کہ بحرالکاہل کے جزیرہ بانتو میں تمہاری تنظیم کا کوئی سیٹ اپ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب ذرا سوچ کر اور اچھی طرح سوچ کر جواب دینا کہ کیا جزیرہ بانتو میں یہودیوں کی کوئی خفیہ سائنسی لیبارٹری یا فیکٹری وغیرہ موجود ہے تم نے اس بارے میں کبھی سنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیبارٹری یا فیکٹری سے کیا مطلب۔ کس چیز کی فیکٹری''۔ گولڈ مین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کسی سائنسی آلے کو زیادہ تعداد میں تیار کرنے کی فیکٹری یا کوئی سائنسی لیبارٹری''...... عمران نے کہا۔

''بانتو میں دو لیبارٹریوں کا تو مجھے علم ہے۔ اسی طرح بانتو کے جڑواں جزیرے کیٹن میں بھی دو لیبارٹریوں کا مجھے علم ہے کیونکہ یہ چاروں لیبارٹریاں ایک پرائیویٹ سائنسی تنظیم کی ہیں جس کا نام رونالڈ کارپوریشن ہے لیکن ان چاروں لیبارٹریوں یا فیکٹریوں میں کوئی کیمیکل تیار ہوتا ہے۔ مجھے اس لئے معلوم ہے کہ ان چاروں

لیبارٹریوں میں سوائے سائنسی سامان اور مشینری کے باقی ہر قسم کی سپلائی میں کرتا ہوں''...... گولڈ مین نے کہا۔

''کیا یہ رونالڈ کارپوریشن یہودیوں کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ رونالڈ کارپوریشن کا ہیڈ کوارٹر گریٹ لینڈ میں ہے اور بہت پرانی کاروباری فرم ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان چاروں کے علاوہ تم نے کبھی سنا ہے کسی اور لیبارٹری یا سائنسی فیکٹری کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ آپ اپنا نمبر مجھے دیں میں ایک گھنٹے بعد آپ کو دوبارہ فون کروں گا۔ مجھے اچانک ایک بات یاد آئی ہے لیکن میں پہلے اسے کنفرم کر لوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں تمہیں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر جانے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور فون کو ڈائریکٹ کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ دوبارہ گولڈ مین سے ہو گیا۔

"کیا معلوم ہوا ہے گولڈ مین"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ کیٹن اور بانتو سے تقریباً بیس ناٹ کے فاصلے پر شمال مشرق میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جس کا نام رساڈو ہے۔ اس رساڈو جزیرے میں حال ہی میں ایک سائنسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ مجھے اس بارے میں اطلاع اس لئے مل گئی تھی کہ مجھے آفر کی گئی تھی کہ میں اس لیبارٹری کو شراب اور دوسرا سامان سپلائی کروں لیکن ان سے سودا نہ ہو سکا اس لئے میں نے اس کی پرواہ چھوڑ دی۔ ویسے بھی یہ بہت چھوٹی سی لیبارٹری ہے اور اس میں صرف پچاس کے قریب افراد نے کام کرنا تھا اور ابھی یہ بنائی جا رہی تھی۔ اس کا انچارج ڈاکٹر گلین تھا۔ بہرحال مجھے وہ بات یاد آ گئی تھی اس لئے معلومات کی ہیں تو مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ لیبارٹری تیار ہو چکی ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہوئی ہے کہ اس لیبارٹری والوں نے اس جزیرے رساڈو کو باقاعدہ حکومت کیٹن سے خرید لیا ہے اور وہاں باقاعدہ مسلح محافظ موجود ہیں اور کسی کو اس جزیرے پر جانے کی اجازت نہیں ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"یہ معلوم کیا ہے کہ یہ لیبارٹری کس کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ بتایا گیا ہے کہ یہ لیبارٹری یہودیوں کی کسی خفیہ تنظیم کی ہے جس کا ہیڈ کوارٹر ونگٹن میں ہے۔ بس اس سے زیادہ اور معلوم نہیں ہو سکا"...... گولڈ مین نے جواب دیا۔

"یہ جزیرہ رساڈو کیٹن سے قریب ہے یا بانتو سے"...... عمران نے پوچھا۔

"بانتو سے قریب ہے۔ کیٹن سے تو کافی فاصلہ پڑ جاتا ہے"۔ گولڈ مین نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ بانتو میں تمہارا کیا سیٹ اپ ہے۔ وہاں ہمیں رہائش، اسلحہ اور لانچ وغیرہ کی ضرورت پڑے گی"۔ عمران نے کہا۔

"میرا اپنا سیٹ اپ ہے۔ آپ بانتو کے معروف کلب بارسلونا کے جنرل مینیجر آرتھر کو اپنا نام بتائیں گے تو آپ کی بھرپور خدمت ہو گی۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں"...... گولڈ مین نے کہا۔

"یہ آرتھر یہودی تو نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں پرنس۔ میرے سیٹ اپ کا کوئی آدمی یہودی نہیں ہے"...... گولڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا لیکن نقشے پر جزیرہ بانتو تو ظاہر کیا گیا تھا لیکن رساڈو جزیرے کی نشاندہی نہ کی گئی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ جزیرہ ٹاپو نما ہو گا ایسے ٹاپو نما چھوٹے چھوٹے جزیروں کو نقشوں میں ظاہر نہیں کیا جاتا تھا۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور مخصوص بٹن پریس کر کے اس نے صفدر کے کمرے کا نمبر پریس کر دیا کیونکہ اس فون میں یہ ڈیوائس

موجود تھی کہ اسے انٹر کام کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا تھا اور اس کے لئے کمرہ نمبر کو ہی وہاں کے فون نمبر کا درجہ دیا گیا تھا تاکہ مسافروں کو ہوٹل ایکس چینج سے رابطہ نہ کرنا پڑے۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی بدلی ہوئی آواز سنائی دی۔

" تین بار یس کہنا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... دوسری طرف سے صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" سب ممبران سمیت میرے کمرے میں آ جاؤ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پھر عمران کے سارے ساتھی ایک دوسرے کے پیچھے اندر آ گئے جن میں جولیا بھی شامل تھی۔ عمران نے ہوٹل روم سروسز کو فون کر کے سب کے لئے ہاٹ کافی منگوائی اور پھر کافی آنے کے بعد اس نے پوری تفصیل انہیں بتا دی۔

" آپ کا مطلب ہے کہ کنگ ڈیزرٹ سے فارمولا رساڈو کی اس لیبارٹری میں ٹرانسمٹ کیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ حساب کتاب کے تحت تو یہ جزیرہ بانتو بنتا ہے لیکن گولڈ مین نے جو کچھ بتایا ہے اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کیٹین، بانتو اور رساڈو تینوں ان کے تحت ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ٹرانسمٹ رسیور بانتو میں یا کیٹین میں ہو اور ہاٹ ویپن کی فیکٹری رساڈو میں قائم کی

گئی ہو"...... عمران نے کہا۔

" ایسا تو ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے کہ فارمولا کامیاب ہو گیا ہو"...... جولیا نے کہا۔

" ہاں۔ جو کچھ میں نے وہاں سنا تھا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا فارمولا اچانک کامیاب ہو گیا اور پھر انہوں نے اسے فوری طور پر ٹرانسمٹ کر دیا۔ اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ فارمولا ہاٹ ورلڈ کے ہیڈ کوارٹر میں ٹرانسمٹ کیا گیا ہے اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہاٹ ویپن کی تیاری کے لئے انہوں نے اسرائیل کی خفیہ فیکٹری لگا رکھی ہو یا کسی اور جگہ تاکہ اگر ہم لوگ کنگ ڈیزرٹ تک پہنچ بھی جائیں تو ہم ہاٹ ویپن کو تیار ہونے سے نہ روک سکیں اور جب تک ہم اس فیکٹری کا سراغ لگائیں وہ ہاٹ ویپن تیار کر کے اسے مسلم ممالک پر استعمال بھی کر دیں اور یہ دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔ جو ریڈنگ میں نے ٹرانسمشن مشین پر پڑھی تھی اس کے مطابق یہ فارمولا جزیرہ بانتو میں ٹرانسمٹ ہوا ہے لیکن گولڈ مین کے مطابق یہ فیکٹری رساڈو میں ہے اور اس کی تصدیق اس لئے بھی ہو جاتی ہے کہ بقول اس کے یہ فیکٹری ابھی حال ہی میں تیار کی گئی ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر ولنگٹن میں ہے اور انہوں نے پورا جزیرہ خرید لیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم درست مقام تک پہنچ گئے ہیں"۔ عمران نے کافی پینے کے دوران انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تو اب کیا پروگرام ہے۔ ہمیں یہاں سے رساڈو جانا ہوگا"۔ صفدر نے کہا۔

" رساڈو نہیں بانتو۔ وہاں سے آگے کارروائی ہو سکتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

" دونوں لامحالہ مشن کی تکمیل کے لئے کام کر رہے ہوں گے۔ مقصد تو مشن کی تکمیل ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ کنگ ڈیزرٹ میں اپنی لیبارٹریوں کی تباہ
کے بعد لامحالہ ہاٹ ورلڈ تینوں ایشیائی گروپس کے خلاف اپنی پور
قوت جھونک دے گی"...... صفدر نے کہا۔

" جبکہ میرا خیال مختلف ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا ن
اچانک کہا تو سب چونک پڑے۔

" وہ کیا مس جولیا"...... صفدر نے کہا۔

" وہ خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے کیونکہ ان کے مطابق ہاٹ
ویپن کا فارمولا جہاں پہنچنا ہے اس مقام کو کسی صورت ٹریس نہیں ک
جا سکتا۔ یہ تو عمران کی ذہانت ہے کہ اس نے اس مقام کو ٹریس ک
لیا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ کرنل فریدی اور میجر پرمود دونو
ہاٹ ورلڈ کے ہیڈکوارٹر کے خلاف کام کریں گے جبکہ ہاٹ ویپن ک
مطلوبہ تعداد زیادہ سے زیادہ ایک ماہ بعد تیار ہو جائے گی اور پھر ا

کو استعمال کر دیا جائے گا اور اس کے بعد نہ مسلم ممالک رہیں گے اور نہ ہی ان کے ایجنٹس"...... جولیا نے کہا۔

" جولیا کا خیال درست ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے رساڈو، بانتو اور کیٹن تینوں جزیروں پر خصوصی حفاظتی اقدامات کئے ہوں"...... عمران نے کہا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" او کے۔ پھر تیار ہو جاؤ۔ ہم یہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بانتو جزیرے پہنچیں گے اور پھر پوری قوت سے اس رساڈو جزیرے پر ریڈ کیا جائے گا تاکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تحفظ دیا جا سکے"...... عمران نے کہا تو سب نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہاٹ ورلڈ کا انچارج مارٹن ہیڈ کوارٹر میں اپنے شاندار آفس میں بیٹھا سامنے موجود کمپیوٹر کی سکرین پر نظریں جمائے ہوا تھا۔ وہ درمیانے قد اور قدرے بھاری جسم کا مالک تھا۔ کمپیوٹر سکرین سے اسے پوری دنیا میں موجود ہاٹ ورلڈ کے مخصوصی نمائندوں کی طرف سے مسلسل رپورٹیں بھیجی جاتی رہتی تھیں اور وہ ان رپورٹوں کو چیک کرتا رہتا تھا جہاں اسے کسی کو ہدایات دینی ہوتی تو کمپیوٹر کے ذریعے ہی ہدایات اس تک بھجوا دی جاتی تھیں۔ ہاٹ ورلڈ کا اصل چیف لارڈ آرتھر تھا جو کنگ آف ہاٹ ورلڈ کہلاتا تھا۔ اس کا آفس جسے کنگ آفس کہا جاتا تھا علیحدہ تھا جبکہ ہاٹ ورلڈ کا اصل ہیڈ کوارٹر ولنگٹن کے بدنام ترین علاقے بلیک ایریا میں واقع بدنام ترین کلب جسے بلیک سنیک کلب کہا جاتا تھا اس کے نیچے تہہ خانوں میں تھا۔ اس کے خفیہ راستے علیحدہ تھے اور بظاہر اس کا کوئی تعلق بلیک سنیک

کلب سے نہ تھا لیکن بلیک سنیک کلب کے مینجر ماسٹر گوابی کے آفس سے ایک خفیہ راستہ ہیڈ کوارٹر کو جاتا تھا جسے سوائے ایمرجنسی کے بلاک رکھا جاتا تھا۔ ایسا اس لئے کیا گیا تھا تاکہ ہاٹ ورلڈ کا ہیڈ کوارٹر محفوظ رہے۔ مارٹن کمپیوٹر سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر کمپیوٹر آف کیا اور پھر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ مارٹن بول رہا ہوں"...... مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ناشول سے جیری بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ناشول میں کسی قسم کی کوئی کارروائی یا سرگرمی تو نظر نہیں آئی اور نہ ہی کسی گروپ کو خصوصی طور پر چیک کیا گیا ہے۔ البتہ ایک بات نوٹس میں آئی ہے کہ ناشول سے ایک ہی روز تین گروپس نے طویل سفر کے لئے طیارے چارٹرڈ کرائے ہیں"...... جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تین گروپس۔ اوہ۔ یہی ہمارے مطلوبہ گروپس ہوں گے۔ وہ لیبارٹریاں تباہ کر کے واپس گئے ہوں گے"...... مارٹن نے چونک کر کہا۔

"ان گروپس کے بارے میں جو تفصیل معلوم ہوئی ہے باس۔ اس کے مطابق ایک گروپ جس میں دو مرد اور ایک عورت شامل

ہے جو ناشول سے بحرالکاہل کے جزیرہ کیٹن گیا ہے''...... جیری نے
کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیٹن جزیرہ''...... مارٹن نے چیخ کر کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس کی کیا تفصیل ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اس چارٹرڈ
طیارے کی''...... مارٹن نے پوچھا۔

''یہ گروپ تو وہاں پہنچ بھی گیا ہوگا باس''...... جیری نے کہا۔

''تم ائیر پورٹ سے ان کے کاغذات اور ان کے فوٹو جو ان
کاغذات پر ہوں گے حاصل کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر بھجوا دو۔
فوراً''...... مارٹن نے چیخ کر کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''دوسرے اور تیسرے گروپ کا کیا تفصیل ہے''...... مارٹن نے
پوچھا۔

''ایک گروپ تین مردوں پر مشتمل ہے اور یہ ناشول سے ڈنگلہ
گیا ہے''...... جیری نے کہا۔

''اور تیسرا گروپ''...... مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تیسرا گروپ سب سے بڑا ہے۔ اس میں ایک عورت اور
مرد ہیں۔ یہ ناشول سے کیٹن کے جڑواں جزیرے بانتو گئے ہیں''
جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارٹن ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس گروپ کی تفصیلات بھی بھجوا

فوراً''۔ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

''تینوں گروپس کے یا صرف پہلے اور تیسرے گروپ کے
کاغذات بھجوانے ہیں باس''...... جیری نے پوچھا۔

''صرف ان گروپس کے جو کیٹن اور بانتو گئے ہیں''...... مارٹن
نے کہا۔

''یس باس۔ میں بھجواتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو
مارٹن نے رسیور رکھ دیا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کہیں سے یہ اطلاع مل
چکی ہے کہ ہاٹ ویپن کی فیکٹری بحرالکاہل کے جزیروں میں ہے۔
اب تو آنکھیں بند نہیں رکھی جاسکتیں۔ انہیں ہر قیمت پر روکنا ہو
گا''۔ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ روڈنی کی
مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ناشول سے جیری دو گروپس کے کاغذات بھجوا رہا ہے۔ ان
میں سے ایک گروپ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ناشول کے
جزیرے کیٹن اور دوسرا گروپ ناشول سے چارٹرڈ طیارے کے
ذریعے جزیرہ بانتو روانہ ہوا ہے۔ جیسے ہی یہ کاغذات تم تک پہنچیں تم
نے ان میں سے اس گروپ کے کاغذات کو جو کیٹن گیا ہے کیٹن
میں کرنل وولف کو بھجوا دینے ہیں اور جو گروپ بانتو گیا ہے اس کے

کاغذات بانتو میں ماسٹرز کو بھجوا دیئے ہیں۔ میں ابھی ان سے فون پر بات کرتا ہوں''...... مارٹن نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے انٹرکام کا رسیور رکھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''وولف ہاؤس''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہیڈ کوارٹر سے مارٹن بول رہا ہوں''...... مارٹن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کرنل وولف سے بات کراؤ''...... مارٹن نے اسی رعب دار لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے منمناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''کرنل وولف بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کرنل وولف۔ کیٹن میں ہاٹ ورلڈ کے دشمنوں کا ایک گروپ پہنچا ہے۔ یہ گروپ ایک عورت اور دو مردوں پر مشتمل ہے۔ یہ گروپ ریاست ٹنسی کے کنگ ڈیزرٹ میں ہاٹ ورلڈ کی انتہائی اہم ترین لیبارٹری تباہ کر کے اب کیٹن پہنچا ہے۔ ان کے کاغذات تمہیں

مل جائیں گے اور یہ بھی سن لو کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایشیائی ایجنٹوں کا گروپ ہے۔ انہیں عام ایجنٹ نہ سمجھ لینا۔ ان کا خاتمہ تمہاری ڈیوٹی ہے۔ انہیں فوری طور پر ٹریس کر کے ہلاک کر دو اور سنو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ میک اپ میں ہوں اس لئے صرف ان کے حلیوں کے چکر میں نہ پڑے رہنا''...... مارٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ کیٹن میں چاہے دو تین افراد ہوں یا تین سو۔ میرے ہاتھوں کسی صورت بھی نہیں بچ سکتے''...... کرنل وولف نے جواب دیا۔

''جیسے ہی اس گروپ کا خاتمہ ہو تم نے مجھے کال کر کے رپورٹ دینی ہے''...... مارٹن نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ہاتھ ہٹانے پر جیسے ہی ٹون بحال ہوئی تو اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہارڈ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہیڈ کوارٹر سے چیف باس بول رہا ہوں۔ ماسٹرز گورا سے بات کراؤ''...... مارٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے یکلخت بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ماسٹر زگورا بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد کرخت تھا لیکن اسے جس انداز میں مؤدبانہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی اس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ بولنے والا ہمیشہ اسی انداز میں بات کرنے کا عادی ہے۔

"ماسٹر زگورا۔ ہاٹ ورلڈ کا ایک دشمن گروپ جو ایشیائی ایجنٹوں پر مشتمل ہے اور ان کی تعداد پانچ ہے ایک عورت اور چار مرد۔ یہ ناشول سے جزیرہ بانتو پہنچے ہیں۔ چارٹرڈ طیارے کی تفصیلات اور ان کے کاغذات کی نقول تمہارے پاس پہنچ رہی ہیں۔ تم نے ان کو فوراً ٹریس کر کے ختم کرنا ہے اور سنو۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں کا گروپ ہے۔ انہیں عام بدمعاش یا غنڈے نہ سمجھنا"...... مارٹن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میرے پاس علیحدہ گروپ ہے جناب جو خود بھی انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں کا گروپ ہے۔ اس کی انچارج لوکاشی ہے جناب جو ایکریمیا کی بلیک ایجنسی میں سپر ایجنٹ رہی ہے۔ میں یہ کاغذات اسے بھجوا دوں گا پھر آپ دیکھیں گے کہ لوکاشی کیسے ان کا خاتمہ کرتی ہے"...... ماسٹر زگورا نے جواب دیا۔

"جو مرضی آئے کرو۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا کلب اور نہ ہی تمہارا گروپ"...... مارٹن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس دھمکی کے بعد ماسٹر زگورا بانتو کے آدھے

شہریوں کو ہلاک کرنے سے بھی باز نہیں آئے گا۔ رسیور رکھ کر وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارٹن کالنگ۔ اوور"...... مارٹن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ لارڈ آرتھر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد لارڈ آرتھر کی سرد آواز سنائی دی تو مارٹن نے مؤدبانہ انداز میں اسے ناشول سے ملنے والی اطلاعات اور اس کے بعد اس نے جو کارروائی کی تھی اس کی بھی تفصیل بتا دی۔

"جزیرہ کیٹن اور جزیرہ بانتو میں ان کا پہنچنا تو انتہائی حیرت انگیز ہے۔ انہیں کیسے اصل بات کا علم ہو سکتا ہے جبکہ سوائے میرے ڈاکٹر گلین کے اور کسی کو بھی اس بارے میں علم نہیں ہے۔ اوور"۔ لارڈ آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ واقعی خطرناک ہیں لارڈ اس لئے میں نے ان کے فوری خاتمے کا بندوبست کر دیا ہے۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے اچھا کیا ہے۔ ویسے میرا ڈاکٹر گلین سے رابطہ ہے۔ ہاٹ ویپن پر انتہائی تیزی سے کام ہو رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک مطلوبہ تعداد میں نہ صرف ہاٹ ویپن تیار ہو جائیں گے بلکہ ان کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب پوری دنیا میں نہ کوئی مسلم ملک رہے گا اور نہ ہی کوئی مسلمان تو پھر

ان ایجنٹوں سے بھی نمٹ لیں گے۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو فری ہینڈ بھی تو نہیں دیا جا سکتا۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ اب چاہے یہ لوگ ہلاک نہ بھی ہوں تب بھی یہ دونوں جگہوں پر الجھے رہیں گے۔ اس طرح ہارٹ ورلڈ کا مشن آسانی سے مکمل ہو جائے گا۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے کہا تو مارٹن کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"یس لارڈ۔ اوور"...... مارٹن نے کہا۔

"ان کے بارے میں جیسے ہی کوئی رپورٹ ملے مجھے اطلاع دینا۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو مارٹن نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے کمپیوٹر آن کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

میجر پرمود، کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کے ہمراہ ولنگٹن کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھے یہاں آئے تھے۔ ایئر پورٹ پر جیری ٹوم کا آدمی کاسٹر انہیں ملا تھا اور پھر اس نے ایک فائل میجر پرمود کو دے کر اس سے گارنٹڈ چیک لیا اور واپس چلا گیا۔ ہوٹل پہنچ کر انہوں نے سب سے پہلے ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا اور پھر کافی پی کر وہ اب میجر پرمود کے کمرے میں آ گئے تھے۔ میجر پرمود فائل کھولے اس کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ فائل میں بلیک ایریا کے بارے میں تفصیلات بھی بتائی گئی تھیں اور یہ بھی لکھا گیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر انچارج مارٹن کے بارے میں وہاں صرف بلیک سنیک کلب کا جنرل مینجر اور مالک گوابی جانتا ہے۔ یہ ساری تفصیلات اس انداز میں درج کی گئی تھیں جن سے صاف پتہ چلتا تھا کہ معلومات دینے والا ماسٹر گوابی اور بلیک ایریا سے ذہنی

طور پر بے حد مرعوب ہے۔ ویسے جو تفصیلات درج تھیں اس سے ظاہر یہی ہوتا تھا کہ وہاں ہر لمحے موت کا کھیل جاری رہتا ہے اور کسی بڑے چھوٹے کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ میجر پرمود نے فائل پڑھ کر اسے میز پر رکھ دیا۔

'' کیا تفصیلات ہیں باس''...... کیپٹن توفیق نے پوچھا تو میجر پرمود نے اسے تفصیلات بتا دیں۔

'' مطلب ہے کہ یہ انتہائی خطرناک غنڈوں اور بدمعاشوں کا ایسا ایریا ہے جہاں ان کا کنٹرول اور ان کی حکومت ہے اور یہاں نہ پولیس داخل ہوتی ہے اور نہ ہی انتظامیہ کا کوئی فرد''...... کیپٹن توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' ہاں۔ گو اس فائل میں اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی تفصیل درج نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر میں آنے جانے کے علیحدہ راستے ہوں گے۔ میرا خیال تھا کہ جیری ٹوم ان راستوں کے بارے میں تفصیلات لکھے گا لیکن اسے شاید ان راستوں کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے اب اس بلیک سنیک کلب سے گزر کر ہی ہمیں مارٹن تک پہنچنا ہو گا''...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' باس۔ یہ مارٹن ہر وقت ہیڈ کوارٹر میں تو نہ رہتا ہو گا۔ اس کی رہائش گاہ علیحدہ ہو گی۔ وہاں ہم زیادہ آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں''...... کیپٹن طارق نے کہا۔

'' نہیں۔ فائل میں درج ہے کہ مارٹن ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں جاتا بلکہ مستقل وہیں رہتا ہے اور اگر جاتا بھی ہو گا تو کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہے''...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

'' باس۔ ہمیں غنڈے بن کر وہاں جانا ہو گا''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس بلیک سنیک کلب کے ماسٹر گوابی سے ملنا ہو گا۔ اس کے لئے کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

'' ایسے نہیں باس۔ بلیک ایریا کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہے۔ یہاں اجنبی کو ایک لمحے میں چیک کر لیا جاتا ہے اور پھر یہ اجنبی جیسا بھی کیوں نہ ہو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ البتہ صرف وہ اجنبی یہاں زندہ رہتا ہے جس کے پاس ایریا میں داخل ہونے کا خصوصی اجازت نامہ ہوتا ہے اور یہ اجازت نامے بلیک ایریا کے کس کلب سے ملتے ہیں اور کہاں سے ملتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' ہم نے تیزی سے کام کرنا ہے۔ یہاں الجھنا الٹا ہمارے خلاف جائے گا کیونکہ ہم نے صرف مارٹن سے یا مارٹن کے باس کنگ سے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا ہے جہاں یہ فارمولا گیا ہے اور پھر اس لیبارٹری پر ریڈ کرنا ہے اس لئے ہمیں پوری تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

" باس۔ اس بلیک ایریا کے کسی بڑے آدمی کا ریفرنس حاصل کئے بغیر ہم یہاں کسی صورت آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہمیں فوراً اٹھا لیا جائے گا اور پھر مسلسل اور تیز رفتار جنگ شروع ہو جائے گی اس لئے آپ جیری ٹوم سے بات کریں اور کسی کا ریفرنس حاصل کریں"۔ کیپٹن توفیق نے کہا۔

" ہاں۔ یہ کام ہو سکتا ہے۔ تم دونوں جا کر اسلحے، ماسک میک اپ کے سامان اور ایک کار کا بھی بندوبست کرو لیکن یہ سب کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے مکمل کرو۔ میں اس دوران کوئی ریفرنس معلوم کرتا ہوں۔ معلوم ہو گیا تو ٹھیک ورنہ ہم بہرحال وہاں پہنچ جائیں گے"...... میجر پرمود نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ان دونوں کے باہر جانے کے بعد میجر پرمود نے فون پیس کے نچلے حصے میں موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" بارسلونا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میجر پرمود اے اے بول رہا ہوں۔ جیری ٹوم سے بات کراؤ"...... میجر پرمود نے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو جیری ٹوم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جیری ٹوم

آواز سنائی دی۔

" اے اے بول رہا ہوں۔ چیک پہنچ گیا ہے تمہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

" ہاں۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" لیکن تمہاری فائل نے میری کوئی مدد نہیں کی"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ وہ کیوں۔ میں نے حتی الوسع اس میں وہ سب کچھ درج کر دیا تھا جو میں جانتا تھا"...... جیری ٹوم نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس میں میرے مطلب کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ ہم نے مارٹن تک پہنچنا ہے اور اس کے لئے مجھے بلیک ایریا میں داخل ہونے اور مارٹن تک پہنچنے کا کوئی ریفرنس چاہئے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" مارٹن تو کیا جناب آپ ماسٹر گوابی تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہاں کے اصول ہی ایسے ہیں۔ ماسٹر گوابی تک صرف وہی پہنچ سکتا ہے جسے ماسٹر گوابی ملاقات کی اجازت دے"...... جیری ٹوم نے جواب دیا۔

" ماسٹر گوابی کی کوئی عورت تو ہو گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

" ہاں۔ ایک نہیں کئی ہیں لیکن وہ سب بلیک ایریا میں ہی رہتی ہیں۔ ان سب میں سب سے زیادہ ماسٹر گوابی کے قریب مس موگی

ہے۔ مس موگی خود بھی انتہائی خطرناک عورت سمجھی جاتی ہے۔ بلیک ایریا میں پہلے گرے فورڈ روڈ اس کا کلب ہے جسے موگی کلب کہا جاتا ہے لیکن اسے کسی صورت بھی آپ ریفرنس دینے پر آمادہ نہیں کر سکتے"۔ جیری ٹوم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بوریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ دراصل ڈائریکٹ ایکشن کا قائل تھا اس لئے وہ لمبے چوڑے معاملات سے گھبراتا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ پہلے جا کر اس مس موگی سے ملے گا اور اسے مجبور کر دے گا کہ وہ اس کے ساتھ اس ماسٹر گوابی تک چلے۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے موگی کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے ماسک میک اپ کئے ہوئے تھے۔ کار بھی ایک کمپنی سے باقاعدہ ہائر کر لی گئی تھی۔

" یہ موگی کون ہے باس"...... کیپٹن توفیق نے جو کار ڈرائیو کر رہا تھا سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیپٹن طارق عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور میجر پرمود نے فون پر جیری ٹوم سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

" لیکن یہ موگی ہماری مدد کیسے کرے گی"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

" اس سے مل تو لیں۔ پھر دیکھیں گے"...... میجر پرمود نے

جواب دیا تو کیپٹن توفیق خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی۔ اس پر موگی کلب کا بورڈ موجود تھا لیکن وہاں آنے جانے والے اور موجود لوگ سب جرائم پیشہ اور بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ پارکنگ میں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ کیپٹن توفیق نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے ہی تھے کہ پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔

" جناب۔ آپ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں۔ یہ جگہ ٹوبرا کی کار کے لئے مخصوص ہے اور وہ ابھی آنے والا ہے اس لئے آپ یہاں سے کار ہٹا لیں اور دوسری جگہ کھڑی کر دیں ورنہ ٹوبرا آپ کی کار کو ہی جلا دے گا اور مجھے گولی مار دے گا"...... لڑکے نے تیز لہجے میں کہا۔

" کون ہے یہ ٹوبرا"...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ مس موگی جو اس کلب کی مالکہ ہے اس کا کزن ہے اور یہاں کا مشہور بدمعاش اور غنڈہ ہے جناب۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ آ گیا۔ وہ کار ٹوبرا کی ہے۔ اب تو وہ لازماً مجھے مار ڈالے گا"...... پارکنگ بوائے نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" گھبراؤ نہیں۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا"۔ میجر پرمود نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار تیزی سے قریب آ کر رکی۔ کار کا دروازہ کھلا اور پھر

ایک لمبے قد اور بھاری ورزشی جسم کا آدمی باہر آ گیا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کا بڑا سا چہرہ زخموں سے مندمل نشانات سے بھرا ہوا تھا۔ ایک آنکھ کے قریب تو اتنا بڑا نشان تھا۔ جو اس کے کان تک چلا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی کن کھجورا اس کے گال پر چپکا ہوا ہو اور اس کی آنکھوں میں شراب کی تیز سرخی تھی۔

" اوہ۔ اوہ۔ میری جگہ پر یہ کار تم نے کیوں کھڑی ہونے دی"...... آنے والے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

" جج۔ جج۔ جناب۔ مم۔ مم۔ میں تو"...... اس لڑکے نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے میجر پرمود کا ہاتھ گھوما اور اس آدمی کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ایک طرف جا گرا۔

" تم۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ مجھ پر۔ ٹوبرا پر"...... اس آدمی نے اچھل کر اس انداز میں کہا جیسے میجر پرمود نے دنیا کا کوئی انوکھا کام کر دیا ہو۔

" ہم سے بات کرو۔ یہ کار ہماری ہے۔ اس بے چارے کمزور لڑکے پر رعب ڈال رہے ہو"...... میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ تم نے۔ اب تم زندہ نہیں رہ سکتے"...... ٹوبرا نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر میجر پرمود کو تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ گھمایا

دیا لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت چیختا ہوا گھوم کر دھماکے سے نیچے زمین پر جا گرا۔ یہ کام کیپٹن توفیق کا تھا۔ ابھی ٹوبرا کا بازو پوری طرح گھوما ہی نہ تھا کہ سائیڈ پر کھڑے کیپٹن توفیق کا بازو گھوما اور اچھل کر حملہ کرتا ہوا ٹوبرا اس کی کھڑی ہتھیلی کی زوردار ضرب گردن پر کھا کر چیختا ہوا گھوم کر ایک دھماکے سے نیچے زمین پر جا گرا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا کیپٹن طارق کی لات گھومی اور اٹھتے ہوئے ٹوبرا کی کنپٹی پر پڑنے والی بھرپور ضرب نے اسے ایک بار پھر زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا۔

" اسے اٹھنے دو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔ وہاں لوگوں کا جمگھٹا سا لگ گیا۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر ایسی حیرت تھی جیسے وہ سب کچھ ان کی نظروں میں انہونی بات ہو۔ کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق کے پیچھے ہٹتے ہی ٹوبرا چیختا ہوا بجلی کی سی تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ میجر پرمود حرکت میں آیا اور ٹوبرا ہوا میں اٹھا اور بری طرح چیختا ہوا ایک خوفناک دھماکے سے اپنی کار کے بونٹ پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے جا گرا۔ میجر پرمود نے اسے گردن سے پکڑ کر مخصوص انداز میں اچھال دیا تھا۔

" اٹھو۔ تم تو کمزور لڑکے پر مشین پسٹل نکال رہے تھے۔ اٹھو"۔ میجر پرمود نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس بار ٹوبرا

اٹھ کر آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا مین گی
کی طرف چلا گیا۔ دوڑتے ہوئے وہ اس طرح مڑ مڑ کر دیکھتا جا
تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اسے پیچھے سے گولی مار دی جائے گی۔

”بس اتنا سبق کافی ہے۔ آؤ چلیں“...... میجر پرمود نے مسکرا
ہوئے کہا۔ ٹوبرا اس دوران مین گیٹ میں داخل ہو کر ان کی نظر
سے غائب ہو چکا تھا۔

”جناب۔ جناب۔ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں۔ ٹوبرا مید
کا کزن ہے اور ابھی اس کے سارے ساتھی آپ پر حملہ کر د
گے“۔ پارکنگ بوائے نے آگے بڑھ کر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے“...... میجر پر
نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق اس
سائیڈوں پر چل رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ کوٹوں کی جیبو
میں موجود اسلحے پر تھے کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ یہ ٹوبرا لامحالہ ا
ساتھیوں سمیت ان سے انتقام لینے کے لئے واپس آئے گا لیکن
مین گیٹ تک پہنچ گئے مگر ٹوبرا واپس نہ آیا۔ مین گیٹ پر کوئی دربا
نہ تھا اس لئے میجر پرمود نے ہاتھ بڑھا کر شیشے کا بنا ہوا دروازہ کھو
اور اندر داخل ہو گیا۔ ہال میں کافی تعداد میں مرد اور عورتیں مو
تھیں لیکن وہ سب اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے جیسے یہاں
مرنے والے کے سوگ میں اکٹھے ہوئے ہوں۔ سائیڈ پر ایک
کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے تین غنڈے موجود تھے لیکن میجر پرمو

اس کے پیچھے آنے والے کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کاؤنٹر کے
سامنے پڑی ہوئی ٹوبرا کی لاش دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے۔ ان
کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے۔ ٹوبرا کا جسم گولیوں سے چھلنی
کر دیا گیا تھا۔ کاؤنٹر کے ساتھ ہی سیڑھیاں تھیں اور ان سیڑھیوں پر
ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی دونوں پیر پھیلائے کھڑا تھا اور
اس کے ہاتھ میں ایک مشین گن تھی۔ وہ اپنے قد و قامت اور انداز
سے کوئی بڑا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی میجر پرمود اور
اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ ٹوبرا کو اس آدمی نے مشین گن کا برسٹ
مار کر ہلاک کیا ہے۔

”تم نے ٹوبرا کو شکست دی تھی“...... اس آدمی نے سیڑھی سے
اتر کر ان کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ کیا تم نے ٹوبرا کو ہلاک کیا ہے“...... میجر
پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ چونکہ وہ شکست کھا گیا تھا اس لئے میڈم کے حکم پر میں
نے اسے گولی مار دی ہے اور میڈم نے کہا تھا کہ تمہارے بارے
میں معلومات حاصل کی جائیں۔ اب بولو۔ تم کون ہو اور کہاں سے
آئے ہو“...... اس آدمی نے کہا۔

”پہلے اپنا نام بتاؤ تاکہ بات چیت میں آسانی ہو سکے“...... میجر
پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام گوشے ہے۔ ماسٹر گوشے“...... اس آدمی نے بڑے

فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" یہاں ہر دوسرا آدمی اپنے آپ کو ماسٹر کہلوانا پسند کرتا ہے۔ بہرحال ماسٹر گوشے ہم تمہاری میڈم سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ تم بتاؤ کہ یہ ملاقات ہو سکتی ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو ماسٹر گوشے بے اختیار اچھل پڑا۔

" ملاقات۔ کیوں"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" ہمیں بلیک ایریا کے ایک آدمی سے کاروباری دھندہ کرنا ہے لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ جب تک ہم تمہاری میڈم سے کوئی ریفرنس نہ لیں ہم بلیک ایریا میں داخل ہی نہیں ہو سکتے اس لئے ہم یہاں آئے ہیں اور یہ ٹوبرا تو اپنے آپ ہم سے الجھ پڑا تھا۔ اس کے باوجود ہم نے اسے گولی نہیں ماری"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

" بلیک ایریا میں تم نے کس سے ملنا ہے"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" ماسٹر گوابی سے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" کیوں"...... ماسٹر گوشے نے چونک کر پوچھا۔

" کاروباری سودا کرنا ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

" سنو۔ خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ بس میں تمہارے ساتھ یہی بھلائی کر سکتا ہوں۔ ابھی مجھے میڈم نے حکم نہیں دیا کہ تمہیں گولی مار دی جائے اس لئے جانیں بچا کر چلے جاؤ"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" ہم تمہاری میڈم کو ایک لاکھ ڈالر نقد دے سکتے ہیں۔ صرف ریفرنس کے لئے"...... میجر پرمود نے کہا تو ماسٹر گوشے بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

" کیا اتنی بڑی رقم تمہارے پاس ہے"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" گارنٹڈ چیک ہیں"...... میجر پرمود نے جواب دیا تو ماسٹر گوشے نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

" ٹھیک ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں میڈم سے بات کر کے ابھی آتا ہوں"...... ماسٹر گوشے نے کہا اور مڑ کر تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

" سب لوگ اپنے اپنے کام کریں۔ ہمیں کسی سے کوئی لینا دینا نہیں"...... میجر پرمود نے مڑ کر اونچی آواز میں کہا لیکن وہ سب اسی طرح خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے رہے۔ دس منٹ بعد ماسٹر گوشے واپس آ گیا۔

" دو چیک۔ میڈم نے اجازت دے دی ہے اور ریفرنس کے طور پر میں تمہارے ساتھ جاؤں گا"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" یہ سوچ لو کہ اگر تم نے دھوکا دیا تو پھر زندہ نہیں رہ سکو گے"۔ میجر پرمود نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

" میں ماسٹر گوشے ہوں۔ سمجھے۔ آئندہ میرے بارے میں ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالنا"...... ماسٹر گوشے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں تمہارے فائدے کے لئے کہہ رہا ہوں"...... میجر پرمود

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چیک بک نکالی اور اس پر میڈم کا نام لکھ کر دستخط کئے اور چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے چیک ماسٹر گوشے کی طرف بڑھا دیا۔ ماسٹر گوشے نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اثبات میں ہلاتے ہوئے اس نے چیک کاؤنٹر پر کھڑے آدمی کی طرف بڑھا دیا۔

" چیک میڈم کو پہنچا دو اور انہیں بتا دو کہ ان کے حکم پر میں ان کے ساتھ ماسٹر گوابی کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ ماسٹر گوابی کو فون کر دیں"...... ماسٹر گوشے نے اس آدمی سے کہا۔

" یس سر"...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" آؤ میرے ساتھ"...... ماسٹر گوشے نے کہا اور مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا اور پھر یکلخت رک گیا۔

" ٹوبرا کی لاش اٹھا کر باہر پھینکوا دینا"...... ماسٹر گوشے نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر آگے بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب کار میں سوار ہو کر بلیک ایریا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ماسٹر گوشے بھی ان کے ساتھ کار میں سوار تھا۔

" تم نے کس چیز کا سودا کرنا ہے ماسٹر گوابی سے"...... خاموش بیٹھے ہوئے ماسٹر گوشے نے اچانک میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ بات ماسٹر گوابی کو ہی بتائی جا سکتی ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا تو ماسٹر گوشے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ اس کے

چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرے لیکن وہ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک سڑک پر پہنچ کر جیسے ہی مڑی دو سیاہ لباس والوں نے اسے روکا تو کیپٹن توفیق نے کار روک دی۔ یہ دونوں مسلح تھے۔

" میں ماسٹر گوشے ہوں۔ یہ میڈم کے مہمان ہیں اور میڈم نے ماسٹر گوابی سے ان کی ملاقات کا وقت لے لیا ہے"...... ماسٹر گوشے نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ پھر میں کار پر مخصوص سٹیکر لگا دیتا ہوں"...... اس مسلح آدمی نے کہا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس نے اس کی پشت پر موجود پتلا سا کاغذ ہٹایا اور اسٹیکر اس نے کار کے شیشے کی سائیڈ پر چسپاں کر دیا۔ اس پر موت کا نشان یعنی دو ہڈیاں اور درمیان میں انسانی کھوپڑی بنی ہوئی تھی۔

" وہاں پہنچ کر ہم نے کلب میں جانا ہے۔ وہاں کے لئے نشانات بھی دے دو"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

" کتنے آدمی ہو"...... اس مسلح آدمی نے پوچھا۔

" مجھ سمیت چار"...... ماسٹر گوشے نے جواب دیا تو اس مسلح آدمی نے جیب سے سیاہ رنگ کے چار بیج نکالے جن پر سرخ رنگ کا ستارہ بنا ہوا تھا۔

" یہ اپنے سینوں پر لگا لو۔ واپسی پر یہیں دے جانا"...... اس آدمی نے کہا تو ماسٹر گوشے نے اس سے چاروں بیج لے لئے جبکہ کیپٹن توفیق نے کار آگے بڑھا دی۔ ماسٹر گوشے نے تین بیج میجر

پرمود اور اس کے ساتھیوں کو دے دیئے اور ایک بیج اپنے سینے پر لگا لیا۔

"کیا تمہیں بھی اس کی ضرورت ہے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں۔ بغیر اجازت وہاں کوئی نہیں جا سکتا"...... ماسٹر گوشے نے کہا۔

"لیکن وہ تو کلب ہوگا۔ وہاں تو ہر کوئی آتا جاتا رہتا ہوگا"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"بلیک ایریا میں رہنے والے تو آ جا سکتے ہیں باہر سے آنے والے یہاں سے اجازت لیتے ہیں اور اس اجازت کے لئے ایک ہزار ڈالر لئے جاتے ہیں"...... ماسٹر گوشے نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک ایریا کی سڑکیں تنگ تھیں اور وہاں ہر طرف سیاہ لباسوں والے مسلح افراد گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک سنیک کلب کے سامنے پہنچ گئے۔ ماسٹر گوشے کے کہنے پر کیپٹن توفیق نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ کلب میں جب وہ لوگ داخل ہوئے تو کلب میں موجود افراد انہیں دیکھ کر چونک پڑے لیکن کسی نے ان سے کوئی بات نہ کی تھی اور پھر ماسٹر گوشے نے کاؤنٹر پر کھڑے ایک آدمی سے بات کی۔

"ہاں۔ ماسٹر کا حکم پہنچ گیا ہے لیکن ماسٹر سے یہ تینوں ہی مل سکتے ہیں۔ تم نہیں"...... اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں یہاں رک جاتا ہوں"...... ماسٹر گوشے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم واپس جا سکتے ہو۔ ہمیں شاید یہاں رہنا پڑے"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے چند نوٹ نکال کر ماسٹر گوشے کے ہاتھ میں دے دیئے۔

"ٹیکسی لے کر چلے جاؤ"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ماسٹر گوشے نے کہا اور نوٹ جلدی سے جیب میں ڈال کر وہ مڑ گیا۔ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے آدمی نے سائیڈ پر موجود ایک بڑی بڑی مونچھوں والے کو اشارے سے بلایا۔

"یس سر"...... اس مونچھوں والے نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ ماسٹر کے مہمان ہیں۔ انہیں ماسٹر کے آفس تک چھوڑ آؤ"۔ کاؤنٹر مین نے مونچھوں والے سے کہا۔

"آؤ"...... اس مونچھوں والے نے کہا۔

"اور تم سن لو۔ ماسٹر کے سامنے اونچی آواز نہ نکالنا ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے"...... کاؤنٹر مین نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی بات آئندہ ہمیں نہ کہنا۔ سمجھے۔ ورنہ"...... میجر پرمود نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور تیزی سے اس مونچھوں والے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کاؤنٹر پر کھڑا آدمی بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رہ

گیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ راہداری میں داخل ہو کر وہ ایک دروازے
کے سامنے پہنچ گئے جس کے باہر مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود
تھے۔

"یہ ماسٹر کے مہمان ہیں"...... مونچھوں والے نے ایک مسلح
آدمی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھ کر
دروازہ کھول دیا تو میجر پرمود اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن
توفیق اور کیپٹن طارق اندر داخل ہوئے تو بھاری دروازہ بند کر دیا
گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا اور شاندار انداز میں سجایا گیا کمرہ تھا جبکہ
آخری حصے میں ایک بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک دراز قد اور دیو
ہیکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر ایک بال بھی نہ تھا جبکہ سنہری
رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں نیزوں کی طرح سائیڈوں پر اٹھی ہوئی
تھیں۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ان میں سانپ کی
آنکھوں جیسی چمک تھی۔ پیشانی چھوٹی تھی لیکن گنجے سر کی وجہ سے وہ
چوڑی نظر آ رہی تھی۔ چہرے پر جگہ جگہ زخموں کے مندمل نشانات نظر
آ رہے تھے اور اس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس
کی ایک انگلی میں انتہائی قیمتی ہیرے کی انگوٹھی بھی تھی۔

"آؤ بیٹھو اور بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا سودا کرنا چاہتے ہو"...... اس
آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام ماسٹر گوابی ہے اور تم یہاں کے مینجر ہو"...... میجر
پرمود نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو"...... ماسٹر گوابی نے
کہا۔

"ہم نے مارٹن سے ملنا ہے"...... میجر پرمود نے کہا تو ماسٹر گوابی
بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مارٹن۔ وہ کون ہے"...... ماسٹر گوابی نے ایک ایک لفظ چبانے
کے انداز میں کہا۔

"ہاٹ ورلڈ ہیڈ کوارٹر کا انچارج مارٹن۔ جس کا آفس اس کلب
کے نیچے ہے اور یہاں سے ایک خفیہ راستہ اس تک جاتا ہے"۔ میجر
پرمود نے پہلے کی طرح سادہ سے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم ہو کون"...... ماسٹر گوابی نے میز پر رکھا ہوا
ہاتھ پیچھے کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن۔ دروازہ اندر سے لاک کر دو"...... میجر پرمود نے
مڑے بغیر کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ماسٹر گوابی نے اچھلتے ہوئے کہا۔
اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے اونچا ہوا لیکن دوسرے لمحے
تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں نظر آنے والا
مشین پسٹل اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا اور ماسٹر گوابی بے اختیار ہاتھ
جھٹکنے لگا۔ اس کا چہرہ یکلخت آگ کے شعلوں کی طرح تپ اٹھا تھا۔

"شرافت سے ہمیں وہاں لے چلو ورنہ"...... میجر پرمود نے اس

سے مخاطب ہو کر کہا لیکن دوسرے لمحے ماسٹر گوابی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے۔ ماسٹر گوابی سے اس لہجے میں بات کرو۔ میں تم تینوں کی ہڈیاں ایک لمحے میں توڑ دوں گا"۔ ماسٹر گوابی نے تیزی سے سائیڈ پر ہو کر میجر پرمود کی طرف جارحانہ انداز میں بڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اس قدر غصہ"...... میجر پرمود نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم اس انداز میں مجھ سے بات کرو"۔ ماسٹر گوابی نے میجر پرمود کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی وہ سائیڈ سے ایک قدم آگے بڑھا میجر پرمود کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ ایک بھرپور تھپڑ ماسٹر گوابی کے چہرے پر اس قدر زور سے پڑا کہ ماسٹر گوابی جیسا دیو ہیکل آدمی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر موجود صوفے پر جا گرا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا میجر پرمود کا دوسرا بازو پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے گھوما اور صوفے پر گر کر اٹھتا ہوا ماسٹر گوابی چیختا ہوا پلٹ کر نیچے بچھے ہوئے قالین پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اپنی طرف سے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود کی لات گھومی اور ماسٹر گوابی ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا۔ پھر تو جیسے مشین چل پڑی ہو۔ اس طرح میجر پرمود کی دونوں ٹانگیں حرکت

میں آ گئیں اور پھر چند لمحوں بعد ہی دیو ہیکل ماسٹر گوابی بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے دونوں گالوں پر انگلیوں کے گہرے نشانات موجود تھے اور اس کے ناک اور منہ سے خون کے قطرے نکلنے لگے تھے۔

"اسے اٹھا کر صوفے کی کرسی پر ڈال دو اور اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق نے اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا جبکہ میجر پرمود تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے میز کی درازیں کھول کھول کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر سب سے نچلی دراز کے اندر ایک خفیہ خانہ اس نے تلاش کر لیا۔ اس میں سرخ رنگ کی ایک فائل موجود تھی۔ میجر پرمود نے فائل نکالی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ پھر اس نے تیزی سے اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد اس نے فائل پڑھ لی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے فائل کو واپس اس خانے میں رکھا اور دراز بند کر دی۔

"اسے گولی مار دو اور فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دو۔ میں نے خفیہ راستہ چیک کر لیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے مشین پسٹل ماسٹر گوابی کے ابھرے ہوئے سینے پر رکھ کر ٹریگر دبا دیا جبکہ کیپٹن طارق نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ عقبی طرف ایک کمرہ تھا۔ وہ تینوں اس کمرے میں آ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔

"مشین پسٹل تیار رکھنا۔ نیچے نجانے کتنے آدمی ہوں"...... میجر پرمود نے ایک دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے دیوار کی ایک ابھری ہوئی اینٹ کو تین بار دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ دوسری طرف سیڑھیاں تھیں جو نیچے جا رہی تھیں۔ وہ تینوں تیزی سے اس خلا کو کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میجر پرمود نے دوسری طرف موجود ابھری ہوئی اینٹ کو تین بار دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ یہ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

"اب تیار رہنا۔ جو نظر آئے اڑا دو"...... میجر پرمود نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ مشین پسٹل ان کے ہاتھوں میں تھے۔ میجر پرمود نے اس کمرے کی ایک دیوار کو چیک کیا اور ایک ابھری ہوئی اینٹ تلاش کر لی۔ میجر پرمود نے اس اینٹ کو بار بار پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی اس دیوار میں خلاء پیدا ہو گیا اور میجر پرمود اچھل کر دوسری طرف گیا تو یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی لیکن راہداری خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا اور میجر پرمود سمجھ گیا کہ چونکہ کلب کی طرف سے راستہ بلاک کر دیا گیا تھا اس لئے اس طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ راہداری آگے جا کر مڑی تو ایک چھوٹے سے ہال نما کمرے پر ختم ہو گئی۔ اس ہال نما کمرے میں چار مسلح آدمی ایک دیوار میں بنے ہوئے بند دروازے

کے سامنے بڑے محتاط انداز میں کھڑے تھے لیکن اس طرف ان کی سائیڈ تھی جس طرف میجر پرمود اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ میجر پرمود نے ہاتھ آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے لیکن میجر پرمود نے ٹریگر سے انگلی اس وقت تک نہ ہٹائی جب تک یہ چاروں ساکت نہ ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر آگے بڑھا اور دوڑتا ہوا اس دروازے تک پہنچ گیا۔

"تم اس پوری عمارت کو چیک کرو اور جو بھی نظر آئے اسے اڑا دو"...... میجر پرمود نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے دروازے کو لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور میجر پرمود اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دو انسانی چیخیں سنائی دیں اور میجر پرمود دوڑتا ہوا سامنے دیوار میں موجود ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جس کمرے میں میجر پرمود داخل ہوا تھا وہاں دو اطراف میں دو کرسیاں موجود تھیں جن پر دو آدمی بیٹھے کام کر رہے تھے۔ میجر پرمود نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ وہ چونکہ فائل میں یہاں کا پورا سیٹ اپ دیکھ چکا تھا اس لئے اسے کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو رہی تھی۔ شیشے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ایک میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک آدمی یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ایسی

حیرت تھی جیسے اس نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"تم۔ تم یہاں۔ کیا۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر ایک دھماکے سے نیچے گرا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اس کی کنپٹی پر بھرپور ضرب لگا دی اور اٹھتا ہوا آدمی ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ میجر پرمود تیزی سے مڑا ہی تھا کہ کیپٹن توفیق اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... میجر پرمود نے چیخ کر پوچھا۔

"باس۔ یہاں دس مسلح افراد تھے۔ ان سب کا خاتمہ کر دیا گیا ہے"...... کیپٹن توفیق نے جواب دیا۔

"کہیں سے کوئی رسی ڈھونڈ لاؤ۔ جلدی کرو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق واپس مڑ گیا جبکہ میجر پرمود میز کی دوسری طرف موجود کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ میز پر ایک کمپیوٹر موجود تھا جو آف تھا اس کے ساتھ ہی ایک فون اور ایک انٹر کام رکھا ہوا تھا۔ میجر پرمود نے میز کی درازیں کھول کر ان میں موجود فائلوں کو نکال کر چیک کرنا شروع کر دیا لیکن یہ ہاٹ ورلڈ کے بزنس کی فائلیں تھیں۔

"یہ رسی باس"...... کچھ دیر بعد کیپٹن توفیق نے اندر آتے ہوئے کہا تو میجر پرمود سائیڈ سے نکل کر آگے آیا اور پھر اس نے کیپٹن توفیق کے ساتھ مل کر اس آدمی کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر اسے رسی کی مدد سے اچھی طرح کرسی سے جکڑ دیا۔

"تم باہر کیپٹن طارق کے ساتھ پہرہ دو۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے اور ہاں۔ تمہارے پاس خنجر ہو گا۔ وہ مجھے دے دو"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے کوٹ کی اندرونی خصوصی جیب سے ایک باریک دھار کا خنجر نکال کر میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا اور خود تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔ میجر پرمود نے اس آدمی کے چہرے پر یکے بعد دیگرے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے تھپڑ پر وہ آدمی چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"تمہارا نام مارٹن ہے۔ بولو"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مم۔ مم۔ مگر۔ مگر تم کون ہو۔ یہاں کیسے آ گئے ہو۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ اگر تم نے میرے سوال کا جواب دیا تو ٹھیک ورنہ اس خنجر سے تمہاری ایک ایک رگ کاٹ دوں گا۔ تمہارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور کسی کو بھی معلوم نہیں کہ یہاں تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ بتاؤ۔ وہ ہاٹ ویپن کی فیکٹری کہاں ہے"...... میجر پرمود نے تیز لہجے میں کہا تو مارٹن نے بندھے ہونے کے باوجود اچھلنے کی بے اختیار کوشش کی۔

"ہاٹ ویپن۔ کیا مطلب"...... مارٹن نے رک رک کر کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ میجر پرمود نے اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی اس کی ایک آنکھ خنجر کی نوک سے

باہر نکال دی تھی۔

"بولو۔ کہاں ہے ہاٹ ویپن کی فیکٹری۔ بولو"...... میجر پرمو
نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں پر خنجر کا وار کرتے ہوئے کہا تو مارٹن کی
چار انگلیاں آدھے سے زیادہ کٹ گئیں۔

"بولو۔ کہاں ہے فیکٹری۔ بولو"...... میجر پرمود کا خنجر والا ہاتھ
مسلسل حرکت میں تھا اور اس بار اس کا ایک گال کٹ گیا۔

"بولو۔ کہاں ہے فیکٹری۔ بولو"...... میجر پرمود نے ہذیانی اند
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی خنجر مارٹن کے بازو میں آدھے سے
زیادہ اتر گیا۔ مارٹن کا منہ کھلا ہوا تھا۔ وہ مسلسل دائیں بائیں سر
رہا تھا لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔ البتہ اس
بندھا ہوا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

"بولو ورنہ"...... میجر پرمود نے اس کے دوسرے بازو میں خ
اتارتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن۔ کیپٹن۔ بانتو۔ کیپٹن بانتو"...... مارٹن کے حلق سے ر
رک کر الفاظ نکلے اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر ڈھلک گیا۔
پرمود نے ایک ہاتھ سے اس کے سر کے بال پکڑ کر اس کا سر ا
اٹھایا لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ایک طویل سانس
کیونکہ مارٹن کی آنکھیں بے نور ہو کر اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔
در پے ہونے والی تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکا تھا اور اس کا ہا
ہو گیا تھا۔ میجر پرمود نے اس طرح ہونٹ بھینچے جیسے اتنی جلدی

کے ہلاک ہو جانے پر اسے غصہ آ رہا ہو۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ
چونکہ مارٹن فیلڈ کا آدمی نہ تھا اس لئے وہ ہلاک ہو گیا ہے۔

"کیپٹن اور بانتو۔ یہ تو دو جڑواں جزیرے ہیں بحرالکاہل میں"۔
میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر خنجر کو اس نے مارٹن کے
لباس سے صاف کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

کیٹن بحرالکاہل کا خاصا بڑا جزیرہ تھا۔ یہاں کی آب و ہوا ایسی تھی کہ یہاں پورے سال موسم انتہائی خوشگوار رہتا تھا۔ پھر جزیرہ انتہائی سرسبز اور شاداب تھا۔ یہاں پوری دنیا میں پسند کئے جانے والا ایک پھول کیٹن اس قدر افراط سے پیدا ہوتا تھا کہ اس جزیرے کا نام ہی کیٹن رکھ دیا گیا تھا اور کہا جاتا تھا کہ کیٹن جزیرے سے ہی کیٹن پھول پوری دنیا میں پھیلا تھا جبکہ بنیادی طور پر وہ اس جزیرے کا خودرو اور قدرتی پھول تھا۔ یہ جزیرہ اپنے انتہائی خوشگوار موسم میں ہر طرف پھیلے ہوئے کیٹن کے پھولوں اور ان کی مسحور کن خوشبو کی وجہ سے انتہائی آباد رہتا تھا حالانکہ کیٹن جزیرے پر بے حد مہنگائی تھی کیونکہ یہاں سوائے پینے کے پانی کے باقی دنیا کی ہر چیز ایکریمیا سے منگوائی جاتی تھی لیکن اس کے باوجود دنیا بھر کے امیر سیاح کیٹن میں اس قدر آتے جاتے رہتے تھے اور جزیرے پر

سیاحوں کی واقعی اس قدر تعداد بیک وقت نظر آتی رہتی تھی کہ شاید اتنے سیاح دنیا کے اور کسی مقام پر اکٹھے نہ ہو سکتے تھے۔ کیٹن جزیرہ ہر لحاظ سے مکمل طور پر آزاد جزیرہ سمجھا جاتا تھا۔ سوائے جبر و زبردستی کے اور کوئی اصول اور قاعدہ نہ تھا۔ صرف جبر اور زبردستی کو ہی جرم سمجھا جاتا تھا اور اس کی انتہائی سخت سزا مقرر تھی۔ اس کے علاوہ یہاں کوئی اخلاقی یا مذہبی اصول اور قواعد کی پرواہ نہ کی جاتی تھی۔ دوسرے لفظوں میں یہاں ہر لحاظ سے مکمل آزادی تھی۔ یہاں پولیس اور انتظامیہ بھی موجود تھی لیکن وہ سوائے جبر و زیادتی کے اور کسی معاملے میں مداخلت نہ کرتی تھی۔ البتہ قتل و غارت کے خلاف کارروائی کی جاتی تھی۔ یہاں سب سے زیادہ خیال ٹریفک کے اصولوں کی پابندی کا تھا اور ٹریفک کے اصولوں پر سختی سے پابندی کرائی جاتی تھی۔ کیٹن کی ایک خوبصورت سڑک پر ایک دو منزلہ عمارت وولف ہاؤس کے نام سے مشہور تھی۔ اس عمارت میں دراصل نائٹ کلب بنایا گیا تھا لیکن اسے نائٹ کلب کا نام نہ دیا گیا تھا بلکہ یہاں آنے والوں کو خصوصی خدمات مہیا کی جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وولف ہاؤس امیر ترین سیاحوں میں بے حد مقبول تھا لیکن یہاں کا رخ صرف وہی سیاح کرتے تھے جن کے بنک اکاؤنٹس میں بھاری سرمایہ موجود ہوتا تھا کیونکہ یہاں ہر خدمت کی فیس اس قدر زیادہ وصول کی جاتی تھی کہ شاید عام ملکوں میں اس سے وولف ہاؤس جیسی پوری عمارت خریدی جا سکے۔ وولف ہاؤس کا مالک اور

منیجر ایک ادھیڑ عمر آدمی کرنل وولف تھا۔ کرنل وولف ایکریمین نژا
یہودی تھا۔ وہ ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی میں بڑے طوی
عرصے تک کام کرتا رہا تھا پھر اس نے وہاں سے ریٹائرمنٹ لے ل
اور کیٹن آ کر یہاں یہ عمارت خرید کر اس نے یہ منفرد طرز کا نائ
کلب کھول لیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے خفیہ طور پر ای
گروپ بھی بنایا ہوا تھا جو انتہائی تجربہ کار ایجنٹوں پر مشتمل تھا اور و
باقاعدہ بکنگ کر کے اس گروپ کے ذریعے دوسروں کے کام کرا
رہتا تھا جس میں ہر قسم کے جرائم بھی شامل تھے اور اس کی وہ ا
بھاری فیسیں وصول کرتا تھا کہ کیٹن میں اس کو لارڈ کرنل کہا جا
تھا۔ اس گروپ کا نام وولف گروپ تھا۔ اس گروپ میں آٹھ افرا
شامل تھے جن میں دو عورتیں تھیں۔ گروپ کی عملی انچارج ایک
عورت مادام ٹائیگر تھی جسے عرف عام میں میڈم وولف کہا جاتا تھا
میڈم وولف بے حد خطرناک عورت تھی۔ ویسے بظاہر وہ ایک نائ
کلب میں رقاصہ تھی لیکن یہ رقص ہفتے میں صرف ایک بار پیش
جاتا تھا اور یہ رقص اس قدر ہیجان خیز ہوتا تھا کہ باقی پورا ہفتہ ا
کی تعریفوں سے پورا کیٹن گونجتا رہتا تھا۔ یہ رقص میڈم وولف
سنہرے رنگ کا نقاب پہن کر کرتی تھی اس لئے سوائے خاص لوگو
کے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ ہیجان خیز رقص کرنے والی می
وولف خود ہے۔ وولف گروپ کا ہیڈ کوارٹر کیٹن کی ایک خوبصور
رہائشی کالونی میں تھا جہاں نہ صرف میڈم وولف کا ذاتی آفس

بلکہ باقی گروپ کے مرد اور عورتیں بھی اس کوٹھی میں رہتی تھیں۔ ان
کے کام کرنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب بھی کوئی بڑا کام آتا تو
میڈم وولف پورے گروپ کی میٹنگ کال کرتی اور پھر وہ باہمی
مشورے سے اس مشن کے لئے لائحہ عمل تیار کرتے اور اس کے بعد
مشن کی تکمیل کا آغاز کر دیا جاتا تھا۔ میڈم وولف اس وقت اپنے
آفس میں بیٹھی ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھی۔ اسے کرنل
وولف نے کل ہی ہاٹ ورلڈ کے ایک مشن کے سلسلے میں بریف کیا
تھا کہ ایشیائی ایجنٹوں کا ایک گروپ جو دو مردوں اور ایک عورت پر
مشتمل ہے کیٹن پہنچا ہے۔ وہ جس حلیئے اور کاغذات میں یہاں پہنچے
تھے ان کی نقول اس فائل میں موجود تھیں اور یہ فائل کل اس تک
پہنچی تھی اور میڈم وولف نے کل رات ہی میٹنگ کال کر کے اس
بارے لائحہ عمل تیار کر لیا تھا اور یہ لائحہ عمل ان کو ٹریس کرنے کا تھا
اور کل سے وولف گروپ پورے کیٹن میں انہیں تلاش کرنے میں
مصروف تھا لیکن ابھی تک کسی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی اس
لئے میڈم وولف اپنے آفس میں بیٹھی اس فائل کو بغور پڑھنے میں
مصروف تھی۔ فائل میں جو تصاویر موجود تھیں ان کے مطابق یہ تینوں
افراد ایکریمین تھے لیکن کرنل وولف نے اسے بتایا تھا کہ دراصل یہ
ایشیائی ہیں اور یہ گروپ ہاٹ ورلڈ کی کسی لیبارٹری کے خلاف کام
کرنے کے لئے یہاں پہنچا ہوا ہے لیکن نہ کرنل وولف اور نہ ہی
وولف گروپ میں کسی کو معلوم تھا کہ کیٹن میں کوئی سائنسی لیبارٹری

بھی ہے اور یہ ان کا مسئلہ بھی نہ تھا۔ ان کا مشن صرف ان دو مردوں اور ایک عورت کو ٹریس کر کے ہلاک کرنا تھا اور یہ ان کے لئے انتہائی آسان مشن تھا۔ اتنا آسان کہ ان کے نزدیک وہ اسے مشن سمجھنے پر ہی تیار نہ ہو رہے تھے۔ گو کیٹن میں لاکھوں مرد اور عورتیں موجود تھیں اور ان میں سے ان تینوں کو ٹریس کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے کے مترادف تھا لیکن چونکہ ان کی تصویریں ان کے پاس تھیں اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ جلد ہی انہیں ٹریس کر لیں گے اور ان کے مطابق اصل مشن انہیں ٹریس کرنا تھا۔ ٹریس کرنے کے بعد ان کا خاتمہ معمولی بات تھی لیکن میڈم وولف کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ یہ تین افراد ہاٹ ورلڈ جیسی بین الاقوامی تنظیم کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جس کے لئے باقاعدہ انہوں نے یہ مشن وولف گروپ کو دیا ہے۔ وہ بیٹھی یہی بات سوچ رہی تھی کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میڈم وولف نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میڈم وولف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسپائس بول رہا ہوں میڈم"...... دوسری طرف سے اس کے گروپ کے ممبر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... میڈم وولف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں ٹریس کر لیا ہے میڈم۔ یہ تینوں ہالہ بار کالونی

کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں"...... اسپائس نے جواب دیا۔

"کیسے ٹریس کیا ہے"...... میڈم وولف نے پوچھا۔

"میں اس رہائشی کالونی میں انہیں ٹریس کرنے کے لئے پٹرولنگ کر رہا تھا کہ میرے قریب سے ایک گہرے سرخ رنگ کی کار گزری اور جب میں نے اسے دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ دونوں مرد ڈرائیونگ اور سائیڈ سیٹوں پر موجود تھے جبکہ عورت عقبی سیٹ پر موجود تھی۔ یہ تینوں ہو بہو ان حلیوں میں تھے جن حلیوں کی تصاویر ہمیں دی گئی تھیں۔ میں نے ان کی کار کا تعاقب شروع کر دیا اور پھر وہ ہالہ بار کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں چلے گئے ہیں۔ میں اب وہاں سے قریب ہی ایک پبلک بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں"۔ اسپائس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل ہے یا نہیں"...... میڈم وولف نے کہا۔

"ہے میڈم"...... اسپائس نے جواب دیا۔

"تم اندر گیس فائر کر دو اور پھر اندر جا کر چیکنگ کر کے مجھے کوٹھی کے اندر سے فون کر کے رپورٹ دو"...... میڈم وولف نے کہا۔

"صرف بے ہوش کر کے یا ہلاک کر کے"...... اسپائس نے چونک کر پوچھا۔

"بے ہوش کر کے مجھے اطلاع دو۔ میں ان سے پوچھ گچھ کر

کے خود انہیں ہلاک کروں گی''...... میڈم وولف نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میڈم وولف نے رسیور رکھ دیا۔

''لو یہ تھا مشن۔ کیا مشن تھا۔ نانسنس۔ نجانے کیوں لوگ معمولی معمولی باتوں کو اس قدر اہمیت دے دیتے ہیں''...... میڈم وولف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس میڈم وولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... میڈم وولف نے تیز لہجے میں کہا۔

''اسپائس بول رہا ہوں میڈم۔ اس کوٹھی کے اندر سے۔ یہ تینوں افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اب کیا حکم ہے''...... اسپائس نے کہا۔

''کیا ان کے حلیئے وہی ہیں جو تصاویر میں ہیں یا ان سے مختلف ہیں''...... میڈم وولف نے کہا۔

''سو فیصد وہی ہیں میڈم''...... اسپائس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں ٹھہرو میں روز ڈوم کو ویگن دے کر بھجوا رہی ہوں۔ وہ ان تینوں کو یہاں ہیڈ کوارٹر لے آئے گا''...... میڈم وولف نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میڈم نے رسیور رکھا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''یس میڈم''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''روز ڈوم سے کہو کہ وہ بڑی ویگن لے کر ہالہ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں جائے۔ وہاں اسپائس موجود ہے اور ہمارے تینوں مطلوبہ افراد بھی وہاں بے ہوشی کے عالم میں موجود ہیں۔ وہ انہیں ویگن میں ڈال کر یہاں لے آئے گا اور باقی تمام گروپ کو کہہ دو کہ وہ ان کی تلاش بند کر دیں اور سنو۔ جب یہ تینوں بے ہوش افراد یہاں آئیں تو تم نے انہیں ریڈ روم میں زنجیروں میں جکڑ کر مجھے اطلاع دینی ہے''...... میڈم وولف نے کہا۔

''یس میڈم''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میڈم وولف نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو میڈم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... میڈم وولف نے کہا۔

''میڈم۔ دو مرد اور ایک عورت بے ہوش پہنچائے گئے تھے انہیں ریڈ روم میں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اسپائس کہاں ہے۔ کیا وہ ساتھ آیا ہے''...... میڈم وولف نے کہا۔

''یس میڈم۔ وہ اپنی کار میں آیا تھا اور پھر واپس چلا گیا ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تم ان تینوں کو گولیوں سے اڑا دو۔ میں نے ان کو ہوش میں لانے اور ان سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ بدل دیا ہے''...... میڈم وولف نے کہا۔

''یس میڈم۔حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میڈم وولف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کا موڈ اچانک تبدیل ہوگیا تھا۔ اسے یہ سوچ کر ہی کوفت سی محسوس ہونے لگ گئی تھی کہ وہ پہلے انہیں ہوش میں لائے، پھر ان سے بات چیت کرے اور پھر انہیں گولیوں سے اڑا دے۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا لی۔ اس پر مشن مکمل ہونے کا نوٹ لکھ کر اس نے فائل کو ایک سائیڈ پر موجود ٹوکری میں ڈال دیا۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ جب اسے ان کی ہلاکت کی اطلاع ملے گی تو وہ کرنل وولف کو اطلاع دے دے گی کہ مشن مکمل کر دیا گیا ہے۔

کرنل فریدی کے تاریک ذہن میں اچانک روشنی تیزی سے پھیلنا شروع ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے چہرے پر پانی کی ٹھنڈک کا احساس ہوا۔ شاید اس کے چہرے پر مسلسل پانی کی پھوار ڈالی جا رہی تھی اور شاید اسی ٹھنڈک کی وجہ سے اس کے ذہن میں موجود تاریکی روشنی میں تبدیل ہونا شروع ہوگئی تھی۔

''اب اس کا چہرہ تولیئے سے رگڑو تاکہ میک اپ اتر جائے''۔ ایک آواز کرنل فریدی کے کانوں میں پڑی اور اس کے ساتھ ہی کسی نے اس کے چہرے پر کوئی چیز ڈالی اور اسے رگڑنا شروع کر دیا۔ کرنل فریدی سمجھ گیا کہ اس کا میک اپ صاف کیا جا رہا ہے لیکن اسے معلوم تھا کہ اس صدیوں پرانے طریقے سے اس کا جدید میک اپ واش نہیں کیا جا سکتا۔

''یہ تو میک اپ میں نہیں ہے''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" چلو چھوڑو۔ انہیں ختم کرو اور اس عورت کو ساتھ لے چلو"۔ دوسری آواز سنائی دی۔

" لیکن میڈم نے اس عورت کے بارے میں بھی پوچھ لینا ہے"...... پہلی آواز نے کہا۔

" اور ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ان دونوں کو گولی مار کر برقی بھٹی میں ڈال دو۔ میڈم کو کہہ دینا کہ تینوں کو برقی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہے جبکہ میں اس عورت کو لے کر گولڈن پوائنٹ پر جا رہا ہوں۔ تم بھی چھٹی کر کے وہیں آ جانا"...... دوسری آواز نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ میں تمہیں چھوڑ کر پھاٹک بند کر دوں۔ پھر یہ کام کروں گا"...... پہلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اسے دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں دور جاتی سنائی دیں تو کرنل فریدی نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے میں اس نے جائزہ لے لیا تھا کہ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن حمید بھی اسی حالت میں موجود تھا لیکن اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی جبکہ ملیکا وہاں موجود نہ تھی۔ بے ہوش ہونے سے پہلے کے حالات فلمی مناظر کی طرح اس کے ذہن میں گھوم گئے۔ وہ لیبارٹری کا محل وقوع ٹریس کرنے کی کوشش میں مصروف تھے اور اس سلسلے میں وہ اپنی رہائش گاہ پہنچے تھے کہ اچانک کرنل فریدی کا ذہن گھومنے لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا اور اب اسے اس حالت میں ہوش آیا تھا۔ ان دونوں آدمیوں کے

درمیان جو باتیں ہوئی تھیں اس سے وہ ساری کہانی سمجھ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک آدمی ابھی واپس آئے گا اور پھر ان دونوں پر فائر کھول دے گا اور اگر اس نے فوری طور پر ان زنجیروں سے نجات حاصل نہ کی تو معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں اس لئے اس نے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کلائیوں کے گرد موجود کڑوں پر پھیرنا شروع کر دیں۔ اسے ایسے کڑوں کی ساخت کا بخوبی علم تھا اس لئے چند لمحوں بعد ہی وہ ان کڑوں کے مخصوص بٹن پریس کر لینے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے دونوں ہاتھ کڑوں اور زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور چند لمحوں بعد اس کے دونوں پیر بھی کڑوں سے آزاد ہو گئے اور وہ سیدھا ہو کر آگے بڑھ گیا۔ اس نے اپنی جیبوں کی تلاشی لی لیکن جیبیں خالی تھیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ جس جگہ وہ جکڑا ہوا تھا وہ جگہ دروازے سے ہٹ کر تھی اس لئے اس معلوم تھا کہ آنے والا جب تک اندر داخل نہ ہو جائے گا اس وقت تک اس کے بارے میں علم نہ ہو سکے گا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی تیز آواز باہر سے ابھری اور پھر ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ کرنل فریدی کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر فضا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد

ساکت ہو گیا۔ کرنل فریدی نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور تیزی
سے آگے بڑھ کر وہ سائیڈ میں موجود الماری کی طرف مڑ گیا جس
کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس میں موجود پانی کی بوتلیں اسے نظر آ
رہی تھیں۔ کرنل فریدی نے ایک بوتل اٹھائی اور کیپٹن حمید کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور ایک ہاتھ سے کیپٹن حمید
کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور پھر پانی اس کے حلق میں ڈال
دیا۔ جب دو گھونٹ پانی کیپٹن حمید کے حلق سے نیچے اتر گیا تو کرنل
فریدی پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن حمید کے جسم میں ہوش آنے
کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔

"کیپٹن حمید۔ جلدی ہوش میں آؤ۔ ہم خطرے میں ہیں"۔ کرنل
فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا او دوسرے
لمحے اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا نیچے کی
طرف ڈھلکا ہوا جسم تن گیا تو کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر اس کے
دونوں کڑے کھول دیئے اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ فرش پر پڑے ہوئے
آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"ہم کہاں ہیں۔ ملیکا کہاں ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"مجھے بھی ابھی ہوش آیا ہے۔ اس آدمی سے معلوم کرنا ہو گا"۔
کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر اس آدمی
کو اٹھایا اور پھر لا کر اسے ان کڑوں میں جکڑ دیا جن میں پہلے وہ
خود جکڑا ہوا تھا۔ کیپٹن حمید نے بھی اس کی مدد کی۔

"میں باہر چیک کروں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ملیکا کو یہاں سے باہر لے
جایا گیا ہے۔ اسے واپس لانا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر
جکڑے ہوئے آدمی کی تلاشی لی اور اس کی جیب سے ملنے والے
مشین پسٹل کو ہاتھ میں لے کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اسلحہ کہیں نہ کہیں سے مل جائے گا"...... کرنل فریدی نے
جواب دیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس
کا اختتام سیڑھیوں پر ہو رہا تھا اور یہ سیڑھیاں ایک کھلے ہوئے
دروازے تک جا رہی تھیں۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بڑے محتاط
انداز میں اس کمرے میں پہنچے تو یہاں میز پر ان کی جیبوں سے
نکلنے والا تمام سامان موجود تھا۔ کیپٹن حمید نے فوراً آگے بڑھ کر اپنا
مشین پسٹل اٹھا لیا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جس کا ایک سرا
برآمدے میں اور دوسرا نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں پر ختم ہو رہا تھا۔ کرنل
فریدی پہلے برآمدے کی طرف بڑھا۔ اس نے کونے میں رک کر
باہر کا جائزہ لیا۔ برآمدے کے بعد وسیع و عریض صحن تھا جس کے گرد
چار دیواری اور بڑا سا پھاٹک تھا۔ ایک سائیڈ پر دو کاریں بھی موجود
تھیں۔

"تم باہر چیک کرو لیکن خیال رکھنا آواز پیدا نہ ہونے دینا۔ ایسا
نہ ہو کہ الٹا ہم پھنس جائیں۔ میں نیچے جا کر چیک کرتا ہوں"۔ کرنل

فریدی نے آہستہ سے کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے
بڑھا اور ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا تو کرنل فریدی واپس مڑا اور
پھر بڑے محتاط انداز میں سیڑھیاں اترتا ہوا وہ ایک بند دروازے پر
پہنچ گیا۔ اس دروازے کی ساخت ہی بتا رہی تھی کہ یہ ساؤنڈ پروف
ہے۔ کرنل فریدی نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے آہستہ سے دبایا
تو بھاری دروازہ ذرا سا کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی عورت کی
آواز سنائی دی۔ وہ شاید فون پر باتیں کر رہی تھی۔
"یہ کام روگر نے کیا ہے کرنل۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ میں
خود جا کر ان بے ہوش افراد کو گولیوں سے اڑا دوں لیکن پھر یہ کام
میں نے روگر پر ڈال دیا۔ بے ہوش افراد کو گولیاں ہی ماری تھیں"
عورت کی آواز تھوڑے سے وقفے کے بعد دوبارہ سنائی دی۔ یہ
ظاہر ہے دوسری طرف سے ہونے والی بات سننے میں ہوا تھا
چونکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز کرنل فریدی کے کانوں تک
نہ پہنچ رہی تھی اس لئے درمیان میں خاموشی کا وقفہ آ گیا تھا۔
"اوکے۔ کرنل"...... چند لمحوں کے وقفے کے بعد اس عورت کی
آواز سنائی دی تو کرنل فریدی نے لات ماری اور دروازہ ایک
دھماکے سے کھلتے ہی وہ اچھل کر اندر داخل ہوا تو سامنے میز کے
پیچھے بیٹھی ہوئی نوجوان عورت کی آنکھیں یکلخت پھیلتی چلی گئیں۔
"تم۔ تم کون ہو۔ اور یہاں"...... اس عورت نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا لیکن ابھی فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ کرنل فریدی

ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے حیرت سے بت بنی بیٹھی وہ عورت چیختی
ہوئی میز کے اوپر سے گھسٹ کر ایک دھماکے سے میز کی دوسری
طرف فرش پر موجود قالین پر جا گری۔ نیچے گرتے ہی اس نے تیزی
سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ کرنل فریدی کی لات گھومی اور وہ
عورت چیختی ہوئی اچھل کر کسی فٹ بال کی طرح سائیڈ پر موجود
صوفوں سے ٹکرا کر دوبارہ پلٹ کر نیچے گری اور اس نے ایک بار پھر
اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ کرنل فریدی کی لات دوبارہ گھومی اور اس بار
کمرہ اس عورت کے حلق سے نکلنے والی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔
اس کے ساتھ ہی اس عورت کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور ساکت
ہو گئی۔ کرنل فریدی نے جھک کر اس کی کلائی پر ہاتھ رکھ دیا اور جب
اسے یقین ہو گیا کہ اب یہ ایک گھنٹے تک خود ہوش میں نہیں آ سکے
گی تو وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکل کر تیزی سے سیڑھیاں
چڑھتا ہوا اوپر برآمدے میں پہنچا ہی تھا کہ دوسری طرف سے کیپٹن
حمید واپس آتا دکھائی دیا۔
"کیا ہوا"...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔
"پوری عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ یہ کافی بڑی
عمارت ہے اور عقبی طرف باقاعدہ دس بارہ کمرے ہیں جہاں موجود
چیزوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کافی افراد رہائش پذیر ہیں"۔ کیپٹن
حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"نیچے دفتر میں ایک عورت بے ہوش پڑی ہے اسے اٹھا کر اس

کمرے میں لے آؤ جہاں وہ آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جلدی کرو کسی بھی وقت کوئی یہاں آ سکتا ہے“...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا واپس اس کمرے سے ہو کر سیڑھیاں اترتا ہوا اس کمرے میں آیا جو ٹارچنگ روم تھا اور جہاں وہ آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا جو انہیں گولی مارنے آیا تھا۔ اس کی گردن ابھی تک ڈھلکی ہوئی تھی۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ دوسرے تھپڑ پر وہ آدمی کراہتا ہوا ہوش میں آیا تو کرنل فریدی نے اس کے بال چھوڑ دیئے اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کا ڈھلکا ہوا جسم تن گیا اور وہ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نظریں کرنل فریدی پر جم سی گئیں۔

”تم۔ تم تو بے ہوش تھے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ پھر۔ پھر تم کیسے ہوش میں آگئے اور تم نے زنجیروں سے کیسے آزادی حاصل کر لی“...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔ اس نے کاندھوں پر بے ہوش عورت کو اٹھایا ہوا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ میڈم وولف۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے“...... اس آدمی نے عورت کو دیکھتے ہی حیرت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسے بھی جکڑ دو“...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر کیپٹن حمید کی مدد کی اور چند لمحوں بعد وہ عورت بھی زنجیروں میں جکڑ دی گئی۔ البتہ اس کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔

”کہیں سے رسی ڈھونڈ کر لاؤ“...... کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے“...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

”عورت کو اس انداز میں جکڑنا کہ اس کے دونوں بازو اوپر کو اٹھے ہوئے ہوں غلط ہے۔ جاؤ رسی تلاش کر کے لے آؤ“...... کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... کرنل فریدی نے مڑ کر اس آدمی سے پوچھا۔

”میرا نام روگر ہے“...... اس آدمی نے جواب دیا۔

”میری ساتھی عورت کو تم نے کہاں بھیجا ہے“...... کرنل فریدی کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

”تمہاری ساتھی عورت۔ کیا مطلب۔ کون سی عورت“...... روگر نے چونک کر کہا تو دوسرے لمحے اس کے منہ پر پڑنے والے زوردار تھپڑ اور اس کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ایک ہی تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ اس کے منہ سے دانت پھلجھڑیوں کی طرح نکل کر فرش پر بکھر گئے اور اس کی ناک اور منہ سے خون بہنے لگا۔

"اب اگر جھوٹ بولا تو ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ سمجھے۔ میں اس وقت ہوش میں تھا جب تم نے دوسرے آدمی کے ساتھ باہر جا رہے تھے اور تم کہہ رہے تھے کہ وہ اسے گولڈن پوائنٹ پر لے جائے اور تم خود بھی پہنچ جاؤ گے۔ کہاں ہے یہ گولڈن پوائنٹ۔ جلدی بولو"...... کرنل فریدی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ گرانٹ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں ہے۔ اسپائس کو وہ عورت پسند آ گئی تھی اور مجھے بھی اس لئے میں نے میڈم کو انٹر کام پر بتا دیا کہ ہم نے تم تینوں کو ہلاک کر کے برقی بھٹی میں ڈال دیا ہے"...... اس بار روگر نے شرافت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا فون نمبر ہے وہاں کا"...... کرنل فریدی نے پوچھا تو روگر نے فون نمبر بتا دیا۔ کرنل فریدی نے مڑ کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور روگر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے اس نے فون سیٹ اٹھایا اور اسے روگر کے قریب کر کے اس کا رسیور ان کے کان سے لگا دیا۔

"اسے حکم دو کہ وہ میری ساتھی عورت کو فوراً واپس لے آئے"۔ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس وقت تک دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی کیونکہ کرنل فریدی نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہیلو۔ اسپائس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل فریدی پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جو پہلے وہ سن چکا تھا۔

"روگر بول رہا ہوں اسپائس۔ اس عورت کی کیا پوزیشن ہے"۔ روگر نے کہا۔

"وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم نے خود آنے کی بجائے فون کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے اسپائس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس عورت کو اسی حالت میں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر واپس لے آؤ۔ میڈم کو معلوم ہو گیا ہے اور میں نے بڑی مشکل سے تمہاری اور اپنی جان بخشی کرائی ہے۔ جلدی کرو۔ اسے لے آؤ تا کہ اسے ہلاک کر کے برقی بھٹی میں ڈالا جائے۔ جلدی کرو ورنہ میڈم کو غصہ آ گیا تو ہم دونوں مارے جائیں گے"...... روگر نے چیخ کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ کیسے ہوا"...... دوسری طرف سے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"فوراً اسے لے کر واپس آؤ۔ باقی باتیں یہاں ہوں گی۔ جلدی کرو"...... روگر نے کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل فریدی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر فون پیس واپس اس تپائی پر رکھ دیا۔

"تم نے فوری طور پر اپنی زندگی بچا لی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بڑا گچھا موجود تھا۔

"اس کا ساتھی اسپاٹس ملیکا کو بے ہوشی کے عالم میں واپس لا رہا ہے اور ہم نے اسے کور کرنا ہے۔ بعد میں یہ سب ہو جائے گا۔ اس روگر کے منہ میں رومال ڈال دو"...... کرنل فریدی نے روگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ برآمدے میں موجود تھا کہ کیپٹن حمید بھی باہر آ گیا۔

"تم پھاٹک کے قریب رکو۔ جیسے ہی گاڑی آئے تم نے پھاٹک کھول کر اس کی اوٹ میں ہو جانا ہے۔ میں یہیں رہوں گا"۔ کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور تیزی سے صحن کراس کر کے وہ پھاٹک کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد پھاٹک کے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا تو کرنل فریدی کے اشارے پر کیپٹن حمید نے پھاٹک کا بڑا پٹ کھولا اور خود اس کے پیچھے ہوتا چلا گیا۔ باہر سیاہ رنگ کی کار موجود تھی جو پھاٹک کھلتے ہی اندر داخل ہوئی اور سیدھی برآمدے کے قریب آ کر رک گی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر آدمی موجود تھا۔ باقی کار خالی نظر آ رہی تھی۔ کار رکتے ہی وہ آدمی باہر نکلا ہی تھا کہ کرنل فریدی نے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کار سے باہر نکلنے والا آدمی

گولیاں کھا کر چیختا ہوا اچھلا اور نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ کرنل فریدی ستون کی اوٹ سے نکل کر آگے بڑھا اور جب تک وہ اس آدمی تک پہنچتا وہ آدمی ساکت ہو چکا تھا۔

"اس کی لاش اٹھا کر کسی کمرے میں ڈال دو"...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا اور خود اس نے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا تو دونوں سیٹوں کے درمیان ملیکا بے ہوشی کے عالم میں سمٹی ہوئی پڑی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید لاش کمرے میں ڈال کر واپس آ گیا۔

"ملیکا کے منہ میں پانی ڈالو اور اسے ہوش میں لا کر وہاں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے کہا اور مڑ کر تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس ٹارچنگ روم میں آ گیا۔ روگر کے منہ میں رومال ٹھونسا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے رومال اس کے منہ سے نکال دیا۔

"سنو روگر۔ تمہارا ساتھی اسپاٹس ہلاک ہو چکا ہے لیکن تم نے چونکہ ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے میں نے تمہیں زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو کہ یہ سیٹ اپ کیا ہے اور تم کس کے تحت کام کر رہے ہو۔ یہ میڈم ڈولف کون ہے اور تم نے ہمیں کیسے ٹریس کر کے بے ہوش کیا تھا"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... روگر نے کہا۔

"ہاں۔ تم ہمارے لئے چھوٹی مچھلی ہو اور پھر تم تعاون کر رہے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا تو روگر نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ کرنل فریدی خاموشی سے سب کچھ سنتا رہا اور جب روگر نے بتایا کہ ناشول ائیر پورٹ سے ان کے کاغذات کی تفصیلات منگوائی گئی تھیں تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید اور ملیکا اندر داخل ہوئے۔

"ملیکا۔ کیپٹن حمید کے ساتھ مل کر اس عورت کو زنجیروں سے نکال کر کسی کرسی پر بٹھا کر رسی سے جکڑ دو"...... کرنل فریدی نے مڑ کر ملیکا سے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے کسی حیرت کا اظہار نہ کیا تھا۔ شاید کیپٹن حمید نے اسے باہر ہی بریف کر دیا تھا۔

"کرنل وولف کو ٹاسک کس نے دیا ہو گا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میڈم کو معلوم ہو گا کیونکہ کرنل سے صرف اس کا رابطہ رہتا ہے"...... روگر نے جواب دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے کچھ دیر بعد ملیکا سے کہا جس نے کیپٹن حمید کے ساتھ مل کر میڈم وولف کو زنجیروں سے آزاد کر کے ایک کرسی پر بٹھا کر کرسی سے جکڑ دیا تو اور ملیکا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میڈم وولف کی طرف بڑھ گئی اور پھر اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

"کیپٹن حمید۔ تم باہر جا کر پہرہ دو۔ اس روگر نے بتایا ہے کہ یہاں ان کے گروپ کے آٹھ افراد رہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی آ سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر کوئی آ جائے تو اس کا کیا کرنا ہے"...... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"جو کچھ اسپائس کے ساتھ ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے مختصر سا جوب دیا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے میڈم وولف ملیکا کے چار زور دار تھپڑ کھا کر ہوش میں آ گئی۔ اس کے ہوش میں آتے ہی ملیکا پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ روگر اس حالت میں ہو تم۔ کیا مطلب۔ ان لوگوں کو تو ہلاک کر کے برقی بھٹی میں ڈال دیا تھا"...... میڈم وولف نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں غلط اطلاع دی گئی تھی۔ تمہارا آدمی اسپائس ہلاک ہو چکا ہے اور روگر ہمیں تمہارے تمام سیٹ اپ کے بارے میں بتا چکا ہے۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ کرنل وولف کو یہ ٹاسک کس نے دیا تھا"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ کرنل وولف کسی کو کچھ نہیں بتاتا"...... میڈم وولف نے اس بار سنبھلتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ملیکا۔ اسے آف کر دو۔ ہم کرنل وولف سے خود ہی معلوم کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل اس نے ملیکا کی طرف بڑھا دیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم"...... میڈم وولف نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر ملیکا کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"تم سچ نہیں بول رہی۔ جھوٹ بول رہی ہو۔ میرا نام کرنل فریدی ہے اور میرے اندر قدرتی صلاحیت ہے کہ میں سچ جھوٹ کو پہچان لیتا ہوں۔ سنو۔ میں نے روگر کو بھی بتا دیا ہے کہ وہ چونکہ چھوٹی مچھلی ہے اس لئے اگر وہ ہمارے ساتھ تعاون کرے تو ہم اسے زندہ چھوڑ دیں گے اور اس نے تعاون کیا ہے اس لئے میں اسے ہلاک نہیں کروں گا اور یہی آفر تمہارے لئے بھی ہے بشرطیکہ تم سچ بول دو"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا واقعی۔ کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے"۔ میڈم وولف نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں مجھ پر اعتماد ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے وعدے وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بولو"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کرنل وولف کو یہ ٹاسک ہاٹ ورلڈ کے چیف مارٹن نے دیا تھا"...... میڈم وولف نے جواب دیا۔

"ہاٹ ورلڈ کی لیبارٹری کہاں ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ کرنل وولف کو معلوم ہو گا"...... میڈم وولف نے کہا۔

"اس کا آفس کہاں ہے اور کیا سیٹ اپ ہے اس کے آفس کا"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"آسٹن روڈ پر وولف ہاؤس مشہور عمارت ہے۔ کرنل وہیں رہتا ہے۔ وہ مخصوص لوگوں کا نائٹ کلب ہے۔ البتہ اجنبی بغیر کرنل وولف کے دیئے ہوئے کارڈ کے اندر داخل نہیں ہو سکتے"...... میڈم وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں فون کر کے تمہاری بات کرنل وولف سے کراتا ہوں۔ تم اسے کہو کہ تم تین مہمانوں کو بھیج رہی ہو۔ انہیں کارڈز دے دیئے جائیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ وہ پہلے چھان بین کرے گا پھر کارڈ جاری کرے گا"...... میڈم وولف نے کہا۔

"تو پھر اسے یہاں بلاؤ۔ میں بہرحال اس سے ملنا چاہتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ وہاں سے کہیں نہیں آتا جاتا"...... میڈم وولف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تمہارے گروپ کے باقی افراد اس وقت کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ ایک دوسرے کام میں مصروف ہیں۔ یہ کام تو ختم ہو گیا تھا اس لئے میں نے انہیں دوسرے کام پر لگا دیا تھا۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... میڈم وولف نے چونک کر کہا۔

"انہیں فون کر کے یہاں بلا لو کیونکہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں اور تم اور روگر بندھے ہونے کی وجہ سے فون نہ کر سکو گے اور اس طرح بھوک و پیاس سے تم دونوں مر بھی سکتے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہمیں چھوڑ دو۔ وہ تو رات کو ہی آئیں گے۔ اس وقت نجانے وہ کہاں ہوں گے"...... میڈم وولف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ملیکا ان دونوں سے تم نے کوئی وعدہ نہیں کیا"۔ کرنل فریدی نے ملیکا سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ ان دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا لیکن کرنل فریدی مڑا نہیں بلکہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ باہر برآمدے میں کیپٹن حمید موجود تھا۔

"کیا ہوا ہے۔ اندر فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ملیکا نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم نے اب اس کرنل وولف سے ملنا ہے۔ اسے یقیناً لیبارٹری کا علم ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ کرنل وولف"...... کیپٹن حمید نے چونک کر

پوچھا۔

"آسٹن روڈ پر وولف ہاؤس ہے جو دراصل مخصوص افراد کا نائٹ کلب ہے اور وہاں داخلہ صرف کارڈ سے ہوتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر"...... کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔ اس دوران ملیکا بھی واپس آ گئی تھی۔

"ہم نے بہرحال اس سے ملنا ہے۔ البتہ ہمارے حلیئے ان لوگوں تک پہنچ چکے ہیں اور ہم نے واقعی حماقت کی ہے کہ یہاں پہنچ کر میک اپ تبدیل نہیں کئے۔ تم جا کر یہاں سے میک اپ باکس یا ماسک میک اپ باکس تلاش کرو"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ بانتو کی ایک رہائشی کالونی میں ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ اس کوٹھی کا انتظام بارسلونا کلب کے مینجر آرتھر نے کیا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی بانتو ائیر پورٹ سے ٹیکسیوں میں بیٹھ کر سیدھے یہاں پہنچ گئے تھے اور یہاں پہنچ کر عمران نے آرتھر کو کہہ دیا تھا کہ وہ جزیرہ رساڈو پر موجود تمام سیٹ اپ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے اسے مہیا کرے اور آرتھر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ جلد از جلد یہ معلومات حاصل کر کے اسے فون کرے گا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں کسی دوسرے پر انحصار کر کے نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"کتنا قیمتی ہے۔ کچھ بھاؤ تو بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفدر سنجیدگی سے بات کر رہا ہے اور تم اسے مذاق میں ٹال رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہاٹ ویپن کسی بھی وقت تیار ہو کر مسلمانوں کے لئے قیامت بن سکتا ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے ایک ہاٹ ویپن نہیں بنانا۔ کم از کم سو کے قریب تیار کرنے ہیں اور اس میں ظاہر ہے انہیں وقت تو لگے گا اور بغیر معلومات کے رساڈو مدفن تو بن سکتا ہے ہمارے لئے کامیابی کا سکوپ نہیں ہو سکتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں معلومات تو ہم بھی حاصل کر سکتے ہیں"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"کیسے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بانتو سے وہاں تمام سپلائی جاتی ہو گی۔ یہاں لازماً کوئی نہ کوئی پارٹی ہو گی"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی پارٹی کے بارے میں ہی تو آرتھر معلوم کر رہا ہے۔ وہ یہاں کا رہنے والا ہے اور اس لئے وہ آسانی سے معلوم کر سکتا ہے جبکہ ہم الجھ بھی سکتے ہیں اور الجھنے میں ہمارا زیادہ وقت ضائع ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو"...... جولیا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے تمہیں یقین تو آنے لگا کہ میں ٹھیک کہتا ہوں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ فوری طور پر کوٹھی خالی کر دیں۔ فوری طور پر۔ آپ کی کوٹھی پر خوفناک حملہ ہونے والا ہے۔ فوری خالی کر دیں کوٹھی"۔ دوسری طرف سے آرتھر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"جلدی کرو۔ ہم نے سائیڈ کوٹھی میں جانا ہے۔ اس کوٹھی پر حملہ ہونے والا ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑے اور پھر سائیڈ دیوار کے قریب آ کر عمران اچھلا اور دوسرے لمحے دیوار پر چڑھا اور پھر دوسری کوٹھی کے اندر کود گیا۔

"کون ہے۔ کون ہے"...... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز ایک سائیڈ سے سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک بھاری بھرکم آدمی دوڑتا ہوا اس طرف آیا تو عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور چند لمحوں بعد وہ آدمی گردن تڑوا چکا تھا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی یکے بعد دیگرے نیچے کودتے چلے گئے جبکہ عمران اس آدمی کی گردن توڑ کر تیزی سے آگے بڑھ کر کوٹھی کی عمارت میں داخل ہو گیا لیکن پوری کوٹھی خالی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی کوٹھی کا چوکیدار ہو گا

جو ان کے کودنے کی آواز سن کر ادھر آیا تھا اور پھر ابھی وہ لوگ پوری طرح سنبھلے بھی نہ تھے کہ سائیڈ کوٹھی کی طرف سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ دھماکے اس قدر شدید تھے کہ جس کوٹھی میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے وہ کوٹھی بھی اس طرح لرز رہی تھی جیسے ابھی گر پڑے گی۔ چند لمحوں بعد دھماکے بند ہو گئے البتہ سائیڈ کوٹھی سے دھواں اور شعلے اس طرح نکل رہے تھے جیسے کوٹھی پر کسی نے ایٹم بم مار دیا ہو۔ چند لمحوں بعد باہر سے کاریں سٹارٹ ہونے اور پھر تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی باہر شور کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اس بار واقعی بال بال بچے ہیں"...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر آرتھر چند لمحے پہلے اطلاع نہ دیتا تو ہمارا خاتمہ یقینی تھا"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پولیس کاروں اور فائر بریگیڈ کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہمیں یہاں سے بھی نکلنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے پہلے آرتھر سے بات کرنی ہو گی۔ تم خیال رکھنا۔ میں اندر سے فون کر لوں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے فون دیکھا تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا تو

فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بارسلونا کلب"...... دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ آرتھر سے بات کراؤ"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پرنس آپ زندہ ہیں۔تھینک گاڈ"...... چند لمحوں بعد آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا بے حد شکریہ آرتھر کہ تم نے ہمیں بروقت بتا دیا۔صرف چند لمحوں کا فرق پڑا اور ہم سائیڈ کوٹھی میں کود گئے لیکن یہ ہوا کیا ہے۔تفصیل بتاؤ تاکہ ہم آئندہ کا لائحہ عمل طے کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ یہاں ایک بدنام کلب ہے جسے ہارڈ کلب کہا جاتا ہے اور اس کا مالک بانتو کا بدنام اور مشہور ترین غنڈہ اور بدمعاش ماسٹر زگورا ہے۔ رساڈو میں بھی حفاظتی انتظامات کا تمام سیٹ اپ اس ماسٹر زگورا کا ہی ہے اس لئے میں نے اس کے ایک آدمی کو بھاری معاوضہ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ رساڈو میں ہونے والے انتظامات کی تفصیل بتائے تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ کہیں میں ایشیائی ایجنٹوں کے ساتھ تعاون تو نہیں کر رہا جن کی تعداد پانچ

ہے اور جن میں ایک عورت اور چار مرد شامل ہیں۔ میرے تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ماسٹر زگورا نے اپنے خاص گروپ جسے میڈم لوکاشی گروپ کہا جاتا ہے کے ذمے ٹاسک لگایا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دے۔ ناشول ائیر پورٹ سے آپ کے کاغذات کی تفصیل ان تک پہنچ چکی ہے جن میں آپ سب کی تصویریں بھی موجود ہیں اور لوکاشی گروپ نے ائیر پورٹ سے ٹیکسی ڈرائیوروں کو تلاش کر کے ان سے پوچھ گچھ کی کہ آپ لوگ کہاں ڈراپ ہوئے ہیں اور ان کے مطابق لوکاشی نے اپنے گروپ کو اس کوٹھی پر میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دیا ہے اور وہ لوگ روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ جس پر میں نے آپ کو اطلاع کر دی"...... آرتھر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وری بیڈ۔ واقعی ہم نے یہاں آ کر میک اپ تبدیل نہیں کئے تھے۔ بہرحال تمہارے نقصان کا مداوا کر دیا جائے گا۔تم ہمیں کوئی دوسری رہائش گاہ بتا دو جہاں ماسک میک اپ باکس، کاریں اور اسلحہ موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

"سٹانزا کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو پندرہ آپ کے لئے مناسب رہے گی۔ وہاں میرا آدمی جیمز موجود ہو گا۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ آپ نے اسے پرنس آف ڈھمپ بتانا ہے اور آپ نے ٹیکسیوں میں سفر کرنا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ اب یہ لوگ ہمیں ٹریس نہ کر سکیں گے۔ میں

اس کوٹھی میں پہنچ کر ہی تم سے بات کروں گا“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ باہر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ پولیس اور فائر بریگیڈ نے اس کوٹھی سے ملبہ اٹھوانا شروع کر دیا ہے۔

” عقبی طرف سے علیحدہ علیحدہ نکل کر بسوں کے ذریعے سٹانزا کالونی کی کوٹھی نمبر تین سو پندرہ میں پہنچو۔ وہاں جو پہلے پہنچے وہ وہاں موجود آدمی کو پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتائے گا۔ چلو نکلو۔ کسی بھی لمحے یہ کوٹھی چیک ہو سکتی ہے اور یہاں بہرحال ایک لاش موجود ہے“۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے عقبی دروازے سے نکلے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں عمران باہر آیا اور چکر کاٹ کر وہ کافی دور سے مین روڈ پر پہنچا۔ اس نے ایک بک سٹال سے بانتو کا تفصیلی نقشہ خریدا اور پھر اس بک سٹال پر موجود لڑکے سے اس نے سٹانزا کالونی جانے کے لئے بس کا نمبر پوچھا تو اس لڑکے نے اسے تفصیل سے بتایا کہ وہ کہاں سے بس میں سوار ہو سکتا ہے اور کس نمبر کی بس اسے سٹانزا کالونی پہنچا سکتی ہے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ سٹانزا کالونی پہنچ چکا تھا۔ صفدر وہاں پہلے پہنچا تھا جبکہ باقی ساتھی ابھی نہیں پہنچے تھے۔

” صفدر۔ یہاں میک اپ باکس ہو گا۔ وہ لے آؤ“...... عمران نے کہا۔

” ہم ٹریس کیسے ہو گئے۔ کیا ہمارے حلیئے انہیں معلوم تھے“۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

” ہاں۔ ہم سے یہ حماقت ہوئی کہ ہم نے میک اپ تبدیل نہیں کئے تھے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” لیکن یہ کون سا گروپ ہے“...... صفدر نے کہا تو عمران نے آرتھر سے ملنے والی معلومات اسے بتا دیں۔

” اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں یہیں روکنا چاہتے ہیں“۔ صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صفدر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے تو عمران اپنا اور اپنے ساتھیوں کا نئے سرے سے میک اپ کر دیا تاکہ ان کاغذات کی بنیاد پر انہیں پہنچانا نہ جا سکے۔ عمران کو سارے ساتھیوں کو اس بارے میں تفصیل بتانا پڑی تھی۔

” عمران صاحب۔ اب کیا اس لوکاشی گروپ کے خلاف کام کرنا پڑے گا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

” ہم یہاں الجھنا نہیں چاہتے۔ ہمیں اصل مشن پر کام کرنا ہو گا“...... عمران نے جواب دیا اور اس نے ساتھ ہی پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

” بارسلونا کلب“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

” پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ آرتھر سے بات کراؤ“۔

عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"آرتھر بول رہا ہوں پرنس۔ کیا آپ اور آپ کے ساتھی بخیریت پہنچ گئے ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں اور ہم نے حلیئے بھی تبدیل کر لئے ہیں۔کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"لوکاشی گروپ کو اطلاع مل چکی ہے کہ کوٹھی خالی تھی۔ وہاں سے کوئی لاش نہیں ملی جبکہ پولیس چیکنگ پر ساتھ والی کوٹھی سے چوکیدار کی لاش ملی ہے جسے گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے اور اس کوٹھی کا عقبی دروازہ بھی کھلا ملا ہے۔ یہ اطلاعات لوکاشی تک پہنچ گئی ہیں اور لوکاشی نے اپنے ساتھیوں کو پورے شہر میں پھیلا دیا ہے تاکہ آپ کو دوبارہ ٹریس کیا جا سکے"...... آرتھر نے کہا۔

"لوکاشی جو مرضی آئے کرتی رہے۔تم بتاؤ رساڈو کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ وہاں انتہائی زبردست حفاظتی سیٹ اپ کیا گیا ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ ان حفاظتی انتظامات کا پلان اس لوکاشی نے ہی بنایا ہے اور لوکاشی نے اپنے خاص آدمی فریڈ کو رساڈو کا سیکورٹی انچارج بنایا ہے اور یہ جو سیٹ اپ بنایا گیا ہے اس کے تحت رساڈو کے چاروں طرف سمندر کی تہہ میں کراس ریز کا جال

پھیلا دیا گیا ہے جسے کوئی لانچ ، کوئی غوطہ خور اور کوئی جہاز کسی صورت کراس نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جزیرے کے اوپر ایسی گنیں نصب کر دی گئی ہیں جو فضا میں اڑنے والے گن شپ ہیلی کاپٹر کو بھی یقینی طور پر نشانہ بنا سکتی ہیں اس طرح رساڈو کو ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ رساڈو کو ڈیڑھ ماہ کے لئے مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا ہے۔ اب نہ وہاں سے کوئی یہاں آ سکتا ہے اور نہ ہی یہاں سے کوئی وہاں جا سکتا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"کیا یہ لوکاشی وہاں جا سکتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ اس تک کسی کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔ البتہ ماسٹر زگورا چاہئے تو پوچھ سکتا ہے"۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"یہ لوکاشی کہاں ہوتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"گولڈ روڈ پر لوکاشی کلب موجود ہے اور لوکاشی اس کی مالکہ ہے لیکن وہ کسی اجنبی سے نہیں ملتی۔ کسی بھی قیمت پر نہیں۔ اس کا حکم صرف فون پر ملتا ہے۔ ویسے وہ رہتی وہیں ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"اور یہ ہارڈ کلب کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی گولڈ روڈ پر ہے۔گولڈ روڈ کلبوں سے بھرا ہوا ہے"۔ آرتھر نے جواب دیا۔

"اپنا کوئی آدمی بھیج دو تاکہ میں تمہیں گارنٹڈ چیک بھجوا دوں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ جیمز کو دے کر بھیج دیں"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ عام آدمی ہے۔ اتنی بھاری مالیت کا چیک اس کے لئے تعجب خیز ہوگا اور وہ مشکوک بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے خاص آدمی کارس کو بھیج دیتا ہوں۔ وہ پندرہ منٹ میں آپ تک پہنچ جائے گا"...... آرتھر نے کہا۔

"کتنی مالیت کا چیک بھیج دوں"...... عمران نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالرز کا چیک بھجوا دیں"...... آرتھر نے کہا۔

"دس نہیں۔ پندرہ لاکھ ڈالرز کا بھیجوں گا۔ تم نے واقعی کام کیا ہے اور ہماری وجہ سے تمہیں نقصان اٹھانا پڑا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ واقعی قدر شناس ہیں۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جیب سے چیک بک نکالی۔ اس پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"ایک آدمی کارس آ رہا ہے۔ یہ چیک اسے گیٹ پر ہی دے دینا تاکہ ہم سب اس کے سامنے نہ آئیں"...... عمران نے کہا تو صفدر چیک لے کر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب اس لوکاشی کو کور کرنا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ لوکاشی کو کس انداز میں کور کرنا چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"انداز کا کیا مطلب۔ اس کے کلب میں گھس جاتے ہیں"۔ تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل کا مطلب دوسرا تھا۔ لوکاشی چونکہ عورت ہے اس لئے اس نے اس کے لئے استعمال کا لفظ نہیں کہا ورنہ اس کا مقصد تھا کہ لوکاشی کو کس انداز میں استعمال کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی میرا مطلب یہی تھا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری کیپٹن شکیل"...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میرا سوال بہرحال اپنی جگہ ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر لوکاشی کا قد و قامت جولیا جیسا ہو تو پھر جولیا کو لوکاشی بنا کر رساڈو لے جایا جائے گا۔ دوسری صورت میں سوچنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ لوکاشی کا بذات خود وہاں جانا ناممکن ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"وہ کیسے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ سیٹ اپ یقیناً اس انداز میں بنایا گیا ہوگا کہ لوکاشی صرف فون پر ہدایات دے سکتی ہوگی ورنہ لوکاشی کے وہاں آنے جانے سے سمندر کے اندر کا سرکٹ اور آسمان پر چیکنگ سب بے کار چلا جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لوکاشی سے ملاقات ہو جائے پھر معلوم ہوگا کہ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر واپس آ گیا۔

"کارس آیا تھا اور چیک لے گیا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ چلو اب لوکاشی سے بھی مل لیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ"...... اچانک تنویر نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ ہم سب وہاں جائیں۔ میرے ساتھ ایک ممبر چلا جائے۔ میں اس لوکاشی کو اٹھا کر یہاں لے آتا ہوں پھر اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ ہوتی رہے گی"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے اور تنویر کے ساتھ میں جاؤں گی"۔ جولیا نے فوراً ہی تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر کے ساتھ صفدر کو جانا چاہئے۔ وہاں کا ماحول نجانے کس انداز کا ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لوکاشی کا کلب یقیناً مہذب ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جولیا اور تنویر جائیں گے اور اس لوکاشی کو اغوا کر کے یہاں لائیں گے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آؤ جولیا"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بھی سر ہلاتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی۔ جب وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے تو عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہوا۔

"تم دونوں علیحدہ جاؤ اور تم دونوں نے ان دونوں کی نگرانی کرنی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوکاشی کو تو لے آئیں لیکن ساتھ ہی لوکاشی کا گروپ بھی یہاں پہنچ جائے"...... عمران نے کہا۔

"اور آپ عمران صاحب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے ذرا مناسب انداز کی تیاری کرنی ہوگی"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"تیاری۔ کیسی تیاری"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کمال ہے۔ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم۔ نجانے کس دنیا میں رہتے ہو۔ اب تو کہتے ہیں کہ دولہا کا باقاعدہ میک اپ ہوتا ہے۔ دولہا بھی اسی طرح تیار کیا جاتا ہے جس طرح پہلے دلہن تیار کی جاتی

تھی"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ آپ لوکاشی کے لئے تیار ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن مس جولیا نے آپ دونوں کو گولیوں سے اڑا دینا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ایک خوبصورت خاتون آئے اور میں اس طرح سر جھاڑ منہ پہاڑ لئے اس کے سامنے آ جاؤں۔ جہاں تک جولیا کی گولیوں کا تعلق ہے تو صنف نازک سے تو کھٹی میٹھی گولیاں مل سکتی ہیں"...... عمران نے خاص طور پر لفظ کھٹی پر زور دیتے ہوئے کہا تو اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس بات کا تو مجھے یقین ہے عمران صاحب کہ آپ یہاں خالی نہیں بیٹھ سکتے۔ اس لئے یا تو ہمارے ساتھ چلیں یا یہ بتائیں کہ آپ کا پروگرام کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں یہاں کسی بحری ملاح کو تلاش کرنا چاہتا ہوں جو رساڈو کے بارے میں معلومات دے سکے کیونکہ رساڈو میں ہمارا داخلہ سرکاری نہیں بلکہ غیر سرکاری انداز میں ہی ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم یہاں لوکاشی وغیرہ کے پیچھے بھاگ کر اپنا اور مسلم دنیا کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ لوکاشی کیا بتائے گی۔ جو کچھ اس نے بتانا ہے وہ ہمیں پہلے سے معلوم ہے

کہ ایسے ٹاپو نما جزیرے کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل۔ لیکن لوکاشی سے میں نے راستے کے بارے میں معلوم نہیں کرنا بلکہ وہاں اس کے آدمی کی ٹرانسمیٹر فریکونسی یا فون نمبر وغیرہ معلوم کرنا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوکاشی کی آواز اور لہجے میں بات کرنے سے ہمیں کوئی خصوصی رعایت مل جائے اور ہم لمبے چکر سے بچ جائیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ ہمیں مس جولیا اور تنویر کی نگرانی کی بجائے وہاں جانے کے لئے لانچ وغوطہ خوری کے مخصوص لباس اور خصوصی اسلحہ جمع کر لینا چاہئے۔ جتنا وقت ضائع ہو گا وہ ہمارے نقصان میں جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ وہ آرتھر سب آسانی سے کر لے گا۔ لوکاشی کوئی عام عورت نہیں ہے۔ وہ تربیت یافتہ گروپ کی لیڈر ہے اور تم نے دیکھا ہے کہ انہوں نے کتنی آسانی سے نہ صرف ہمیں ٹریس کر لیا بلکہ ہماری کوٹھی پر فوری میزائل بھی فائر کر دیئے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ انہیں کسی بھی انداز میں لوکاشی کے یہاں پہنچنے کا علم ہو سکے اور یہاں بھی وہ کام نہ ہو جائے جس سے ہم پہلے بھی بال بال بچے ہیں"۔ عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

''آؤ۔ اب تک وہ کافی دور نکل گئے ہوں گے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھا۔

کار جزیرہ بانتو کے سب سے بدنام کلب کے سامنے جا کر رک گئی اس کلب کا نام ہارڈ کلب تھا اور پورے جزیرے بانتو مین اس کی شہرت پھیلی ہوئی تھی۔ اس کلب کا مالک اور جنرل نیجر ماسٹر زگورا تھا۔ ماسٹر زگورا دیو ہیکل آدمی تھا اور لڑائی بھڑائی کے معاملے میں اس قدر ماہر تھا کہ کہا جاتا تھا کہ وہ دس غنڈوں سے مقابلے اور انہیں ختم کرنے میں چند منٹ سے زیادہ نہ لگاتا تھا۔ پورے بانتو پر اس کا ہولڈ تھا اور بانتو کے تمام بدمعاش اور غنڈے اسے ماسٹر سمجھتے تھے اور اس سے اس قدر ڈرتے تھے کہ شاید وہ موت سے اس قدر خوفزدہ نہ ہوتے ہوں۔ میجر پرمود اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ولنگٹن میں مارٹن کو ہلاک کر کے سیدھا کیٹن جزیرے پر پہنچا تھا کیونکہ مارٹن نے مرتے وقت ان دونوں جزیروں کا نام لیا تھا کہ یہاں ہاٹ ویپن فیکٹری ہے لیکن ظاہر ہے بیک وقت دونوں جزیروں میں

تو ایسا نہیں ہو سکتا تھا اس لئے میجر پرمود کیٹن پہنچا اور وہاں ایک ملاح سے انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ فیکٹری بانتو کے کسی قریبی جزیرے میں ابھی حال ہی میں تیار کی گئی ہے اور اس فیکٹری کو تیار کرانے میں بانتو کے ہارڈ کلب کے ماسٹر زگورا کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔ ویسے بھی میجر پرمود کو یہ بتایا گیا تھا کہ بانتو جزیرے اور اس کے گرد ونواح میں ماسٹر زگورا سے چھپ کر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ اسرائیلی حکومت نے بھی یہاں کوئی کام کرانا ہو تو وہ بھی ماسٹر زگورا کی ہی خدمات حاصل کرتی تھی اس لئے اس فیکٹری کے بارے میں اصل معلومات ماسٹر زگورا سے ہی مل سکتی تھیں۔ ان معلومات کے بعد میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت بانتو جزیرے پر پہنچ گیا اور ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد وہ ایک ہوٹل میں ٹھہرے اور پھر کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں نے میجر پرمود کے کہنے پر اسلحہ خریدا اور پھر ایک کار بھی انہوں نے نقد رقم دے کر ہائر کر لی جبکہ اس دوران میجر پرمود نے ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے ہارڈ کلب کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کر لیں۔ اس ویٹر کا بھائی ہارڈ کلب میں کام کرتا تھا اور یہ ویٹر بھی کئی بار ہارڈ کلب جا چکا تھا۔ اس ویٹر کے مطابق ہارڈ کلب میں انسانی زندگی کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہاں معمولی باتوں پر لوگوں کا بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا اور ماسٹر زگورا کا نام تو پورے بانتو میں دہشت کا نشان تھا جبکہ ہارڈ کلب میں تو ماسٹر زگورا کا نام بھی انتہائی ادب سے لینا پڑتا تھا ورنہ

معمولی لاپرواہی سے نام لینے والے کو گولی مار دی جاتی تھی۔ اس ویٹر سے بہرحال میجر پرمود نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ ماسٹر زگورا کہاں بیٹھتا ہے اور اس تک پہنچنے کے راستے میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں۔ چنانچہ کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کی واپسی کے بعد ہی وہ ہوٹل سے باہر آئے اور کار میں سوار ہو کر ہارڈ کلب کے سامنے پہنچ گئے۔

"کار کو کسی قریبی پارکنگ میں کھڑی کر کے آؤ۔ ہم نے چونکہ ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے اس لئے ہمیں شاید یہاں سے کار لے جانے کا موقع نہ ملے"...... میجر پرمود نے کہا تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کو موڑ کر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا جبکہ میجر پرمود اور کیپٹن طارق ایک سائیڈ پر ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کلب میں آنے جانے والے تمام چھٹے ہوئے غنڈے اور بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ان کے حلیئے اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے کے انداز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ ان کا تعلق جرائم پیشہ گروپس سے ہے۔

"باس۔ اس ماسٹر زگورا سے اندر ہی نمٹنا ہو گا"...... کیپٹن طارق نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ میجر پرمود اس کی بات کا جواب دیتا اچانک قریب سے گزرنے والا ایک قوی ہیکل آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور جس کی بڑی بڑی مونچھیں اس کی ٹھوڑی سے بھی نیچے تک لٹک رہی تھیں یکلخت رک کر واپس پلٹ آیا۔

"تم نے بگ ماسٹر کا نام لیا ہے۔ کیوں"...... اس نے مڑ کر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر انتہائی جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

"کیا اس کا نام لینا جرم ہے۔ تم بھی تو نام لے رہے ہو"۔ میجر پرمود نے کہا۔

"سنو۔ تم یہاں اجنبی لگتے ہو اور مجھے تمہاری جوانی پر رحم آ گیا ہے ورنہ اب تک تم دونوں کی لاشیں یہاں پڑی پھڑک رہی ہوتیں اس لئے آئندہ یہ نام لینے کی بجائے صرف بگ ماسٹر کہا کرو"۔ اس غنڈے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔

"یہ اچھا ہوا کہ یہ نام سامنے آ گیا"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد جب کیپٹن توفیق واپس آیا تو میجر پرمود مڑا اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں اس کے پیچھے تھے۔ کلب کا ہال خاصا بڑا تھا اور غنڈوں اور بدمعاشوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔ عورتوں کی بھی خاصی تعداد موجود تھی لیکن یہ عورتیں بھی اسی طبقے سے متعلق تھیں جس طبقے کے مرد تھے۔ منشیات کے غلیظ دھوئیں اور سستی شراب کی انتہائی تیز بو سے پورا ہال بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس پر تین غنڈے موجود تھے جن میں سے دو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور مونچھیں بڑی اور سائیڈوں سے نیزوں کی طرح اٹھی ہوئی تھیں۔ قدوقامت اور

جسامت کے لحاظ سے وہ خاصا مضبوط نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے خاصے نشان نظر آ رہے تھے۔ میجر پرمود اپنے ساتھیوں کے ساتھ کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو اس کی نظریں ان تینوں پر جم گئیں۔ ظاہر ہے میجر پرمود اور اس کے ساتھی اس کے لئے اجنبی تھے اس لئے وہ انہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔

"بگ ماسٹر اپنے آفس میں موجود ہے یا نہیں"...... میجر پرمود نے سٹول پر بیٹھے ہوئے اس گنجے سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ اس طرح اچھل کر سٹول سے اترا جیسے سٹول میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم"...... اس گنجے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم اونچا سنتے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ بگ ماسٹر اپنے آفس میں موجود ہے یا نہیں"...... میجر پرمود نے اپنے لہجے میں اونچی آواز میں کہا جیسے وہ گنجا واقعی اونچا سنتا ہو۔

"سنو۔ تم مجھے اجنبی دکھائی دے رہے ہو اور بگ ماسٹر کا حکم ہے کہ اجنبی کو ایک موقع دے دینا چاہئے اس لئے بگ ماسٹر کا نام لینے کے باوجود نظر آ رہے ہو۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ اس سے پہلے کہ تمہاری لاشیں باہر پھینکوائی پڑیں"...... اس گنجے نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو ہال میں اٹھنے والا شور یکدم ساکت ہو گیا اور سب کی توجہ کاؤنٹر کی طرف ہو گئی۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا نام جیری ہے۔ جاؤ ورنہ"...... اس آدمی نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا تو میجر پرمود کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جیری چیختا ہوا اچھل کر سٹول پر گرا اور پھر سٹول سمیت نیچے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ہال ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق نے کی تھی کیونکہ میجر پرمود کے فائر کھولتے ہی وہاں موجود چار مسلح غنڈوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ ان کی طرف کر دیا تھا۔

"اور کسی کو مرنے کا شوق ہو تو حرکت کر کے دیکھ لے اور یہ سن لو کہ بگ ماسٹر نے ہمیں ولنگٹن سے خود کال کیا ہے اور ہم اس سے ملنے جا رہے ہیں"...... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے مشین پسٹل نے شعلے نکلے اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر سیدھا ہوتا ہوا دوسرا کاؤنٹر مین چیختا ہوا اچھل کر پیچھے جا گرا۔

"آؤ"...... میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا سائیڈ پر موجود راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ کیپٹن طارق اس راہداری کے آغاز میں ہی ہال کی طرف منہ کر کے رک گیا تھا جبکہ میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دوڑتے ہوئے اس راہداری کے آخری حصے میں پہنچے۔ اسی لمحے

راہداری کے آخر میں دیوار میں ایک چوکھٹا سا نمودار ہوا۔ اس میں ایک آدمی کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ میجر پرمود نے اس چہرے پر فائر کھول دیا اور وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا اور چوکھٹے سے اس کا چہرہ غائب ہو گیا۔ میجر پرمود نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی پوری دیوار ایک سائیڈ پر غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود اچھل کر اندر داخل ہوا اور ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک سائیڈ پر ہوا تو گولیوں کی بوچھاڑ اس کے جسم کے قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرائی لیکن دوسرے لمحے چھوٹے سے کمرے میں موجود دو مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ میجر پرمود کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کمرے کے درمیان جا کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دونوں آدمی ایک بار پھر گرے اور ساکت ہو گئے۔ میجر پرمود نے سیڑھیوں سے نیچے اترنے کی بجائے اوپر سے ہی چھلانگ لگا دی تھی کیونکہ ان دونوں میں سے ایک زیادہ زخمی نہ ہوا تھا اور وہ کسی بھی لمحے اس پر فائر کھول سکتا تھا۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق بھی سیڑھیوں پر نمودار ہوئے۔

"لات مار کر دروازہ بند کر دو"۔ میجر پرمود نے کیپٹن طارق سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے والا دروازہ کھول کر اچھل کر دوسری طرف آگے بڑھا لیکن دوسرے لمحے اس نے یکلخت غوطہ مارا اور اس بار بھی وہ بال بال بچا تھا اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین

پسٹل نکال کر دور جا گرا تھا۔ میجر پرمود نے تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے سامنے ہال میں کھڑے ایک مسلح آدمی کے سینے پر اس کی دونوں پیروں کی ضرب لگی اور وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن اڑتی ہوئی ایک طرف جا گری تھی۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی میجر پرمود نے اپنے جسم کو گھما کر الٹی قلابازی کھائی اور بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر کر جیسے ہی سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں اس آدمی کے ہاتھ سے نکلی ہوئی مشین گن تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی نیچے گر کر پوری طرح اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہوتا ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ یہ فائرنگ میجر پرمود نے کی تھی۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق بھی دوڑتے ہوئے اس ہال نما کمرے میں داخل ہوئے جبکہ میجر پرمود مشین گن اٹھائے دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق۔ دونوں سائیڈوں کا خیال رکھنا۔ میں اس ماسٹر زگورا سے پوچھ گچھ کر لوں"...... میجر پرمود نے راہداری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ میجر پرمود جانتا تھا کہ ایسے چیف لازماً اپنا آفس ساؤنڈ پروف بناتے ہیں تاکہ اندر جو کچھ بھی کرتے رہیں اس کی آواز باہر نہ آئے اور اس دروازے کو دیکھتے ہی وہ سمجھ

گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے باہر ہونے والی فائرنگ کی آوازیں اندر موجود ماسٹر زگورا تک نہ پہنچی ہوں گی اور وہ مطمئن بیٹھا ہوا ہو گا۔ میجر پرمود نے مشین گن کی نال دروازے کے لاک پر رکھی اور اسے دبا کر ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکے لگے لیکن دروازے کے لاک کے پرخچے اڑ گئے اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر جلنے والا بلب بجھ گیا تو میجر پرمود نے دروازے کو لات ماری اور دروازہ دھماکے سے کھلتے ہی وہ اچھل کر اندر داخل ہوا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے بائیں طرف غوطہ مارا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی گولیاں کھلے دروازے سے باہر نکل گئیں۔ لیکن دوسرے لمحے میجر پرمود کی مشین گن ٹرٹرائی اور میز کے پیچھے کھڑا بھاری جسم کا آدمی چیختا ہوا اچھل کر کرسی پر گرا اور کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کرسی سمیت میز کے پیچھے فرش پر گرا تو میجر پرمود کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا میز کی سائیڈ پر پہنچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی پر گن کی نال رکھ دی۔ وہ آدمی کرسی اور بھاری میز کے درمیان اس طرح پھنس گیا تھا کہ اپنی بے پناہ کوشش کے باوجود اٹھ نہ پا رہا تھا۔

"بولو۔ کیا نام ہے تمہارا۔ بولو"...... میجر پرمود نے نال پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ ماسٹر زگورا۔ ماسٹر زگورا۔ تم کون ہو۔ یہ تم یہاں کیسے آ گئے"...... اس دیوہیکل آدمی نے ایک ہاتھ سے گن کی نال پکڑ کر

ایک جھٹکے سے سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی کیونکہ میجر پرمود نے پوری قوت سے اس کی سائیڈ پسلیوں پر پیر کی ضرب لگا دی تھی۔

"کہاں ہے ہاٹ ویپن کی فیکٹری۔ بولو ورنہ"...... میجر پرمود نے اس بار گن کی نال اس کی گردن پر رکھ کر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ کہاں ہے فیکٹری۔ بولو"...... میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔

"رساڈو۔ رساڈو میں۔ لوکاشی کا سیٹ اپ ہے وہاں۔ میرا نہیں ہے"...... ماسٹر زگورا کے منہ سے اس انداز میں الفاظ نکلے جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے ایک بار پھر لات اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے ماری اور ماسٹر زگورا کا بھاری بھرکم جسم اس حالت میں بری طرح پھڑکنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ چہرے پر پسینہ آبشار کی طرح بہہ رہا تھا۔

"کون لوکاشی۔ رساڈو کیا ہے۔ جلدی بولو تو بچ جاؤ گے۔ بولو"۔ میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک پیر اس کی گردن کی سائیڈ پر رکھ کر اسے زور سے دبا دیا۔

"رساڈو جزیرہ ہے۔ رساڈو جزیرہ ہے۔ بانتو کے ساتھ رساڈو جزیرہ ہے۔ لوکاشی کلب کی لوکاشی کا سیٹ اپ ہے وہاں۔ میرا صرف نام ہے۔ میرا صرف نام ہے"...... ماسٹر زگورا نے پھڑکتے

ہوئے انداز میں کہا لیکن اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں میز سے ٹکرا کر سائیڈ پر نکل گئیں۔ یہ فائرنگ ماسٹر زگورا نے کی تھی۔ اس کا دوسرا ہاتھ دوسری جیب سے نکلا تو اس میں مشین پسٹل تھا۔ اس کی جیب میں مشین پسٹل تھا جو اس نے نکال لیا تھا لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ باقاعدہ میجر پرمود کا نشانہ نہ لے سکتا تھا اس لئے اس نے ویسے ہی فائر کھول دیا کہ میجر پرمود فائرنگ کی وجہ سے پیچھے ہٹے گا تو میجر پرمود کا مارا جانا سو فیصد یقینی تھا لیکن میجر پرمود نے لمحے کے ہزارویں حصے میں ماسٹر زگورا کی گردن کے پرخچے اڑا دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا بھاری جسم ایک جھٹکے سے ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کا مشین پسٹل والا ہاتھ نیچے گر گیا تھا اور آنکھیں یکلخت بے نور ہو گئی تھیں۔ میجر پرمود اچھل کر پیچھے ہٹا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

"اب نکل چلو۔ جلدی کرو"...... میجر پرمود نے چیخ کر کہا۔

"ادھر باس۔ ادھر ایک خفیہ راستہ ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے"...... ہال نما کمرے کے ایک کونے میں کھڑے کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود ادھر دوڑ پڑا۔

"تم بھی آؤ کیپٹن طارق"...... میجر پرمود نے چیخ کر کہا تو کیپٹن طارق جو کلب کی طرف آنے والے راستے پر چوکنے انداز میں کھڑا تھا دوڑتا ہوا ان کی طرف آنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کلب کی عقبی سڑک پر کھلنے والے دروازے سے باہر آ گئے۔ گنیں

انہوں نے وہیں اندر ہی پھینک دی تھیں اور پھر وہ تینوں تیزی سے
فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"اس سائیڈ گلی میں چلو۔ ہم نے ماسک میک اپ کرنے
ہیں"...... میجر پرمود نے ایک بند گلی کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ
تینوں یکلخت مڑ کر اس بند گلی میں داخل ہو گئے جہاں آخر میں کوڑا
کرکٹ کے بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ میجر پرمود نے جیب سے
ماسک میک اپ باکس نکالا اور ایک ایک ماسک اس نے کیپٹن توفیق
اور کیپٹن طارق کے حوالے کیا جبکہ ایک ماسک اس نے خود اپنے
چہرے اور سر پر چڑھا کر اسے دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر
دیا۔

"کیپٹن توفیق۔ وہ کار یہاں لے آؤ۔ جلدی۔ جیسے ہی ماسٹر
زگورا کی موت کا علم ہوا یہاں قیامت برپا ہو جائے گی"...... میجر
پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق جو ماسک میک اپ کر چکا تھا سر ہلاتا ہوا
دوڑتا ہوا سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"باس۔ کچھ معلوم ہوا"...... کیپٹن طارق نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ فیکٹری رساڈو میں ہے اور کسی لوکاشی کلب کی لوکاشی
کا وہاں سیٹ اپ ہے"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

"تو اب اس لوکاشی کو چیک کرنا ہو گا"...... کیپٹن طارق نے
کہا۔

"نہیں۔ ہمیں اب رساڈو کو چیک کرنا ہو گا۔ اس کے لئے ہمیں

ساحل پر جانا ہو گا۔ وہاں کسی ملاح سے اس بارے میں معلومات مل
جائیں گی"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

"لوکاشی کو چیک کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"...... کیپٹن طارق
نے کہا۔

"میں اب مزید اس چکر میں نہیں پڑنا چاہتا۔ جتنا وقت گزرتا جا
رہا ہے وہ ہمارے ہی خلاف جا رہا ہے۔ اگر ساحل سے کچھ معلوم نہ
ہوا تو پھر دیکھیں گے"...... میجر پرمود نے جواب دیا تو کیپٹن طارق
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن توفیق کی کار جب
گلی کے سامنے نظر آئی تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے اس کی طرف
بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ساحلی گھاٹ کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھی کیونکہ میجر پرمود نے کیپٹن توفیق کو ساحلی گھاٹ پر چلنے کا
کہہ دیا تھا اور کیپٹن توفیق چونکہ بانتو کے نقشے کا بغور جائزہ لے چکا
تھا اس لئے اس چھوٹے سے جزیرے کی تمام سڑکیں اور ان کے
بارے میں سب کچھ اس کو یاد تھا۔ گھاٹ اس جزیرے کے شمال
مشرق کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ساحلی گھاٹ پر پہنچ
گئی۔ یہاں چار بڑے اور کئی چھوٹے ہوٹل تھے۔ گھاٹ پر خاصی
رونق تھی۔ لانچوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ چھوٹی موٹر بوٹس بھی موجود
تھیں۔ ظاہر ہے بانتو اور کیٹین کے درمیان لانچوں اور چھوٹی موٹر
بوٹس کے ذریعے بھی کافی آمد و رفت رہتی تھی۔ ایک پارکنگ میں
کیپٹن توفیق نے کار روکی تو میجر پرمود نیچے اتر آیا۔ کیپٹن طارق بھی

اس کے ساتھ نیچے اتر آیا۔

" آؤ میرے ساتھ"...... میجر پرمود نے کہا اور سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ سڑک پر پہنچ کر وہ دائیں طرف مڑا اور چند قدم آگے بڑھتے ہی وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ ایک بھاری جسم کا بوڑھا آدمی آہستہ آہستہ چلتا ہوا گھاٹ کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس کی زندگی نے بے شمار نشیب و فراز دیکھے ہیں لیکن اس کے چلنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ نشے میں ڈوبے رہنے کا عادی ہے لیکن اب نشہ ٹوٹنے کی وجہ سے چل نہیں پا رہا۔

" کیا نام ہے تمہارا"...... میجر پرمود نے آگے بڑھ کر اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا تو بوڑھا ٹھٹھک کر رک گیا اور اپنی ڈھلکی ہوئی آنکھوں کو زبردستی کھول کر میجر پرمود کو دیکھنے لگا۔

" تم۔ تم کون ہو۔ کیوں پوچھ رہے ہو"...... بوڑھے نے رک رک کر کہا تو میجر پرمود نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ بوڑھے نے چونک کر نوٹ کو دیکھا اور پھر تیزی سے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی تھی۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی رحمدل آدمی ہو۔ بولو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... بوڑھے نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

" ہمیں تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تمہارا نام کیا

ہے"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام روز ڈان ہے۔ اولڈ روز ڈان کا سینہ تو رازوں کا خزانہ ہے۔ تم بولو۔ کیا معلوم کرنا ہے"...... بوڑھے روز ڈان نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی وہ بار بار جیب میں ہاتھ ڈال کر اس بڑی مالیت کے نوٹ کی موجودگی کی بھی تسلی کر رہا تھا۔

" روز ڈان چلو کہیں چل کر بیٹھتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ یہاں بڑے غنڈے ہیں۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ میرے پاس دولت ہے تو وہ مجھے گولی مارنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ یہیں پوچھ لو جو پوچھنا ہے"...... بوڑھے روز ڈان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" تم آخری بار رساڈو جزیرے پر کب گئے تھے"...... میجر پرمود نے پوچھا تو بوڑھا چونک پڑا۔

" رساڈو پر۔ وہ تو چھوٹا سا ٹاپو نما جزیرہ ہے۔ وہاں تو کوئی نہیں رہتا"...... روز ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہاں حکومت کے دشمنوں نے ایک خفیہ فیکٹری بنا رکھی ہے اور ہم اس بارے میں تفصیلی معلومات چاہتے ہیں۔ آپ ہماری رہنمائی کریں"...... میجر پرمود نے جیب سے ایک اور بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر روز ڈان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا تو روز ڈان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے کپکپانے لگ گیا

تھا۔ اس نے جلدی سے دوسرا نوٹ بھی جیب میں ڈال لیا۔

" سنو۔ رساڈو پر لوکاشی کا قبضہ ہے۔ لوکاشی کا۔ ماسٹر زگورا کی عورت لوکاشی کا"...... بوڑھے روز ڈان نے میجر پرمود کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کے انداز میں کہا تو میجر پرمود اچھل پڑا کیونکہ ماسٹر زگورا نے بھی لوکاشی کا نام ہی لیا تھا۔

" ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں۔ کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ انہیں معلوم نہ ہو سکے"...... میجر پرمود نے کہا۔

" تم نے مجھے دو بڑے نوٹ دے کر خرید لیا ہے اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اس گھاٹ پر ہوٹل ریڈ سٹار کے منیجر کواسو سے ملو۔ کواسو ہر ہفتے اپنی خاص لانچ سے سپلائی وہاں لے جاتا ہے وہی راستہ بتا سکتا ہے ورنہ تو وہاں لوکاشی کے آدمی تمہیں دور سے دیکھتے ہی میزائلوں سے اڑا دیں گے"...... روز ڈان نے کہا۔

" لیکن وہ کواسو تو ان کا آدمی ہو گا۔ وہ ہمیں کیوں راستے بتائے گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

" اوہ۔ تو پھر اس ہوٹل ریڈ سٹار کے سپر وائزر جیکی کو پکڑو۔ وہ انتہائی لالچی آدمی ہے۔ اسے کئی بڑے نوٹ دو گے تو وہ خاموشی سے تمہیں سب کچھ بتا دے گا۔ وہ دولت کا پجاری ہے۔ دولت کا۔ وہی لانچ لے جاتا ہے۔ کواسو کا تو صرف حکم چلتا ہے"...... روز ڈان نے کہا۔

" یہ جیکی کہاں رہتا ہے"...... میجر پرمود نے پوچھا۔

" ہوٹل کے عقب میں کوارٹرز بنے ہوئے ہیں جہاں عملہ رہتا ہے وہیں جیکی رہتا ہے لیکن ہوشیار رہنا۔ وہ بے حد شاطر اور عیار آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دھوکہ دے کر لوٹ لے اور تم بوڑھے روز ڈان کو بد دعائیں دیتے پھرو"...... روز ڈان نے کہا۔

" ایسی بات نہیں ہے۔ تمہارا شکریہ"...... میجر پرمود نے کہا تو روز ڈان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

" کیپٹن توفیق۔ جا کر معلوم کرو کہ جیکی ہوٹل میں ہے یا اپنے کوارٹر میں"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

" آؤ کیپٹن طارق"...... میجر پرمود نے ساتھ کھڑے کیپٹن طارق سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں سڑک کراس کر کے اب ہوٹل ریڈ سٹار کو تلاش کر رہے تھے۔ کیپٹن توفیق کہیں آگے جا چکا تھا۔

" باس۔ آپ کس قسم کا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں"...... اچانک کیپٹن طارق نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... میجر پرمود نے کہا۔

" باس۔ وہ ایک ٹاپو نما جزیرہ ہے۔ اگر وہاں فیکٹری بنائی گئی ہے تو اس کی حفاظت کے لئے انہوں نے وہاں آدمی اور اسلحہ بھی رکھا ہوا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی سائنسی آلات نصب کئے گئے

ہوں۔ ایسی صورت میں راستہ کہاں ہو سکتا ہے جو آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ کیپٹن طارق نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی پتے کی بات کی ہے۔ راستے سے میرا مطلب یہی تھا کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم ہو جائے تو کوئی ایسا راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے جس سے ہم ان تمام انتظامات کے باوجود وہاں پہنچ جائیں"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انہیں دور سے دو منزلہ ہوٹل ریڈ سٹار کی عمارت نظر آنے لگی گئی تو وہ اس طرف بڑھ گئے۔

لارڈ آرتھر ایکریمیا کی ایک چھوٹی سی ریاست میں اپنے ذاتی عالی شان محل نما گھر میں موجود تھا۔ یہ محل اس نے خریدا ہوا تھا اور جب بھی اسے انڈر گراؤنڈ ہونا پڑتا تو وہ یہیں آتا تھا یا پھر جب بھی اسے کچھ روز تفریح کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تب بھی یہاں آ جاتا تھا۔ یہاں اس نے مستقل طور پر عملہ رکھا ہوا تھا جو اس کی عدم موجودگی میں یہیں رہتا تھا اور جب بھی لارڈ آرتھر یہاں آتا تو اس کی واقعی اس انداز میں خدمت کی جاتی تھی کہ جیسے لارڈ آرتھر اس پوری ایکریمین ریاست کا کنگ ہو۔ ویسے بھی لارڈ آرتھر رقومات اور انعامات دینے میں اس قدر فیاض تھا کہ اس ریاست کی خوبصورت لڑکیاں لارڈ آرتھر کی یہاں آمد کا انتظار کرتی رہتی تھیں۔ لارڈ آرتھر ایشیائی ایجنٹوں سے بچنے کے لئے یہاں آیا ہوا تھا۔ اس دوران اس کا رابطہ خصوصی ٹرانسمیٹر پر مارشن سے رہتا تھا لیکن لارڈ آرتھر نے

مارٹن کو خصوصی طور پر حکم دے رکھا تھا کہ سوائے اشد ضرورت کے وہ اسے یہاں کال نہ کرے اس لئے مارٹن کی کال اشد ضرورت کے بغیر نہ آتی تھی اور لارڈ آرتھر پوری طرح یہاں کی رنگینیوں میں ڈوبا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے آفس نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی اس کی کرسی کے بازو پر بیٹھی بڑے لاڈ بھرے انداز میں اسے شراب پلانے میں مصروف تھی کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی تو لارڈ آرتھر اور وہ لڑکی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

" تم جاؤ"...... لارڈ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا تو لڑکی دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ لارڈ آرتھر نے اٹھ کر الماری کھولی۔ اس میں سپیشل ٹرانسمیٹر موجود تھا اور یہ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ وہ سیٹی کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ مارٹن کی کال ہے اور مارٹن یہاں بغیر کسی اہم معاملے کے کال نہیں کر سکتا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بٹن پریس کیا تو اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ گراہم کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو لارڈ آرتھر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ مارٹن کی جگہ اس کا اسسٹنٹ گراہم کال کر رہا تھا۔

" یس۔ لارڈ آرتھر اٹنڈنگ یو۔ مارٹن کہاں ہے۔ تم کیوں کال کر رہے ہو۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ باس مارٹن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں اس وقت ریاست سے باہر تھا۔ جب میں واپس آیا تو پتہ چلا کہ باس مارٹن کو ان کے آفس میں گھس کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ماسٹر گوابی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور مارٹن پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔ ان کو شہ رگ میں خنجر مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور ان کے پورے جسم پر خنجروں کے زخم موجود تھے۔ اوور"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری بیڈ۔ یہ کس نے کیا ہے۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ابھی تک تو کچھ معلوم نہیں ہو سکا جناب"...... گراہم نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ایشیائی ایجنٹ مارٹن تک بھی پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور مارٹن پر تشدد بھی اس لئے کیا گیا ہو گا کہ مارٹن سے انہوں نے فیکٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

" ظاہر ہے جناب۔ ویسے باس مارٹن نے فیکٹری کی حفاظت اور ان ایشیائی ایجنٹوں کے خاتمہ کے لئے کیٹن میں کرنل وولف کو کام سونپ رکھا تھا اور بانتو میں ماسٹر زگورا کو۔ اوور"...... گراہم نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا یہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے۔ کیسے۔ انہیں کیسے معلوم ہوا۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن باس مارٹن کو بہرحال ان کے بارے میں معلومات مل گئی ہوں گی اس لئے انہوں نے یہ انتظامات کئے ہوں گے۔ اوور"...... گراہم نے کہا۔

"پھر ان کا کیا ہوا۔ کیا وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ حیرت انگیز اور خوفناک اطلاعات مل رہی ہیں۔ بانٹو میں ہارڈ کلب کے ماسٹر زگورا کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہاں بھی تین مرد اس کے خفیہ آفس میں پہنچے اور وہاں بھی اس کی گردن پر گولیوں کے برسٹ مارے گئے ہیں۔ اس کے سیکشن کی میڈم لوکاشی کو اغوا کر لیا گیا ہے اور پھر اس کی لاش ایک ویران علاقے میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ اوور"...... گراہم نے کہا۔

"اور کیٹن کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... لارڈ آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ کیٹن سے بھی انتہائی خوفناک اطلاعات ملی ہیں۔ باس مارٹن نے کرنل وولف کو ان ایشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام دیا تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ کرنل وولف کو بھی وولف ہاؤس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی عورت میڈم وولف کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور"...... گراہم نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ اب مجھے براہ راست کچھ کرنا ہو گا ورنہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم مارٹن کی جگہ سنبھال لو۔ باقی سب کچھ میں

خود کر لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... لارڈ آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور میز پر پڑے ہوئے ٹشو پیپر کے ڈبے سے اس نے دو تین ٹشو کھینچ کر نکالے اور اپنے چہرے پر آ جانے والے پسینہ کو صاف کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"یہ سب کچھ تو ختم ہو جائے گا۔ ہاٹ ورلڈ کا ہاٹ ویپن اگر نہ تیار ہوا تو سب کیا کرایا ختم ہو جائے گا۔ یہ ایشیائی ایجنٹ تو واقعی دنیا کے خوفناک ترین ایجنٹ ہیں۔ یہ کیٹن اور بانٹو بھی پہنچ گئے اور انہوں نے کنگ ڈیزرٹ کی لیبارٹریز بھی تباہ کر دیں۔ ویری بیڈ۔ حالانکہ کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ ہاٹ ویپن کی فیکٹری کہاں ہے"...... لارڈ آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ پسینہ بھی پونچھتا جا رہا تھا۔

"اسرائیل کے صدر سچے ہیں۔ وہ ویسے ہی ان لوگوں سے خوفزدہ نہیں ہیں"...... لارڈ آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹشو پیپر ٹوکری میں پھینک کر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ رساڈو میں دو سیٹلائٹ فون موجود تھے۔ ایک سیکورٹی انچارج ہمفرے کے آفس میں اور دوسرا فیکٹری کے انچارج ڈاکٹر گلین کے آفس میں۔ لارڈ آرتھر وقتاً فوقتاً ان سے بات چیت کرتا رہتا تھا تاکہ ہاٹ ویپن کی تیاری کے سلسلے میں تازہ ترین معلومات ساتھ ساتھ حاصل کرتا رہے اس لئے اس کا ان سے رابطہ رہتا تھا۔ نمبر پریس کرنے کے بعد جب دوسری طرف گھنٹی بجنے

کی آواز سنائی دی تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"ہمفرے بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے بعد سیکورٹی انچارج ہمفرے کی آواز سنائی دی۔

"کنگ آف ہاٹ ورلڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہمفرے۔ سیکورٹی کی کیا پوزیشن ہے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"اوکے سر۔ ہر لحاظ سے اور ناقابل تسخیر سر"...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ایشیائی ایجنٹوں کی تین ٹیمیں اس فیکٹری کے خلاف کام کرنے کیٹن اور بانتو پہنچی ہوئی ہیں اور کیا تمہیں اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے لوکاشی کو بھی ہلاک کر دیا ہے جس نے یہاں یہ سارا سیٹ اپ کیا تھا"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"مجھے تو اطلاع نہیں ملی جناب۔ لیکن اپ بے فکر رہیں ہمارے انتظامات ایسے ہیں کہ وہ پرندے بن کر بھی آ جائیں تب بھی راستے میں ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے"...... ہمفرے نے کہا۔

"تم خود بھی الرٹ ہو جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کر دو۔ یہ تینوں ٹیمیں انتہائی خطرناک ایجنٹوں پر مشتمل ہیں اور جو کچھ اس فیکٹری میں تیار ہو رہا ہے اس پر ہاٹ ورلڈ کے مستقبل کا انحصار ہے"...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ تین کیا تین ہزار ٹیمیں بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں"...... ہمفرے نے کہا۔

"اوکے"...... لارڈ آرتھر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ باوقار تھا۔

"ڈاکٹر گلین۔ کنگ آف ہاٹ ورلڈ بول رہا ہوں"...... لارڈ آرتھر نے بھی باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس۔ حکم سر"...... ڈاکٹر گلین کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"کب تک ہاٹ ویپن تیار ہو جائے گا"...... لارڈ آرتھر نے پوچھا۔

"جناب۔ اس کی تیاری اب آخری مراحل میں ہے۔ ایک ہفتے بعد وہ نہ صرف تیار ہو جائے گا بلکہ اس کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی ہو جائے گا"...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا۔

"آپ نے بہت وقت نہیں لگا دیا اس کی تیاری میں جبکہ ابھی آپ نے ان کی بہت سی تعداد تیار کرنی ہے"...... لارڈ آرتھر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ انتہائی نازک ہتھیار ہے۔ اس کی تیاری میں ہم سب دن رات کام کر رہے ہیں۔ ویسے صرف ہتھیار کی تیاری میں

وقت لگتا ہے بعد میں اتنا وقت نہیں لگے گا۔ ہم پہلے ہتھیار کی تیاری اور ٹیسٹ کے بعد زیادہ سے زیادہ دو ہفتوں میں مطلوبہ تعداد میں ہتھیار تیار کر لیں گے“...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا۔

” آپ نے اپنی مرضی سے لیبارٹری کے لئے رساڈو کا انتخاب کیا تھا اور میرے علاوہ اور کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں تھا سوائے بانتو کے ماسٹرز گورا اور میڈم لوکاشی کے لیکن ماسٹرز گورا کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور میڈم لوکاشی کو بھی اور یہ سارا کام ایشیائی ایجنٹوں کا ہے جنہوں نے اس سے قبل کنگ ڈیزرٹ کی لیبارٹریاں بھی تباہ کر دی تھیں۔ اب نجانے انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ فیکٹری رساڈو میں ہے۔ اب وہ کیٹن اور بانتو میں کارروائی کر رہے ہیں اور کسی بھی لمحے وہ رساڈو پر چڑھائی کر سکتے ہیں“...... لارڈ آرتھر نے کہا۔

” جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ فیکٹری میں نے تیار کرائی ہے اور مجھے اسرائیل کی اس لیبارٹری میں کام کرنے کا موقع ملا ہے جسے پوری دنیا میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی ویسے ہی انتظامات کرائے گئے ہیں۔ اگر یہ ایشیائی ایجنٹ رساڈو پر قبضہ بھی کر لیں تب بھی وہ اس فیکٹری میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہاں زندہ رہ سکتے ہیں۔ ویسے ہمفرے بھی ریڈ ایجنسی میں کام کر چکا ہے اس لئے اس نے حفاظتی انتظامات بھی بے حد شاندار کئے ہوئے ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ یہاں ان لوگوں کو ان کی یقینی موت ہی

کھینچ لائے گی“...... ڈاکٹر گلین نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو لارڈ آرتھر کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

جدید ماڈل کی بڑی لانچ خاصی تیز رفتاری سے بانتو جزیرے کے ساحلی گھاٹ سے نکل کر بیس بحری میل دور رساڈو جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس لانچ میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت غوطہ خوری کے جدید لباس میں ملبوس موجود تھا۔ لانچ کو ایک مقامی آدمی چلا رہا تھا۔ اس لانچ کا انتظام عمران کے لئے آرتھر نے کیا تھا۔ جولیا اور تنویر میڈم لوکاشی کو اس کے کلب سے اغوا کر کے رہائش گاہ پر لے آئے تھے اور ان کی نگرانی صفدر اور کیپٹن شکیل نے کی تھی لیکن جولیا اور تنویر نے اس انداز میں کام کیا تھا کہ کسی کو بھی علم نہ ہو سکا تھا کہ میڈم لوکاشی کو کب اور کس نے اغوا کیا ہے اور اسے کہاں لے جایا گیا ہے اور میڈم لوکاشی نے عمران کے مخصوص انداز کے تشدد کے سامنے زبان کھول دی تھی۔ اس طرح عمران کو رساڈو جزیرے پر موجود بیرونی سیکورٹی اور فیکٹری کے بارے میں

تمام معلومات مل گئی تھیں۔ اس کے بعد میڈم لوکاشی کو ہلاک کر کے اس کی لاش ایک ویران علاقے میں پھینکوا دی گئی تھی اور پھر آرتھر کی مدد سے عمران نے لانچ ، غوطہ خوری کے لباسوں کے ساتھ ساتھ ایسے مخصوص آلات بھی ولنگٹن سے منگوا لئے تھے جن کی مدد سے وہ اس جزیرے پر نہ صرف پہنچ سکتے تھے بلکہ اسے تباہ بھی کیا جا سکتا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ جزیرے سے دو میل کے فاصلے پر جزیرے کے چاروں طرف کراس ریز کا جال پھیلایا گیا ہے جس سے ٹکرا کر کوئی لانچ یا جہاز سلامت نہ رہ سکتا تھا اور بیرونی فضائی سیکورٹی کے لئے وہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب کی گئی تھیں۔ فیکٹری انڈر گراؤنڈ تھی۔ دراصل پہلے یہاں حکومت ایکریمیا کی ایک چھوٹی سی انڈر گراؤنڈ فیکٹری بنائی گئی تھی لیکن پھر اسے خالی کر دیا گیا تھا کہ یہاں پینے کے پانی کا مستقل انتظام نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس خالی فیکٹری کو میڈم لوکاشی کے مشورے سے استعمال میں لایا گیا تھا۔ فیکٹری کا انچارج ڈاکٹر گلین تھا جبکہ بیرونی سیکورٹی کا انچارج ہمفرے تھا۔ ہمفرے اور اس کے ساتھیوں کا تعلق ریڈ ایجنسی سے رہا تھا جبکہ میڈم لوکاشی بھی ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی میں خاصے عرصے تک کام کرتی رہی تھی اس لئے یہ سب تربیت یافتہ گروپ تھا۔ لوکاشی کا رابطہ رساڈو میں صرف ہمفرے سے تھا۔ ڈاکٹر گلین سے نہ تھا اور پھر عمران نے ہمفرے کو فون کر کے اس سے میڈم لوکاشی کی آواز اور لہجے میں بات کی تو ہمفرے نے اسے بتایا کہ وہ یہاں ہر

طرح سے الرٹ ہے۔ عمران نے بے حد کوشش کی کہ کسی طرح ہمفرے سے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس کی مدد سے وہ ان کی نظروں میں آئے بغیر جزیرے پر پہنچ جائے لیکن ہمفرے سے ایسے ایسا کوئی کلیو نہ ملا اور اس کی وجہ بھی عمران سمجھتا تھا کہ یہ چھوٹا سا ٹاپو نما جزیرہ تھا اس لئے اس کی نگرانی چاروں طرف سے آسانی سے کی جا سکتی تھی۔

" عمران صاحب۔ آپ نے کراس ریز کا اینٹی تو منگوا لیا ہو گا"...... اچانک صفدر نے کہا۔

" اس کا کوئی اینٹی نہیں ہوتا۔ اسے صرف مرکز سے سمیٹا یا پھیلایا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر اسے کیسے کراس کیا جائے گا"...... صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ایک آدمی کی قربانی دینا پڑے گی"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ کیسی قربانی"...... تقریباً سب نے ہی چونک کر کہا۔

" کراس ریز سے کوئی آدمی ٹکرا جائے تو ایک دھماکے سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے لیکن اس ٹکراؤ کے نتیجے میں صرف چند منٹ کے لئے کراس ریز اپنے مرکز کی طرف سمٹ جاتی ہیں اور پھر چند منٹ بعد دوبارہ پھیل جاتی ہیں۔ یہ وقفہ صرف چند منٹ کا ہوتا ہے

اس لئے اگر ہم میں سے کوئی آدمی اس سے ٹکرا کر اپنی جان کی قربانی دے تو باقی ساتھی آسانی سے اسے کراس کر کے نکل سکتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے ایک قربانی دی جا سکتی ہے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آدمی کی بجائے یہ لانچ بھی تو اس سے ٹکرائی جا سکتی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ صرف آدمی ٹکرانے سے ایسا ہوتا ہے۔ لانچ سے نہیں کیونکہ لانچ میں انسان کی طرح خون نہیں ہوتا۔ یہ اثرات خون کی وجہ سے ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" یہ قربانی کون دے گا"...... صفدر نے کہا۔

" میں دوں گا اور کون دے گا"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم کیوں دو گے۔ نہیں۔ یہ قربانی میں دوں گا"...... تنویر نے یکلخت بولتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ لیڈر میں ہوں اس لئے قربانی دینے کا حق بھی مجھے ملنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" تمہاری ملک و قوم کو ضرورت ہے۔ سمجھے۔ اس لئے تم نہیں میں قربانی دوں گا اور میرے لئے اعزاز ہے کہ میں اربوں کھربوں مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے اپنی جان کی قربانی دوں"۔ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"جناب۔ آپ نے کہاں سمندر میں اترنا ہے"...... اچانک لانچ چلانے والے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ چونکہ وہ سب پاکیشیائی زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے لانچ چلانے والے کو ان باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"رساڈو یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دس ناٹ کے فاصلے پر"...... لانچ چلانے والے نے جواب دیا۔

"جب فاصلہ آٹھ ناٹ رہ جائے تو لانچ روک لینا کیونکہ اس سے آگے جانے پر وہ دوربین سے لانچ کو چیک کر لیں گے"۔ عمران نے کہا تو لانچ چلانے والے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ ہم گن شپ ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو اس جزیرے پر پہنچ سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اول تو گن شپ ہیلی کاپٹر حاصل کرنا مشکل تھا دوسرا یہ کہ جزیرے پر جدید ترین آٹو میٹک کمپیوٹرائز اینٹی ائیر کرافٹ گنیں نصب ہیں۔ وہ ہر صورت میں ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی ہٹ کر سکتی ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ قربانی میں دوں گی"...... اچانک جولیا نے کہا۔

"فیصلہ میں نے کرنا ہے اور یہ فیصلہ میں نے کر لیا ہے اس لئے اس فیصلے میں دوسرا کوئی رائے نہیں دے سکتا"...... عمران نے انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم کسی صورت ایسا نہیں کر سکتے۔ بالکل نہیں کر سکتے"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایک صورت اور بھی ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"جس طرح تنویر نے کہا ہے کہ ملک وقوم کو میری ضرورت ہے اسی طرح تم بھی کہہ دو کہ تمہیں میری ضرورت ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار شرما سی گئی۔

"ہے تو سہی"...... جولیا نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور جولیا کی گردن ڈھلک گئی۔

"پھر بے فکر رہو۔ مجھے تنویر کی بھی ضرورت ہے کیونکہ مثلث کا ایک زاویہ ختم ہو جائے تو مثلث ثابت نہیں رہتی۔ باقی رہ گئے صفدر اور کیپٹن شکیل یہ دونوں سیکرٹ سروس کے رکن ہیں ان کی قربانی صرف چیف سے پوچھ کر ہی دی جا سکتی ہے ورنہ چیف نے مجھے گولیوں سے اڑا دینا ہے اور یہاں قربانی دے کر تو میں شہید ہو جاؤں گا جبکہ چیف کی گولیوں کا نشانہ بن کر حرام موت مروں گا اس لئے بے فکر رہو۔ اب کسی قربانی کی ضرورت نہیں رہی"...... عمران نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو آپ نے مس جولیا کے منہ سے یہ فقرہ سننے کے لئے سارا چکر چلایا تھا"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں ہر آدمی قربانی دینے کے لئے آگے بڑھنے پر اصرار کرے گا لیکن غوطہ خوری کے ان لباسوں نے مسئلہ حل کر دیا ہے۔ ان لباسوں کے ساتھ ہم کراس ریز کے نیچے پچاس میٹر کی گہرائی تک آسانی سے جا سکتے ہیں اور کراس ریز کے اثرات پچاس میٹر تک ہوتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ البتہ اوپر ان کے اثرات سطح سمندر پر ہی پھیلے ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جناب۔ جزیرہ آٹھ ناٹ دور رہ گیا ہے"...... اچانک لانچ چلانے والے نے لانچ کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ لانچ روک دو۔ ہم جب سمندر میں کود جائیں تو تم لانچ واپس لے جانا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سوائے عمران اور جولیا کے باقی سب ممبروں نے لباسوں کے اوپر سیاہ رنگ کے مخصوص تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ تھیلے ایسے میٹریل کے تھے کہ ان میں نہ صرف پانی نہ جا سکتا تھا بلکہ یہ سمندر کی انتہائی گہرائی میں پانی کے بے پناہ وزن کو بھی برداشت کر سکتے تھے۔ سب سے پہلے عمران سمندر میں اترا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی نیچے اتر گئے۔ چہروں پر کنٹوپ چڑھا لئے گئے تھے۔ اس جدید لباس میں سمندر کے پانی

سے آکسیجن کشید کرنے والے آلات موجود تھے اس لئے انہیں آکسیجن سلنڈر ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ آپس میں باتیں کرنے کے لئے خصوصی ٹرانسمیٹر موجود تھے۔ عمران غوطہ کھا کر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے آ گئے تو عمران نے انہیں قطار میں اپنے پیچھے آنے کا کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ لانچ کا سایہ اب غائب ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ لانچ واپس جا چکی ہے۔ انہیں بہرحال چھ ناٹ کا سفر کرنا تھا جو خاصا طویل تو تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اس قدر فاصلے کی وجہ سے ان کی لانچ جزیرے سے نظروں میں نہ آئی ہو گی ورنہ وہ ان کے خلاف کوئی بھی کارروائی کر سکتے تھے۔ موجودہ صورت حال میں جزیرے تک پہنچنے کے لئے انہیں صرف کراس ریز کی رکاوٹ ہی عبور کرنا تھی۔ وہ مسلسل تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک اوپر انہیں سمندر میں سرخ رنگ کی ایک لکیر سی چاروں طرف جاتی دکھائی دیے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے گہرے سرخ رنگ کا کوئی دھاگہ ہو جو لہروں کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہا ہو۔ عمران رک گیا تو اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھی بھی رک گئے۔

"عمران صاحب۔ یہ تو خاصی گہرائی میں ہے اور آپ تو اس سے بھی پچاس میٹر مزید گہرائی کی بات کر رہے تھے"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں غوطہ کھا رہا ہوں۔ تم نے میری پیروی کرنی ہے

لیکن خیال رکھنا معمولی سی غفلت سے تمہارے جسم کے پرخچے اڑ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کسی عقاب کی طرح گہرائی میں غوطہ مارا اور اس کے جسم تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اب کراس ریز کا سرکل کافی دور اوپر نظر آ رہا تھا اور عمران کافی گہرائی میں جا کر رک گیا اور پھر سیدھا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ اب کراس ریز کافی بلندی پر نظر آ رہی تھی لیکن عمران ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ سمندر کی گہرائی میں سنہرے رنگ کا ایک اور دھاگہ بھی نظر آ رہا تھا۔

” اوہ۔ ویری بیڈ۔ انہوں نے اس کا انتظام بھی پہلے سے کر رکھا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

” کیا مطلب عمران صاحب“...... صفدر نے کہا۔ عام طور پر بات چیت اور سوال جواب صفدر ہی کرتا تھا۔ باقی ساتھی سوائے اشد ضرورت کے خاموش ہی رہتے تھے۔

” سپر کراس ریز کا سرکل بھی گہرائی میں موجود ہے اور یہ سرکل اس قدر گہرائی میں اثرات رکھتا ہے کہ اسے کسی صورت کراس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم گہرائی میں جا کر بھی کراس ریز کو کراس ہی نہیں کر سکتے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” تو پھر اب“...... صفدر نے کہا۔

” ہم نے ہر صورت میں آگے بڑھنا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اور اس کا طریقہ بھی میں نے سوچ لیا

ہے۔ تم اب یہیں رکو گے۔ میں آگے بڑھوں گا اور اس سپر کراس ریز کے سرکل کو توڑنے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اسے توڑ سکا تو مزید آگے بڑھ جاؤں گا اور پھر تم بھی میرے پیچھے آ جانا ورنہ دوسری صورت میں ہمیشہ کے لئے الوداع۔ وہ ہمارے شاعر نے شاید اسی صورت حال کے لئے کہا تھا کہ میں غرق دریا کیوں نہ ہوا کہ نہ کہیں جنازہ اٹھتا اور نہ کہیں مزار بنتا“...... عمران نے کہا۔

” بکواس مت کرو۔ خبردار جو آئندہ ایسی منحوس باتیں منہ سے نکالیں۔ تم واپس آؤ۔ میں یہ کام کروں گی“...... جولیا کی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔

” جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ ویسے بے فکر رہو۔ مجھے نجومی نے بتایا ہے کہ میری موت پانی میں نہیں آ سکتی“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھنے لگا۔ سنہرے رنگ کا دھاگہ جیسے جیسے قریب آتا جا رہا تھا عمران کی رفتار آہستہ ہوتی جا رہی تھی۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں جولیا کی بڑبڑاہٹ کی آوازیں پڑنے لگیں تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا اس کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی ہے اور چونکہ ٹرانسمیٹر آن تھا اس کی آوازیں اس سمیت سب کے کانوں میں پہنچ رہی ہوں گی۔ عمران اس سنہرے دھاگے سے تقریباً بیس فٹ پیچھے رہ گیا۔ اس نے غوطہ خوری کے لباس کی ایک سائیڈ کی مخصوص زپ کھولی۔ اس میں پانی میں استعمال ہونے والا ریز پسٹل موجود تھا۔ اس نے ریز پسٹل نکالا اور زپ بند

کر کے اس نے ریز پسٹل کا رخ اس سنہرے دھاگے کے نیچے پانی کی اندرونی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ریز پسٹل سے سرخ رنگ کی لہر سی نکلی اور سیدھی پانی میں دور تک لہراتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی ریز اس سنہرے دھاگے کے عین نیچے پہنچی اچانک اس کا رخ مڑا اور پلک جھپکنے میں وہ اوپر کو اٹھ کر اس سنہرے دھاگے سے ٹکرا گئی۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر پانی میں ایسی ہلچل سی پیدا ہوئی کہ پورا منظر ہی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جب یہ ہلچل ختم ہوئی تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ سنہرے رنگ کا دھاگہ غائب ہو چکا تھا جبکہ اوپر سرخ رنگ کا دھاگہ ویسے ہی نظر آ رہا تھا۔

"آ جاؤ۔ سپر کراس ریز ختم ہو گئی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی جو ابھی تک پیچھے رکے ہوئے تھے آگے بڑھے اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی اس سرخ دھاگے کے نیچے سے ہو کر آگے بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ کچھ ہی فاصلے پر پہنچے تھے کہ انہیں اپنے عقب میں پانی میں ایک بار پھر ہلچل سی محسوس ہوئی تو وہ سب بے اختیار مڑ گئے۔ عمران بھی اس ہلچل کو محسوس کرتے ہی مڑا اور پھر اس کے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ رینگتی چلی گئی کیونکہ وہ اس ہلچل کی وجہ بھی سمجھ گیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"سپر کراس ریز کا سرکل دوبارہ قائم ہو رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد جب ہلچل ختم ہوئی تو وہاں سنہرے رنگ کا دھاگہ ایک بار پھر نظر آنے لگ گیا تھا۔

"آپ نے کس طرح اسے آف کیا تھا"...... اس بار کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ریز سرکل کو ڈبل کراس کر کے۔ اوپر کراس ریز کا سرکل تھا جبکہ نیچے سپر کراس ریز کا اور دونوں ایک دوسرے کو دبا رہے تھے کہ میں نے ریز پسٹل استعمال کیا اور پسٹل سے نکلنے والی ریز جب سپر کراس ریز کے نیچے سے گزریں تو سپر کراس ریز کی کشش نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور جب اوپر سے کراس ریز اور نیچے سے پسٹل ریز نے سپر کراس ریز پر دباؤ ڈالا تو سپر کراس ریز سرکل عارضی طور پر ٹوٹ گیا اور جب یہ دباؤ ختم ہوا تو سرکل دوبارہ قائم ہو گیا لیکن ہمیں اس دوران آگے بڑھنے کا موقع مل گیا۔

"کیا پوری دنیا کی سائنس تمہارے دماغ میں بھری رہتی ہے کہ تم اس طرح سوچ لیتے ہو اور تمہاری سوچ درست بھی ثابت ہوتی ہے"...... تنویر کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکریہ۔ تم نے میرے دماغ میں کچھ ہونے کا اقرار تو کر لیا"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو اس بار سب کے ہنسنے کی آوازیں سنائی دیں۔

"عمران صاحب۔ اب آگے کیا پروگرام ہے۔ جزیرہ تو ابھی دو ناٹ دور ہے''...... صفدر نے کہا۔

"ہم نے اوپر پہنچ کر سیکورٹی آفس پر قبضہ کرنا ہے۔ جب تک سیکورٹی آفس پر قبضہ نہیں ہو گا ہم جزیرے پر قبضہ نہیں کر سکتے اور جب تک جزیرے پر ہمارا مکمل قبضہ نہیں ہو گا ہم فیکٹری کو تباہ نہیں کر سکتے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح ہو گا یہ قبضہ۔ کیا آپ وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دیں گے''...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی گیس نہیں ہے کہ جس کی رینج کھلی فضا میں پورے جزیرے کو کور کر سکے۔ ہم کنارے پر پہنچ کر پہلے کسی کھاڑی میں غوطہ خوری کے لباس اتار دیں گے اور پھر جزیرے پر پہنچ کر وہاں کے ماحول کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ میڈم لوکاشی نے بتایا تھا کہ جزیرے کے تقریباً وسط میں ایک عمارت کی چھت پر آٹومیٹک گنیں نصب ہیں اور اس کے ساتھ جزیرے کے چاروں طرف اونچے درختوں پر بھی گنیں نصب کی گئی ہیں جن کو سیکورٹی آفس سے ہی آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر ایسے آلات بھی موجود ہوں گے جو سمندر کی دور دور تک چیکنگ کرتے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو ہمیں جزیرے پر پہنچتے ہی چیک کر لیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

"ان سائنسی آلات میں یہ خامی ہوتی ہے کہ یہ بہت دور دور تک تو دیکھ لیتے ہیں لیکن اپنی ناک کے نیچے نہیں دیکھ سکتے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر ٹھیک ہے''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ اب مسلسل تیرتے ہوئے جزیرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر جزیرے کا سایہ سا انہیں نظر آنا شروع ہو گیا۔ وہ سب ابھی تک گہرائی میں تیر رہے تھے۔ پھر جب وہ جزیرے کے قریب پہنچ گئے تو عمران نے اپنا رخ اوپر کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب تیزی سے اوپر کو اٹھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ سطح پر پہنچ گئے۔ یہاں کراس ریز کا سرکل نہ تھا کیونکہ وہ جزیرے سے ایک ناٹ دور قائم کیا گیا تھا تاکہ جزیرے سے کافی فاصلے تک اثرات قائم رہ سکیں۔ عمران نے سر باہر نکالا اور پھر کنٹوپ اس نے اتار کر عقب میں کر دیا اور پھر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ جزیرے کا ساحل کٹا پھٹا سا تھا اس لئے وہاں کریک خاصی تعداد میں موجود تھے۔ عمران ایک کریک میں گھس گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے اور پھر عمران نے غوطہ خوری کا لباس اتارا جبکہ عمران کے ساتھیوں نے لدے ہوئے تھیلے اتارے اور پھر غوطہ خوری کے لباس اتار کر انہیں لپیٹ کر ایک طرف ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ وہی تھیلے اٹھا کر اپنی اپنی پشت پر باندھ لئے۔

"مشین پسٹلز ہاتھوں میں پکڑ لو۔ اب ہم نے انتہائی تیز ایکشن کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرے تھیلے میں سائلنسر لگے مشین پسٹلز ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں استعمال کیا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر صفدر نے اپنی پشت سے تھیلا اتار کر نیچے رکھا اور کھول کر اس میں سے سائلنسر لگے مشین پسٹل نکال کر سب ساتھیوں کو دے کر ایک مشین پسٹل اس نے اپنی جیب میں ڈالا اور پھر تھیلے کی زپ لگا کر اس نے تھیلا دوبارہ اپنی پشت میں لادا اور کریک سے باہر آ کر وہ چٹانوں کو پکڑ کر اوپر کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔ سمندر کی سطح کنارے سے کافی نیچی تھی اس لئے وہ پانی میں بھیگنے سے بچ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے پر چڑھ گئے۔ یہاں ہر طرف اونچی جھاڑیاں تھیں اور ساتھ ہی وہاں اونچے اونچے درختوں کا ایک جھنڈ بھی تھا۔ البتہ کچھ فاصلے پر کھلا میدان تھا اس کے بعد عمارت تھی جس کی چھت پر چند لوگوں کی نقل و حرکت بھی دکھائی دے رہی تھی جبکہ عمارت کے باہر اور کھلے میدان میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"ہم نے اس عمارت پر قبضہ کرنا ہے لیکن جیسے ہی ہم ان جھاڑیوں سے باہر نکلیں گے ہم چھت پر موجود آدمیوں کی نظروں میں آ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ دور مار مشین گن ہمارے پاس ہے۔ میرا

خیال ہے کہ پہلے ہم اوپر موجود افراد کا خاتمہ کر دیں پھر آگے بڑھیں ورنہ جب تک ہم اس عمارت تک پہنچیں گے ہمیں ٹارگٹ بنا لیا جائے گا اور ہمارے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہ رہے گا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن فائرنگ ہوتے ہی یہاں سب لوگ الرٹ ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے اس لئے جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ نکالو مشین گن اور اسے جوڑو"...... عمران نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کی ہدایت پر عمل کیا جاتا اچانک درختوں کے جھنڈ سے یکلخت پٹاخہ چلنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن کسی گہری اور تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کے کانوں میں آخری آوازیں اس کے ساتھیوں کی پڑی تھیں جو حیرت سے چیخ پڑے تھے۔

کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا کے ساتھ ایک چھوٹے لیکن
تیز رفتار اسٹیمر پر سوار کیٹن کے ساحل سے ہوتا ہوا رساڈو جزیرے کی
طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کیٹن کے وولف ہاؤس میں کرنل وولف
سے انہیں حتمی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ ہاٹ ویپن کی فیکٹری رساڈو
جزیرے پر ہے اور وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں لیکن
حفاظتی انتظامات کی کوئی تفصیل کرنل وولف سے حاصل نہ ہو سکی تھی
اور کرنل فریدی نے بھی اس کی زیادہ پرواہ نہ کی تھی کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ اسرائیل کے یہودی اپنی خاص لیبارٹریوں کے حفاظتی انتظامات
زیادہ بہتر کس انداز میں کرتے ہیں اس لئے اس نے ایک اسٹیمر
بھاری رقم دے کر رساڈو کے لئے حاصل کیا اور اب وہ اسٹیمر تیزی
سے رساڈو کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کیٹن سے ملحقہ بانتو جزیرہ
تھا اور بانتو جزیرے سے رساڈو جزیرہ قریب تھا لیکن کیٹن سے وہ

ہی دور تھا اس لئے کرنل فریدی نے لانچ کی بجائے اسٹیمر کا انتظام
کیا تھا اسٹیمر کے مالک کے ساتھ ان کی بات چیت یہی طے ہوئی
تھی کہ وہ راستے میں آنے والے ایک چھوٹے ٹاپو پر انہیں پہنچا کر
واپس چلا جائے گا۔ اس ٹاپو سے رساڈو جزیرہ کافی فاصلے پر تھا لیکن
کرنل فریدی کے پاس جو سامان تھا اس میں ربڑ کی خصوصی کشتی تھی
جس میں ہوا بھرنے کے بعد اسے باقاعدہ کشتی کی صورت دی جا
سکتی تھی اور اس میں باقاعدہ انجن بھی موجود تھا اس لئے وہ آسانی
سے اس کشتی میں سفر کرتے ہوئے رساڈو جزیرے تک پہنچ سکتے
تھے۔ اسٹیمر کے نیچے بنے ہوئے کمرے میں کرنل فریدی، کیپٹن حمید
اور ملیکا تینوں بیٹھے ہاٹ کافی پی رہے تھے۔

"کرنل صاحب۔ ہماری کشتی کو تو دور سے چیک کر کے اسے
میزائل سے اڑایا جا سکتا ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"کشتی پر ہم اس حد تک جائیں گے جس حد تک دوربین سے
کشتی نظر آ سکتی ہے۔ اس کے بعد ہم تیر کر آگے جائیں گے"۔ کرنل
فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ کرنل فریدی کو انتظامات کرنے میں نوبل پرائز
ملا ہوا ہے۔ انہوں نے دفن ہونے سے لے کر فاتحہ خوانی بلکہ کئی
برسوں تک برسی منانے کے بھی تمام انتظامات پیشگی کر دیئے ہوں
گے"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اس قسم کی فضول باتیں کرنے سے تمہاری کون سی حس کو تسکین

پہنچتی ہے"...... ملیکا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" حس محرومی"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور ملیکا بے اختیار ہنس پڑی۔

" یہ حس تو آپ کی ہو گی۔ میرے تو اس دنیا میں اتنے دوست ہیں کہ محرومی کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ ہر ہاتھ ملانے والا دوست نہیں ہوا کرتا اس لئے جس نے تمہارے ساتھ بیٹھ کر ایک کپ چائے یا کافی پی لیا اسے تم دوست نہ سمجھا کرو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کرنل صاحب۔ کوئی سائنسی آلات بھی تو انہوں نے ہمیں راستے میں چیک کرنے کے لئے نصب کئے ہوں گے"...... ملیکا کے ذہن میں وہی بات سمائی ہوئی تھی اس لئے وہ بار بار سوال کر رہی تھی۔

" مجھے معلوم ہے ملیکا کہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتے ہیں اس لئے بے فکر رہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" کیا کر سکتے ہیں۔ کم از کم کچھ تو بتائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم احمقوں کی طرح ان کے ٹریپ میں پھنس کر ہلاک ہو جائیں"۔ ملیکا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا"...... کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

" اسے اپنی نہیں آپ کی فکر ستائے جا رہی ہے۔ کیوں ملیکا"۔ کیپٹن حمید نے موقع دیکھتے ہی شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

" کم از کم مجھے معلوم تو ہو۔ اس طرح اندھوں کی طرح دوڑتے تو نہ چلے جائیں"...... ملیکا نے کیپٹن حمید کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی بات کر دی۔

" تمہاری طرح کیپٹن حمید بھی ساتھ جا رہا ہے۔ اس کے ذہن میں تو ایسا خوف نہیں ہے۔ تم میں کیوں یہ خوف پیدا ہو رہا ہے"۔ کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

" کیپٹن حمید تو حماقت کی حد تک آپ کی پیروی کرتا ہے جبکہ میں ایسا نہیں کر سکتی"...... ملیکا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیپٹن حمید اوپر جاؤ اور اسٹیمر کیپٹن سے کہو کہ وہ اسٹیمر واپس کیٹن کے ساحل پر لے جائے۔ ہم ملیکا کو وہاں چھوڑ کر واپس آ جائیں گے"...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ نہ کریں۔ ملیکا ابھی حال ہی میں ہمارے ساتھ شامل ہوئی ہے۔ آہستہ آہستہ اسے سمجھ آ جائے گی کہ ہارڈ سٹون ہارڈ ہی ہوتا ہے"...... کیپٹن حمید نے بیچ بچاؤ کرنے والے انداز میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ جو ہو گا سو ہو گا"...... ملیکا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" میں تمہیں بتاتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ سمندر کے اندر ایسی

ریز کا جال بچھایا گیا ہو گا جس سے ٹکرا کر تمام لانچیں ، جہاز اور
اسٹیمر تباہ ہو سکتے ہیں لیکن اسٹیمر کو واپس بھجوا دیا جائے گا اور ایسی ریز
کا توڑ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ کرنل صاحب نے خصوصی طور پر
زیرو کراس ریز آلہ منگوایا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے
ذہن میں یہی بات ہے۔ باقی رہا اوپر جانے کے بعد کا معاملہ تو جو
ہو گا دیکھا جائے گا۔ ظاہر ہے مقابلہ تو ہو گا اور اس مقابلے سے
خوفزدہ ہو کر ہم مشن تو نہیں چھوڑ سکتے''...... کیپٹن حمید نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا۔

'' کیا واقعی۔ کیا کیپٹن حمید درست کہہ رہا ہے''...... ملیکا نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'' ہاں''...... کرنل فریدی نے مختصر سا جواب دیا۔

'' تو یہ بات آپ نہیں بتا سکتے تھے''...... ملیکا نے لاڈ بھرے
لہجے میں کہا۔

'' میرے پاس وضاحتوں کا وقت نہیں ہوتا''...... کرنل فریدی
نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ملیکا کوئی جواب دیتی
اوپر سے اسٹیمر کیپٹن کی آواز سنائی دی۔ وہ انہیں بلا رہا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد وہ تینوں اوپر پہنچے تو وہ سمجھ گئے کہ وہ انہیں کیوں کال کر رہا
ہے کیونکہ چھوٹا ٹاپو دور سے قریب آتا دکھائی دے رہا تھا۔

'' جناب۔ آپ یہاں کیا کریں گے''...... اسٹیمر کیپٹن نے کہا۔

'' تمہیں ڈبل رقم اس لئے دی گئی ہے کہ تم کوئی سوال نہیں کرو

گے''...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا تو اسٹیمر کیپٹن نے
ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد اسٹیمر ٹاپو کے کنارے سے لگ کر
رک گیا تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید نے دو بڑے بڑے بیگ
اٹھائے اور اسٹیمر سے اتر کر وہ اس ٹاپو پر پہنچ گئے۔

'' اب تم واپس جا سکتے ہو''...... کرنل فریدی نے کہا تو اسٹیمر کیپٹن
نے اثبات میں سر ہلایا اور اسٹیمر کو بیک کر کے اس نے موڑا اور پھر
واپس چل پڑا۔ جب تک وہ نظر آتا رہا وہ خاموش کھڑے رہے پھر
کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو تھیلے سے کشتی نکالنے کے لئے کہا اور
پھر تھوڑی دیر بعد کشتی تیار کر لی گئی اور اسے پانی میں اتارا گیا۔ کرنل
فریدی نے سامان کشتی میں رکھا اور پھر خود بھی ملیکا کے ساتھ اس
میں سوار ہو گیا۔ کیپٹن حمید نے انجن سٹارٹ کیا اور تھوڑی دیر بعد
کشتی خاصی تیز رفتاری سے ٹاپو کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی آگے بڑھتی
چلی جا رہی تھی۔ کرنل فریدی نے ایک بیگ کھولا اور اس میں سے
ایک آلہ نکالا جس کے ساتھ وائر کا بہت بڑا گچھا موجود تھا۔ اس نے
گچھے کو کھولا اور پھر اس آلے کو سمندر میں ڈال دیا۔ وائر کے سرے
پر ہی ایک ڈائل سا موجود تھا جو کرنل فریدی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا
تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد کرنل فریدی نے کشتی روکنے
کے لئے کہا تو کیپٹن حمید نے کشتی روک دی۔

'' اب ہم نے کشتی چھوڑ کر پانی کے اندر سفر کرنا ہے۔ غوطہ خوری
کے لباس پہن لو''...... کرنل فریدی نے وائر کو دوبارہ اکٹھا کرتے

ہوئے کہا اور اس آلے کو لپیٹ کر اس نے کشتی میں رکھا اور پھر غوطہ خوری کے لباس پہن کر کیپٹن حمید اور کرنل فریدی دونوں نے تھیلے اٹھا کر اپنی پشت پر باندھ لئے۔

"اس کشتی کا کیا ہو گا۔ یہ تو لہروں کے ساتھ آگے بڑھ جائے گی اور ان کی چیکنگ میں آ جائے گی"...... ملیکا نے کہا۔

"اس کی ہوا نکال دی جائے گی تو یہ یہیں سمندر کی گہرائی میں پڑی رہ جائے گی"...... کرنل فریدی کی بجائے کیپٹن حمید نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں پانی میں اتر گئے۔ کیپٹن حمید نے کشتی میں سے ہوا کے اخراج کا کلپ ہٹایا تو کشتی یکلخت سکڑ کر اکٹھی ہوئی اور پھر انجن کے وزن کی وجہ سے وہ پانی میں نیچے بیٹھتی چلی گئی جبکہ کرنل فریدی، ملیکا اور کیپٹن حمید تینوں پانی میں تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کرنل فریدی رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی ملیکا اور کیپٹن حمید بھی رک گئے۔ سامنے سرخ رنگ کی لہر سی پانی میں موجود نظر آ رہی تھی۔ کرنل فریدی نے لباس کی زپ کھولی اور جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس کا رخ اس سرخ لہر کی طرف کیا اور اس آلے کا بٹن پریس کر دیا۔ آلے سے سرخ رنگ کی لہر سی نکل کر پانی میں پہلے سے موجود سرخ رنگ کی لکیر سے ٹکرائی۔ ہلکا سا جھماکا ہوا لیکن دوسرے لمحے کرنل فریدی کے چہرے پر تعجب کے آثار ابھر آئے کیونکہ سرخ رنگ کی لکیر پہلے کی طرح موجود تھی۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ زیرو کیوں نہیں ہوئی"...... کیپٹن حمید کی آواز ائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارے آلے کی طاقت کمزور ہے"...... ملیکا ے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہاں نیچے سپر کراس ریز کا سرکل بھی موجود ہے۔ شاید ا لئے کراس ریز زیرو نہیں ہو رہی"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کہاں ہے سپر کراس ریز"...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے ہ میں پوچھا۔ یہ ساری بات چیت ان کے سروں پر موجود مخصوص ٹوپ میں موجود ٹرانسمیٹر پر ہو رہی تھی۔

"نیچے گہرائی میں دیکھو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں واقعی۔ اب کیا ہو گا"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"اب مزید نیچے گہرائی میں جانا ہو گا۔ پہلے اس سپر کراس ریز رکل کو ختم کرنا ہو گا پھر اوپر آ کر اس کراس ریز کو۔ تم دونوں یہیں ہو"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غوطہ لگایا ر اس کا جسم تیز رفتار مچھلی کی طرح گہرائی میں اترتا چلا گیا۔ شفاف نی میں وہ انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پھر کافی گہرائی میں جا ر کرنل فریدی نے ریموٹ کنٹرول نما آلے کو سیدھا کیا اور اس ے ساتھ ہی انہوں نے دیکھا کہ نیچے گہرائی میں موجود سنہرے رنگ ا سرکل یکلخت غائب ہو گیا تو کرنل فریدی ایک بار پھر بجلی کی سی یزی سے اوپر آنے لگ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ واپس پہنچ گیا اور

اس بار جب اس نے آلے کا رخ اس سرخ رنگ کے سرکل کی طرف کر کے بٹن دبایا تو آلے سے نکلنے والی سرخ رنگ کی لہر کراس ریز کے سرکل سے ٹکرائی تو ایک جھماکے کے ساتھ ہی سرکل غائب ہو گیا۔

" جلدی آؤ۔ ہم نے اسے فوری کراس کرنا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ملیکا اور کیپٹن حمید نے اس کی پیروی کی اور تھوڑا سا آگے جانے کے بعد جب کرنل فریدی واپس مڑا تو کیپٹن حمید اور ملیکا بھی مڑ گئے اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لئے کیونکہ معمولی سے وقفے کے بعد سرخ اور سنہرے رنگ کے سرکل دوبارہ قائم ہو چکے تھے اور پھر وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً نصف گھنٹہ تیرنے کے بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک خالی کریک میں انہوں نے غوطہ خوری کے لباس اتارے اور انہیں کریک میں چھوڑ کر وہ تھیلوں سمیت ساحل پر چڑھے تو انہیں دور سے ایک یو ٹائپ عمارت نظر آئی لیکن جس طرف وہ موجود تھے اس طرف عمارت کی پشت تھی۔ عمارت پر ہیوی ایئر کرافٹ گنیں بھی نظر آ رہی تھیں اور وہاں چند افراد کی نقل و حرکت بھی نظر آ رہی تھی۔

" اب ہمیں کرالنگ کرتے ہوئے آگے جانا ہو گا۔ یہ اچھا ہوا کہ ہم عقبی طرف آئے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ملیکا اور کیپٹن

حمید اس کی پیروی کر رہے تھے کہ اچانک کنارے پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ سے جیسے پٹاخہ سا چھوٹا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کو اچانک یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے ساری توانائی نچوڑ لی گئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں ملیکا اور کیپٹن حمید کی آوازیں پڑیں اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا کہ وہ اور اس کے ساتھی ہٹ کر دیئے گئے ہیں۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی بانتو کی ایک سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن توفیق موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر میجر پرمود اور عقبی سیٹ پر کیپٹن طارق بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ائیر فورس کا اڈا کہاں ہے"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ میں نے نقشے کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ لیکن باس وہاں سے اگر ہم نے گن شپ ہیلی کاپٹر اڑا لیا تو لڑاکا طیارے چند لمحوں میں ہمیں گھیر لیں گے"...... کیپٹن توفیق نے کہا

"جب تک یہ لوگ سنبھلیں گے ہم رساڈو پہنچ بھی جائیں گے۔ یہاں سے رساڈو زیادہ دور نہیں ہے اور ہم ایک بار رساڈو پہنچ کراز جائیں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

"لیکن باس۔ جیکی نے تو بتایا تھا کہ وہاں آٹو میٹک کمپیوٹرائزڈ اینٹی ائیر کرافٹ گنیں موجود ہیں"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن طارق نے کہا۔

"جیکی نے جو کچھ بتایا ہے اسے مدنظر رکھ کر میں نے پلان بنایا ہے۔ جیکی نے بتایا ہے کہ رساڈو جزیرے سے چھ ناٹ کے فاصلے پر سمندر کے اندر سائنسی سرکل موجود ہیں جن سے ٹکرا کر ہر چیز کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اور اس کا کوئی توڑ نہیں ہے جبکہ رساڈو جزیرے پر آٹو میٹک کمپیوٹرائزڈ ائیر کرافٹ گنیں موجود ہیں اس لئے ہم گن شپ ہیلی کاپٹر پر جائیں گے۔ ظاہر ہے فوجی ہیلی کاپٹر کو وہ آسانی سے نشانہ نہ بنا سکیں گے اور ہم جزیرے پر اتر جائیں گے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"لیکن اس اڈے سے گن شپ ہیلی کاپٹر کیسے اڑایا جائے گا"۔ کیپٹن توفیق نے کہا۔

"اڈے کے بارے میں بھی جیکی جانتا تھا کیونکہ وہ اڈے پر بھی شراب وغیرہ کی سپلائی کے سلسلے میں جاتا رہتا ہے۔ وہاں ایک چیک پوسٹ ہے۔ اس چیک پوسٹ کے بعد دائیں ہاتھ پر سب سے پہلے ہیلی کاپٹروں کے اسٹینڈ ہیں۔ اس کے بعد وسیع و عریض میدان ہے جس میں لڑاکا جٹ طیاروں کا رن وے ہے اور اس کے آخر میں فوجی عمارتیں ہیں اس لئے ہم نے چیک پوسٹ پر موجود فوجیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم سیدھے ان اسٹینڈز میں گھسیں گے

اور ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے اڑیں گے۔ رساڈو کا فاصلہ یہاں سے صرف بیس میل ہے اور یہ فاصلہ ہم اس وقت تک طے کر چکے ہوں گے جب تک لڑاکا طیارے حرکت میں آئیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے رساڈو کے تمام حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں پہنچ جائیں گے“۔ میجر پرمود نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس۔ وہاں آٹو میٹک اینٹی ایئر کرافٹ گنیں ہمیں اڈے سے اڑتے ہی کور کر سکتی ہیں کیونکہ فاصلہ بے حد کم ہے“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

”جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہرحال ہم نے مشن مکمل کرنا ہے“۔ میجر پرمود نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اب اس بات پر مزید بحث نہ کرنا چاہتا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد سڑک سائیڈ پر مڑی تو اس کے ساتھ ہی ایک جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا جس پر ایئر فورس اڈے کی باقاعدہ نشاندہی کی گئی تھی۔ کیپٹن توفیق نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

”باس۔ یہاں سے اندر مڑتے ہی ہم چند لمحوں میں چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے اس لئے ہمیں اسلحہ وغیرہ لے لینا چاہئے“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

”ہاں۔ تھیلوں سے مشین گنیں نکال لو“...... میجر پرمود نے کہا۔

”باس۔ میزائل گنیں لے لی جائیں تاکہ کام جلد از جلد مکمل ہو سکے“...... کیپٹن طارق نے کہا۔

”نہیں۔ میزائل دھماکے چیک پوسٹ سے فوجی عمارتوں تک
ائی دے جائیں گے جبکہ مشین گنوں کی فائرنگ کی آواز اتنی دور
ہیں جائے گی“...... میجر پرمود نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر
لا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد میجر پرمود کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی
مشین گن کیپٹن طارق کے ہاتھ میں تھی جبکہ کیپٹن توفیق چونکہ
کار ڈرائیو کر رہا تھا اس لئے اسے مشین گن نہ دی گئی تھی۔ البتہ اس
ی جیب میں مشین پسٹل موجود تھا۔

”چلو۔ چیک پوسٹ پر کار روک لینا۔ تمہارے کار روکتے ہی
ں اور کیپٹن طارق نیچے اتر کر چیک پوسٹ پر موجود افراد کو ختم
ریں گے جبکہ تم نے کار سٹارٹ رکھنی ہے۔ اس کے بعد ہم نے
ار آگے ہیلی کاپٹرز کے اسٹینڈ کے قریب لے جانی ہے اور اگر وہاں
جی ہوئے تو ان کا خاتمہ کرنا ہے“...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن
فیق اور کیپٹن طارق دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس کے
اتھ ہی کیپٹن توفیق نے کار سٹارٹ کر کے اس موڑا اور پھر خاصی
ز رفتاری سے کار دوڑتی ہوئی دور سے نظر آنے والی چیک پوسٹ
طرف بڑھتی چلی گئی۔ چیک پوسٹ کے دونوں اطراف میں اونچی
ارتیں تھیں جبکہ درمیان میں سڑک آگے جا رہی تھی۔ چیک پوسٹ
ا عمارت دو کمروں اور ان کے سامنے ایک برآمدے پر مشتمل تھی
لبہ چیک پوسٹ کی عمارت کے اوپر ہیوی مشین گن بھی نظر آنے
ے گئی تھی۔

"میں نیچے فائر کروں گا جبکہ تم نے اس ہیوی مشین گن کو آپریٹ کرنے والے کا خاتمہ کرنا ہے"...... میجر پرمود نے گردن موڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن طارق سے کہا۔

"یس باس"...... کیپٹن طارق نے جواب دیا اور پھر کار جیسے ہی چیک پوسٹ کے قریب پہنچی چار فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے سڑک کے کنارے پر آگئے۔ ان میں سے دو چیک پوسٹ کی سائیڈ پر اور دو سڑک کراس کر کے دوسری سائیڈ پر آگئے تھے۔ ان چاروں نے ہاتھ اٹھا کر کار کو روکنے کا اشارہ کیا۔ ویسے بھی کار نے وہاں رکنا ہی تھا کیونکہ سامنے موجود راڈز کی وجہ سے سڑک بند تھی۔ کیپٹن توفیق نے پوری قوت سے بریک لگائے اور کار کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک پر جم سے گئے۔ اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے دروازہ کھولا اور باہر نکلتے ہی اس نے ان دونوں پر فائر کھول دیا جو کار رکنے پر آگے بڑھ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسری طرف موجود فوجی بھی چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ کیپٹن طارق اچھل کر کار کی ڈگی پر چڑھ گیا اور دوسرے لمحے اس کی مشین گن نے شعلے اگلے اور چھت پر موجود دو فوجی جو فائرنگ کی آوازیں سن کر آگے بڑھے تھے چیختے ہوئے وہیں گرے جبکہ اس دوران میجر پرمود فائرنگ کرتا ہوا چیک پوسٹ کی طرف بڑھ گیا تھا اور پھر ایک کمرے سے ایک فوجی کیپٹن جیسے ہی باہر نکلا وہ چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ میجر پرمود نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر اس

پر فائر کھول دیا تھا۔ چند لمحوں بعد نیچے پانچ لاشیں اور چھت پر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور چیک پوسٹ خالی ہو چکی تھی۔ میجر پرمود کے اشارے پر کیپٹن طارق نے راڈ ہٹایا تو کیپٹن توفیق نے کار آگے بڑھا کر راڈ کی دوسری طرف روک دی۔ دوسرے لمحے میجر پرمود اور کیپٹن طارق دونوں کار میں سوار ہوئے اور کیپٹن توفیق نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی اور اسے پوری قوت سے دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر عمارت والے حصے میں داخل ہوتے ہی اس نے کار کو تیز رفتاری سے موڑا تو اس طرف واقعی دس اونچے اسٹینڈز بنے ہوئے تھے اور ان دس کے دس اسٹینڈز میں گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے اور وہاں فوجی بھی تقریباً ہر اسٹینڈ پر موجود تھے۔ وہ سب کار کو اس طرف مڑ کر آتے دیکھ کر حیرت سے آگے بڑھے ہی تھے کہ میجر پرمود نے کار کے اندر سے ہی ان پر فائر کھول دیا۔ کیپٹن توفیق انتہائی رفتار سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا اور میجر پرمود اور کیپٹن طارق کی مسلسل فائرنگ سے ہر اسٹینڈ میں موجود دو یا تین فوجی چیختے ہوئے نیچے گر رہے تھے۔ انہیں سنبھلنے یا سچوئیشن کو سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ آخری اسٹینڈز پر پہنچ کر کیپٹن توفیق نے کار کو ایک جھٹکے سے روکا۔

"تھیلے لے کر باہر آؤ"...... میجر پرمود نے کار رکتے ہی نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اسٹینڈ میں موجود ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے چیک

کر لیا کہ ہیلی کاپٹر پرواز کے لئے تیار ہے اور اس کا فیول ٹینک بھی مکمل طور پر بھرا ہوا تھا۔ شاید ایمرجنسی کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور پھر اسے آہستہ آہستہ چلاتا ہوا کھلی جگہ پر لے آیا کیونکہ یہ فولڈنگ پہیوں والا ہیلی کاپٹر تھا تاکہ ہر قسم کے حالات میں کام دے سکے۔ پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر باہر آیا کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق دونوں اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے تو اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اب انہیں دور عمارت کی طرف سے کئی فوجی جیپیں آتی دکھائی دے رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی تیز الارم بجنے لگ گئے لیکن اب ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر پہنچ گیا تھا کہ نیچے سے اس پر فائرنگ نہ کی جا سکتی تھی۔ میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے ہیوی مشین گن کی مخصوص آواز کے ساتھ ہی میدان میں دوڑتی ہوئی جیپیں ہوا میں پرزوں کی صورت میں بکھر گئیں اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا ہوا عمارت کراس کر گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر سمندر پر اڑ رہا تھا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی لیکن میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ دور سے انہیں ایک چھوٹا سا جزیرہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یکلخت اس جزیرے سے ایک شعلہ سا بلند ہوتا نظر آیا تو میجر پرمود نے یکلخت ہیلی کاپٹر کو گہرا غوطہ دیا اور اس کے ساتھ ہی

شعلہ جو بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا تھا ہیلی کاپٹر کے اوپر سے گزر گیا۔ اسی لمحے دوسرا شعلہ ابھرتا نظر آیا تو میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو اور نیچے کر دیا اور اس شعلے کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے شعلے کا ہوا تھا۔ اب ہیلی کاپٹر اس جزیرے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ایک بار پھر شعلہ بلند ہوا تو میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو اس بار ایک جھٹکے سے بلند کر دیا اور اس بار ہیلی کاپٹر اس میزائل سے بال بال بچ گیا۔

"یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہے"...... میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کے مین بورڈ پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر سے دو میزائل فائر ہوئے اور سیدھے جزیرے پر موجود عمارت کی طرف بڑھے لیکن اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے خوفناک دھماکے ہوئے اور شعلے عمارت کی چھت پر موجود اینٹی ایئر کرافٹ گنوں سے ٹکرا گئے لیکن اس دوران ہیلی کاپٹر جزیرے پر لینڈ کر چکا تھا۔

"آؤ"...... میجر پرمود نے سر سے ہیڈ فون اتار کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا اور سائیڈ سیٹ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر وہ اچھل کر نیچے اترا اور زگ زیگ کے سے انداز میں دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن طارق اور کیپٹن توفیق بھی اس کے پیچھے اسی انداز میں بھاگ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر چونکہ عمارت کے

کافی قریب اتارا گیا تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ چند منٹوں میں
ہی وہ عمارت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اچانک
میجر پرمود کو عمارت کی چھت کی طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے
پٹاخہ چلنے کی آواز آتی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا
اور کافی دور تک رول ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن
پر یکلخت تاریکی سی چھا گی۔ البتہ آخری احساس اس کے ذہن میں
یہی ابھرا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی باوجود اپنی تمام کوششوں کے
بہرحال ہٹ ہو گئے ہیں۔

رساڈو کا سیکورٹی انچارج ہمفرے اپنے شاندار انداز میں سجے
ہوئے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ کنگ آف ہاٹ
ورلڈ نے اسے فون کر کے بتا دیا تھا کہ ایشیائی ایجنٹوں کی تین ٹیمیں
کسی بھی وقت اچانک رساڈو پر حملہ کر سکتی ہیں۔ چنانچہ اب وہ بیٹھا
ان تینوں ٹیموں کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ وہ جب ریڈ ایجنسی
میں کام کرتا تھا تو اس وقت وہ ایک ایشیائی ٹیم سے ٹکرایا تھا اور یہ
ایشیائی ٹیم ایک شاندار شخصیت پر مبنی کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں
کی تھی اور گو وہ کرنل فریدی اور اس کی ٹیم کے مقابل کامیاب نہ ہو
سکا تھا لیکن اس کرنل فریدی کی شخصیت اور کارکردگی نے واقعی اسے
بے حد متاثر کیا تھا اور اس کے ذہن میں آج بھی خاصا عرصہ گزر
جانے کے باوجود کرنل فریدی کی شخصیت کا تاثر موجود تھا اور پھر میز
پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ہمفرے جو سوچ میں ڈوبا ہوا تھا

بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہمفرے نے کہا۔

"مارٹن بول رہا ہوں باس۔ آپ فوراً مشین روم میں آ جائیں۔ فوراً۔ یہاں ایک حیرت انگیز نظارہ آپ کا منتظر ہے"...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہمفرے نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر دوڑتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ وہ مارٹن کی عادت جانتا تھا کہ جب انتہائی ایمرجنسی ہو تو وہ ایسا انداز اپناتا تھا اور اس کے ذہن مین چونکہ تین ایشیائی ٹیموں کی بات موجود تھی اس لئے وہ یہی سمجھا تھا کہ ان ایشیائی ٹیموں نے رساڈو پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ دوڑتا ہوا مشین روم میں داخل ہوا جس کی ایک سائیڈ میں شیشے کا کیبن تھا جس میں ایک بڑی مشین موجود تھی اور اس مشین کے سامنے کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک چھوٹے قد اور چھریرے جسم کا آدمی موجود تھا۔ یہ مارٹن تھا مشین روم کا انچارج۔

"کیا ہوا مارٹن"...... ہمفرے نے شیشے کے کیبن میں داخل ہوتے ہی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"آئیں باس دیکھیں"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہمفرے کرسی پر بیٹھ گیا لیکن دوسرے لمحے جب اس نے سامنے موجود سکرین پر نظر ڈالی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سکرین پر سمندر کے اندر غوطہ خوری کے جدید ترین لباس پہنے ہوئے پانچ غوطہ

خور تیزی سے تیرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"کون ہیں یہ۔ کہاں سے آئے ہیں"...... ہمفرے نے کہا۔

"یہ اچانک سکرین پر نمودار ہوئے ہیں اور اب تیزی سے کراس ریز سرکل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس لئے آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ ان کے جسموں کے پرخچے اڑتے خود دیکھ لیں"۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کوئی ایشیائی ٹیم ہو سکتی ہے"...... ہمفرے نے کہا۔

"جو بھی ہیں ابھی تھوڑی دیر بعد ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں گے"...... مارٹن نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ہمفرے نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کراس ریز سے ٹکرانے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے لیکن چند لمحوں بعد ان غوطہ خوروں نے گہرائی میں اترنا شروع کر دیا۔

"یہ کراس ریز کی رینج سے نیچے جا کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں"۔ ہمفرے نے کہا۔

"نیچے سپر کراس ریز سرکل موجود ہے"...... مارٹن نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ہمفرے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی نیچے اسے بھی سنہرے رنگ کا کراس ریز سرکل نظر آنے لگ گیا لیکن پھر اچانک سب سے آگے والے غوطہ خور نے اپنے لباس کی زپ کھول کر عجیب ساخت کا پسٹل جیب سے نکالا اور اس پسٹل

کا رخ سپر کراس ریز سرکل کی طرف کیا تو پسٹل میں سے سرخ رنگ کی شعاع کسی لہر کی طرح اس سنہرے دھاگے کے نیچے سے آگے بڑھی لیکن پھر یکلخت اوپر کو اٹھ کر اس سنہرے دھاگے سے چمٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر پانی کی لہریں یکلخت الٹ پلٹ ہونے لگیں اور سارا منظر ہی تلپٹ ہو گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا ہوا۔ کیا مطلب"...... اس بار مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن تھوڑی دیر بعد جب سکرین صاف ہوئی تو مارٹن اور ہمفرے دونوں بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ پانچوں غوطہ خور اس کراس ریز سرکل کی موجودگی کے باوجود اسے کراس کر کے دوسری طرف پہنچ چکے تھے اور پھر یکلخت سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سنہرے رنگ کا سرکل دوبارہ نظر آنے لگ گیا لیکن اس دوران یہ غوطہ خور اسے کراس کر چکے تھے۔

"وری بیڈ۔ یہ سب بے کار رہا"...... ہمفرے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ ریز پسٹل ان سے حاصل کرنا ہو گا۔ ہمارے لیے واقعی نئی چیز ہے"...... مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب یہ جزیرے پر پہنچیں تو انہیں فارسوک ریز سے بے ہوش کر دینا۔ پھر ان کا سارا سامان ہمارے سامنے آ جائے گا"...... ہمفرے نے کہا۔

"انہیں ہلاک کیوں نہ کر دیا جائے باس"...... مارٹن نے چونک

کر کہا۔

"ہلاک تو بہرحال انہوں نے ہونا ہے لیکن میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ انہیں رساڈو میں فیکٹری کے بارے میں کس نے بتایا ہے حالانکہ میرے خیال میں سوائے چند افراد کے اور کوئی اس بارے میں نہیں جانتا اور وہ چند افراد انہیں کسی صورت نہیں بتا سکتے"...... ہمفرے نے کہا۔

"تو پھر انہیں بلیک روم میں قید کرنا ہو گا۔ بہرحال یہ خطرناک لوگ ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"ہاں۔ وہیں ٹھیک رہے گا"...... ہمفرے نے جواب دیا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کی نظریں مسلسل سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں یہ پانچوں غوطہ خور تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ اچانک جزیرے کے قریب پہنچ کر وہ سکرین سے آؤٹ ہو گئے تو مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کئے تو سکرین پر موجود منظر کا رخ بدل گیا۔ اب سکرین پر کٹا پھٹا ساحل اس انداز میں نظر آ رہا تھا جیسے کیمرہ سمندر میں ہو اور اس کا رخ جزیرے کی طرف ہو۔ غوطہ خور ایک کریک میں داخل ہو رہے تھے اور پھر وہ کریک میں رک گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے غوطہ خوری کے لباس اتارنے شروع کر دیئے۔

"ارے۔ ان میں ایک عورت بھی ہے"...... ہمفرے نے چونک

کر کہا۔

" اور خاصی جاندار ہے باس"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہمفرے بے اختیار ہنس پڑا۔

" خطرناک بھی ہو گی"...... ہمفرے نے ہنستے ہوئے کہا۔

" خطرناک سانپوں کا زہر نکالنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے باس۔ بس آپ مہربانی کر دیں"...... مارٹن نے کہا۔

" او کے۔ یہ تمہاری ہو گی"...... ہمفرے نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

" تھینک یو باس"...... مارٹن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ ہی بتا رہی تھی کہ وہ فطری طور پر عیاش طبیعت کا مالک ہے۔ ان دونوں کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ غوطہ خوری کے لباس اتار کر وہ ایک بار پھر کریک سے باہر آئے اور پھر چٹانوں پر چڑھتے ہوئے جزیرے پر پہنچ گئے۔

" کتنے خوش ہوں گے یہ کہ کسی کو پتہ نہیں چلا اور وہ جزیرے پر پہنچ گئے ہیں"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ خوشی سے پھولے نہ سما رہے ہوں گے"...... ہمفرے نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ مارٹن نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے تو سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی منظر کا رخ ایک بار پھر بدل گیا۔ اب کیمرہ سمندر کی بجائے جزیرے پر آ گیا تھا اور اس کا رخ ساحل کی طرف

تھا۔ پانچوں افراد اب جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے لیکن سکرین پر صاف نظر آ رہے تھے۔

" اب انہیں بے ہوش کر کے بلیک روم میں پہنچا دو"۔ ہمفرے نے کہا تو مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر یکے بعد دیگرے اس نے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ دوسرے لمحے ان پانچوں افراد کے جسم یکلخت ڈھیلے پڑتے چلے گئے اور وہ وہیں جھاڑیوں میں ہی گر گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ مارٹن نے مشین کی سائیڈ پر موجود ایک مائیک کھینچا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو۔ مارٹن کالنگ مارگی"...... مارٹن نے کہا۔

" یس باس"...... مشین سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" یہاں پوائنٹ الیون پر پانچ افراد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اٹھا کر بلیک روم میں پہنچا دو اور سپیشل کرسیوں پر جکڑ دو"...... مارٹن نے کہا۔

" اوہ اچھا باس"...... مارگی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور مارٹن نے مائیک کا بٹن آف کر کے اسے دوبارہ مشین کے ساتھ ایڈجسٹ کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمارت سے نکل کر آٹھ آدمی تیزی سے کنارے کی طرف بڑھتے نظر آنے لگ گئے۔

" انہیں کب تک زندہ رکھنا ہے باس"...... مارٹن نے ہمفرے سے پوچھا۔

"انہیں وہاں پہنچنے تو دو"...... ہمفرے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ باقی افراد کے خاتمے کے بعد اس لڑکی کو اپنے کمرے میں پہنچانے کا کہہ دوں"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صبر کرو۔ ابھی تمہاری ڈیوٹی میں بھی کافی وقت ہے اور اس لڑکی نے اب کہاں جانا ہے"...... ہمفرے نے قدرے خشک لہجے میں جواب دیا تو مارٹن سر ہلا کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آٹھ افراد بے ہوش ہونے والوں کو کاندھوں پر اٹھائے واپس عمارت کی طرف آتے دکھائی دینے لگے۔ جب وہ عمارت میں داخل ہو کر غائب ہو گئے تو ہمفرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرسی سے اٹھتا اچانک سامنے موجود مشین میں سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... ہمفرے نے چونک کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عقبی طرف سے کوئی اور گروپ سمندر میں داخل ہوا ہے"...... مارٹن نے کہا تو ہمفرے چونک پڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد سکرین پر تین غوطہ خور تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔ ان میں ایک عورت تھی جبکہ دو مرد تھے۔

"یہ جزیرے کی عقبی طرف سے آ رہے ہیں"...... مارٹن نے

کہا۔

"حیرت ہے کہ یہ سب اکٹھے ہی رساڈو پر حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ اب یہ کس طرح کراس ریز اور سپر کراس ریز کو کراس کریں گے"...... ہمفرے نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد جب ایک آدمی نے جیب سے ریموٹ کنٹرول آلہ نکال کر کراس ریز پر فائر کیا لیکن کراس ریز کا سرکل ختم نہ ہوا تو ہمفرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا لیکن پھر جب وہ آدمی غوطہ مار کر گہرائی میں اترتا چلا گیا تو ہمفرے نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے اور پھر اس آدمی نے اس ریموٹ کنٹرول نما آلے سے سپر کراس ریز سرکل کو ختم کر دیا تو ہمفرے کے بھنچے ہوئے ہونٹ مزید بھنچ گئے اور تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے کراس ریز سرکل بھی ختم کر دیا تو ہمفرے کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"حیرت ہے۔ انہیں پہلے سے معلوم تھا کہ یہاں ایسے سرکل موجود ہیں اور یہ اس کا توڑ لے کر آئے ہیں"...... ہمفرے نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن یہ بچ نہیں سکتے"...... مارٹن نے جو اب تک خاموش بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا جواب دیا اور پھر وہ تینوں ایک کریک میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے وہاں جیسے ہی غوطہ خوری کے لباس اتارے کرسی پر بیٹھا ہوا ہمفرے بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کرنل فریدی ہے۔ اوہ۔ کرنل فریدی بھی یہاں پہنچ گیا ہے"...... ہمفرے نے کہا۔

"کون کرنل فریدی باس"...... مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لمبے قد اور شاندار شخصیت کا مالک کرنل فریدی ہے جو دنیا کا انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... ہمفرے نے سکرین پر نظر آنے والوں میں سے ایک مرد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ان کا خاتمہ کر دیا جائے"...... مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں بے ہوش کر کے بلیک روم میں پہنچا دو۔ اب ان سب کا اکٹھے ہی خاتمہ ہو گا"...... ہمفرے نے کہا۔

"باس۔ اس کی ساتھی عورت تو آپ کے لئے انتہائی مناسب رہے گی"...... مارٹن نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے ایسی ہی عورتیں پسند ہیں اور مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی کی ساتھی ہونے کی وجہ سے اس آسانی سے زیر نہ کیا جا سکے گا لیکن ہمفرے تو بپھری ہوئی شیرنیوں کو رام کر لیتا ہے۔ اس عورت کی کیا حیثیت رکھتی ہے"...... ہمفرے نے کہا تو مارٹن نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اس کی ساری زندگی ہمفرے کی تائید کرتے گزر گئی ہو۔ وہ یہ ساری خوشامد اس لئے کر رہا تھا تاکہ ہمفرے کہیں پہلے پکڑی جانے والی لڑکی کو بھی ان کے مرد ساتھیوں کے ساتھ ہلاک نہ کر دے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہمفرے اچانک ہی اپنا فیصلہ بدل دیا کرتا ہے۔

"انہیں بے ہوش کر دو"...... اچانک ہمفرے نے کہا تو مارٹن نے مشین کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے۔ وہ تینوں اب جزیرے کے عقبی حصے پر جھاڑیوں میں موجود تھے۔ وہ شاید جزیرے کا جائزہ لے رہے تھے اور پھر وہ تینوں کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے لیکن اسی لمحے مارٹن نے ایک بٹن پریس کیا تو تینوں کے جسم یکلخت ڈھیلے پڑ گئے۔

"اب انہیں اٹھوا کر بلیک روم میں پہنچوا دو اور مارگی کو کہہ دو کہ وہ انہیں بھی کرسیوں پر جکڑ دے"...... ہمفرے نے کہا تو مارٹن نے مائیک نکال کر اس کا بٹن آن کر کے کسی کو ہدایت دینا شروع کر دیں۔

"اب تیسری پارٹی رہ گئی ہے"...... ہمفرے نے کہا تو مارٹن چونک پڑا۔

"کیا اب تیسری پارٹی بھی آئے گی باس"...... مارٹن نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ آنا تو چاہئے اسے بھی"...... ہمفرے نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں ہی یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکی ہیں"...... مارٹن نے کہا۔

"اوکے۔ میں اب بلیک روم میں جا رہا ہوں۔ اگر تیسری پارٹی آئے تو اسے بھی اسی طرح بے ہوش کر کے بلیک روم میں پہنچوا دینا"...... ہمفرے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... مارٹن نے بھی احتراماً اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ پہلی لڑکی تمہیں ہی ملے گی"...... ہمفرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس"...... مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہمفرے سر ہلاتا ہوا مڑا اور شیشے کے کیبن سے باہر نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اب جلد از جلد کرنل فریدی کو ہوش میں لا کر اس کو بتانا چاہتا تھا کہ اس بار وہ ہمفرے سے شکست کھا گیا ہے۔

کرنل فریدی کے تاریک ذہن میں یکلخت روشنی کی تیز لہریں سی نمودار ہوئیں اور پھر یہ لہریں پھیلتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلمی سین کی طرح گھوم گیا تھا۔ جب وہ کیپٹن حمید اور ملیکا کے ساتھ کرالنگ کرتا ہوا جزیرے کے درمیان بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک انہیں قریب ہی ایک درخت سے ایسی آواز سنائی دی جیسے پٹاخہ چھوٹتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کا ذہن یکلخت تاریک پڑ گیا تھا۔ اس نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے سامنے ایک آدمی ہاتھ میں انجکشن لئے کھڑا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی کرسی پر ایک دوسرا آدمی بیٹھا ہوا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ کرنل فریدی کی عادت تھی کہ وہ انتہائی ضرورت کے بغیر میک اپ

نہ کرتا تھا اس لئے وہ اپنی اصل شکل میں تھا اور اس کے ساتھ کیپٹن حمید اور ملیکا بھی اپنے اصل چہروں میں تھے۔ کرنل فریدی نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ اس کے دائیں طرف کرسیوں پر ایک عورت اور چار مرد موجود تھے اور کرنل فریدی ایک نظر دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ ایکریمین میک اپ میں عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔

"تمہیں ہوش آ گیا کرنل فریدی اور تم نے دیکھ لیا کہ تم اور تمہارے ساتھی مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں"...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو۔ اپنا تعارف تو کراؤ"...... کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

"میرا نام ہمفرے ہے اور میں رساڈو میں سیکورٹی انچارج ہوں۔ پہلے میں ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی سے متعلق رہا ہوں اور ریڈ ایجنسی کے ایک کیس کے سلسلے میں ہمارا ٹکراؤ تم ہوا تھا اور مجھے اعتراف ہے کہ تم نے اپنی حیرت انگیز کارکردگی کی بنا پر مجھے شکست دی تھی اور میں بہت عرصہ تک اس شکست کو نہ بھول سکا تھا لیکن اس وقت چونکہ میں ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق تھا اس لئے اپنے طور پر کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن اب جب مجھے معلوم ہوا کہ تین ایشیائی ٹیمیں رساڈو کی طرف بڑھ رہی ہیں اور ان میں سے ایک تمہاری ٹیم ہے تو میں بے حد خوش ہوا کہ اب مجھے اتنے طویل عرصے کے بعد تم سے

اپنی شکست کا انتقام لینے کا موقع مل رہا ہے اور اسی وجہ سے میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کیا بلکہ بے ہوش کیا تھا تاکہ تمہیں ہوش میں لا کر بتایا جا سکے کہ تم کس کی قید میں ہو۔ ویسے تمہاری یہ ساتھی لڑکی مجھے پسند آ گئی ہے۔ یہ میرے لئے تمہاری طرف سے تحفہ ہو گا جبکہ تم سے پہلے جو گروپ یہاں آیا ہے اور تمہارے دائیں طرف موجود ہے اس گروپ میں شامل لڑکی میرے مشین روم انچارج مارٹن کو پسند آئی ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہیں کس انداز میں ہلاک کیا جائے۔ اگر تم میری منت کرو، میرے سامنے گڑگڑاؤ تو میں تمہاری موت آسان کر سکتا ہوں۔ تمہارے دل میں گولیاں مار دوں گا اور تم زیادہ تکلیف اٹھائے بغیر ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو پھر تمہاری موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ تمہیں پیروں سے کاٹنا شروع کیا جائے گا اور پھر سر تک کاٹا جائے گا"۔ سامنے بیٹھا ہوا ہمفرے اس طرح مزے لے لے کر باتیں کر رہا تھا جیسے نفسیاتی طور پر وہ اذیت پسند آدمی ہو۔ کرنل فریدی خاموش بیٹھا ہوا اس کی باتیں سن رہا تھا لیکن ساتھ ساتھ اس نے اس دوران کرسی کا جائزہ لے لیا تھا لیکن کرسی انتہائی مضبوط فولاد سے بنائی گئی تھی اور اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ راڈز کا بٹن عقبی پائے میں ہے لیکن سائیڈ پر موجود کرسیوں کی وجہ سے وہ ٹانگ موڑ کر پیچھے نہ لے جا سکتا تھا اس لئے وہ خاموش بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کس طرح اس کرسی سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

"" تم خاموش کیوں ہو۔ میرے سامنے گڑگڑاؤ"...... ہمفرے نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"" تم ذہنی طور پر بچے ہو ہمفرے۔ بچوں کے سے انداز میں باتیں کر رہے ہو۔ مجھے تو یاد ہی نہیں کہ کب تم سے ٹکراؤ ہوا اور اس ٹکراؤ کا کیا نتیجہ نکلا۔ جہاں تک تمہاری منت کا تعلق ہے تو میرا نام کرنل فریدی ہے اور کرنل فریدی کٹ تو سکتا ہے لیکن جھک نہیں سکتا اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم ویسے ہی منہ اٹھائے یہاں نہیں آئے کہ تم ہمیں آسانی سے ہلاک کر سکو"...... کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ہمفرے بے اختیار ہنس پڑا۔

"" ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنی آسانی سے ہلاک ہو سکتے ہو۔ چلو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیسے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے"۔ ہمفرے نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ دور سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"" اوہ۔ اوہ۔ میزائل فائرنگ ۔ حملہ آور"...... ہمفرے نے گڑگڑاہٹ کی مخصوص آواز سنتے ہی اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گڑگڑاہٹ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں اور ہمفرے کی بات سن کر اب کرنل فریدی اسے پہچان گیا تھا کہ یہ آوازیں لانچر میزائلوں کی ہیں۔ یقیناً کہیں سے جزیرے پر میزائل فائرنگ کی جا رہی ہے لیکن یہ کون ہو سکتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی تو یہاں

موجود تھے لیکن کرنل فریدی نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی رہائی کی طرف توجہ دینے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ ہمفرے کسی بھی وقت اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھول سکتا تھا لیکن اس کرسی سے نجات حاصل کرنے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف زور سے جھٹکا دیا لیکن کرسی خاصی مضبوط تھی اور وہ انتہائی مضبوطی سے فرش میں گڑی ہوئی تھی لیکن دوسری بار جھٹکا دینے سے اسے اچانک احساس ہوا کہ اس طرح جھٹکے دینے سے راڈز میں معمولی سی حرکت ہوئی ہے۔ اس نے اور زیادہ زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن راڈز ویسے کے ویسے ہی رہے۔ اب باہر سے کسی گن شپ ہیلی کاپٹر کی تیز آواز سنائی دے رہی تھی اور کرنل فریدی سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہو سکتے ہیں کہ اچانک ہی خاموشی طاری ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے تین آدمیوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ ان تینوں کے کاندھوں پر تین بے ہوش افراد لدے ہوئے تھے۔ وہ تینوں خالی کرسیوں کی طرف آئے۔ انہوں نے بے ہوش افراد کو کرسیوں پر ڈالا اور پھر ایک آدمی کرسیوں کے عقب میں گیا اور اس نے عقب میں موجود بٹن پر پیر مارا تو کٹک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز نے ایک آدمی کو جکڑ لیا۔ اسی طرح ان تینوں بے ہوش افراد کو جکڑ دیا گیا۔ کرنل فریدی اب انہیں پہچان چکا تھا۔ یہ بلگارنیہ کی ٹیم تھی۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ تینوں ٹیمیں رساڈو پہنچ

جانے میں کامیاب ہو گئی تھیں لیکن تینوں ہی ان کے قابو میں آ گئی تھیں۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو لے آنے والے تینوں افراد انہیں کرسیوں میں جکڑ کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد چار مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہاں کمرے میں آ کر دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمفرے اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا جس کی نظریں اندر آتے ہی عمران کی ساتھی جولیا پر جم سی گئی تھیں اور کرنل فریدی سمجھ گیا کہ یہ مشین روم کا انچارج مارٹن ہو گا۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"تینوں ایشیائی ٹیمیں یہاں پہنچ گئی ہیں اس لئے اب ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ اب تمہاری موت عبرتناک ہو گی۔ صرف تمہاری ہی نہیں بلکہ ان دو عورتوں کے علاوہ باقی مردوں کی بھی"...... ہمفرے نے کہا۔

"کیا ڈاکٹر گلین کو معلوم ہے کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں"۔ کرنل فریدی نے کہا تو ہمفرے بے اختیار چونک پڑا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی تعلق ہم سے نہیں ہے۔ وہ اپنی فیکٹری میں ہے اور اس وقت تک باہر کی دنیا سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہو گا جب تک وہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو جاتا اور ویسے بھی اب مشن مکمل ہونے میں چند روز ہی رہ گئے ہیں"...... ہمفرے نے جواب دیا۔

"اس کی فیکٹری کا راستہ تو اس عمارت میں ہی سے جاتا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ اس کا کوئی رابطہ ہم سے نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں فیکٹری کے کسی راستے کا علم ہے"...... ہمفرے نے جواب دیا۔

"باس۔ ان کو ختم کریں تاکہ ہمارے ذہنوں سے ان کا بوجھ تو اتر جائے"...... مارٹن نے کہا۔

"ختم ہو جائیں گے۔ پریشان کیوں ہو رہے ہو"...... ہمفرے نے کہا۔

"باس۔ مشین روم کو زیادہ دیر کے لئے اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا"...... مارٹن نے کہا۔

"تو پھر جاؤ اور مشین روم میں بیٹھو۔ جیگر کو بھیج دو۔ میں ان کو ہوش میں لانا چاہتا ہوں"...... ہمفرے نے کہا۔

"یہ خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ختم کرنا زیادہ مناسب ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ خاص طور پر یہ آخری گروپ جو گن شپ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچا اور کوئی بھی میزائل انہیں ہٹ نہیں کر سکا حالانکہ یہ آٹومیٹک کمپیوٹرائزڈ مشینری سے فائر ہوئے ہیں جن کا نشانہ کسی صورت چوک ہی نہیں سکتا"...... مارٹن نے کہا۔

"او کے۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ پہلے ان دونوں لڑکیوں کو

یہاں سے لے جاؤ۔ پھر ان لوگوں پر فائر کھولیں گے“...... ہمفرے نے کہا۔ اسی لمحے کرنل فریدی کو اچانک ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا جبکہ مارٹن نے اٹھ کر عقب میں کھڑے ہوئے چار آدمیوں میں سے دو کو اشارے سے اپنی طرف بلایا۔

”تم کیوں چونکے ہو کرنل فریدی۔ تمہیں تو شکر ادا کرنا چاہئے کہ یہ دونوں عورتیں زندہ رہیں گی“...... ہمفرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہو گا کہ تم انہیں ہوش میں لا کر یہاں سے لے جاؤ“...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”نہیں۔ انہیں وہاں جا کر ہوش میں لایا جائے گا“...... ہمفرے نے کہا جبکہ اس دوران مارٹن کے آدمیوں نے کرسیوں کے عقب میں جا کر ملیکا اور عمران کی ساتھی جولیا کی کرسیوں کے عقبی بٹن پریس کیے تو ان دونوں کے راڈز غائب ہو گئے اور دونوں آدمیوں نے انہیں اٹھایا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ مارٹن تیزی سے اس طرف آیا جہاں کرنل فریدی کی کرسی موجود تھی۔ وہ عقبی طرف سے چلتا ہوا آخری کرسی کے بعد سامنے آ سکتا تھا اور پھر جیسے ہی کرنل فریدی کی کرسی کے عقب میں پہنچا اچانک کرنل فریدی نے سر کو پوری قوت سے پیچھے کی طرف جھٹکا۔ چونکہ اس کا قد خاصا لمبا تھا اس لئے اس کے کاندھے کرسی کی پشت سے تھوڑے

سے اوپر تھے اور اس کا سر آسانی سے پیچھے کی طرف حرکت کر سکتا تھا۔ مارٹن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کرنل فریدی اس طرح حرکت کر سکتا ہے اس لئے وہ اپنے خیال میں گزر رہا تھا۔ کرنل فریدی کا سر پوری قوت سے اس کے پہلو سے ٹکرایا تو وہ اچھل کر دوسرے پہلو پر دیوار سے ٹکرایا چونکہ کرسیوں اور عقبی دیوار کے درمیان فاصلہ کم تھا اس لئے دیوار سے ٹکرا کر مارٹن کا جسم سیدھا ہوا تو اب اس کا سینہ کرنل فریدی کی کرسی کی پشت کی طرف تھا اور دیوار سے ٹکرا کر وہ ایک جھٹکے سے کرنل فریدی کی کرسی کی پشت کی طرف آیا ہی تھا کہ کرنل فریدی کا سر ایک بار پھر پیچھے کی طرف ہوا اور اس بار کرنل فریدی کا سر پوری قوت سے اس کے سینے پر پڑا اور اس کے ساتھ ہی مارٹن چیختا ہوا پشت کے بل عقبی دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل فریدی کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ سامنے بیٹھا ہوا ہمفرے اور دروازے کے قریب کھڑے مسلح آدمی حیرت سے پلکیں ہی جھپکاتے رہ گئے۔ مارٹن تو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گیا تھا لیکن راڈز غائب ہوتے ہی کرنل فریدی نے کسی بھوکے عقاب کی طرح چھلانگ لگائی اور سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہمفرے کے جسم کے پاس سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا لیکن اس کا رخ ان دونوں آدمیوں کی طرف ہی تھا۔ ہمفرے کی طرف اس کی پشت تھی دوسرے لمحے کرنل فریدی کے جسم

نے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور وہ اڑتا ہوا سائیڈ پر جا کھڑا ہوا۔ اس
کے ساتھ ہی ہمفرے کی عقبی طرف موجود دونوں مسلح افراد ہمفرے
کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں کھا کر نیچے گر گئے۔ کرنل فریدی
صرف ایک لمحہ پہلے وہاں سے ہٹا تھا۔ البتہ اس نے ایک آدمی کی
مشین گن جھپٹ لی تھی۔ ہمفرے نے واقعی انتہائی پھرتی دکھائی تھی
کہ کرنل فریدی کے چھلانگ لگاتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے
جیب سے نہ صرف مشین پسٹل نکال لیا تھا بلکہ وہ اٹھ کر تیزی سے
مڑا اور اس نے فائر کھول دیا لیکن کرنل فریدی صرف ایک لمحہ پہلے
غوطہ مار کر وہاں سے ہٹ گیا تھا جس کے نتیجے میں اس کے اپنے
دونوں ساتھی ہلاک ہو گئے تھے اسی لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے
ساتھ ہی کمرہ دو انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ایک چیخ مارٹن کی تھی
جواب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن شاید اس کے پاس اسلحہ نہ تھا اس
لئے وہ کرنل فریدی پر فائر نہ کھول سکا تھا اور کرنل فریدی نے اس پر
مشین گن کا فائر کھول دیا تھا۔ دوسری چیخ ہمفرے کے منہ سے نکلی
تھی۔ کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ وہ فوراً اس پر فائر کرے گا اس لئے
اس نے اس کے فائر کرنے سے پہلے ہی اس پر فائر کھول دیا تھا اور
ہمفرے چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا جبکہ کرنل فریدی مشین گن
اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ دروازے
تک پہنچا ہی تھا کہ وہی دو آدمی جو ملیکا اور جولیا کو لے گئے تھے
دوڑتے ہوئے واپس آئے۔ شاید وہ فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں

ن کر آئے تھے۔ کرنل فریدی نے ان پر بھی فائر کھول دیا اور دونوں
ی دروازے سے باہر گر کر تڑپنے لگے اور کرنل فریدی انہیں پھلانگتا
ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد ہی وہ نہ صرف
یکورٹی کے افراد کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے
مارت کے عقب میں موجود میزائلوں اور ہیوی مشین گنوں کو آپریٹ
کرنے والے چار افراد کو بھی مار گرایا اور یہ سب کچھ اس لئے آسانی
ے ہو گیا کہ وہ سب لوگ فائرنگ کی آوازیں سن لینے کے باوجود
اس لئے مطمئن تھے کہ یہ فائرنگ آنے والے دشمنوں پر کی جا رہی
ہے کیونکہ ان کے خیال میں حملہ آور نہ صرف بے ہوش تھے بلکہ راڈز
میں بھی جکڑے ہوئے تھے۔ مشین روم میں کوئی آدمی نہیں تھا۔ البتہ
مشینیں خود بخود چل رہی تھیں اور کرنل فریدی نے آخر میں پورے
مشین روم کو بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دیا۔ جب اس کی پوری تسلی ہو
گئی کہ اب اس جزیرے پر ہمفرے کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے تو وہ
واپس اس بڑے کمرے میں پہنچا جہاں وہ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر
گیا تھا۔ جولیا اور ملیکا دونوں کی موجودگی وہ دو علیحدہ علیحدہ کمروں
میں چیک کر چکا تھا۔ یہ دونوں کمرے بیڈ روم کے انداز میں سجے
ہوئے تھے لیکن چونکہ وہ دونوں بے ہوش تھیں اس لئے کرنل فریدی
صرف انہیں چیک کر کے واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں راڈز
والی کرسیاں تھیں۔ ہمفرے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی تیزی
سے اس کی طرف بڑھا۔ اس کے کولہے اور ٹانگوں سے خون بہہ رہا

تھا اور اس کے قریب خون کی کافی مقدار موجود تھی۔ کرنل فریدی نے
دانستہ اس کے کولہوں پر فائر کیا تھا۔ وہ اسے فوری طور پر ہلاک نہ
کرنا چاہتا تھا لیکن اب جب وہ واپس آیا تو اس نے محسوس کیا کہ
زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے ہمفرے کی حالت خراب ہے تو اس
نے مشین گن ایک طرف رکھی اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس
کمرے کی کھلی ہوئی الماری میں وہ ایک بڑا سا میڈیکل باکس دیکھ
چکا تھا اور ہمفرے کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر فوری طور پر اس کی
بینڈیج نہ کی گئی تو وہ ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ دوڑتا ہوا
واپس گیا اور اس نے الماری سے میڈیکل باکس اٹھایا اور واپس آ کر
اس نے سب سے پہلے ہمفرے کے جسم میں موجود گولیاں نکالیں جو
گوشت میں موجود تھیں۔ پھر اس نے اس کے زخموں کی بینڈیج کر
کے اسے یکے بعد دیگرے طاقت کے دو انجکشن لگائے اور اس کے
ساتھ ہی اس نے بے اختیار اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ انجکشن
لگتے ہی ہمفرے کی بگڑی ہوئی حالت درست ہونا شروع ہو گئی تھی۔
اس نے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر کرسی کے عقب میں جا
کر اس نے بٹن پر پیر مارا تو ہمفرے کے جسم کو راڈز نے جکڑ لیا۔
مارٹن کی لاش ابھی تک کرسیوں کے عقب میں پڑی ہوئی تھی اس
لئے کرنل فریدی نے اسے گھسیٹ کر عقبی طرف سے سامنے کی طرف
پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس کمرے سے نکلا اور
اس کمرے میں آیا جہاں جولیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس نے

جولیا کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور اسے لا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔
پھر واپس جا کر اس نے دوسرے کمرے کے بیڈ پر بے ہوش پڑی
ملیکا کو اٹھایا اور اسے بھی لا کر اس کمرے میں ایک کرسی پر ڈال
دیا۔ اب وہ الماری طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس الماری
میں یقیناً انجکشنز کا ڈبہ موجود تھا جن کی مدد سے وہ سب کو ہوش میں
لا سکتا تھا اور پھر واقعی اسے ایک ڈبہ نظر آ گیا جس میں پچاس کے
قریب انجکشنز موجود تھے اس نے پہلا انجکشن عمران کے بازو میں
لگایا اور پھر دوسرا انجکشن اس نے میجر پرمود کے بازو میں لگا کر تیسرا
انجکشن اس نے کیپٹن حمید کے بازو میں لگایا اور اس کے ساتھ ہی وہ
سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈبہ اس نے ساتھ ہی رکھ لیا تھا۔
چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھول دیں اور پھر چند لمحوں بعد میجر
پرمود اور کیپٹن حمید نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"ارے واہ۔ ہمارے میزبان پیر و مرشد کرنل فریدی ہیں۔
واہ"...... عمران نے ہوش میں آتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے کرنل
فریدی کو دیکھتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"کرنل صاحب۔ آپ اور اس انداز میں۔ کیا مطلب"...... میجر
پرمود نے بھی پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"میں نے تمہاری کرسیوں کے راڈز اس لئے نہیں کھولے تھے
کہ تمہیں ہوش میں آنے کے بعد احساس ہو سکے کہ تم کس پوزیشن

میں رہے ہو‘‘...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ کرسیوں کی قطار میں عقبی طرف آیا اور اس نے کیپٹن حمید، میجر پرمود اور عمران کی کرسیوں کے بٹن پریس کر دیئے۔

’’یہاں تو میرے خیال میں پورا ڈرامہ ہوا ہے۔ جولیا اور ملیکا کو شاید آپ یہاں لائے ہیں‘‘...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کیپٹن حمید۔ یہ ڈبہ اٹھاؤ اور اس میں موجود انجکشن ملیکا اور دوسرے تمام لوگوں کو لگاؤ‘‘...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے کہا جو ہوش میں آنے کے باوجود اس انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے ہوش ہی نہ آیا ہو اور کرنل فریدی کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’ارے نہیں۔ میں یہ کام کرلوں گا۔ کیپٹن صاحب کو تکلیف ہو گی‘‘...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ تم بیٹھو۔ کیپٹن حمید یہ کام کرے گا۔ میں نے تم سے مشورہ کرنا ہے۔ تم سے بھی اور میجر پرمود سے بھی کیونکہ یہ ہمارا مشترکہ مشن ہے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’کرنل صاحب۔ پہلے تو آپ ہمیں بتائیں کہ یہ سب کیا ہوا ہے یہاں لاشیں بھی پڑی ہیں۔ دروازہ بھی کھلا ہوا ہے اور آپ اطمینان سے بیٹھے ہیں‘‘...... میجر پرمود نے کہا تو کرنل فریدی نے

اپنے آپ کو راڈز سے آزاد کرانے سے لے کر انہیں ہوش میں لے آنے تک کی پوری تفصیل بتا دی تو میجر پرمود کے ساتھ ساتھ عمران کے چہرے پر بھی کرنل فریدی کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔ اس دوران میجر پرمود اور عمران کے ساتھیوں کو انجکشن لگائے جا چکے تھے اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب ہوش میں آ گئے۔

’’آپ نے یہاں تو کنٹرول حاصل کر لیا لیکن فیکٹری کا راستہ کہاں ہے‘‘...... عمران نے کرنل فریدی سے پوچھا۔

’’پہلے تو اس ہمفرے نے بتایا تھا کہ فیکٹری کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی کوئی راستہ یہاں سے جاتا ہے۔ البتہ اب اس سے تفصیل سے پوچھا جا سکتا ہے‘‘...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

’’آپ اس سے پوچھ گچھ کریں میں اپنے ساتھیوں سمیت جزیرے کو چیک کرتا ہوں۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ چونکہ یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے میں اپنے طور پر کوئی کارروائی نہیں کروں گا‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کر بھی لو تو مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔ مقصد تو بہرحال مسلمانوں کا تحفظ ہے‘‘...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

’’کرنل صاحب۔ مجھے بھی اجازت دیں۔ ہم باہر خیال رکھتے ہیں ہم نے ہیلی کاپٹر ائیر فورس کے اڈے سے اڑایا تھا جو یہاں سے بے حد نزدیک ہے اس لئے انہیں یقیناً اس ہیلی کاپٹر کے یہاں

اترنے کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اچانک یہاں میزائل فائر کر دیں یا چھاپہ بردار فوج اتار دیں“...... میجر پرمود نے کہا۔

” تمہاری بات درست ہے۔ تم بے فکر ہو کر یہ سارے کام کرو فائنل پوائنٹ میں بہر حال تمہیں شریک کیا جائے گا“...... کرنل فریدی نے کہا تو میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت اس بڑے ہال سے باہر چلا گیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔

” اسے ہوش میں لے آؤ کیپٹن حمید“...... کرنل فریدی نے کرسی پر جکڑے ہوئے بے ہوش ہمفرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

” یہ آپ نے کیا کیا ہے کرنل۔ آپ اس سے پوچھ گچھ کرتے رہ جائیں گے جبکہ عمران اور میجر پرمود مشن مکمل کر لیں گے“۔ ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

” تمہیں یہ خیال کیسے آیا“...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” انہوں نے ہمفرے میں ذرا برابر بھی دلچسپی نہیں لی کیونکہ انہیں یقین ہے کہ آپ اس سے پوچھ گچھ کرتے رہ جائیں گے جبکہ وہ جزیرے پر فیکٹری کا راستہ تلاش کر کے فیکٹری کو تباہ کر دیں گے“۔ ملیکا نے کہا۔

” اگر ایسا ہو جائے تو ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جائے گا“...... کرنل

زیدی نے کہا جبکہ اس دوران کیپٹن حمید نے ہمفرے کے چہرے پر یکے بعد دیگرے کئی تھپڑ مار کر اسے ہوش دلا دیا تھا اور ہمفرے کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا تھا۔

” مشن کا کریڈٹ تو وہ لے جائیں گے“...... ملیکا نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

” بچوں جیسی باتیں مت کیا کرو ملیکا۔ یہ پوری دنیا کے سلمانوں کے تحفظ کا مشن ہے۔ ہمارا ذاتی مشن نہیں ہے۔ اس میں کریڈٹ کا کوئی جھگڑا نہیں ہے“...... کرنل فریدی نے اس بار سرد اور خشک لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ ہمفرے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

” تمہاری بینڈیج کر دی گئی ہے ہمفرے ورنہ اب تک تم ہلاک بھی ہو چکے ہوتے“...... کرنل فریدی نے ہمفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

” یہ۔ یہ تم جادوگر ہو۔ تم نے کس طرح یہ سب کیا۔ میری سمجھ میں تو ابھی تک کچھ نہیں آیا“...... ہمفرے نے کہا۔

” اسے چھوڑو۔ اب اس کو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن اب تم بتاؤ گے کہ فیکٹری کا راستہ کس طرف ہے اور کس طرح کھلتا ہے“...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

” میں نے پہلے ہی بتایا تھا کہ یہاں سے کوئی راستہ نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا ان سے کوئی رابطہ ہے۔ ہماری ڈیوٹی صرف بیرونی حفاظت ہے۔ میرے ساتھیوں کا کیا ہوا“...... ہمفرے نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"جزیرے پر موجود تمہارے تمام ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور یہاں موجود تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ اپنے ساتھیوں میں تم اکیلے زندہ موجود ہو"...... کرنل فریدی نے جواب دیا تو ہمفرے کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

"تم۔ تم نے اکیلے کیسے سب کو ہلاک کر دیا۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ہمفرے نے کہا۔

"جب دنیا بھر میں پھیلے اربوں مسلمانوں کی زندگیوں کا تحفظ مقصود ہو تو اس کے مقابل دس بارہ افراد کا خاتمہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تمہیں میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ راستہ بتا دو ورنہ تم بتا تو دو گے لیکن پھر تمہارا حشر انتہائی عبرتناک ہو گا"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم بے شک چیک کر لو۔ فیکٹری کو ریڈ بلاکس سے بنایا گیا ہے۔ تم اس جزیرے پر ایٹم بم بھی مار دو گے تب بھی فیکٹری کو کچھ نہیں ہو گا اور راستے کا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ ڈاکٹر گلین کو علم ہو گا جبکہ میرا اور ڈاکٹر گلین کا کوئی رابطہ نہیں ہے"۔ ہمفرے نے جواب دیا تو کرنل فریدی اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے لیکن یہ بات قرین قیاس نہ تھی کہ فیکٹری کے اوپر موجود سیکورٹی چیف کا فیکٹری سے سرے کوئی واسطہ یا رابطہ ہی نہ ہو۔

"ڈاکٹر گلین کا فون نمبر کیا ہے"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ مجھے بتایا گیا ہے۔ میرا رابطہ صرف کنگ آف ہاٹ ورلڈ اور مارٹن سے رہتا تھا اور میڈم لوکاشی نے مجھے یہاں بھیجا تھا"...... ہمفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو پھر تمہیں زندہ رکھنے کا فائدہ"...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ ہمفرے کی طرف کر دیا۔

"بے شک مجھے مار ڈالو۔ کاش میری عقل پر پردے نہ پڑ گئے ہوتے اور میں بے ہوشی کے دوران ہی تم سب کا خاتمہ کر دیتا۔ لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ تم اس کرسی کے راڈز سے رہائی بھی حاصل کر سکتے ہو اور اس طرح ہم سب کا خاتمہ بھی کر سکتے ہو۔ پہلے بھی میں تم سے شکست کھا گیا تھا اور آج بھی تم سے شکست کھا گیا ہوں۔ ٹھیک ہے اب مجھے مار ڈالو۔ مجھے اپنی غلطی کا خمیازہ تو بہر حال بھگتنا ہی پڑے گا"...... ہمفرے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمید۔ جا کر عمران کو بلا لاؤ"...... کرنل فریدی نے سائیڈ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا۔

"کیوں"...... کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ہم اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں"...... کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو

کیپٹن حمید ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن حمید تھا۔

" یہ ہمفرے کہہ رہا ہے کہ اس کا کوئی تعلق فیکٹری سے نہیں ہے اس کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ سچ بول رہا ہے لیکن ایسا قرین قیاس نہیں ہو سکتا"...... کرنل فریدی نے عمران کو ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" بظاہر تو درست کہہ رہا ہے کیونکہ میں نے نہ صرف جزیرے کا راؤنڈ لگایا ہے بلکہ اس پوری عمارت کو بھی چیک کر لیا ہے لیکن کوئی راستہ نظروں میں نہیں آیا لیکن بحیثیت سیکورٹی چیف اسے بہرحال علم ہو گا کہ فیکٹری اس جزیرے کے نیچے بنی ہوئی ہے تو اس کے کس حصے میں ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ فیکٹری اس عمارت کی عقبی طرف میدان کے نیچے ہے اور زیادہ بڑی فیکٹری نہیں ہے بلکہ چھوٹی سی ہے"۔ ہمفرے نے جواب دیا۔

" کیا تم نے اسے دیکھا ہوا ہے"...... کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

" نہیں۔ مجھے میڈم لوکاشی نے بتایا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ پہلے یہ فیکٹری حکومت ایکریمیا نے تیار کروائی تھی۔ یہ عمارت بھی ان کی تیار کردہ ہے لیکن پھر اس فیکٹری کو نامکمل سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ دیا گیا"...... ہمفرے نے جواب دیا۔

" جبکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں پینے کا پانی مسلسل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے حکومت ایکریمیا نے اسے چھوڑ دیا تھا اور اب بھی لامحالہ ڈاکٹر گلین نے جب تک پانی کا انتظام نہ کیا ہو گا اس وقت تک یہاں وہ دو روز بھی نہیں گزار سکتا تھا اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ پانی کے بارے میں ہمفرے کو علم ہی نہ ہو"...... عمران نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

" مجھے نہیں معلوم کہ ڈاکٹر گلین نے اس کا کیا انتظام کیا ہے۔ میں جب یہاں اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا تھا تو فیکٹری پہلے ہی بن چکی تھی اور آج تک مجھے تو پانی کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوا"۔ ہمفرے نے کہا۔

" تم اور تمہارے ساتھی پانی کہاں سے حاصل کرتے ہیں"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

" یہاں عمارت کے اندر دو بڑے بڑے زیر زمین ٹینک بنے ہوئے ہیں۔ دو بڑے بڑے ٹینکرز ایئر فورس کے ہیلی کاپٹروں پر یہاں پہنچے تھے اور یہ پانی سے بھرے ہوئے تھے۔ اب دونوں میں سے ایک ٹینک ختم ہو گیا ہے جبکہ دوسرا ٹینک ابھی تک بھرا ہوا ہے"...... ہمفرے نے جواب دیا۔

" کہاں ہے وہ ٹینک۔ مجھے تو نظر نہیں آئے"...... عمران نے پوچھا تو ہمفرے نے تفصیل بتا دی۔

" اگر میڈم لوکاشی اور مارٹن ہلاک ہو جائیں تو کیا تمہارا رابطہ

براہ راست کنگ آف ہاٹ ورلڈ سے ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

'' ہاں۔ کنگ آف ہاٹ ورلڈ کا فون تم لوگوں کے آنے سے پہلے آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ میں ریڈ الرٹ رہوں کیونکہ اسے اطلاع مل چکی ہے کہ ایشیائی ایجنٹوں کی ٹیمیں رساڈو کا رخ کرنے والی ہیں جس پر میں نے اسے یقین دلایا تھا کہ یہاں پہنچ کر لازماً وہ ہلاک ہو جائیں گے''...... ہمفرے نے جواب دیا۔ اسی لمحے میجر پرمود کا ساتھی کیپٹن طارق دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

'' بمبار طیاروں کا پورا اسکوارڈن ادھر آ رہا ہے جناب''۔ کیپٹن طارق نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران اور کرنل فریدی کے ساتھی سب بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ پھر کرنل فریدی کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے گولیاں اگلیں اور کمرہ ہمفرے کی چیخ سے گونج اٹھا لیکن اس دوران عمران کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

'' آؤ۔ ہمیں فوراً اس عمارت سے دور جانا ہو گا''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر آئے اور دوڑتے ہوئے جزیرے کے ایک کنارے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے آٹھ بمبار طیارے جیسے ہی جزیرے کے قریب پہنچے عمارت کی چھت سے ان پر آٹو اینٹی ایئر کرافٹ گنوں سے فائرنگ شروع ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں سے پورا

جزیرہ گونج اٹھا۔ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں تو صرف ایک بار ہی فائر کر سکیں جبکہ بمبار طیاروں نے غوطہ لگا کر انتہائی خوفناک بمباری جزیرے کے چپے چپے پر شروع کر دی۔ کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت کنارے پر پہنچ کر پانی میں اتر گیا تھا اور پھر وہ ایک کریک میں داخل ہو گئے تھے۔ بمباری سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جزیرے کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ خوفناک دھماکے ان کے سروں پر ہو رہے تھے اور ہر طرف پتھر اور مٹی اڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد دھماکے ختم ہو گئے اور پھر بمبار طیاروں کے واپس جانے کی آوازیں انہیں سنائی دیتی رہیں اور پھر ختم ہو گئیں تو کرنل فریدی نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

'' حیرت ہے۔ ہم دوڑتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں لیکن یہاں بم نہیں مارے گئے''...... ملیکا نے کہا۔

'' ان کا ٹارگٹ عمارت اور جزیرے کا میدان تھا''...... کرنل فریدی نے کہا تو ملیکا اور کیپٹن حمید دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

'' اینٹی ایئر کرافٹ گنیں تو عمارت کی چھت پر تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے ہوں گے''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

'' فائرنگ کا انداز بتا رہا تھا کہ آٹو کنٹرولڈ فائرنگ تھی۔ ویسے بھی میجر پرمود احمق نہیں ہو سکتا''...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اب یہ گرد و غبار چھٹے تو اوپر جا کر معلوم ہو گا کہ کیا ہوا ہے"۔ ملیکا نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حکومت اسرائیل یا اس ہاٹ ورلڈ تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ ہم نے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے یہ ہولناک بمباری کی گئی ہے"...... کرنل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کس نے اطلاع دی ہو گی۔ یہاں تو اطلاع دینے والا کوئی نہیں بچا تھا"...... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک صورت ممکن ہے کہ فیکٹری کے اندر سے ہمیں مانیٹر کیا جا رہا ہو اور انہوں نے اطلاع دی ہو"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید اور ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈاکٹر گلین اپنے آفس میں بیٹھا ایک سکرین پر سائنس دانوں کو کام کرتے دیکھ رہا تھا۔ وہ ساتھ ساتھ انہیں ہدایات بھی دے رہا تھا اس طرح کام خاصی تیز رفتاری سے جاری تھا کہ اچانک سکرین پر ایک جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس مشین میں سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رونالڈ بول رہا ہوں ڈاکٹر گلین"...... ایک مردانہ آواز مشین کے نچلے حصے سے سنائی دی تھی۔ ڈاکٹر گلین بے اختیار چونک پڑا۔ سکرین پر ابھی تک جھماکے سے ہو رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ڈاکٹر گلین نے مشین کا ایک بٹن دباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے رونالڈ کی مداخلت پسند نہ آئی تھی۔

"سر۔ جزیرے کے اوپر حالات بدل چکے ہیں۔ وہاں ہمفرے

اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور وہاں تین ٹیمیں قابض ہو چکی ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر گلین بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ڈاکٹر گلین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی آپ خود دیکھ لیں گے۔ میں نے بھی روٹین میں چیک کیا تو حالات سامنے آئے۔ میں نے وہاں نصب خفیہ کیمروں کی میموری کو چیک کرنے کے لئے اوپن کیا تھا کہ یہ سب کچھ سامنے آ گیا۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے تاکہ سب کچھ آپ کے نوٹس میں آ جائے''...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ہونے والے جھماکے ختم ہو گئے اور پھر ایک منظر سکرین پر ابھر آیا۔ یہ منظر کنارے پر چڑھتے ہوئے پانچ افراد کا تھا جن میں ایک عورت اور چار مرد تھے۔ وہ سب کنارے پر چڑھ کر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے لیکن اسی لمحے مشین میں سے چنک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان پانچوں افراد کے جسم ڈھیلے پڑ گئے۔ پھر آٹھ افراد آئے اور انہیں اٹھا کر واپس اس عمارت کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اس کے ساتھ ہی جھماکے سے منظر دوبارہ بدل گیا۔ اب عمارت کی عقبی طرف سے ایک عورت اور دو مرد جزیرے پر چڑھتے نظر آئے اور پھر وہ کرالنگ کرنے کے انداز میں آگے بڑھنے لگے کہ ایک بار پھر مشین سے چنک کی آواز

سنائی دی اور وہ تینوں بھی بے ہوش ہو گئے۔ پھر ایک جھماکے سے منظر بدلا اور ایک گن شپ ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف آتا دکھائی دیا جس پر میزائل فائر ہو رہے تھے لیکن ہیلی کاپٹر حیرت انگیز انداز میں ان سے بچتا ہوا آگے بڑھا چلا آ رہا تھا اور پھر اس گن شپ ہیلی کاپٹر کے جزیرے پر اترنے اور اس میں سے نکلنے والے تین افراد کو ڈاکٹر گلین نے بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی منظر بدل گیا۔ اب ایک کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں تینوں مناظر میں بے ہوش ہونے والے افراد کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے موجود تھے جبکہ کرسی پر ہمفرے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے عقب میں ایک آدمی کھڑا تھا جبکہ ایک آدمی کرسیوں کے عقب میں جا رہا تھا۔ پھر ڈاکٹر گلین کی آنکھیں اس وقت حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں جب کرسیوں کے عقب میں موجود آدمی پہلے دیوار سے ٹکرایا اور پھر گھوم کر کرسی سے ٹکرایا اور پھر دوبارہ دیوار سے ٹکرایا اور اس آدمی کے راڈز کھل گئے اور پھر کمرے میں خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی جس میں ہمفرے اور اس کے ساتھی سب گولیوں کا شکار ہو گئے اور وہ آدمی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے جھماکا ہوا اور سکرین صاف ہو گئی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ نے دیکھ لیا۔ مزید تصاویر دیکھنے دکھانے میں چونکہ وقت ضائع ہو گا اس لئے میں بتا دوں کہ یہ سب لوگ نہ

صرف ہوش میں آ چکے ہیں بلکہ کرسیوں سے آزاد ہو کر پورے جزیرے میں پھیل چکے ہیں۔ جزیرے پر موجود ہمفرے اور اس کے سب ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور مشین روم میں موجود تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ اس وقت جزیرے پر ان تینوں گروپس کا قبضہ ہے اور یہ لوگ اب فیکٹری ٹریس کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں“...... رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

”ویری بیڈ۔ مگر انہیں کوئی راستہ تو مل نہیں سکتا کیونکہ ایسا کوئی راستہ ہے ہی نہیں لیکن ان لوگوں کا خاتمہ ضروری ہے“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

”آپ کو کنگ آف ہاٹ ورلڈ نے ہنگامی حالات میں ایئر فورس اڈے سے مدد لینے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ آپ اڈے کے کمانڈر سے کہہ دیں کہ وہ جزیرے کے اوپر بمباری کر کے ان سب کا خاتمہ کر دیں ورنہ یہ خطرناک لوگ کسی نہ کسی طرح فیکٹری تک پہنچ سکتے ہیں“...... رونالڈ نے کہا۔

”تم نے ٹھیک کہا ہے۔ کنگ آف ہاٹ ورلڈ سے بات کرنے اور پھر ان کی طرف سے کچھ کرنے میں بہت وقت ضائع ہو گا۔ تمہاری تجویز پر فوری عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ لوگ ختم ہو جائیں گے“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

”یہ دیکھ لیں کہ اس بمباری سے فیکٹری کو کوئی نقصان نہ پہنچے“...... رونالڈ نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں ایٹم بموں کی بارش بھی کر دی جائے تب بھی فیکٹری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میں ان کا خاتمہ کراتا ہوں۔ تم انہیں مانیٹر کرتے رہنا“...... ڈاکٹر گلین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو سکرین پر ایک بار پھر بڑے ہال کمرے کا منظر نظر آنے لگ گیا جہاں کام ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر گلین نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ڈاکٹر ریمنڈ۔ میں ڈاکٹر گلین بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جزیرے کے اوپر دشمن ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے اور میں وہاں ان کے خاتمہ کے لئے بمباری کرا رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے بے فکر رہنا ہے اور کام جاری رکھنا ہے“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

”یس ڈاکٹر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر گلین نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایئر فورس کمانڈ پوسٹ“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کمانڈر رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں ڈاکٹر گلین بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس

کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو۔ کمانڈر رابرٹ بول رہا ہوں ڈاکٹر گلین"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" رساڈو جزیرے پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر اترا ہے۔ کیا یہ آپ کے اڈے سے اڑایا گیا ہے"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

" یس سر۔ یہاں سے جبراً حاصل کیا گیا ہے لیکن چونکہ وہ فوراً ہی رساڈو جزیرے پر اتر گیا ہے اور ہمیں خصوصی طور پر حکم دیا گیا ہے کہ رساڈو جزیرے پر کوئی کارروائی نہ کریں اس لئے ہم خاموش رہ گئے"...... کمانڈر رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" رساڈو جزیرے پر دشمن ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ ان کی تعداد کافی سے زیادہ ہے اور یہاں کی بیرونی سیکورٹی کے افراد کا انہوں نے خاتمہ کر دیا ہے اس لئے آپ فوری طور پر بمبار طیاروں کو یہاں بھیجیں جو یہاں بمباری کر کے سب لوگوں کا خاتمہ کر دیں"۔ ڈاکٹر گلین نے کہا۔

" بمباری۔ مگر سر پھر تو آپ کی فیکٹری کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اسی نقصان سے بچنے کے لئے تو ہم گن شپ ہیلی کاپٹر کی چوری کے باوجود خاموش رہے ہیں"...... کمانڈر رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہاں ایٹم بم بھی فائر کر دیئے جائیں تب بھی فیکٹری کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اس لئے بے فکر ہو کہ یہاں بمباری کراؤ۔

جزیرے پر موجود افراد کا فوری خاتمہ ہونا چاہئے"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کی یہ کال ٹیپ کر لی گئی ہے اور چونکہ مجھے خصوصی طور پر حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے احکامات کی فوری تعمیل کی جائے اس لئے آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" شکریہ"...... ڈاکٹر گلین نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر مشین کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ پھر رک گیا۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

" رونالڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

" میں نے جزیرے پر فوری بمباری کا حکم دے دیا ہے۔ تم نے چیک کرنا ہے اور پھر مجھے رپورٹ دینی ہے"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر گلین نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تقریباً بیس پچیس منٹ بعد یکلخت اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا آفس لرزنے لگ گیا ہو تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اوپر بمباری ہو رہی ہے لیکن چونکہ اسے معلوم تھا کہ فیکٹری پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا

اس لئے وہ مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ دس منٹ بعد جب لرزش ختم ہو گئی تو اس نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر گلین نے رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

"رونالڈ بول رہا ہوں سر۔ جزیرے پر انتہائی خوفناک بمباری کی گئی ہے"...... دوسری طرف سے رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

"تم فون پر کیوں بتا رہے ہو۔ سکرین پر دکھاؤ"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

"سر۔ بمباری کی وجہ سے اوپر موجود عمارت اور تمام درخت اور جھاڑیاں اور وہاں نصب تمام تنصیبات مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں اس لئے اب اوپر کا کوئی منظر سکرین پر نہیں آ سکتا"...... رونالڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہونا تھا۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ بہرحال اب تو یہ لوگ لامحالہ ہلاک ہو چکے ہوں گے"...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

"لیں سر۔ اب تو یہ بات یقینی ہے۔ ویسے بمبار طیاروں پر اینٹی ائیر کرافٹ گنوں سے بھی فائرنگ کی گئی تھی لیکن طیارے تباہ نہیں ہو سکے جبکہ جزیرے پر موجود سب کچھ تباہ ہو گیا ہے"...... رونالڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا تو ہونا ہی تھا"...... ڈاکٹر گلین نے اطمینان

بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ کنگ آف ہاٹ ورلڈ کو اس بارے میں رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اب چونکہ کام مکمل ہونے میں صرف چند روز ہی رہ گئے تھے اس لئے اس نے سوچا کہ جب کام مکمل ہونے کی رپورٹ دے گا تو ساتھ ہی اس بارے میں رپورٹ بھی دے دے گا ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کنگ آف ہاٹ ورلڈ مزید تفصیلات حاصل کرنے کے لئے ٹیم یہاں بھیجے اور اس طرح اس کے کام میں حرج بھی ہو سکتا ہے۔

میجر پرمود کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق کے ساتھ دوڑتا ہوا
عمارت کی عقبی طرف کنارے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس نے
عمارت کی چھت پر موجود اینٹی ائیر کرافٹ گنوں کو کمپیوٹرائزڈ کر کے
آٹو میٹک کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے چھت سے نیچے آ گئے
تھے بمبار طیارے ابھی جزیرے سے کافی دور تھے اس لئے میجر
پرمود نے کیپٹن طارق کو کہا کہ وہ جا کر کرنل فریدی اور عمران کو بمبار
طیاروں کے بارے میں اطلاع دے اور پھر دوڑ کر عقبی طرف آ
جائے کیونکہ میجر پرمود کے خیال کے مطابق کنارے سے نیچے کسی
کریک میں چھپ جانا ان کے لئے بہتر ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ ان
کے نقطہ نظر سے بمبار طیاروں نے اس عمارت، جزیرے اور اردگرد
سمندر پر بمباری کرنی ہے اور پھر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں
کنارے پر پہنچے تو اسی لمحے انہوں نے دور سے کیپٹن طارق کو دوڑ کر

آتے دیکھا۔ بمبار طیارے ابھی دور تھے اور پھر میجر پرمود نے پانی
میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے کیپٹن توفیق بھی پانی میں کود گیا
اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی سے نکل کر واقعی ایک کریک کے اندر پہنچ
گئے۔ چند لمحوں بعد کیپٹن طارق بھی وہاں پہنچ گیا اور اس سے تقریباً
پانچ منٹ بعد جزیرے پر اینٹی ائیر کرافٹ گنیں چلنے اور انتہائی
خوفناک بمباری کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ائیر کرافٹ گنیں تو
چند لمحوں بعد ہی خاموش ہو گئیں جبکہ بمباری مسلسل جاری تھی اور
جس کریک میں یہ تینوں موجود تھے وہ اس طرح لرز رہا تھا جیسے کسی
بھی لمحے اس کے پرخچے اڑ جائیں گے۔

"باس۔ ہم یہاں غیر محفوظ ہیں"...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"نہیں۔ یہ سب سے محفوظ جگہ ہے۔ ہاں اگر اس کریک کے
عین اوپر کوئی بم گرا تو دوسری بات ہے"...... میجر پرمود نے جواب
دیا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پانی میں بھی بم گر رہے
تھے اور پانی فواروں کی طرح فضا میں اچھل رہا تھا لیکن وہ بہرحال
ابھی تک بمباری اور پانی سے محفوظ تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بمباری ختم
ہو گئی اور پھر بمبار طیاروں کے واپس جانے کی آوازیں سنائی دینے
لگیں تو میجر پرمود نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا کیونکہ
ایک لحاظ سے وہ اور اس کے دونوں ساتھی اس خوفناک بمباری کے
باوجود صحیح سلامت رہ گئے تھے۔

"باس۔ کیا اس خوفناک بمباری سے نیچے موجود لیبارٹری پر کوئی

اثر نہیں پڑے گا''...... کیپٹن طارق نے کہا۔

''میرے خیال میں یہ بمباری لیبارٹری کے اندر سے کسی نے کال کر کے کرائی ہے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا''...... میجر پرمود نے جواب دیا۔

''پھر اوپر چلیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی ٹھہرو۔ ہو سکتا ہے کہ بمبار طیارے دوسرا راؤنڈ مکمل کریں۔ پھر ہمارا بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مجھے خدشہ ہے باس کہ کرنل فریدی اور عمران کے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کوئی اس بمباری کا شکار ضرور ہوا ہو گا''...... کیپٹن طارق نے کہا۔

''وہ بے حد ہوشیار اور ہم سے زیادہ تجربہ کار لوگ ہیں اس لئے بے فکر رہو''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن طارق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرا خیال ہے باس کہ اب کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب ہمیں اوپر جانا چاہیے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''ہاں آؤ''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کریک سے نکل کر اوپر چڑھنے کے لئے مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔

''کیا ہوا باس''...... اس کے پیچھے موجود کیپٹن توفیق نے کہا۔

''یہ۔ یہ پانی میں بلبلے کیوں اٹھ رہے ہیں''...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ہاں باس۔ یوں لگتا ہے کہ نیچے سے گیس لیک ہو رہی ہے''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ بمباری کی وجہ سے یہ گیس لیبارٹری کے کسی حصے سے لیک ہو گئی ہو۔ اگر یہ لیکج والی جگہ مل جائے تو ہم لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''لیکن اس کے لئے غوطہ خوری کے لباسوں کی ضرورت ہے اور وہ تو ہمارے پاس ہیں نہیں''...... کیپٹن طارق نے کہا۔

''کیپٹن توفیق۔ تم کیپٹن طارق کو ساتھ لو اور اس سائیڈ میں موجود کریکوں کو چیک کرو۔ مجھے یاد ہے کرنل فریدی نے بتایا تھا کہ وہ اور اس کے دونوں ساتھی عمارت کی عقبی طرف سے کنارے پر پہنچے تھے۔ انہوں نے یقیناً غوطہ خوری کے لباس کسی کریک میں اتارے ہوں گے۔ میں یہاں رکتا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہاری واپسی تک یہ بلبلے بند ہو جائیں اور ہم سمت کھو بیٹھیں گے''...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں پانی میں اتر گئے اور پھر تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے جبکہ میجر پرمود وہیں کھڑا پانی سے نکلنے والے بلبلوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک بلبلوں میں کمی آنا شروع ہو گئی اور میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا۔ ایک بار تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہ پانی میں چھلانگ لگا دے اور گہرائی میں جا کر ان

بلبلوں کا ماخذ چیک کرے لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا
کیونکہ بلبلوں کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ گیس بہت گہرائی سے لیک
ہو رہی ہے اور انتہائی گہرائی میں بغیر غوطہ خوری کے لباس کے جانا
اپنے آپ سے زیادتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن توفیق اور کیپٹن
طارق واپس آ گئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں غوطہ خوری کے لباس
موجود تھے۔ ان کی تعداد بھی تین تھی۔ پھر کریک میں جا کر میجر
پرمود اور اس کے ساتھیوں نے غوطہ خوری کے لباس پہنے اور سروں پر
کنٹوپ ایڈجسٹ کر کے وہ ایک دوسرے کے پیچھے پانی میں اتر
گئے۔ بلبلے اب کم ظاہر ہو رہے تھے اور ان میں وقفہ زیادہ آ گیا تھا
لیکن بہرحال ابھی تک ان بلبلوں کا سلسلہ جاری تھا۔ میجر پرمود
گہرائی میں اترتا چلا گیا اور پھر واقعی کافی گہرائی میں جانے کے بعد
وہ ایک جگہ رک گئے۔ یہاں سے بلبلے ایک چٹان کے رخنے سے
نکل کر اوپر جا رہے تھے۔ چٹان کے اس حصے کی ساخت بتا رہی تھی
کہ چٹان شاید بمباری کی وجہ سے ہل گئی ہے جس کی وجہ سے
رخنے کا منہ کھل گیا ہے اور اندر سے گیس باہر آنے لگ گئی ہے۔
میجر موجود نے اس چٹان کو دونوں ہاتھوں سے ہلانے کی کوشش کی
لیکن وہ ناکام رہا تو اس نے اس چٹان اور اس کے ساتھ موجود
چٹانوں کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن یہ سب قدرتی چٹانیں
تھیں اور ایک دوسرے کے ساتھ قدرتی طور پر جڑی ہوئی تھیں۔
”باس۔ یہاں اگر بم مارا جائے تو اس سے کوئی نہ کوئی راستہ

بن جائے گا“...... کیپٹن توفیق کی آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔
”بم۔ مگر ہمارا سامان تو ہیلی کاپٹر میں ہی رہ گیا تھا اور اب تو
بمباری کی وجہ سے سب کچھ تباہ ہو چکا ہو گا“...... میجر پرمود نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ہو سکتا ہے کرنل فریدی اور عمران صاحب کے پاس بم موجود
ہوں“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔
”نہیں۔ جس انداز میں انہیں بمباری سے بچنے کے لئے بھاگنا
پڑا ہے اس سے لگتا ہے کہ ان کے پاس بھی اب کچھ نہیں ہو گا“۔
میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”پھر اب کیا کیا جائے باس۔ کیا واپس بانتو جا کر وہاں سے
سامان لایا جائے“...... کیپٹن توفیق نے کہا۔
”باس۔ میرا خیال ہے کہ ہم اوپر سے پتھر لا کر اس چٹان پر
ماریں تو اسے توڑا جا سکتا ہے“...... کیپٹن طارق نے کہا۔
”نہیں۔ اتنی گہرائی میں پتھر کی ضرب پانی کے دباؤ کی وجہ سے
اتنی زور دار نہیں ہو گی جتنی ہونی چاہئے۔ مجھے کچھ اور سوچنا پڑے
گا“...... میجر پرمود نے کہا۔
”باس۔ باس۔ یہ دیکھیں۔ یہ کیا ہے“...... اچانک کیپٹن توفیق
کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو میجر پرمود تیزی سے کیپٹن توفیق کی
طرف مڑا جو اس سے نیچے گہرائی میں ایک جگہ جڑی ہوئی چٹانوں
کے قریب موجود تھا۔ میجر پرمود نیچے گیا تو وہ بھی یہ دیکھ کر چونک پڑا

کہ جس جگہ کیپٹن توفیق موجود تھا وہاں ایک کافی بڑا سوراخ تھا اور یہ سوراخ اس ٹائپ کا تھا جیسے یہاں سے کوئی پتھر گہرائی میں گر گیا ہو اور اس سوراخ کی دوسری طرف ہلکی سی روشنی پانی میں صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہ۔ یہاں سے اندر پہنچا جا سکتا ہے"...... میجر پرمود نے سوراخ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پیر میں موجود غوطہ خوری کے جوتے اتار کر اپنا وہ پیر اس سوراخ میں اندر کر کے پیر کو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو پانی میں بلبلے سے اٹھے اور اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ اندر کسی خلا میں پہنچ گئی۔ اس نے تیزی سے پیر واپس کھینچا اور پھر پہلے سے ساتھ والی جگہ پیر رکھ کر اس نے ایک بار پھر پیر کو جھٹکا دیا تو اس بار پیر خاصا اندر چلا گیا۔ میجر پرمود نے اسے جسم کو تیزی سے موڑا اور پھر پیر باہر کھینچ کر اس نے غوطہ خوری والا مخصوص جوتا پہن لیا تاکہ آسانی سے تیر سکے۔ اب اس جگہ پر اتنا بڑا سوراخ ہو چکا تھا جس سے ایک آدمی سمٹ کر اندر جا سکے۔ البتہ پانی اندر جانے لگ گیا تھا۔

"آؤ"...... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ تیرتا ہوا اس سوراخ میں اندر کی طرف گھستا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ چھپاکے سے کسی گہرائی میں پانی کے اندر جا گرا لیکن چونکہ اس کے جسم پر غوطہ خوری کا جدید ترین لباس موجود تھا اس لئے اسے کوئی چوٹ نہ لگی۔ اسی لمحے اس کے پیچھے کیپٹن توفیق اور اس کے پیچھے کیپٹن طارق بھی اندر آ گئے۔

یہ ایک چھوٹا سا کنواں تھا جس میں اب لبالب پانی بھر گیا تھا اور چونکہ پورا کنواں لبالب بھر گیا تھا اس لئے اب باہر سے پانی اندر نہ آ رہا تھا۔ میجر پرمود کنٹوپ میں موجود ٹارچ کی مدد سے اس کنویں میں گھومتا ہوا اسے چیک کرتا رہا لیکن کنویں میں سوائے دیواروں کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔

"باس۔ اس کی تہہ میں راستہ ہے"...... اچانک کیپٹن طارق کی آواز سنائی دی تو میجر پرمود تیزی سے گہرائی میں اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واقعی ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں ایک بہت بڑا پائپ دیوار میں موجود تھا لیکن اس کا منہ کسی دھات کے ٹکڑے سے باقاعدہ بند کر دیا گیا تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے یہ کنواں باقاعدہ کسی کام آتا تھا لیکن پھر اس سے کام لینا ترک کر دیا گیا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس باس۔ اگر ہم اس پائپ کا دہانہ کھول لیں تو ہم اس پائپ کے ذریعے آسانی سے لیبارٹری میں پہنچ سکتے ہیں"...... کیپٹن توفیق کی آواز سنائی دی۔

"لیکن کس طرح کھولیں۔ یہ تو باقاعدہ ویلڈ شدہ لگتا ہے"۔ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں اگر پانی نہ ہوتا تو میری جیب میں مشین پسٹل موجود ہے میں اس پر فائرنگ کر دیتا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی موٹائی زیادہ

نہیں ہوگی‘‘...... کیپٹن توفیق نے جواب دیا۔

’’یہاں تمہارا مشین پسٹل کام نہیں دے سکتا‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’تو اب کیا کیا جائے۔ راستہ تو بہت اچھا مل گیا ہے‘‘...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

’’ایک کام ہو سکتا ہے‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد میجر پرمود نے کہا۔

’’وہ کیا باس‘‘...... اس بار اس کے کانوں میں کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں کی بیک وقت آواز پڑی۔

’’مشین پسٹل کے دستے سے اسے توڑا جا سکتا ہے‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’ٹھیک ہے باس۔ میں کوشش کرتا ہوں‘‘...... کیپٹن توفیق نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے غوطہ خوری کے لباس کی سائیڈ پر مخصوص زپ کو کھولا اور اندر ہاتھ ڈال دیا اور پھر جب اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری مشین پسٹل موجود تھا۔ پانی میں آ جانے کی وجہ سے ظاہر ہے اب وہ فائر تو نہیں کر سکتا تھا لیکن اسے بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکتا تھا اور پھر واقعی کیپٹن توفیق نے اسے ہتھوڑے کے سے انداز میں پائپ کے منہ پر مارنا شروع کر دیا لیکن پائپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

’’کناروں پر مارو۔ کناروں پر‘‘...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن

توفیق نے کناروں پر مارنا شروع کر دیا اور پھر اس بار تیسری یا چوتھی ضرب پر وہاں سے کنارہ ٹوٹ گیا تو کیپٹن توفیق میں جیسے قوت اور جوش دوگنا ہو گیا۔ اس نے اب پوری قوت سے کناروں پر مشین پسٹل کا دستہ مارنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اسے کامیابی ملنا شروع ہو گئی۔ پائپ کے اندر موجود دھات کا ڈھکن پائپ کے کناروں سے ٹوٹتا چلا گیا۔

’’باس۔ پائپ کا منہ کھلتے ہی پانی اندر جانا شروع ہو چکا ہے‘‘۔ کیپٹن طارق کی آواز سنائی دی۔

’’ہاں۔ لیکن کوئی راستہ تو مل جائے گا اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا‘‘...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی پائپ کا منہ پوری طرح کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی پانی تیزی سے اندر داخل ہونے لگا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی اس لئے رک گئے کہ پانی پوری طرح پائپ میں بھر جائے اور پھر وہ اندر جائیں گے تاکہ تیرتے ہوئے آگے بڑھ سکیں لیکن چند لمحوں بعد پانی اندر جانا بند ہو گیا تو وہ سب چونک پڑے۔

’’اس کا مطلب ہے کہ یہ پائپ آگے جا کر اوپر کو بلند ہو گیا ہے اس لئے مزید پانی اندر جانا بند ہو گیا ہے‘‘...... میجر پرمود نے کہا۔

’’پھر تو باس اس پائپ کے ذریعے اندر سے کوئی چیز اس پائپ میں پھینکی جا سکتی ہو گی‘‘...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال آؤ"...... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ اس چوڑے پائپ کے منہ میں داخل ہوگیا۔ یہاں چونکہ پانی بھرا ہوا تھا اس لئے وہ پانی کے اندر تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا لیکن واقعی تھوڑا سا آگے جانے کے بعد پائپ اوپر کو بلند ہوگیا تھا اور پھر پانی بھی یہاں پہنچ کر ختم ہوگیا تھا اس لئے میجر پرمود رک گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا کیونکہ اس کے بعد آگے پانی تھا ہی نہیں۔ اس کے ساتھیوں نے بھی غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے۔

"پائپ میں آگے بڑھنا بے حد مشکل ہوگا اس لئے پوری طرح احتیاط کرنا"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ہمیں پائپ کے اندر سے اوپر چڑھنے کی ٹریننگ ہے باس"۔ کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود مسکرا دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے اور واقعی ٹریننگ کی وجہ سے اس پائپ کے ذریعے اوپر جا رہے تھے ورنہ شاید وہ پھسل کر نیچے گر جاتے۔ تھوڑی دیر بعد میجر پرمود کا سر پائپ کے دوسرے دہانے سے باہر آ گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں ہے جو گول تھا۔ میجر پرمود پائپ سے نکل کر اوپر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق بھی پائپ سے باہر آ گئے۔ کمرے کے دائیں ہاتھ پر دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا جو بند تھا۔ میجر پرمود نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے

دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ میجر پرمود نے ایک نظر اس راہداری میں ڈالی اور پھر اپنے ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ اس راہداری میں داخل ہوا اور دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے کہ اچانک سائیڈ دیوار سے سفید رنگ کی گیس کا بھپکا سا نکلا اور اس کے ساتھ ہی دوڑتا ہوا میجر پرمود بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا منہ کے بل نیچے گر گیا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ مشین پسٹل پہلے ہی اچانک گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور پھر اس کے ذہن پر تاریکی نے مکمل طور پر قبضہ جما لیا۔

رونالڈ لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک نوجوان تھا۔ وہ باقاعدہ
تربیت یافتہ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سیکورٹی کی سائنسی مشینری
کا بھی ماہر تھا۔ وہ فیکٹری کا اندرونی سیکورٹی انچارج تھا۔ گو یہ فیکٹری
ایسے انداز میں بنائی گئی تھی کہ باہر سے کسی طرح بھی اس فیکٹری
میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ یہاں تقریباً دو ماہ کے لئے پانی اور ہوا
کے ایسے انتظامات کئے گئے تھے کہ دو ماہ تک اندر موجود افراد کو نہ
ہی باہر سے پانی حاصل کرنے اور نہ ہی تازہ ہوا کی ضرورت تھی لیکن
اس کے باوجود رونالڈ نے اپنی فیکٹری کے اندر ایسے سائنسی آلات
اس انداز میں نصب کر رکھے تھے کہ اگر کوئی آدمی اندر داخل ہو بھی
جاتا تو اسے انتہائی آسانی سے چیک کر کے ہلاک کیا جا سکتا تھا۔
رونالڈ کا آفس فیکٹری سے علیحدہ تھا۔ اس کے آفس اور فیکٹری کے

درمیان کوئی رابطہ نہ تھا۔ وہ بھی فیکٹری کے انچارج ڈاکٹر گلین سے
صرف فون پر ہی رابطہ کر سکتا تھا اور اس طرح ڈاکٹر گلین اگر چاہتا تو
فون پر ہی اس سے رابطہ کرتا تھا۔ البتہ رونالڈ نے یہاں سیٹلائٹ ٹی
وی کا خصوصی انتظام کر رکھا تھا تاکہ فارغ اوقات میں وہ اطمینان
سے بیٹھ کر دنیا بھر کے چینلز ٹی وی پر دیکھ سکے۔ اس معلوم تھا کہ جو
ہاٹ ویپن اس فیکٹری میں تیار ہو رہا ہے وہ مکمل ہو جانے کے بعد
جب پوری دنیا کے مسلم ممالک میں استعمال کیا جائے گا تو پوری دنیا
کے اربوں مسلمان جل کر راکھ ہو جائیں گے اور پوری دنیا پر
یہودیوں کی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے گی اس لئے
اسے بھی یقین تھا کہ اسے بھی کسی ملک میں کوئی بہت بڑا عہدہ مل
جائے گا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا سامنے موجود مشین کی
سکرین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ سکرین پر جزیرے کا بالائی منظر آ رہا
تھا جہاں ہر طرف جزیرہ اجڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ درختوں کے ٹکڑے اڑ
گئے تھے۔ جگہ جگہ پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور گہرے
گڑھے نظر آ رہے تھے۔ اس نے ڈاکٹر گلین سے کہہ کر ایئر فورس
سے اوپر بمباری کرائی تھی اور بمباری کرنے والے طیارے یہاں
بمباری کر کے ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس چلے گئے تھے۔ اسے یقین
تھا کہ اس بمباری کی وجہ سے اوپر موجود ایشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے
ہوں گے کیونکہ جزیرے پر موجود عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی۔
اس بمباری کا اصل ہدف ہی عمارت تھی۔ گو اس بمباری کی وجہ سے

جزیرے کے اوپر تمام تنصیبات تباہ ہو گئی تھیں لیکن سیٹلائٹ کے ذریعے وہ ایک مخصوص آلے کی مدد سے نیچے اپنے آفس میں بیٹھا اس بمباری کا نتیجہ سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ گو اسے یقین تھا کہ اس بمباری کے بعد کسی کے بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ طیاروں نے نہ صرف جزیرے پر بلکہ جزیرے کے چاروں طرف سمندر میں بھی بمباری کی تھی اس لئے اگر یہ ایجنٹ سمندر میں اتر گئے ہوں گے تب بھی وہ یقیناً ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ جزیرے کی بالائی سطح پر کوئی ذی روح اسے نظر نہ آ رہا تھا۔ اس نے مشین آف کرنے کا سوچا ہی تھا کہ اچانک وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے ایک طرف سے ایک آدمی کو کنارے پر چڑھتے دیکھا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین افراد ایک دوسرے کے پیچھے اوپر پہنچ گئے۔

"حیرت ہے۔ یہ کہاں چھپے ہوئے تھے"...... رونالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی آنکھیں ایک بار پھر یہ دیکھ کر پھٹ گئیں کہ دوسرے کنارے سے بھی پانچ افراد اوپر پہنچ گئے تھے۔ ان دونوں گروپس میں ایک ایک عورت بھی شامل تھی۔ پہلے گروپ میں ایک عورت اور دو مرد تھے جبکہ دوسرے گروپ میں ایک عورت اور چار مرد تھے اور پھر وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے لیکن ان کی آوازیں اسے سنائی نہ دے رہی تھیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ تیسرا گروپ ہلاک ہو گیا ہے ورنہ اب تک وہ بھی نظر آ جاتا۔ بہرحال یہ دونوں گروپس بھی کیا کر سکتے ہیں۔ یہیں بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔ رونالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین آف کر دی کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے اب ان بے بس لوگوں کو دیکھتے رہنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کا رخ موڑا اور پھر میز پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے سامنے پڑا ہوا ٹی وی آن کیا اور پھر اس پر اپنا پسندیدہ چینل لگا کر وہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی اسے ٹی وی دیکھتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی رونالڈ اس طرح کرسی سے اچھلا کہ کرسی سمیت نیچے گرنے سے بال بال بچا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ ایس ٹی ہارن کیوں بجا ہے"...... اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آف کیا اور پھر ریموٹ کنٹرول رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین جس کے اوپر سکرین تھی کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں تک سکرین پر جھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر اچانک ایک منظر سکرین پر نظر آنے لگا اور رونالڈ اس منظر کو اس طرح آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کیونکہ سکرین پر ایک راہداری

میں اسے تین افراد بے ہوش پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ میری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے"...... رونالڈ نے دونوں ہاتھوں سے بے اختیار اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا لیکن آنکھیں ملنے کے بعد بھی جب اسے سکرین پر وہی منظر نظر آیا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"حیرت انگیز۔ یہ تو اس صدی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ ہے کہ یہ تین آدمی اندر داخل ہو گئے بغیر کسی راستے کے"...... رونالڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس راہداری میں پہنچ گیا جہاں واقعی تین افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

"یہ تو واقعی یہاں ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ شاید مشین میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے"...... رونالڈ نے جھک کر ایک آدمی کو باقاعدہ ہاتھ لگا کر چیک کرتے ہوئے کہا اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھ گیا۔ اس کی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر یہ جیتے جاگتے تین افراد کیسے بند لیبارٹری میں داخل ہو گئے۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے راہداری کے بند دروازے کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو دروازہ بند تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر دوڑتا ہوا واپس اپنے آفس میں آیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک مشین پسٹل نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ واپس راہداری میں آ گیا تاکہ ان تینوں کا خاتمہ کر دے لیکن پھر وہ یکلخت ایک خیال کے آنے پر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"انہیں مارنے سے پہلے ان سے وہ راستہ معلوم کرنا چاہیے جس راستے سے یہ یہاں تک آئے ہیں ورنہ ان کے دوسرے ساتھی بھی اس راستے سے اندر داخل ہو سکتے ہیں"...... رونالڈ نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک شیشی نکالی جس سے ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات کو ختم کیا جا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک بیگ نکال کر باہر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے اس نے ہتھکڑیوں کے تین سیٹ نکالے اور انہیں لے کر وہ ایک بار پھر رہداری کی طرف بڑھ گیا۔ مشین پسٹل اس کی جیب میں تھا۔ اس نے راہداری میں پہنچ کر سب سے پہلے ایک ایک کر کے ان تینوں کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالیں اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ان تینوں ہتھکڑیوں کے بٹنوں کو مشین پسٹل کے دستے سے اچھی طرح کوٹ کر چوڑا کر دیا۔ اب یہ ہتھکڑیاں کسی صورت بھی نہ کھولی جا سکتی تھیں اس لئے اب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا کہ اب چاہے یہ جتنے بھی تربیت یافتہ ہوں یہ ہتھکڑیاں نہیں کھول سکتے۔ چنانچہ اس نے جیب سے وہ شیشی نکالی جو اس نے الماری سے اٹھائی تھی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے شیشی کا دہانہ ایک آدمی کی ناک سے لگا دیا پھر یہی کارروائی اس نے باقی دونوں آدمیوں کے ساتھ بھی کی اور پھر شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی

کو جیب میں ڈالا اور مشین پسٹل ہاتھ میں لے کر وہ دیوار سے
پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اب ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر
رہا تھا۔

میجر پرمود کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کے
لئے اپنے جسم کو سمیٹا۔
" تمہارا تعلق کہاں سے ہے"...... اس کے کانوں میں ایک
مردانہ آواز پڑی تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند بے اختیار
چھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔
اس نے دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس راہداری کے فرش پر
پڑا ہوا تھا جہاں وہ بے ہوش ہوئے تھے البتہ اس کے دونوں ہاتھ
اس کے عقب میں کر کے جکڑ دیئے گئے تھے۔ اس نے ٹانگیں سمیٹیں
اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے پشت دیوار سے لگا لی
اور اب اسے سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان نظر آ رہا
تھا جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق

دونوں اس سے پہلے اٹھ کر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ آدمی کیپٹن توفیق سے بات کر رہا تھا لیکن کیپٹن توفیق نے اسے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"تم کون ہو"...... میجر پرمود نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ میجر پرمود کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم لیڈر ہو ان کے"...... اس آدمی نے میجر پرمود کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں"...... میجر پرمود نے اپنی انگلیوں کی مدد سے اپنی کلائیوں میں موجود ہتھکڑی کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم یہ سن لو کہ تمہارے ہاتھوں میں جو ہتھکڑیاں ہیں ان کے بٹن میں نے مشین پسٹل کے دستے سے ٹھونک کر چوڑے کر دیئے ہیں۔ اب انہیں کاٹ کر ہی تمہاری کلائیوں سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے ویسے نہیں اور دوسری بات یہ بھی سن لو کہ میرے ہاتھ میں مشین پسٹل ہے اور اس سے پہلے کہ تم کوئی غلط حرکت کرو مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں ایک لمحے میں تمہیں چاٹ جائیں گی۔ البتہ اگر تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو میں تمہیں زندہ سلامت اوپر جزیرے پر بھجوا سکتا ہوں"...... اس آدمی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم اپنا نام بتاؤ تاکہ بات کرنے میں آسانی ہو سکے۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ ہم تم سے پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار

ہیں"...... میجر پرمود نے جواب دیا۔ ویسے اس دوران اس نے انگلیوں کی مدد سے چیک کر لیا تھا کہ جو کچھ ہتھکڑیوں کے بارے میں یہ آدمی کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

"میرا نام رونالڈ ہے اور میں اس فیکٹری کا سیکورٹی انچارج ہوں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"سیکورٹی انچارج۔ کیا مطلب۔ سیکورٹی انچارج تو جزیرے کے اوپر تھا ہمفرے"...... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ فیکٹری کے اوپر جزیرے کا سیکورٹی انچارج تھا جبکہ میں فیکٹری کے اندر کا سیکورٹی انچارج ہوں۔ فیکٹری کے اندر بھی سیکورٹی کے انتظامات ہیں اور انہی انتظامات کی مدد سے تم یہاں بے ہوش ہوئے ہو ورنہ تو تم میرے سر پر سیدھے آ چڑھتے"...... رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو میجر پرمود بے اختیار چونک پڑا کیونکہ رونالڈ نے میرے کا لفظ استعمال کیا تھا جبکہ اسے ہمارے کا لفظ استعمال کرنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ یہاں اکیلا ہے اور ویسے بھی جس انداز میں انہیں راہداری میں بے ہوش کیا گیا اور پھر اسی راہداری میں ہوش میں لایا گیا تھا اور پھر سوائے اس رونالڈ کے اور کوئی نظر نہ آ رہا تھا اس سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ یہاں ایک آدمی کے علاوہ دوسرا آدمی رکھنے کی شاید ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔

"سنو۔ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم کس راستے سے اور کس طریقے سے فیکٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہو تو میں

تمہیں اس راستے سے واپس زندہ باہر بھجوا دوں گا''...... رونالڈ نے کہا۔

''کیا تمہیں اس راستے کا علم نہیں ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''مجھے تو ابھی تک اس بات پر یقین نہیں آ رہا کہ تم تین جیتے جاگتے آدمی فیکٹری میں داخل ہو گئے ہو۔ اس فیکٹری میں تو باہر سے کوئی روح بھی داخل نہیں ہو سکتی اور تم زندہ داخل ہو گئے''۔ رونالڈ نے جواب دیا تو میجر پرمود نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب معلوم ہوا تھا کہ اس رونالڈ نے اسے زندہ کیوں رکھا تھا اور انہیں ہوش میں کیوں لایا گیا ہے۔

''یہ تو بڑا کھلا راستہ ہے۔ اس راہداری کے آخر میں''...... میجر پرمود نے اس انداز میں بولنا شروع کر دیا جیسے وہ راستے کی پوری تفصیل بتانے جا رہا ہو کہ اچانک اس نے بات روک کر سائیڈ پر موجود کیپٹن طارق کی طرف گردن موڑی جیسے وہ اسے کوئی خاص تنبیہ کرنا چاہتا ہو اور ظاہر ہے اس کے اس انداز کی وجہ سے رونالڈ جو اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا کی گردن بھی ساتھ ہی مڑی اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود نے یکلخت کسی چیتے کی طرح زقند بھری اور پھر اس سے پہلے کہ رونالڈ سنبھلتا یا فائر کھولتا میجر پرمود کے سر کی زور دار ٹکر کھا کر وہ چیختا ہوا اچھل کر فرش پر جا گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل دور جا گرا جبکہ رونالڈ نے نیچے گر کر برق رفتاری سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میجر پرمود کی لات گھومی اور اس کے

ساتھ ہی رونالڈ چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس دوران کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے اور پھر ان تینوں نے رونالڈ کو اس کی کوششوں کے باوجود سنبھلنے اور اٹھ کر کھڑے ہونے کا موقع ہی نہ دیا اور چند لمحوں بعد رونالڈ کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

''تم اس کا خیال رکھو۔ میں آ رہا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس نے اس سارے ایریئے کا راؤنڈ لگا دیا۔ یہ چھوٹا سا ایریا تھا جس میں دو بڑے بڑے کمرے تھے جن میں سے ایک کمرے میں رونالڈ کا آفس بنا ہوا تھا جبکہ دوسرا اس کا بیڈ روم تھا اور میجر پرمود کے اندازے کے مطابق وہاں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ ویسے اس چھوٹے سے ایریا کا کوئی تعلق فیکٹری سے بھی نہ تھا لیکن سب سے پہلے وہ اپنی کلائیوں میں موجود ہتھکڑی سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پھر تلاشی کے دوران اس رونالڈ کے آفس کی الماری میں اسے مکینکل کٹ نظر آ گئی۔ اس نے کٹ کو کھولا تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی کیونکہ اس کٹ میں بجلی سے چلنے والی خودکار آری موجود تھی۔ اس نے یہ آری کٹ سے باہر نکال لی۔ گو یہ سب کچھ کرنے کے لئے اسے اپنے دونوں ہاتھ ٹانگوں کے نیچے سے نکال کر سامنے لانے پڑے تھے اور اس کی وجہ سے اس کے بازو تقریباً مڑ سے گئے تھے اور بازوؤں میں درد کی تیز لہریں دوڑنے لگ گئی تھیں۔ لیکن بہرحال یہ سب کچھ اسے برداشت کرنا تھا۔ اس نے اچھل کر بازو

ٹانگوں کے نیچے سے نکال کر انہیں عقب میں کیا اور پھر سیدھا ہو کر وہ مڑا اور دوڑتا ہوا واپس راہداری میں آ گیا۔ یہاں رونالڈ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا اور کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق دونوں بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"کیپٹن توفیق۔تم میرے ساتھ آؤ اور کیپٹن طارق تم نے اس کا خیال رکھنا ہے۔ اسے مرنا بھی نہیں چاہئے اور ہوش میں بھی نہیں آنا چاہئے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس باس"...... کیپٹن طارق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو میجر پرمود مڑ کر دوبارہ آفس کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن توفیق اس کے پیچھے تھا۔

"یہ بجلی سے چلنے والی آری ہے۔تم نے دونوں ہاتھ ٹانگوں سے نکال کر سامنے لے آنے ہیں اور پھر اس کا پلگ ساکٹ میں لگا کر تم نے اس آری کی مدد سے میری ہتھکڑی کا جوڑ کاٹنا ہے۔ سمجھ گئے ہو"...... میجر پرمود نے کہا۔

"یس سر۔ آپ میری طرف پشت کر کے کھڑے ہو جائیں"۔ کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود نے ویسے ہی کیا اور پھر چند لمحوں بعد اسے آری چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں بازوؤں پر دباؤ پڑنا شروع ہو گیا۔ اسے احساس تھا کہ کیپٹن توفیق کس انداز میں یہ سب کچھ کر رہا ہو گا لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آری چلنا بند ہو گئی۔

"اب آپ زور لگا کر اسے توڑ سکتے ہیں باس ورنہ آپ کی کلائی پر زخم آ سکتا ہے"...... کیپٹن توفیق نے کہا تو میجر پرمود نے اپنے بازوؤں کو زور زور سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔ البتہ کلائیوں میں ہتھکڑیاں ویسے ہی موجود تھیں۔ میجر پرمود نے دونوں ہاتھ سامنے کئے اور پھر اس نے ایک ہاتھ کی انگلی سے دوسرے ہاتھ کی کلائی میں موجود ہتھکڑی کے کٹے ہوئے لاک کو پریس کیا تو کٹاک کی آواز سے ہتھکڑی کھل گئی۔ اس طرح دوسری ہتھکڑی کھول کر اس نے کیپٹن توفیق کے بازوؤں میں موجود ہتھکڑی کو آری سے کاٹا اور پھر خود ہی اس نے اس کی دونوں کلائیوں سے بھی ہتھکڑیاں کھول دیں۔

"اس رونالڈ کو بھی اٹھا لاؤ اور کیپٹن طارق کو بھی ساتھ لے آؤ"...... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ میجر پرمود نے اب آفس ٹیبل کی درازیں کھول کر ان کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن درازوں میں سوائے فحش باتصویر رسالوں کے اور کچھ نہ تھا۔ اسی لمحے کیپٹن توفیق اس رونالڈ کو اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کیپٹن طارق تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں تھے۔

"کیپٹن توفیق۔تم الماری میں موجود رسی نکال کر اس رونالڈ کو کرسی سے باندھ دو میں کیپٹن طارق کے بازو کھول دوں"...... میجر

پرمود نے کہا تو کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن طارق بھی اپنے بازو آزاد کرا چکا تھا جبکہ اس دوران کیپٹن توفیق نے اس رونالڈ کو کرسی پر رسی کی مدد سے باندھ دیا تھا۔

"مشین پسٹل اٹھا لائے ہو وہاں سے"...... میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس"...... کیپٹن توفیق نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس دوران رونالڈ کے جسم میں بھی حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"تم۔ تم کیسے آزاد ہو گئے۔ کیا مطلب۔ کیا تم جادوگر ہو"۔ رونالڈ نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو رونالڈ۔ تمہیں یہاں سے فیکٹری کا راستہ بتانا ہو گا ورنہ تمہارا انتہائی عبرتناک انجام ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ میرا وعدہ ہے کہ اگر تم وہ راستہ بغیر تشدد کے بتا دو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"۔ میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

"راستہ۔ یہاں سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ فیکٹری بالکل علیحدہ ہے۔ یہ پورشن نجانے کس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہاں سے رابطہ صرف فون پر ہی ہو سکتا ہے اور بس"...... رونالڈ نے کہا۔

"یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تم یہاں اکیلے پڑے ہو۔ ایسی صورت میں تمہارے یہاں موجودگی کا کوئی جواز نہیں بنتا اس لئے راستہ یقینی

طور پر ہے اور تمہیں بتانا پڑے گا"...... میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہاں سے کوئی راستہ نہیں ہے"۔ رونالڈ نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی۔ میجر پرمود نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ مار دیا تھا۔

"بولو۔ کہاں ہے راستہ"...... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا تھپڑ رونالڈ کے چہرے پر پڑا اور پھر تو جیسے میجر پرمود نے اس کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی لیکن رونالڈ مسلسل ہی چیختا رہا کہ یہاں سے کوئی راستہ نہیں ہے۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... رونالڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن میجر پرمود نے بغیر کچھ کہے اس مرتبہ الیکٹرک آری سے اس کی انگلیاں کاٹ دیں اور کمرہ رونالڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ بری طرح دائیں بائیں سر مار رہا تھا کہ اچانک اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ میجر پرمود نے آری ہٹائی اور کیپٹن طارق نے اس کے ہاتھ سے آری لے لی۔ میجر پرمود نے رونالڈ کی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو وہ چونک پڑا کیونکہ رونالڈ کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"اوہ۔ میں سمجھا کہ یہ بے ہوش ہوا ہے لیکن یہ تو ختم ہو گیا ہے"...... میجر پرمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

'' باس۔ میرا خیال ہے کہ یہ واقعی سچ بول رہا تھا''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' نہیں۔ یہاں سے راستہ یقیناً ہو گا''...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر راستہ تلاش کرنے کے لئے دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن ہر دیوار ریڈ بلاکس سے بنی ہوئی تھی اور بظاہر اس میں کوئی دروازہ بھی نہ تھا۔

'' اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی اور راستے سے فیکٹری میں داخل ہونا پڑے گا''...... تھوڑی دیر بعد میجر پرمود نے کہا۔

'' راستہ ہی تو نہیں مل رہا باس''...... کیپٹن توفیق نے کہا۔

'' ٹھیک ہے۔ بظاہر تو ہماری تمام جدوجہد ناکام رہی ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ تو اب واپس چلا جائے''...... میجر پرمود نے آخر کار تھک ہار کر کہا تو کیپٹن توفیق اور کیپٹن طارق نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان دونوں کے چہرے بھی مایوسی سے لٹکے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپسی کے لئے اس کے آفس سے نکل کر راہداری کی طرف بڑھنے لگے۔

کرنل فریدی، کیپٹن حمید اور ملیکا کے ساتھ سمندر میں تیرتا ہوا جزیرے کے کنارے کنارے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ان تینوں کے غوطہ خوری کے لباس چونکہ اس کریک میں موجود نہ تھے جہاں انہوں نے اتار کر رکھے تھے اور بمباری کے بعد میجر پرمود اور اس کے دونوں ساتھی بھی مسلسل غائب تھے اس لئے کرنل فریدی کو یقین تھا کہ میجر پرمود خود اپنے دونوں ساتھیوں سمیت غوطہ خوری کے لباس پہن کر واپس بانتو جزیرے پر چلا گیا ہے ورنہ وہ لازماً بمباری کے بعد جزیرے پر نظر آتا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت باہر آ کر سمندر میں اتر گیا تھا تاکہ وہ گہرائی میں جا کر فیکٹری کا راستہ تلاش کر سکے۔ گو عمران نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے لئے غوطہ خوری کے لباس دینے کی آفر کی تھی لیکن کرنل فریدی نے لباس

لینے سے انکار کر دیا تھا۔ البتہ عمران اور کرنل فریدی کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اگر گہرائی میں جا کر کہیں فیکٹری کا کوئی راستہ عمران کو ملتا ہے تو پھر وہ اس کی اطلاع کرنل فریدی کو ضرور دے گا جبکہ کرنل فریدی کنارے کے چاروں طرف گھوم کر کوئی راستہ تلاش کرے گا جس کی انہیں امید تو بے حد کم تھی لیکن بغیر غوطہ خوری کے لباس کے وہ اس قدر گہرائی میں جا کر راستہ تلاش نہ کر سکتے تھے اور دوسروں کے لباس پہننے سے اس نے انکار کر دیا تھا۔ اس وقت بھی کرنل فریدی کیپٹن حمید اور ملیکا کے ساتھ سمندر میں تیرتا ہوا اس جزیرے کے کٹے پھٹے کنارے کو بغور دیکھتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ یکلخت ملیکا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ ان دونوں کے عقب میں تھی۔ اس کی آواز سن کر وہ دونوں تیزی سے مڑے۔

”نیچے گہرائی میں غوطہ خور ہیں۔ یہ تین ہیں اور اوپر کو آ رہے ہیں“...... ملیکا نے کہا تو کرنل فریدی نے دیکھا کہ واقعی کافی گہرائی میں تین غوطہ خور اوپر کو آ رہے ہیں۔ پہلے تو کرنل فریدی سمجھا کہ آنے والے عمران یا اس کے ساتھی ہیں جو اسے کوئی اطلاع دینے آ رہے ہیں لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ آنے والوں میں سے کسی کا قدوقامت عمران اور اس کے ساتھیوں سے نہ ملتا تھا اور پھر چند لمحوں بعد تینوں غوطہ خور سطح پر آ گئے اور آنے والوں نے سروں پر سے کنٹوپ ہٹائے تو کرنل فریدی اور بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ آنے والے میجر پرمود اور اس کے ساتھی تھے۔

”ہم شرمندہ ہیں کرنل صاحب کہ ہم نے آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے غوطہ خوری کے لباس کریک سے اٹھا لئے تھے لیکن ہم نے فیکٹری کے اندر جانے کا راستہ تلاش کر لیا اور ہم اندر پہنچ گئے۔ وہاں فیکٹری کا اندرونی سیکورٹی انچارج رونالڈ موجود تھا“۔ میجر پرمود نے شرمندہ لہجے میں بولنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

”تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے میجر پرمود۔ ویسے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ اندر سے فیکٹری کا راستہ نہ ہو۔ تم یقیناً اسے تلاش کئے بغیر صرف اس رونالڈ کی بات پر یقین کر کے واپس آ گئے ہو“۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم نے کوشش کی ہے لیکن ہم ناکام رہے ہیں۔ اب ہم اس لئے واپس آ رہے تھے کہ آپ کو اس بارے میں تفصیل بتائیں۔ ہم یہ لباس اتار کر آپ کو دیتے ہیں اور ہم ویسے ہی آپ کے ساتھ جائیں گے اور عمران صاحب کہاں ہیں“...... میجر پرمود نے کہا۔

”وہ گہرائی میں چکر لگا کر راستہ تلاش کر رہا ہے لیکن چونکہ ہمارے پاس غوطہ خوری کے لباس نہ تھے اس لئے ہم کنارے کے قریب سے ایسا کوئی راستہ تلاش کر رہے تھے۔ جہاں سے فیکٹری میں داخل ہوا جا سکے بہرحال اتنی دیر تو میں اور میرے ساتھی بھی سانس روک سکتے ہیں کہ ہم تمہارے پیچھے اندر پہنچ جائیں۔ آؤ چلیں“...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کو کیسے اطلاع دی جائے گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

"اسے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خود ہی راستہ تلاش کر لے گا۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہے"...... کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آیئے ہمارے پیچھے اور خاصی آکسیجن پھیپھڑوں میں بھر لیجئے۔ ویسے اگر آپ برا نہ منائیں تو میں اپنا لباس آپ کی ساتھی خاتون کو دے دوں۔ یہ شاید زیادہ طویل وقت تک سانس نہ روک سکے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"نہیں ملیکا تربیت یافتہ ہے۔ آؤ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ بمباری کے بعد چھاتہ بردار فوج یہاں اتار دی جائے"۔ کرنل فریدی نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے کنٹوپ سر پر چڑھایا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی جبکہ کرنل فریدی اوراس کے ساتھیوں نے لمبے لمبے سانس لے کر آکسیجن سینے میں بھری اور اس کے ساتھ ہی وہ سب سمندر کی گہرائی میں غوطے لگا گئے۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کرنل فریدی نے ملیکا کو اپنے سے آگے رکھا ہوا تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ ملیکا سانس نہ لے لے اور پھر واقعی جب وہ اس سوراخ پر پہنچے جہاں سے انہوں نے پائپ میں داخل ہونا تھا تو ملیکا کا جسم پھڑکنے لگا لیکن کرنل فریدی نے اسے بازو سے پکڑا اور پائپ کے

اندر پوری قوت سے دھکیل دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کنویں میں بھرے پانی میں اترتے ہوئے اس راہداری کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جبکہ ملیکا کا جسم پانی کے اندر اس طرح پھڑک رہا تھا جیسے پانی سے باہر مچھلی پھڑکتی ہے لیکن کرنل فریدی اسے دھکیلتا ہوا بہرحال راہداری تک لے آیا اور یہاں پہنچتے ہی ملیکا فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ وہ اس طرح تیز تیز سانس لے رہی تھی جیسے اسے زندگی میں پہلی بار سانس لینے کا موقع مل رہا ہو۔

"میں نے تو آفر کی تھی کرنل صاحب"...... میجر پرمود نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ایسے ہی تجربات انسان کو کندن بناتے ہیں اور ملیکا کو ان تجربات سے بہرحال گزرنا پڑے گا"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔ وہ خود بھی تیز تیز سانس لے رہے تھے لیکن ان کی حالت اتنی خراب نہ تھی جتنی ملیکا کی تھی جبکہ کیپٹن حمید کا حال کرنل فریدی جیسا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے سانس بحال ہو گئے اور میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے۔

"توبہ۔ اس قدر دباؤ۔ مجھے تو لگتا تھا جیسے ابھی مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑے گی"...... ملیکا نے کہا۔

"تمہیں زیادہ سے زیادہ سانس روکنے کے لئے ابھی مزید پریکٹس کی ضرورت ہے"...... کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ملیکا بہرحال خاتون ہیں کرنل صاحب اور انہوں نے واقعی اس قدر طویل وقت تک سانس روک کر مہارت کا ثبوت دیا ہے"...... میجر پرمود نے ملیکا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ دراصل وہ دل ہی دل میں اس بات پر شرمندہ ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے ملیکا کو اس قدر تکلیف برداشت کرنا پڑی اور کرنل فریدی سے ڈانٹ بھی کھانا پڑی ہے۔

" شکریہ میجر۔ لیکن کرنل فریدی صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ابھی مجھے مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے"...... ملیکا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ آفس میں پہنچ گئے جہاں رونالڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہاں موجود مشین تباہ کر دی گئی تھی اس کے بعد کرنل فریدی نے بھی اپنے طور پر سرتوڑ کوشش کی لیکن واقعی سوائے ریڈ بلاکس کی دیوار کے وہاں سے فیکٹری کا کوئی راستہ نہ تھا۔

" یہاں واقعی کوئی راستہ نہیں ہے۔ حیرت ہے۔ پھر اس ایریئے کو علیحدہ تعمیر کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... کرنل فریدی نے کہا۔

" جہاں تک میں سمجھتا ہوں کرنل صاحب۔ یہ فیکٹری پہلے ایکریمین حکومت نے کسی خاص مقصد کے لئے بنائی تھی۔ اس خاص مقصد میں اس کی تعمیر کی بھی ضرورت محسوس ہوئی ہو گی"...... میجر پرمود نے کہا۔

" ویسے آج تک میں نے جتنی بھی فیکٹریوں کے نقشے دیکھے ہیں یا فیکٹریاں دیکھی ہیں کسی میں بھی اس ٹائپ کا علیحدہ ایریا نہیں تھا"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" کرنل صاحب۔ میرا خیال ہے کہ میں نے راستہ تلاش کر لیا ہے"...... اچانک خاموش کھڑی ملیکا نے کہا تو کرنل فریدی کے ساتھ ساتھ کیپٹن حمید، میجر پرمود اور اس کے دونوں ساتھی بھی چونک پڑے۔

" کہاں ہے راستہ"...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

" جس کنویں میں پانی بھرا ہوا ہے اور جس میں وہ پائپ ختم ہو رہا ہے اس کنویں سے راستہ جاتا ہو گا"...... ملیکا نے کہا۔

" ہو گا سے مطلب ہے کہ تمہارا صرف اندازہ ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لیکن یہ اندازہ ٹھوس دلائل پر مبنی ہے"...... ملیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مس ملیکا۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ آپ پلیز کھل کر بات کریں"...... میجر پرمود نے کہا۔

" کنویں کی تہہ سپاٹ نہیں ہے۔ اس کے اندر باقاعدہ ایک ابھرا ہوا سرکل موجود ہے اور اس سرکل کے اندر تہہ مزید گہرائی میں ہے اس کا مطلب ہے کہ اس سرکل کے درمیان سے وہ راستہ کسی بھی انداز میں کھل سکتا ہے"...... ملیکا نے کہا۔

"لیکن اس کی گہرائی تو بہت معمولی سی ہے۔ راستہ ہوتا تو زیادہ گہرائی ہوتی"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ملیکا درست کہہ رہی ہے۔ واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے کہ میں نے اسے غور سے نہیں دیکھا۔ آؤ"...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"وہاں تو پانی بھرا ہوا ہے اس لئے غوطہ خوری کے لباس پہنے بغیر ہم وہاں داخل بھی نہیں ہو سکتے"...... میجر پرمود نے کہا۔

"پہلے صرف میں جاؤں گا"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے راہداری میں پڑا ہوا غوطہ خوری کا ایک لباس اٹھایا اور پہن لیا۔ باقی دو لباس وہیں پڑے تھے۔

"میں بھی آ رہا ہوں"...... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرا لباس اٹھا کر پہننا شروع کر دیا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آ جاؤں"...... ملیکا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بھی آ جاؤ"...... کرنل فریدی نے کہا تو اس نے بھی تیسرا لباس اٹھا کر پہن لیا۔

"فالتو میں ہی رہ گیا ہوں"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا کیونکہ وہ لباس پہن کر آگے بڑھ گئے تھے۔ میجر پرمود کے دونوں ساتھی بھی یہاں موجود تھے۔ کرنل فریدی، میجر پرمود اور ملیکا تینوں تھوڑی دیر بعد اس کنویں میں موجود تھے۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں ہی کنویں

کی تہہ کا جائزہ لینے میں مصروف تھے جبکہ ملیکا خاموش کنویں کے پانی میں دیوار سے لگی تیر رہی تھی۔

"یہ دیکھیں کرنل صاحب۔ یہ جگہ نرم ہے"...... اچانک ملیکا کے کانوں میں میجر پرمود کی آواز پڑی۔ کنٹوپ میں موجود ٹرانسمیٹر کی وجہ سے وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہی تھی۔

"ہاں۔ ہے تو سہی۔ لیکن"...... کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر کافی دیر تک وہ اس جگہ پر مختلف انداز میں زور آزمائی کرتے رہے لیکن کوئی راستہ سامنے نہ آیا۔ کنویں کی دیواروں کو بھی چیک کیا گیا حتیٰ کہ پائپ کو بھی اندر سے چیک کیا گیا لیکن باوجود سرتوڑ کوششوں کے راستہ ٹریس نہ ہو سکا۔ اس دوران ملیکا کنویں کی دیوار کے ساتھ لگی تیر رہی تھی اور کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں کی جدوجہد کو دیکھ رہی تھی۔ البتہ وہ ساتھ ساتھ دل ہی دل میں دعائیں بھی مانگ رہی تھی کہ راستہ مل جائے تاکہ اس کی بات سچ ثابت ہو لیکن جب کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں نے ناکامی کا اعلان کیا تو اس کا دل بیٹھ گیا اور اسی جھٹکے سے اس کا جسم ایک لمحے کے لئے لڑکھڑایا اور دیوار سے ٹکرانے لگا تو اس نے بے اختیار ہاتھ دیوار پر رکھا ہی تھا کہ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کے اوپر چھت کے قریب ایک خاصا بڑا راستہ نمودار ہو گیا۔ گڑگڑاہٹ کی آوازیں سن کر میجر پرمود اور کرنل فریدی دونوں تیزی سے اس کی

طرف بڑھے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ راستہ"...... میجر پرمود نے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ یہ واقعی راستہ ہے۔ ملیکا کیا یہ تم نے کھولا ہے"۔ کرنل فریدی کی آواز ملیکا کے کانوں میں پڑی۔

"بس اتفاق سے ایسا ہوا ہے۔ میں نے دیوار پر ہاتھ رکھا تو گڑگڑاہٹ سے یہ راستہ کھل گیا"...... ملیکا نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے وہ تینوں ہی اس راستے کے دہانے پر پہنچ گئے۔ دہانے سے آگے سرنگ نما راستہ اوپر کو جا رہا تھا اس لئے اس کے اندر پانی موجود نہ تھا۔ کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر وہ اس راستے میں داخل ہو گیا۔ اس نے سر سے کنٹوپ اتار دیا تھا۔ اس کے بعد میجر پرمود اندر داخل ہوا اور وہ دونوں کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے تو ان کے پیچھے ملیکا اندر داخل ہوئی۔ راستہ تھوڑا سا اوپر جانے کے بعد سیدھا ہو گیا تھا اور مزید تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے پر ختم ہو گیا۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی کرنل فریدی اور میجر پرمود دونوں بے اختیار اٹھ کھڑے ہو گئے اور پھر انہوں نے غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے۔ ان کے پیچھے آنے والی ملیکا نے بھی ان کی پیروی کی۔ کمرے کی سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا جو بند تھا۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر اسے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا

گیا۔ دوسری طرف ایک تنگ سی راہداری تھی۔ اس پورے ایریا میں روشنی اور تازہ ہوا کا شاید کوئی خفیہ انتظام کیا گیا تھا کہ انہیں نہ صرف ہر چیز نظر آ رہی تھی بلکہ انہیں باقاعدہ تازہ ہوا بھی مل رہی تھی۔ اس راہداری کا اختتام ایک بڑے ہال نما کمرے میں ہوا لیکن کرنل فریدی اور میجر پرمود یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ ہال کمرے میں خالی باکسز پڑے ہوئے تھے۔ ایسے باکسز جن میں انتہائی قیمتی مشینری پیک کی جاتی ہے لیکن ہال کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ صرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ وہ ہال میں داخل ہو کر راستہ تلاش کرتے رہے لیکن باوجود کوشش کے کوئی راستہ چیک نہ ہو سکا۔

"راستہ تو بہرحال ہے کیونکہ اتنے بڑے بڑے باکسز اس راستے سے تو نہیں لائے جا سکتے جس راستے سے ہم آئے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن راستہ ہمیں نہیں مل رہا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ مس ملیکا خفیہ راستہ تلاش کرنے کی ماہر ہیں"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی بھی مسکرا دیا۔

"میں کیا اور آپ کے سامنے میری حیثیت کیا۔ وہ تو بس اتفاق سے راستہ سامنے آ گیا تھا"...... ملیکا نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"یہ اتفاق اب بھی تو ہو سکتا ہے مس ملیکا"...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے سامان ہٹانا ہوگا پھر ہی راستہ سامنے آئے گا۔ یقیناً یہاں سے راستہ فرش میں ہی ہوگا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تو پھر پیچھے موجود اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لیتے ہیں"...... میجر پرمود نے کہا۔

"ملیکا تم دو غوطہ خوری کے لباس لے جاؤ اور دو دو کر کے انہیں یہاں لے آؤ"...... کرنل فریدی نے کہا تو ملیکا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واپس مڑ گئی۔

"یہ فیکٹری تو پوری بھول بھلیاں ہیں کرنل صاحب"...... میجر پرمود نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو وہ مطمئن تھے کہ ہم جزیرے پر بھی پہنچ جائیں تب بھی اس فیکٹری تک نہیں پہنچ سکیں گے"...... کرنل فریدی نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید اور کیپٹن توفیق وہاں پہنچ گئے۔ ملیکا ایک بار پھر واپس چلی گئی تھی تاکہ میجر پرمود کے ساتھی کیپٹن طارق کو لے آئے۔ اس بار غوطہ خوری کا صرف ایک لباس وہ ساتھ لے گئی تھی اور مزید کچھ دیر بعد ملیکا اور کیپٹن طارق بھی وہاں پہنچ گئے۔

"یہاں موجود سارا سامان ہٹاؤ"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر ان سب نے مل کر وہاں موجود کاٹھ کباڑ ہٹانا شروع کر دیا۔ سامان ہٹانے کے باوجود انہوں نے پوری کوشش کر ڈالی مگر کہیں کوئی راستہ نہ مل سکا تو ان سب کے چہرے ایک بار پھر لٹک گئے مگر اسی لمحے

کرنل فریدی کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ یقیناً عمران کی کال ہو گی"...... کرنل فریدی نے کہا اور اندرونی جیب سے اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کالنگ۔ اوور"...... عمران کا لہجہ اس طرح شگفتہ تھا جس طرح عام حالات میں ہوتا ہے۔

"یس۔ ہارڈ سٹون بول رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل فریدی نے اپنے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت ایک کریک میں موجود ہوں۔ میں نے پورے جزیرے کی ایک ایک اینٹ چیک کر لی ہے۔ کھل جا سم سم بھی کئی بار پڑھ ڈالا ہے لیکن فیکٹری تو فیکٹری اس سے نکلنے والی کسی گیس کی بو تک نہیں سونگھ سکا۔ اوور"...... عمران نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جبکہ میجر پرمود نے ایک راستہ تلاش کر لیا ہے۔ لیکن آگے جا کر وہ راستہ بھی بند ہو گیا ہے۔ اوور"...... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آپ نے اسے سامان ہٹانے کا مشورہ تو اچھا دیا تھا لیکن میجر پرمود ڈی ایجنٹ ہے۔ وہ ناک کی سیدھ میں کام کرتا ہے اس لئے جو کچھ ہو رہا ہے اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اوور"۔ عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی کے ساتھ ساتھ میجر پرمود اور وہاں موجود سب لوگ بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا تم ہمیں سکرین پر دیکھ رہے ہو۔ اوور"...... کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں بلکہ اپنے کانوں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ اس سٹور کے دائیں ہاتھ والی دیوار کے درمیان ایک ابھری ہوئی اینٹ پر ہاتھ ماریں تو راستہ کھل جائے گا اور پھر آ ملیں گے سینۂ چاکانِ چمن سے سینۂ چاک۔اوور"...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا جبکہ اس دوران میجر پرمود تیزی سے دائیں ہاتھ پر موجود دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ عمران کیا جادوگر ہے"...... ملیکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جادوگر تو ہے لیکن احمق جادوگر ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ اب ایک چوڑی راہداری دوسری طرف نظر آ رہی تھی جو آگے جا کر مڑ گئی تھی اور اس راہداری میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔

"تم یہاں کیسے پہنچ گئے ہو اور فیکٹری کا راستہ کہاں ہے"۔ کرنل

فریدی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ راستہ فیکٹری سے علیحدہ ہے اور جزیرے کی دوسری طرف یہ راہداری جا کر ایک کریک میں ختم ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کریک کو چیک کیا تو یہ راستہ مل گیا۔ پھر ہم اس راستے سے یہاں پہنچے تو ہمیں دیوار کی دوسری طرف سے آپ کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے دیوار سے کان لگا دیئے تو آپ ملیکا کو واپس جانے اور دوسرے ساتھیوں کو لے آنے کا کہہ رہے تھے۔ پھر میں آپ کی باتیں سنتا رہا۔ میں نے دیوار کو چیک کیا اور پھر اس کے کھلنے کا سسٹم بھی تلاش کر لیا لیکن یہ سسٹم آپ کی طرف سے کام کرتا تھا اس لئے میں نے آپ سے کہا کہ ادھر سے راستہ کھولیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کرنل صاحب کہ ہم تینوں گروپس یہاں اکٹھے ہو گئے مگر فیکٹری پھر بھی ہمارے سامنے نہیں آ سکی"...... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ فیکٹری انتہائی حیرت انگیز انداز میں ڈیزائن کی گئی ہے ایسے راستے اور بھول بھلیاں میں نے آج سے پہلے کسی فیکٹری میں نہیں دیکھیں۔ ویسے جس انداز میں فیکٹری بنائی گئی ہے اس انداز میں فیکٹری اس وقت ہی بنائی جاتی ہے جب تابکاری اثرات کو پھیلنے سے روکنا ہو"...... کرنل فریدی نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہاں ہاٹ ویپن تیار ہو رہا ہے اس لئے یہ سب کچھ اس کی

ہیٹ سے بچنے کے لئے بنایا گیا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اب کیا کیا جائے۔ اصل فیکٹری کہاں ہے اور اسے کیسے تلاش کیا جائے''...... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان حالات میں بے حد بے چین ہو رہا ہے جبکہ عمران اور کرنل فریدی دونوں اطمینان بھرے انداز میں کھڑے تھے۔

''میرا خیال ہے کہ ہم واپس بانتو جا کر سپر میگا بموں کا پورا باکس لے آئیں اور اسے یہاں رکھ کر فائر کر دیں اس طرح فیکٹری جہاں بھی ہو گی بہرحال سامنے آ جائے گی''...... اچانک خاموش کھڑے تنویر نے کہا۔

''ان صاحب کی بات درست ہے لیکن ہمیں کافی وقت لگ جائے گا''...... میجر پرمود نے فوراً ہی تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا مزاج تنویر جیسا ہی تھا اور اسی لئے وہ سب سے زیادہ بے چین دکھائی دے رہا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ اب سوائے تنویر کے مشورے پر عمل کرنے کے اور کوئی راستہ بھی نہیں رہا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو۔ میجر پرمود اور اس کے دو ساتھیوں کے پاس تو غوطہ خوری کے لباس نہیں ہیں اس لئے انہیں لباس دینے ہوں گے''...... کرنل فریدی نے بھی اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''وہ بھی ہو جائے گا۔ اس کی فکر مت کریں''...... عمران نے کہا تنویر کا چہرہ کھل اٹھا تھا کیونکہ نہ صرف عمران بلکہ میجر پرمود اور کرنل زیدی نے بھی اس کی تجویز کی تائید کر دی تھی اور واقعی تھا بھی ایسے ہی۔ اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور تجویز سامنے تھی ہی نہیں۔ چنانچہ وہ سب عمران کی رہنمائی میں واپس چل پڑے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ اچانک راہداری کی چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پوری راہداری میں ہر طرف سفید رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران، کرنل زیدی، میجر پرمود اور ان کے سب ساتھی اس طرح فرش پر گر گئے جیسے ان کے جسموں سے توانائی یکلخت بھاپ بن کر اڑ گئی ہو۔ وہ تھے ہوش میں لیکن صرف دیکھ اور سن سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان میں پلک جھپکنے کی قوت بھی باقی نہ رہی تھی۔ دھواں جیسے ہی غائب ہوا راہداری کی چھت میں موجود ایک سوراخ سے تیز روشنی نکل کر ان سب پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی چٹک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک انسانی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

''اب تو یہ بے حس ہو گئے ہیں۔ پڑے رہیں''...... بولنے والا کوئی بوڑھا آدمی تھا۔ اس لئے اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

''پھر بھی ان کا ہلاک ہونا ضروری ہے ڈاکٹر''...... ایک اور آواز سنائی دی لیکن اپنی آواز سے یہ آدمی ادھیڑ عمر معلوم ہوتا تھا۔

''ڈاکٹر روتھر۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اس وقت ہم کس قدر

مصروف ہیں اور کامیابی کے بالکل قریب ہیں۔ تمہارا مطلب ہے کہ ہم یہ سارا کام پیک اپ کر کے انہیں ہلاک کریں اور پھر ہم کام کو دوبارہ ری اوپن کریں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارا کام کئی روز آگے جا پڑے گا۔ ویسے تم فکر مت کرو۔ اب یہ کچھ نہیں کر سکیں گے"...... ڈاکٹر گلین کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چٹک کی آواز دوبارہ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود تینوں واقعی بے بسی کے عالم میں راہداری کے فرش پر پڑے سوچ رہے تھے کہ کیا اس بار یہودیوں کی یہ خوفناک اور گھناؤنی سازش واقعی کامیاب ہو جائے گی۔

ڈاکٹر گلین اپنے آفس میں بیٹھا سکرین پر اپنے ساتھی سائنس دانوں کو کام کرتے نہ صرف دیکھ رہا تھا بلکہ وہ ساتھ ساتھ انہیں ہدایات بھی دیتا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کامیابی اور مسرت کے تاثرات لمحہ بہ لمحہ بڑھتے چلے جا رہے تھے کیونکہ ہاٹ ویپن تیزی سے تکمیل کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اسے اور اس کے ساتھی سائنس دانوں کو معلوم تھا کہ ایشیائی ایجنٹ ان کے خلاف کام کرنے یہاں پہنچ گئے ہیں اور پھر انہوں نے جزیرے کے اوپر والے حصے پر قبضہ بھی کر لیا تھا لیکن فیکٹری کے سیکورٹی انچارج رونالڈ کے کہنے پر اس نے ائیر فورس کے کمانڈر رابرٹ کے ذریعے جزیرے پر خوفناک بمباری کرا دی تھی اور اس طرح تمام ایشیائی ایجنٹ ختم ہو گئے تھے۔ ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ وہ جس فیکٹری میں موجود ہے اس میں

باہر کا کوئی آدمی کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ رونالڈ کا سیکورٹی ایریا بھی یکسر علیحدہ تھا اس لئے وہ اپنے کام میں پوری دلجمعی سے مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر گلین نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈاکٹر گلین نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر روتھر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے ڈاکٹر روتھر"...... ڈاکٹر گلین نے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ ڈاکٹر روتھر اس ٹیم میں شامل نہ تھا جو ہاٹ ویپن پر عملی طور پر کام کر رہے تھے بلکہ اس کے ذمہ تمام مشینری کو درست حالت میں رکھنا تھا۔ اس کا سیکشن علیحدہ تھا جہاں سے وہ کنٹرولنگ مشین کے ذریعے تمام مشینری کو ساتھ ساتھ چیک کرتا رہتا تھا اور اگر کسی مشین میں کوئی خرابی ہو جاتی تو وہ اس کنٹرولنگ مشین کے ذریعے اسے ٹھیک بھی کر دیا کرتا تھا۔ اس طرح کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہوتی تھی اور کام پوری تیزی سے آگے بڑھتا رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر گلین کو اس کی کال آنے پر حیرت ہوئی تھی کیونکہ تمام مشینری درست حالت میں کام کر رہی تھی۔

"ڈاکٹر گلین۔ زیرو پورشن کے دونوں اطراف میں لوگ موجود ہیں اور وہ مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح فیکٹری کا راستہ تلاش کر سکیں"...... ڈاکٹر روتھر کی آواز سنائی دی تو ڈاکٹر گلین بے

اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے ڈاکٹر روتھر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ زیرو پورشن میں لوگ۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ ڈاکٹر گلین نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میرے سیکشن میں زیرو پورشن کو چیک کرنے کی مشین موجود ہے کیونکہ سپلائی پہلے زیرو پورشن میں ہی آتی ہے اور پھر اسے یہاں میرے سیکشن میں لایا جاتا ہے۔ میں نے ویسے ہی اس مشین کو چیک کرنے کے لئے آن کیا تو سکرین پر یہ لوگ نظر آئے ہیں"...... ڈاکٹر روتھر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس حد تک آ گئے ہیں۔ کتنے آدمی ہیں"...... ڈاکٹر گلین نے چیختے ہوئے کہا۔

"کافی تعداد ہے ان کی۔ ابھی یہ زیرو سیکشن کی کراسنگ وال کے دونوں اطراف میں ہیں۔ ایک طرف ایک عورت اور پانچ مرد ہیں جبکہ کراسنگ وال کی دوسری طرف ایک عورت اور چار مرد ہیں۔ دونوں گروپس علیحدہ علیحدہ راستوں سے یہاں پہنچے ہیں"...... ڈاکٹر روتھر نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے سپلائی کے راستے ڈھونڈ نکالے ہیں جبکہ میرا خیال ہے کہ یہ راستے انہیں کسی صورت

نہیں مل سکتے اور ویسے بھی یہ لوگ تو جزیرے کے اوپر موجود تھے جب وہاں خوفناک بمباری ہوئی تھی“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” وہ بچ گئے ہیں تو یہاں موجود ہیں اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ کس قدر سخت جان اور خطرناک ہیں“...... ڈاکٹر روتھر نے جواب دیا۔

” تو اب ان کا کیا کریں۔ ہم یہاں سے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے“...... ڈاکٹر گلین نے کا۔

” میں نے بھی اس پر سوچا ہے ڈاکٹر گلین۔ میرے ذہن میں جو تجویز آئی ہے اس کے ذریعے ان لوگوں کو اسی راہداری میں بے حس کیا جا سکتا ہے“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” اچھا۔ وہ کیسے“...... ڈاکٹر گلین نے حیران ہو کر کہا۔

” یہاں زیرو سیکشن میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ اگر اس سسٹم کو آن کر دیا جائے تو اس میں سے بے حس کر دینے والی انتہائی طاقتور گیس فائر ہو جاتی ہے“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” ٹھیک ہے۔ جلدی سے اس کے انتظامات کرو۔ واقعی یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں“...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا۔

” میں تمام انتظامات کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” او کے“...... ڈاکٹر گلین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے اسے اچانک خیال آیا کہ رونالڈ نے انہیں کیوں نہیں روکا اور ان

کے بارے میں اطلاع کیوں نہیں دی۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو ڈاکٹر گلین نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

” ڈاکٹر روتھر بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ڈاکٹر روتھر کی آواز سنائی دی۔

” ڈاکٹر گلین بول رہا ہوں۔ سیکورٹی انچارج رونالڈ کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ کیا تم اسے چیک کر سکتے ہو“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” سر۔ اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک گروپ اسی راستے سے زیرو سیکشن میں داخل ہوا ہے“...... ڈاکٹر روتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے لوگ ہیں کہ سب کچھ ختم کرتے جا رہے ہیں“...... ڈاکٹر گلین نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

” یس“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” ڈاکٹر روتھر بول رہا ہوں۔ میں نے تمام انتظامات کر دیئے ہیں آپ میرے سیکشن میں آ جائیں تاکہ تمام کارروائی آپ کے

سامنے ہو سکے اور آپ انہیں دیکھ بھی سکیں“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” تم خود ہی ساری کارروائی کر ڈالو۔ میں بے حد مصروف ہوں۔ اب کام اختتام کے قریب پہنچ چکا ہے“...... ڈاکٹر گلین نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور پھر تقریباً مزید آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

” یس“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” ڈاکٹر روتھر بول رہا ہوں جناب۔ میں نے ان سب کو وہیں راہداری میں بے حس کر دیا ہے“...... ڈاکٹر روتھر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

” گڈ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں تمہارے بارے میں شاندار رپورٹ لکھوں گا“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” ان کا ارادہ بے حد خطرناک تھا۔ یہ سپر میگا بموں کا پورا باکس یہاں زیرو سیکشن میں فائر کرنا چاہتے تھے اس طرح تو زیرو سیکشن کا سپلائی والا راستہ خود بخود سامنے آ جاتا“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” اب تو یہ بے حس ہو گئے ہیں۔ پڑے رہیں“...... ڈاکٹر گلین نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔ وہ دراصل ذہنی طور پر پھنسا ہوا تھا جبکہ ڈاکٹر روتھر بات لمبی کئے چلا جا رہا تھا۔

” پھر بھی ان کا ہلاک ہونا ضروری ہے ڈاکٹر“...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” ڈاکٹر روتھر تمہیں معلوم تو ہے کہ اس وقت ہم کس قدر مصروف

ہیں اور کامیابی کے بالکل قریب ہیں۔ تمہارا مطلب ہے کہ ہم یہ سارا کام پیک اپ کر کے انہیں ہلاک کریں او پھر ہم کام کو دوبارہ ری اوپن کریں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارا کام کئی روز آگے جا پڑے گا۔ تم فکر مت کرو اب یہ کچھ نہیں کر سکیں گے“۔ ڈاکٹر گلین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں کوشش کروں“۔ ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” تم یہاں بیٹھے بیٹھے انہیں ہلاک کر سکتے ہو“...... ڈاکٹر گلین نے چونک کر کہا۔

” فوری طور پر تو ایسا نہیں ہو سکتا لیکن ایسا محلول تیار کیا جا سکتا ہے جیسے زیرو سیکشن میں گیس کی طرح فائر کر دیا جائے تو یہ لوگ اسی بے حسی کے عالم میں ہلاک ہو سکتے ہیں“...... ڈاکٹر روتھر نے جواب دیا۔

” ٹھیک ہے جو چاہے کرتے رہو لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہاری وجہ سے مشن کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ پڑی تو تمام تر ذمہ داری تم پر ہو گی“...... ڈاکٹر گلین نے کہا۔

” آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر گلین۔ میں سب سمجھتا ہوں“۔ ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

” او کے۔ پھر میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔ جو چاہے کرتے رہو“...... ڈاکٹر گلین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک بار پھر مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ویسے پہلے کی نسبت اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈاکٹر روتھر درمیانے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا۔ وہ اپنے سیکشن میں دو آدمیوں سمیت موجود تھا۔ دونوں آدمی ایک بڑی مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ڈاکٹر روتھر ایک علیحدہ کمرے میں ایک مستطیل شکل کی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ مشین کے ساتھ ہی فون موجود تھا۔ ڈاکٹر روتھر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''یس ڈاکٹر''...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''راجر۔ صورت حال درست نہیں ہے اور ڈاکٹر گلین میری بات سننے پر تیار نہیں اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ اس صورت حال میں کیا کیا جائے''...... ڈاکٹر روتھر نے آنے والے کو سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ان ایجنٹوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں"...... راجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ گو میں نے انہیں بے حس کر دیا ہے لیکن کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کی موت فوری طور پر واقع ہو جائے۔ مجھے تب ہی اطمینان ہو گا"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"آپ نے ڈاکٹر گلین سے جس محلول کے بارے میں بات کی تھی اس کا کیا ہوا"...... راجر نے کہا۔

"وہ میرے ذہن میں آئیڈیا تھا اس لئے میں نے ڈاکٹر گلین سے بات کر دی لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ اس کا بنیادی عنصر تو ہمارے پاس موجود ہی نہیں ہے اس لئے اس محلول کو تو تیار ہی نہیں کیا جا سکتا"۔ ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"تو اب ایک ہی صورت ہے کہ آپ سپیشل وے کھول دیں۔ میں اور انتھونی جا کر ان بے حس لوگوں کو ہلاک کر دیتے ہیں"۔ راجر نے کہا۔

"کس طرح ہلاک کرو گے۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ اسلحہ تو نہیں ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ مکینیکل باکس سے کوئی ایسی چیز لے جائی جائے جس کی مدد سے انہیں ہلاک کیا جا سکے"...... راجر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس طرح یہ ہلاک نہیں ہو سکتے۔ ایک طریقہ ہے تو سہی لیکن اس میں وقت لگے گا"...... ڈاکٹر روتھر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کون سا طریقہ"...... راجر نے چونک کر پوچھا۔

"سیکورٹی ونگ میں ایک خفیہ سیف موجود ہے جس میں انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ وہاں سے اسلحہ حاصل کر کے ان کا خاتمہ پلک جھپکنے میں کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ دس گیارہ افراد کو عام حالات میں ہلاک نہیں کیا جا سکتا"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو پہلے کھلے سمندر میں جانا ہو گا اور پھر وہاں سے سیکورٹی ونگ میں داخل ہونا ہو گا"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس میں کافی وقت لگ جائے گا"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"تو کیا ہوا باس۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ بہرحال یہ ہلاک تو ہو جائیں گے"...... راجر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم یہ کام کرو"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"میں تیار ہوں باس۔ لیکن آپ کو ڈبل وے کھولنا پڑے گا تاکہ میں سمندر میں جا سکوں اور پھر اسلحہ لے کر واپس بھی آ سکوں"...... راجر نے کہا۔

"ایسا کر لیں گے لیکن جس قدر جلد ہو سکے تم نے یہ کام کرنا ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی توقع سے بھی پہلے اسلحہ لے آؤں گا"...... راجر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جاؤ۔ ڈبل وے کے دہانے کے قریب ہی غوطہ خوری کے جدید ترین لباس موجود ہیں۔ میں ڈبل وے کھول دیتا ہوں"...... ڈاکٹر روتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ خفیہ سیف کہاں ہے اور اس کے کھولنے کا کیا طریقہ ہے وہاں سے کیا لانا ہے اور کس طرح کیونکہ یہاں واپسی بھی سمندر کے راستے ہی ہو گی"...... راجر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس سیف میں ہی واٹر پروف تھیلا موجود ہو گا۔ تم نے اس تھیلے میں دو مشین گنیں اور اس کے میگزین ڈال کر لے آنے ہیں۔ سیف کی تفصیل اور اسے کھولنے کا طریقہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں"۔ ڈاکٹر روتھر نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ڈاکٹر روتھر نے تفصیل سے ساری بات راجر کو بتا دی۔

"ٹھیک ہے باس"...... راجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر روتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے تمہیں واپس آنا ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس"...... راجر نے کہا اور واپس مڑ گیا تو ڈاکٹر روتھر نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود مشین پر پڑا ہوا کور ہٹایا اور اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ یہ ڈبل وے کھولنے والی مشین

تھی۔ اسے آپریٹ کرنے کے بعد ڈاکٹر روتھر واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ خطرناک ایجنٹ اگر میرے ہاتھوں ہلاک ہوئے تو ہاٹ ورلڈ اور اسرائیل دونوں میں میرا نام گڈ بک میں آ جائے گا اور پھر مجھے یقیناً کوئی بڑا عہدہ مل جائے گا اور بڑا اعزاز بھی ملے گا"...... ڈاکٹر روتھر نے خود کلامی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب راجر دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تو ڈاکٹر روتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ راجر کے ہاتھ میں ایک بڑا سا تھیلا تھا۔

"کیا ہوا۔ مل گیا اسلحہ"...... ڈاکٹر روتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ دو مشین گنیں اور ان کے کافی تعداد میں میگزین لے آیا ہوں"...... راجر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ بیٹھو۔ میں ڈبل وے کلوز کر لوں"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا اور اٹھ کر دوبارہ اس مشین کی طرف بڑھ گیا جسے اس نے پہلے آپریٹ کیا تھا۔ اب وہ اسے بند کر رہا تھا۔ جب مشین مکمل طور پر بند ہو گئی تو اس نے اس پر کور ڈالا اور واپس آ کر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا تو راجر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"گڈ شو۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ مشین گنیں نکال کر ان میں میگزین فٹ کرو"...... ڈاکٹر روتھر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں باس"...... راجر نے کہا اور اس نے تھیلے کی زپ کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کی مشین گن نکالی اور اسے ڈاکٹر روتھر کی طرف بڑھا دیا۔

"ویسے یہ میری زندگی میں پہلا موقع ہوگا کہ میں اس طرح انسانوں کو ہلاک کروں گا لیکن یہ چونکہ ہمارے دشمن ہیں اس لئے ایسا کرنا ضروری ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے مشین گن اٹھا کر اسے چیک کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک وعدہ کریں کہ جو انعام و اکرام ان کی موت پر آپ کو ملے گا اس میں آپ مجھے بھی شامل کریں گے"...... راجر نے دوسری مشین گن تھیلے سے نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہی نہیں انتھونی کو بھی شامل کیا جائے گا"...... ڈاکٹر روتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"انتھونی کو کیوں باس۔ اس نے تو کوئی کام نہیں کیا"...... راجر نے چونک کر کہا۔

"وہ بھی بہرحال ہمارا ساتھی ہے۔ اسے بلاؤ تاکہ میں سپیشل وے کھولوں۔ پھر ہم دونوں زیرو سیکشن میں جائیں گے تو وہ یہاں خیال رکھے گا"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا تو راجر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اس کی نیت ابھی سے خراب ہو رہی ہے۔ اس کا اور انتھونی دونوں کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ وہ لوگ بے حس پڑے ہیں۔ ان پر تو

صرف مشین گن چلانی ہے اور وہ میں اکیلا بھی چلا سکتا ہوں"۔ ڈاکٹر روتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد راجر اور اس کے پیچھے ایک اور آدمی داخل ہوا۔

"یس باس"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"انتھونی۔ پہلے جا کر سپیشل وے کھول دو پھر یہاں آؤ تاکہ میں تمہیں ہدایات دے سکوں"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا۔

"یس باس"...... انتھونی نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا جبکہ راجر اس بار خود ہی سائیڈ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اسے ڈاکٹر روتھر کی اجازت کی ضرورت ہی نہ رہی ہو۔ ڈاکٹر روتھر کے بھینچے ہوئے ہونٹ مزید بھینچ گئے لیکن وہ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد انتھونی واپس آ گیا۔

"سپیشل وے کھل چکا ہے باس"...... انتھونی نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں اور راجر دشمن ایجنٹوں کو ہلاک کرنے جا رہے ہیں۔ تم نے ہماری عدم موجودگی میں یہاں کا خیال رکھنا ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی راجر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یس باس"...... انتھونی نے جواب دیا اور پھر ڈاکٹر روتھر، راجر اور انتھونی تینوں اس کمرے سے نکل کر بڑے ہال میں آ گئے۔

"اوہ۔ راجر تم مشین کو زیرو آپریٹ کرو اور انتھونی تم اس کی مدد کرو"...... ڈاکٹر روتھر نے یکلخت رکتے ہوئے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے باس۔ انتھونی تو یہاں موجود ہے"۔ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو۔ سمجھے"...... ڈاکٹر روتھر نے تیز لہجے میں کہا تو راجر سر ہلاتا ہوا اس بڑی مشین کی طرف مڑ گیا جس پر پہلے انتھونی کام کرتا رہا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس کے مڑتے ہی انتھونی بھی مڑا تو ڈاکٹر روتھر نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی راجر اور انتھونی چیختے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔

"ہونہہ۔ ابھی سے تم لوگوں کی یہ حالت تھی تو بعد میں کیا کرتے تم۔ اب تمام انعام و اکرام میں اکیلا ہی لوں گا"...... ڈاکٹر روتھر نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے فرش پر پڑی ہوئی دوسری مشین گن اٹھائی اور اسے ایک طرف میز پر رکھا اور پھر مڑ کر وہ اس راستے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ زیرو سیکشن پہنچ سکتا تھا یہ مخصوص راستہ تھا اور اسے زیرو سیکشن تک پہنچنے میں دس پندرہ منٹ لگ سکتے تھے لیکن ڈاکٹر روتھر مشین گن ہاتھ میں پکڑے اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ راجر اور انتھونی دونوں پر فائر کھول کر اس کا حوصلہ اب پوری طرح بلند ہو چکا تھا اور اب تو اس نے صرف بے حس پڑے ہوئے لوگوں پر ہی فائر کھولنا تھا اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

دنیا کے تین عظیم ایجنٹ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت راہداری کے فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عظیم ایجنٹوں کی بجائے انتہائی حقیر کینچوے ہوں جو رینگنے کی صلاحیت بھی کھو چکے ہوں۔ عمران کا ذہن کام کر رہا تھا۔ گو اس نے اپنے طور پر اس بے حسی کو ختم کرنے کے لئے سانس روک کر کئی بار اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا اور نجانے کتنا وقت اسی طرح پڑے ہوئے گزر گیا کہ اچانک عمران کے کانوں میں دور سے کسی کے قدموں کی آواز پڑی تو وہ ذہنی طور پر بے اختیار چونک پڑا۔ کوئی آدمی دور سے آ رہا تھا۔ عمران کے چہرے کا رخ اسی طرف تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد راہداری کا موڑ مڑ کر ایک درمیانے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی جس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین مشین گن تھی سامنے آ گیا۔

"تو آخر کار ان ایشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ میرے ہاتھوں سے ہونا مقدر تھا۔ میرے ہاتھوں سے۔ ڈاکٹر روتھر کے ہاتھوں سے"۔ آنے والے نے اونچی آواز میں کہا اور مشین گن سیدھی کر کے اب وہ قدم بہ قدم آگے بڑھنے لگا تھا۔

"اوہ۔ یہ دونوں لڑکیاں تو بڑی جاندار ہیں۔ لیکن اب میں انہیں ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ اس لئے ان کی ہلاکت بھی ضروری ہے"...... ڈاکٹر روتھر نے رک کر غور سے جولیا اور ملیکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اتفاق سے اکٹھی ہی پڑی ہوئی تھیں۔ شاید وہ دونوں اکٹھی چل رہی تھیں جب بے حس کرنے والی گیس فائر کی گئی تھی۔

"اوکے۔ اب انہیں مر جانا چاہئے"...... ڈاکٹر روتھر نے کہا اور پھر مشین گن سیدھی کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی جبکہ عمران کی حالت ایسی تھی کہ وہ واقعی مکمل طور پر بے بس ہو کر رہ گیا تھا اور یہی حالت کرنل فریدی، میجر پرمود اور باقی ساتھیوں کی تھی کہ اچانک کٹاک کی تیز آواز راہداری میں گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر روتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس آواز کے ساتھ ہی یکلخت وہی پہلے جیسی گیس راہداری میں پھیلتی چلی گئی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ ڈاکٹر روتھر مشین گن سمیت یکلخت گھٹنوں کے بل جھکا اور پھر پہلو کے بل فرش پر گر پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ دھواں غائب ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں حرکت

نمودار ہونا شروع ہو گئی ہو۔ گو یہ حرکت بے حد آہستہ تھی لیکن بہرحال حرکت نمودار ہو رہی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس حرکت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور پھر عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اس نے مڑ کر دیکھا تو کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی اس کی طرح اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے جبکہ باقی ساتھی بھی تیزی سے حرکت میں آ رہے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا عمران"...... کرنل فریدی کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"اللہ تعالیٰ کا خاص کرم"...... عمران نے جواب دیا۔ اس کی آواز بھی مدھم سی نکلی تھی لیکن بہرحال الفاظ کرنل فریدی تک پہنچ گئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہی اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ کرنل فریدی اور میجر پرمود سے پہلے عمران اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ بچوں کے سے انداز میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے پڑے ہوئے ڈاکٹر روتھر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین گن ڈاکٹر روتھر کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی تھی۔ عمران نے جھک کر مشین گن اٹھائی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"یہ ڈبل ایکشن کیوں ہوا عمران صاحب۔ یہ آدمی بے ہوش ہو گیا ہے جبکہ ہم سب حرکت میں آ گئے ہیں"...... میجر پرمود کی آواز سنائی دی۔

"میں نے کہا تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے۔ وہ جب کرم کرتا ہے تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ اب مجھے معلوم ہو گیا

ہے ہم پر کون سی گیس فائر کی گئی تھی''...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔

''یہ ساجین گیس ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ درست سمجھے ہیں کرنل صاحب۔ ساجین گیس میں یہی خاصیت ہے کہ وہ انسانی جسم پر ڈبل ری ایکشن کرتی ہے۔ اب ہوا کیا ہے۔ یہ معلوم نہیں۔ بہرحال اب یہ ڈاکٹر روتھر بتائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''یہاں پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لازماً فیکٹری سے راستہ کھول کر یہاں آیا ہے۔ ہم نے مشن مکمل کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر۔ تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ کیا تم ڈاکٹر روتھر کو اٹھا سکتے ہو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر روتھر کو کاندھے پر ڈال لیا اور پھر وہ سب آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک مشین کام کر رہی تھی جبکہ اس مشین کے سامنے موجود سٹول نما کرسی پر ایک آدمی جس کے جسم میں گولیوں کے بے شمار سوراخ تھے اس انداز میں موجود تھا اور اس کا ایک ہاتھ مشین کے اوپر والے حصے کے ایک ہک پر جما ہوا تھا۔ ویسے وہ مردہ تھا جبکہ دوسرا آدمی کچھ فاصلے پر ہلاک ہوا پڑا تھا۔ ان دونوں کو مشین گن سے گولیاں ماری گئی تھیں۔

''اس آدمی نے شدید زخمی حالت میں گیس کو فائر کیا ہے''۔ عمران نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو سٹول پر مردہ پڑا ہوا تھا۔

''ہمیں فیکٹری کو چیک کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے میز پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر اسے چیک کرتے ہوئے کہا۔

''اس ڈاکٹر روتھر کو حرکت میں لانا ہوگا''...... عمران نے کہا جبکہ صفدر نے اس دوران ڈاکٹر روتھر کو ایک خالی کرسی پر ڈال دیا تھا۔

''آؤ کیپٹن حمید۔ ہم چیک کریں''...... کرنل فریدی نے کہا اور سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اور ملیکا اس کے پیچھے تھے جبکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی وہیں خاموش کھڑے تھے۔

''صفدر۔ اس کے منہ میں پانی ڈالو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ کرنل صاحب تو مشن مکمل کر لیں گے۔ آپ کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کرنل صاحب ابھی واپس آ جائیں گے۔ اب مجھے فیکٹری کی طرز تعمیر سمجھ میں آ گئی ہے۔ یہاں ہر سیکشن کو دوسرے سے علیحدہ رکھا گیا ہے۔ درمیان میں خفیہ راستے رکھے گئے ہیں اور فیکٹری اور اس سیکشن کے درمیان خفیہ راستہ یہ ڈاکٹر روتھر بتائے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر جب ڈاکٹر روتھر کے منہ میں پانی ڈالا گیا تو اس کا جسم

حرکت میں آ گیا۔

"یہ۔ یہ اس الو کے پٹھے۔ کمینے مردہ راجر نے یہ کیا حرکت کی ہے کہ گیس فائر کر دی"...... ڈاکٹر روتھر نے ہوش میں آتے ہی یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے اس پر گولیوں کی بارش کر دی۔ اس نے تو صرف گیس ہی فائر کی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ڈاکٹر روتھر کے ساتھ وعدہ کر لیا گیا کہ اس کی زندگی بچ سکتی ہے بشرطیکہ وہ فیکٹری کا راستہ بتا دے تو ڈاکٹر روتھر نے زبان کھول دی۔ اس دوران کرنل فریدی بھی راؤنڈ لگا کر واپس آ گیا تھا۔

"اوکے۔ اسے باندھ دو صفدر"...... عمران نے صفدر کی طرف مڑے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ڈاکٹر روتھر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ یہ فائرنگ کرنل فریدی نے کی تھی۔ عمران تیزی سے مڑا اور مسکرا دیا۔

"جلدی کرو عمران۔ چلو۔ ہم وقت ضائع کر کے ناکام بھی ہو سکتے ہیں"...... کرنل فریدی نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ خفیہ راستہ کھول کر مین فیکٹری میں داخل ہوئے تو ان کے کانوں میں قہقہوں اور وکٹری فار جیوش اور وکٹری فار ہاٹ ورلڈ کے الفاظ پڑے اور پھر وہ سب جیسے ہی ایک ہال کے دروازے پر پہنچے تو وہاں دس کے قریب آدمی

کھڑے مسرت سے اچھل رہے تھے۔

"کیا ہوا ڈاکٹر گلین"...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے مڑے اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہاں کیسے پہنچ گئے"...... ایک بوڑھے نے رک رک کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہم تمہارا ہاٹ ویپن دیکھنے آئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ واقعی مکمل ہو چکا ہے"...... ڈاکٹر گلین نے لاشعوری انداز میں کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ فضا ایک بار پھر مشین گن کی فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ یہ فائرنگ کرنل فریدی نے کی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ڈاکٹر گلین سمیت وہاں موجود تمام افراد ختم ہو چکے تھے۔

"تم انسان نہیں درندے ہو۔ درندے ہو۔ جو اربوں مسلمانوں کو جلا کر راکھ کرنے کے ناپاک مشن میں شامل تھے"...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب یہاں کی مشینری کو چیک کر کے اس کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا تاکہ ہاٹ ویپن کو کولڈ ویپن اور ہاٹ ورلڈ کو کولڈ ورلڈ میں تبدیل کیا جا سکے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں وائرلیس بم لگاؤ اور نکل چلو۔ اس پورے شیطانی جزیرے کو مکمل طور پر تباہ ہونا

چاہئے“...... کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کوئی کام میجر پرمود کو بھی تو کرنے دیں۔ کیوں میجر“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے میجر پرمود سے کہا۔

”ہاں۔ یہ ہمارا کام ہے۔ ہمارے پاس اس کا بندوبست ہے“۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن ہماری واپسی کیسے ہو گی۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی لانچ ہے اور نہ کوئی موٹر بوٹ“...... ملیکا نے کہا۔

”بڑا آسان حل ہے مس ملیکا۔ آپ کو کرنل فریدی کاندھے پر اٹھا لیں گے اور میں مس جولیا کو اور ہم سب اڑتے ہوئے بانتو پہنچ جائیں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیوں بچوں جیسے سوال کرنا شروع کر دیتی ہو تم۔ ٹرانسمیٹر ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کی مدد سے بانتو سے موٹر بوٹ منگوائی جا سکتی ہے“...... کرنل فریدی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ وہ اڑنے والا پروگرام۔ وہ رہ گیا۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تنویر سے بچ کر کسی غیر آباد جزیرے پر جولیا سمیت جاؤں گا“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔